توضیح الدراسة

فی

شرح الحماسة

ابن الحسن عباسی
رفیق شعبہ تصنیف و استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق رض
۴/۴۷۱ شاہ فیصل کالونی۔ کراچی

تَوضیحُ الدِّراسَۃ

فی

شَرحِ الحَماسَۃ

عربی اشعار کی مشہور کتاب دیوانِ حماسہ کے داخلِ نصاب باب
"الحماسہ" کی اردو شرح، جو اشعار کے ترجمہ، پس منظر، مختصر تشریح
الفاظ کی لغوی و صرفی تحقیق اور نحوی ترکیب پر مشتمل ہے

ابن الحسن عباسی
رفیق شعبۂ تصنیف و استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق
4/501 شاہ فیصل کالونی ٥ کراچی
فون: 4594144

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	توضیح الدراسہ شرح حماسہ
نام مؤلف	:	ابن الحسن عباسی
صفحات	:	416
گیارہواں ایڈیشن	:	رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ بمطابق ستمبر 2008ء
قیمت	:	-/200 روپے
ناشر	:	مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی نمبر 4 کراچی
فون:	:	021-4594144-6064322

موبائل: 0334-3432345

اِنتساب

حجاز سے اُٹھنے والے اُس عظیم قافلہ کے نام جس نے عَصرِ جاہلیت کی وحشت اور بربرّیت کو ختم کر کے اخوّت کی فراوانی اور مُحبّت کی جہانگیری کی داغ بیل ڈال کر شاہراہِ حیات کے تھکے مُسافروں کو زندگی کی راہِ تاباں دکھائی۔

ابتدائیہ

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم
(صدر وفاق المدارس و مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی)

باسمہٖ الکریم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دینِ اسلام میں عربی زبان کو جو اہمیت حاصل ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ عربی قرآن وحدیث کی زبان ہے۔ اسلامی علوم کی زبان ہے اور اسلام کے تمام اصل مصادر ومراجع کی زبان ہے، اسلام چونکہ ایک آفاقی دین ہے اس لیے اس کی زبان بھی رنگ ونسل اور وطن وعلاقہ سے بلند ایک آفاقی زبان ہے۔ عربی زبان سے گہری وابستگی اور پوری واقفیت کے بغیر اسلامی علوم میں مہارت اور پختگی حاصل نہیں کی جا سکتی۔

عربی زبان کی اس اہمیت کے پیشِ نظر دینی مدارس کے رائج نصاب میں عربی اَدب کی متنوع کتابیں داخلِ درس ہیں۔ ابتدائی اور درمیانے درجات میں نثر کی منتخب کتابیں داخلِ نصاب ہیں، اس کے بعد عربی اشعار کی بعض بلند پایہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، "دیوانِ حماسہ" اس سلسلے کی آخری کڑی ہے، یہ درحقیقت تیسری صدی کے مشہور شاعر اور ادیب ابوتمام حبیب بن اوس کے مرتب کردہ اس دیوان کا نام ہے جس میں انہوں نے شعرائے عرب کا کلام کھنگالنے کے بعد مختلف اصنافِ سخن کو جمع کیا ہے، ان کے منتخب کردہ اس مجموعہ کی لغوی افادیت پر عرب

کے قدیم وجدید تمام ادیب متفق ہیں۔

ابو تمام کا یہ انتخاب زیادہ تر دَورِ جاہلیت کے کلام پر مشتمل ہے جس کا عام ماحول فخر و غرور، زن و زر کی محبت، قتل و غارتگری اور عصبیت و جاہ پرستی جیسے مکروہ اور متعفن جذبات سے آلودہ ہے اور اسلام کے نظامِ اخلاق کی بلند انسانی قدروں کے بالکل برعکس عہدِ جاہلیت کی تاریک معاشرتی اقدار سے لبریز ہے لیکن دوسری طرف چونکہ یہی وہ عہد ہے جس میں اسلام کا ظہور ہوا، قرآن کا نزول ہوا اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعالمین بن کر مبعوث ہوئے اس لیے قرآن وحدیث کے حقیقی ادراک اور اسلامی تعلیمات کا پس منظر جاننے کے لیے اس دَور کی تہذیب وتمدن اور زبان وثقافت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

علیکم بدیوانکم شعر الجاهلیة، فان
فیه تفسیر کتابکم ومعانی کلامکم،

"اپنے دیوان یعنی اشعار جاہلیت سے تعلق قائم رکھو کیونکہ اس میں تمھاری کتاب کی تفسیر اور تمھارے کلام کے معنی ملتے ہیں"

اس ضرورت کی وجہ سے "حماسہ" جیسی کتابیں نصاب کا جز قرار دی گئی ہیں۔

شعر وادب کی دُنیا میں "حماسہ" کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی عربی زبان میں تقریباً پینتیس ۳۵ شروح لکھی گئی ہیں تاہم اردو زبان میں اس کی شرح کی ضرورت تھی۔ پیش نظر کتاب حماسہ کے داخلِ نصاب حصہ کی اُردو شرح ہے جو جامعہ فاروقیہ کے استاذ مولانا ابن الحسن عباسی سلمہٗ نے لکھی ہے۔

مولانا ابن الحسن عباسی سلمہٗ کو اللہ تعالیٰ نے اس نوعمری میں علمی ادبی صلاحیتوں سے خوب نوازا ہے۔ ٹھوس علمی استعداد کے ساتھ موصوف اُردو، عربی کے بہترین ادیب ہیں۔ کشف الباری عمانی صحیح البخاری (کتاب المغازی) پر آپ کی ترتیب، مراجعت و تعلیق کا کام اہلِ علم سے خراجِ تحسین وصول کر چکا ہے۔ اس سے قبل دیوانِ حماسہ پر مولانا ابن الحسن عباسی نے تعلیق کا کام کیا ہے جس کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔ اب آپ نے اس کی اردو شرح لکھی ہے لیکن اس شرح میں اشعار کا ترجمہ اور مطلب بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ بہت سے قیمتی مباحث کو شرح میں شامل کیا گیا ہے۔

عباسی صاحب نے اس شرح میں اشعار سے پہلے شاعر کا تعارف کرایا ہے پھر اشعار کا پس منظر بیان کیا ہے۔ ترجمہ سلیس، رواں، دِل نشین اور نفیس و خوبصورت اُردو میں کیا ہے۔ مفرد کی جمع، جمع کا مفرد، حسبِ ضرورت نحوی ترکیب، صرفی تعلیل، ابواب اوران کے اختلاف سے پیدا ہونے والے معانی کے اختلاف کا ذکر کیا ہے۔ استشہاد میں قرآنی آیات کو پیش کیا گیا ہے۔

احقر نے جس حد تک اس شرح کا مطالعہ کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یوں تو کمزور استعداد کے طلبہ بھی اس سے بآسانی استفادہ کر سکتے ہیں لیکن مضبوط استعداد کے طالب علم اس کے ذریعہ "دیوانِ حماسہ" کو پڑھانے کی قدرت بھی حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی ادبی استعداد کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔

حضرات اساتذہ کے لیے بھی یہ بہترین تحفہ ہے۔ وہ اس شرح کے ذریعہ اپنے سبق کو پُر کشش، دل نشین بنانے کے ساتھ طلبہ میں ادبی ذوق کے نشوونما کا سلسلہ قائم کر سکتے ہیں۔

ایک بڑی خوبی اس شرح کی یہ ہے کہ یہ بوجھل بالکل نہیں ہے بلکہ ہلکے پھلکے

انداز میں بہت سے فوائد کو اس میں سمویا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے میری دُعا ہے کہ وہ اس کو قبولِ عام عطا فرمائیں اور اس سے اَدبِ عربی کے طلبہ کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق بخشیں اور مصنّف ذی وقار سلمہٗ کے لیے مزید علمی، دینی خدمات کے لیے پیش قدمی اور ترقی کا ذریعہ بنائیں۔ فقط

سلیم اللہ خان

۵/۷/۱۴۱۷ھ - ۱۷/۱۱/۱۹۹۶ء

پیش لفظ

باسمہِ الکریم، حامدًا ومصلیًا

یہ ایک عجیب بات ہے کہ درسِ نظامی میں دیوانِ حماسہ کے داخلِ نصاب حصّہ "بابُ الحماسہ" کی اُردو میں کوئی مکمل شرح نہیں ہے جبکہ یہ ایک طویل عرصہ سے داخلِ نصاب ہے "بابُ الحماسہ" دیوانِ حماسہ کا سب سے بڑا باب ہے جس میں تقریبًا دوسوتیس شعراء کے تیرہ سو سے زائد اشعار کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے والد ماجد حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب رحمۃ اللہ نے "تسهيل الدراسة" کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے اور خوب لکھی ہے۔ لیکن اس میں صرف اشعار کا ترجمہ اُردو میں کیا گیا ہے۔ الفاظ کی تشریح اور اشعار کا پس منظر عربی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر اُن کے ترجمہ کی زبان بھی سو سال پُرانی زبان ہے جس کے بہت سے الفاظ متروک ہو چکے ہیں، اس لئے طلباء اس سے کماحقہٗ استفادہ نہیں کر سکتے ہیں۔

مَیں نے پڑھنے کے زمانے میں "بابُ الحماسہ" کے اشعار کا پس منظر، مختصر تشریح اور ترجمہ لکھا تھا جو اللہ جلّ شانہٗ کے فضل وکرم سے طلبہ میں اس وقت مقبول ہوا۔ دورۂ حدیث سے فارغ ہونے کے بعد اللہ جلّ شانہٗ نے غیب سے اس کی اشاعت کا انتظام فرمایا اور "مطالبِ دیوانِ حماسہ" کے نام سے وہ ترجمہ شائع ہوا، الحمدللہ ترجمہ پسند کیا گیا اور اس کا ایڈیشن تقریبًا ختم ہو گیا۔

اسی وقت سے یہ احساس دامنگیر تھا کہ الفاظ کی تحقیق اور اہلِ شعر ذکر کئے بغیر صرف ترجمہ طلباء کی ضرورت کے لئے کافی نہیں ہے، کئی اساتذہ اور طلباء نے بھی اس پر کام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ میں بوجوہ ——— اپنے اندر اس کام کی ہمت نہیں پا رہا تھا۔ اس لئے عربی ادب کا ذوق رکھنے والے بعض دوسرے اہلِ علم حضرات سے درخواست کی لیکن کوئی بھی مستقل طور پر اس کے لئے تیار نہ ہوا۔

اللہ جل شانہٗ نے اس کی توفیق یوں عطا فرمائی کہ گذشتہ دو سال سے جامعہ فاروقیہ میں اس کتاب کے پڑھانے کا مجھے موقعہ ملا تو میں نے درس کے ساتھ ساتھ اللہ جل شانہٗ کا نام لے کر یہ کام خود شروع کیا جو مکمل ہونے کے بعد آپ کے سامنے ہے اور اس میں مندرجہ ذیل پہلوؤں کا خیال رکھا گیا ہے۔

شاعر کا مختصر تعارف ذکر کرنے کے بعد آنے والے اشعار اگر کسی واقعہ یا مخصوص حالات کے متعلق ہوں تو ان کا پس منظر ذکر کر دیا گیا ہے، اس کے بعد شعر اور ترجمہ ہے۔

ترجمہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ خوبصورت ہو تو لفظی نہ ہوگا۔ لفظی ہو تو خوبصورت نہ ہوگا۔ میں نے سابقہ ترجمہ پر نظر ثانی کی اور کوشش یہ کی کہ لفظوں کے قریب اور سلیس ہو چونکہ حماسہ کے اشعار کے معانی و مطالب عام فہم ہیں۔ اس لئے ہر شعر کا مستقل الگ مطلب بیان کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ مجمل مفہوم کی تصریح کے لئے دورانِ ترجمہ قوسین میں مطلب کا اضافہ کر دیا گیا ہے، البتہ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں مستقل تشریح بھی کر دی گئی ہے

دیوانِ حماسہ چونکہ عربی زبان کی اونچی اور معیاری کتاب ہے، اس لئے اصولاً یہ عربی ادب کے ان منتہی طلباء کے پڑھنے کی ہے، جنھیں عربی زبان کی لغت اور عام محاورے پر عبور حاصل ہو، افعال کے ابواب مصادر اور اسماء کی جموع اور مفردات بتانے کی انہیں ضرورت نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ حماسہ کی تمام عربی شروح نے افعال کے ابواب و مصادر وغیرہ بتانے کا اہتمام نہیں کیا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں مدارس میں یہ کتاب ادبی ذائقہ سے زیادہ لغت کی بنیاد پر داخل نصاب ہے۔ دوسری طرف ہمارے عام طلباء عربی زبان میں استعداد کے اس اونچے معیار پر نہیں ہوتے کہ انہیں لغوی تشریح کی ضرورت نہ ہو، اس لئے اس کی اردو شرح میں الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق کے سوا چارہ نہیں۔

الفاظ کی لغوی تشریح میں اسم مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد ذکر کیا گیا ہے، فعل مجرد کا باب، مصدر اور معنی بیان کئے گئے ہیں اور فعل غیر مجرد کا باب، مصدر اور معنی ذکر کرنے کے بعد مجرد سے بھی اس کا باب، مصدر اور معنی لکھ دیئے گئے ہیں۔ البتہ جو کلمات مکرر آتے ہیں۔ ان کی تشریح بار بار نہیں کی گئی۔ اگر کسی کلمہ میں صرفی قانون کی وجہ سے کوئی تبدیلی ہوئی ہو تو بسا اوقات اس کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد نحوی ترکیب کی طرف اشارہ

کر دیا گیا ہے، اگر کہیں ترکیب اور صیغوں کی تبدیلی سے ترجمہ بدلتا ہو تو اس کی بھی توضیح کر دی گئی اور ان تمام اُمور میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ بات مختصر ہو اور صرف کتاب کے حل تک محدود ہو۔

لغت میں "المعجم الوسیط" "مختار الصحاح" "المنجد" "لسانُ العرب" اور "مصباحُ اللغات" سے فائدہ اُٹھایا۔ شروح میں "تسہیل الدراسہ" "شرح تبریزی" علامہ نمری کی "معانی ابیات الحماسہ" مولانا اعزاز علی رحمہ اللہ کے حاشیہ اور مولانا اسحاق صاحب لاہوری کے ترجمہ "تشحیذ الکیاسہ" سے استفادہ کیا۔

کتاب کی ابتداء میں قدیم ادب عربی کے دائرۂ خیال، ادب عربی کا ذوق اور اس کی ضرورت، ادب کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات، موضوع، غرض و غایت، وجہ تسمیہ، شعراء کے طبقات، علوم ادبیہ، حماسہ اور صاحب حماسہ کے بارے میں لکھا گیا، مقالہ بطور مقدمہ شامل کیا گیا ہے۔

مولوی محمد انیس، مفتی شاہ جہاں پشاوری اور مولوی محمد نذیر سواتی میرے ان تینوں ہمدرس ساتھیوں نے دوران شرح مختلف مراحل میں تعاون کیا، برادرم محمد الیاس اور برادرم عبدالبصیر نے کتابت کے بعد تصحیح کا مشکل مرحلہ سنبھالا اور پورے خلوص اور شوق کے ساتھ پوری کتاب کی تصحیح کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور طلباء کے لئے اس کتاب کو مفید و مقبول بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ابن الحسن عباسی

۲۱ر جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ

مقدمه

عربی ادب

قدیم ادبِ عربی اور اس کا دائرہ خیال

قدیم ادب عربی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اس کی فضا شجاعت و سخاوت کے بیان، قوم قبیلہ پر فخر، اپنے گھوڑوں اونٹوں کی تعریف، شمشیر و سنان کے ذکر، دشمن کی شکست اور اپنی جیت کے نعروں سے گونجتی ہے اور پڑھنے والے کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ غیرت و حمیت جوش و ولولہ اور حرب و ضرب کا ایک ہنگامہ ہے .... جس سے وہ گزر رہا ہے۔

اس پورے ادب میں چند ہی مواقع ایسے ہیں جہاں عرب شاعر اپنی انا کی مات کا اعتراف اپنے جذبات کی شکستگی کا اظہار، یا پھر عشق و محبت کی داستان سرائی کرتا نظر آتا ہے۔

عرب صحرا نشین تھے اور ان کے بعض قبائل[1] کی پوری عمر صحرا نوردی کرتے گزر جاتی، ان کا خانہ موسم کے دوش پر ہوتا اور موسم ہی ان کا پڑاؤ اٹھاتا اور ڈالتا، ادھر سے جوں ہی موسم نے پلٹا کھایا اُدھر سے وہ پڑاؤ اُٹھاتے، رخت سفر باندھتے، کہیں اور بسنے کے لئے پا بہ رکاب ہوتے، عرب کے ریگستانوں میں پانی کی قلت تھی، جہاں کہیں پانی کا چشمہ نظر آیا، موسم کے مطابق وہیں ٹھکانہ بنالیا، دوسرے قبائل بھی آجاتے اور اس طرح وہاں مختلف عرب قبائل کی ایک بستی آباد ہو جاتی، ساتھ رہتے ہوئے محبت کی داستانیں بھی جنم لیتیں، لیکن جوں ہی موسم پھر بدلتا، خیمے اکھاڑتے، سامانِ سفر کاندھے پر رکھ کر کہیں اور کا رُخ کرتے اور یہیں سے وصل و ہجر کا رومانی ذکر چھڑ جاتا۔ مدتیں گذرتیں۔ اگر کبھی اتفاق سے عرب شاعر کا صحرا نوردی کرتے ہوتے دوبارہ وہاں سے گذر ہوتا، جہاں سے محبت کی یادیں وابستہ ہوتیں تو بوسیدہ کھنڈرات، اُکھڑے ہوئے خیموں کے نشانات اور عہدِ رفتہ کے آثارِ پارینہ عربی شاعر

[1] ان بعض قبائل کی تفصیل کے لئے دیکھئے۔ مصادر الشعر الجاہلی ص ۹۰۵

کو بیتے ایام کی طرف لے جاتے پھر .... عشق و محبت کی یادیں عنوان ہوتیں، اور عرب کے فطری شاعر کی فصیح زبان ہوتی اور یہی وہ پس منظر ہے جس کے تحت کہے گئے اشعار میں حوصلوں کی شکستگی، جذبات کی پامالی اور عزم و ولولہ میں کمی جھلکتی ہے، عربی ادب کے مشہور شاعر امرؤ القیس کے معرکۃ الآرا معلقہ کا حسین مطلع اسی پس منظر کا پیش منظر ہے:۔

قفا نبك من ذكرى حبيب ومنزل

بسقط اللوى بين الدخول فحومل

"اے دونوں رفیقو! ذرا رکو تاکہ ہم کچھ دیر محبوبہ اور اس کے گھر کی یاد میں رو لیں جو وادی دخول اور حومل کے درمیان ریگ زار کی بلندی پر واقع ہے"

قدیم ادبی عربی کے ایک اور مشہور شاعر "زہیر بن ابی سلمٰی" کے یہ شعر بھی اسی پس منظر میں کہے گئے ہیں:۔

وقفت بها من بعد عشرين حجة	فلأيا عرفت الدار بعد توهم
اثافي سفعا في معرس مرجل	ونؤيا كجذم الحوض لم يتثلم
فلما عرفت الدار قلت لربعها	الا انعم صباحا ايها الربع واسلم

① میں اس مکان پر بیس سال کے بعد ٹھہرا تو تامل کے بعد مشقت سے ان گھروں کو پہچانا۔ ② سیاہ پتھروں کو جو کہ ہانڈی کے رکھنے کی جگہ میں تھے اور نالی کو جو کہ اصل حوض کی طرح تھی اور ٹوٹی نہ تھی۔ ③ پس (تامل کے بعد) جب گھر کو پہچان لیا تو میں نے اس کے گھر کو (مخاطب کر کے) کہا کہ اے دار حبیب! تو صبح کے وقت خدا کرے خوش عیش رہے اور (لوٹ مار سے) سالم و محفوظ رہے۔

عربی اشعار کی دوسری صنف مرثیہ کی ہے۔ جس میں عربی ادب کے عام ماحول کے برعکس شاعر کے جذبات میں یاس و حسرت اور رنج و الم کی کیفیت ہوتی ہے، تمیم بن نویرہ عربی زبان کے لافانی مرثیہ خوان ہیں اور عربی ادب کی تاریخ نے آج تک ان جیسا مرثیہ خوان پیدا نہیں کیا، ان کے بھائی مالک بن نویرہ بڑے بہادر انسان تھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تھے۔ جب تک مالک زندہ رہے، تمیم کو کوئی فکر نہ تھی نہ معاش کی نہ گھر کی اور نہ اشعار کا کوئی خاص ذوق تھا۔

لیکن مالک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مسلمانوں کے ہاتھوں مقتول ہوتے[1] مالک کے جانے کے بعد متمم نے باقی زندگی بھائی کے غم میں مرثیوں کے لئے وقف کردی، ان کو اپنے بھائی سے محبت نہیں عشق تھا، پوری عمر خود بھی روتے رہے اور زمانے کو بھی رُلاتے رہے۔[2] اور حقیقت یہ ہے کہ مالک کے غم نے متمم سے وہ دردناک مرثیے کہلوائے ہیں کہ جنہیں پڑھ کر آج بھی آنکھیں اشکبار اور دل غمگین ہو جاتا ہے، ذرا پڑھیے اور دیکھئے کہ کس قیامت کے عالم میں اُنھوں نے یہ شعر کہے ہیں:

لقد لامنی عند القبور علی البکا   رفیقی لتذراف الدموع السوافک
فقال: أتبکی کلَّ قبرٍ رأیته   لقبر ثوی بین اللوی فالدکادك
فقلت له إنَّ الشجا یبعث الشجا   فدعنی فهذا کلُّه قبر مالك

ان اشعار کا اصل لطف تو وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو عربی زبان جانتے ہیں اور اس کے ادب کا ذوق رکھتے ہیں، اُردو میں اِن اشعار کا مفہوم یہ ہے:

(۱) قبروں کے پاس میری آنکھوں سے اشکہائے غم کا سیلاب رواں دیکھ کر میرے رفیق نے مجھے ملامت کی (۲) کہنے لگا، یہ کیا بات ہے صرف مالک کی وجہ سے تو ہر قبر کو دیکھ کر رونے لگتا ہے (۳) میں نے کہا، درحقیقت ایک غم کا منظر دوسرے غم کی یاد تازہ کرتا ہے، لہٰذا مجھے رونے دیں، میرے لئے تو یہ تمام قبریں مالک کی قبر بن گئی ہیں۔

اسی طرح قدیم ادبِ عربی میں ایسے شعر بھی بکثرت ہیں جن میں حکمت ودانائی کی کوئی بات کہی گئی ہو۔ ابو ذویب کا شعر ہے[3]

والنفسُ راغبة اذا رغبتها   واذا ترد إلی قلیل تقنع

اور نفس (کا معاملہ تو یہ ہے کہ تم اس) کو جتنی زیادہ رغبت دلاؤ گے اتنا ہی وہ

---

[1] فی النقد والادب ایلیا حاوی ص ۱۳۱ جلد دوم [2] ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ اپنے بھائی پر بہت غمگین کیوں ہیں، کہنے لگے، میں ایک آنکھ سے معذور ہو گیا تھا لیکن بھائی کی تیمارداری کی وجہ سے بیس سال تک اس سے آنسو نہیں بہے اور جب میرا بھائی گیا ہے میری آنکھ سے آنسو الگ نہیں برسنے۔ (فی النقد والادب ص جلد دوم)
[3] محاسن الاخبار ص۱۱۱ جلد دوم

راغب ہوگا لیکن اگر تم اس کو قلیل کیطرف لوٹاؤ گے تو پھر بھی قناعت کرے گا۔

حکمت و دانائی کے یہ شعر بھی پڑھیئے :-

سَئِمْتُ تکالیفَ الحیاۃِ ومَن یَعش ثمانین حولًا لا أبا لكَ یَسأم

وأعلم ما فی الیوم والأمس قبلهٗ ولکنّنی عن علم ما فی غدٍ عمِ

رأیتُ المنایا خَبطَ عَشواءَ مَن تصب تُمِتہُ ومن تُخطِی یُعَمَّر فیَهرمِ

ومن یجعل المعروف من دون عرضه یفرہ ومن لا یتق الشتم یشتم

ومَن هاب اسبابَ المنایا ینلنه وان یَرقِ اسبابَ السماء بسلّم

لسان الفتی نصف ونصف فؤادہٗ فلم یبق الّا صورۃ اللحم والدم

سألنا فاعطیتم وعُدنا فعدتم ومن اکثر التسآل یومًا سیُحرم

(۱) زندگی کے شدائد سے میں اکتا گیا اور جو (شخص) اسّی سال تک زندہ رہے گا "تیرا باپ نہ ہو" (وہ ضرور) اکتا جائے گا۔

(۲) میں آج اور کل گذشتہ کی بات جانتا ہوں لیکن کل آئندہ کی بات سے غافل ہوں

(۳) میں نے موتوں کو دیکھا کہ وہ اندھی اونٹنی کی طرح اندھا دھند چلتی ہیں۔ جس کو پہنچ جاتی ہیں اس کو مار ڈالتی ہیں اور جس سے چوک جاتی ہیں اس کی عمر طویل ہو جاتی ہے۔ پس وہ بوڑھا ضعیف ہو جاتا ہے۔

(۴) جو احسان کو اپنی آبرو کے لئے آڑ بنائے گا تو وہ آبرو کو بڑھائے گا (اس کی آبرو بنی رہے گی) اور جو دوسروں کو گالی دینے سے نہ بچے گا تو اس کو بھی گالی دی جائے گی۔

(۵) اور جو شخص موتوں کے اسباب سے ڈرا، موتیں اس کو ضرور پکڑ لیں گی اگرچہ سیڑھی کے ذریعہ آسمان کے اطراف پر چڑھ جائے۔

(۶) آدمی کا نصف حصہ زبان ہے اور نصف حصہ اس کا دل، بقیہ گوشت اور خون کی ایک صورت ہے۔

(۷) ہم نے مانگا تم نے دیا، پھر مانگا تم نے پھر دیا اور جو زیادہ مانگتا ہے گا ایک دن محروم کر دیا جائے گا۔

یہ اوران جیسے چند مقامات کے علاوہ قدیم ادب عربی کے باقی اشعار کا دائرۂ فکر قدرِ مشترک کے بطور جن اجزاء پر مشتمل ہے ان میں یا تو اپنی اور اپنے آباؤ اجداد کی تعریف ہے جیسے :

وجدنا أبانا حل فی المجد بیته — وأعیی رجالا آخرین مطالعه
یسود شانا من سوانا وبدؤنا — یسود معدّا کلّها لا یدافعه
نحنُ الّذین لا یروّع جارنا — وبعضهم للغدرِ صم مسامعه
(محرز بن خالد حماسی)

یا اپنی سخاوت کا تذکرہ ہے۔

واذا العذاری بالدخان تقنعت — واستعجلت نصب القدور فملّت
دارت بأرزاق العفاة مغالق — بیدیّ من قمع العشار الجلّت
(سلمی بن ربیعہ حماسی)

یا گھوڑوں کی مدح سرائی ہے :

جمومُ الجراءِ اذا عوقبت — وانْ نوزقت برزت بالحضر
فلو طار ذو حافرٍ قبلها — لطار ولکنّه لم یطر
(ابی بن سلمی حماسی)

یا نیزوں، تلواروں اور زرہوں کا ذکر ہے :

بمطردٍ لدن صحاحٍ کعوبه — وذی رونق عضب یقدّ القوانسا
وبیضاء من نسج داؤد نثرة — تخیرتها یوم اللقاء الملابسا
وحرمیة منسوبة وسلاجم — خفاف تری عن حدها السم ناکسا
(عیل بن سجیع حماسی)

یا دشمن کو للکارا گیا ہے :

الا ایها الباغی البراز تقربن — اساقك بالموت الذّعاف المقشّبا
فما فی تساقی الموت فی الحرب سبّة — علیٰ شاربیه فاسقنی منه واشربا

اور یا پھر میدان جنگ کا نقشہ پیش کیا گیا ہے، ذیل کے اشعار میں ذرا غور کیجئے کہ شیریں لفظوں، سلیس زبان اور دلکش اسلوب بیان میں میدان جنگ کی تصویر کس

خوبصورتی سے کھینچی گئی ہے ۔

فجاءُوا عارضًا بردًا وجئنا ... كمثل السّيل نركب وازعينا
فنادوا يالَ بهثة اذ رأونا ... فقلنا أحسني ملاء جهينا
سمعنا دعوةً عن ظهر غيب ... فجلنا جولةً ثم ارعوينا
فلمّا أن تواقفنا قليلا ... أنخنا للكلاكل فارتمينا
فلمّا لم ندع قوسًا وسهمًا ... مَشينا نحوهُم ومشوا إلينا
تلألُؤ مزنةٍ برقت لأخرى ... إذا حجلوا بأسيافٍ ردينا

(سعد بن مشارق)

ادب عربی کا ذوق اور اس کی ضرورت

ادب اخلاق کے چہرہ کے حسن اور انسان کی زبان کی زینت کا نام ہے، کسی زبان کا ادب اس کی ثقافت کا بہترین عکس ہوتا ہے اور ادب ہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں کسی قوم کی تہذیب و تمدن .... اس کے اخلاقی ماحول کا میلا اور اس کے معاشرہ کی سطح کی بلندی یا پستی دیکھی جا سکتی ہے

قدیم ادب عربی سے واقفیت، اس کے ساتھ ذوق اور اس کی تعلیم و تعلم سے ایک مسلمان کا تعلق محض زبان برائے زبان نہیں، بلکہ عربی دین اسلام کی سرکاری زبان ہے اس میں قرآن اُتارا گیا، یہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی زبان ہے، اسی زبان کو "لغۃ الجنۃ" کی خلعت سے نوازا گیا۔ اور یہی وہ زبان ہے جسے تمام اسلامی علوم کی "ام اللغات" ہونے کا شرف حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ صدر اسلام سے لے کر اب تک مذہبی فریضہ سمجھ کر مسلمان عربی زبان کے ادبی سرمایہ کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضہ سے شعر پوچھتے اور سنتے اور اچھے اشعار پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرماتے۔ کعب بن زہیر رضہ کا قصہ مشہور ہے، یہ فتح مکہ سے قبل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف اشعار کہا کرتا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو ان کے بھائی بجیر نے ان کو پیغام لکھ بھیجا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکین کے ایسے شعراء کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ اِلّا یہ کہ کوئی تائب ہو کر مسلمان ہونے کا اعلان کردے، کعب

بن زہیر رض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام لایا اور پھر جب آپؐ کی مدح میں وہ لافانی قصیدہ کہا۔ جس کی بازگشت سے آج تک ادب عربی کی فضا گونجتی ہے، جس کا مطلع ہے۔ ؎

بانت سعاد فقلبی الیومَ مبتول
متیم آثرمَا، لم یفد مکبول

"سعاد جدا ہوئی، سو میرا دل آج غمگین، پژمردہ اور ایسے قید وگمٹن میں ہے جس کا کوئی مَداوا نہیں ہے"

تو آپ نے بطور انعام اپنی چادر انہیں مرحمت فرمائی۔ ؂۱

حضرت جابر بن سمرہ رض فرماتے ہیں، میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سو سے زائد بار بیٹھا ہوں، آپ کے صحابہ رض مسجد میں اشعار پڑھتے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات بیان کرتے، آپ انہیں سُن کر بسا اوقات تبسّم فرماتے۔ ؂۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک مجلس میں تشریف فرماتے، جس میں صرف قبیلہ خزرج کے لوگ تھے۔ آپؐ نے اُن سے قیس بن خطیم کا وہ قصیدہ سننا چاہا جس کا مطلع ہے۔ ؎

أتعَرفُ قیسًا رسمًا کاطرادِ المذاھب
لعمرۃ وحشا غیر موقعت راکب

مجلس میں کسی نے سُنانا شروع کیا، جب وہ قصیدہ کا یہ شعر پڑھنے لگا۔

أجاد لمہ یوم الحَدِیقۃ حاسرا
کأنّ یدی بالسیف مخراق لاعبٌ

میں حدیقہ کے دِن خود اور زرہ پہنے بغیر تلوار سے ان کو مار رہا تھا میرا ہاتھ ایک تجربہ کار کہنہ مشق کھلاڑی لگ رہا تھا۔

؂۱ العصر الاسلامی صــ ۸۵ جلد دوم، فی النقد والأدب صــ ۱۵۲ جلد دوم۔ بعد میں یہ چادر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹوں سے بیس ہزار درہم کی خریدی، عیدین میں خلفاء بنو اُمیہ پہنتے تھے، دیکھئے۔ الإصابہ صــ ۳۰۲ جلد ۳۔ ؂۲ طبقات ابن سعد صــ ۳۸۲ جلد اول۔

تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی جانب دیکھ کر فرمانے لگے، کیا واقعی یہ ایسا ہی لڑا تھا! ثابت بن قیس نے کہا۔ بخدا یہ ہمارے ساتھ اسی طرح لڑا تھا، جس طرح اس نے ذکر کیا۔ [۱]

شرید بن سوید ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے امیہ بن ابی الصلت [۲] کے اشعار سنانے کی فرمائش کی، میں نے سنانے شروع کئے اور آپ "مزید" "مزید" فرماتے رہے، حتیٰ کہ میں نے اس کے سو شعر سنا ڈالے [۳]

حضرت عکرمہ رحؒ فرماتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم شعر پڑھا کرتے تھے، فرمایا جب گھر میں داخل ہوتے تو کبھی یہ شعر پڑھتے [۴]

ویأتیك بالأخبار من لم تزوّد [۵]

اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ادبِ عربی اور اس کے اشعار کا بڑا لطیف ذوق رکھتے تھے، شاعروں کو بلا بلا کر ان سے اشعار سنتے اور فرماتے:

کانَ الشعرعِلمَ قومٍ لم یکن لهم علم أصح منه۔ [۶]

---

[۱] الاغانی جلد ۲ صـ ۱۶۲ [۲] امیہ بن ابی الصلت مخضری ہے لیکن اسلام نہیں لایا، اس کے اشعار آپ کو بہت پسند تھے، ایک موقع پر اس کے اشعار سننے کے بعد آپ نے فرمایا۔ آمن شعرہ وکفر قلبہ، دیکھئے، الاغانی جلد ۳ صـ ۱۹۱ [۳] العقد الفرید جلد ۴ صـ ۱۲۷، نیز المزہر للسیوطی جلد دوم صـ ۳۰۹ [۴] طبقات ابن سعد جلد ۱ صـ ۳۸۳ [۵] سبعہ معلقہ میں یہ مصرعہ طرفہ کے قصیدہ میں داخل ہے پورا شعر ہے

ستبدی لك الأیام ما کنت جاهلا ویأتیك بالأخبار من لم تزوّد

جس چیز سے تم جاہل ہو زمانہ تمہارے لئے وہ ظاہر کر دے گا اور جس کو زاد راہ دے کر تم نے نہیں بھیجا وہ خبریں لے کر آئیگا [۶] امام بخاری کے ادب المفرد میں یہ شعر عبد اللہ بن رواحہ کی طرف منسوب ہے (ادب المفرد باب الشعر حسن کحسن الکلام)

کسی بھی قوم کا بہترین علمی سرمایہ ہوتے ہیں۔" [1]
بلکہ اشعار کے ساتھ ان کے ذوق کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات بات بات پر شعر سناتے[2]
علامہ جاحظ نے ان کے اس ادبی ذوق کا تذکرہ کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ ایک مَرتبہ ان کی مجلس میں کسی نے اُوَیسہ کا یہ واقعہ نقل کیا کہ اس سے کسی نے پوچھا، أیُّ منظر أحسن؟ (کونسا منظر دلکش ہوتا ہے؟) اُوَیسہ کہنے لگی : قُصُور بیض فی حدائق خضر (سرسبز باغات میں سفید محل کا منظر) حضرت عمرؓ نے اس پر ایک دَم عدی بن زیاد عبادی کا یہ شعر پڑھ کر سنایا۔ [3]

کدمی العاج فی المحاریب أو کالـ
بیض فی الرّوض زھرہ مستنیرُ

"جیسے محراب میں عاج کے نشانات یا مسکراتے پھولوں کے باغ میں سفید محل ہوتا ہے"
ایک مَرتبہ حضرت ابن عباس رضؓ سے فرمانے لگے کہ آپ "اشعر الشعراء" کے اشعار پڑھتے ہیں، ابن عباس رضؓ کہنے لگے، اشعر الشعراء کون ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جس نے یہ شعر کہا ہے ؎

ولو أنّ حمدًا یخلد النّاس أخلدوا
ولکنّ حمد النّاس لیس بمخلد [4]

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، یہ تو زہیر کا شعر ہے، فرمایا، ہاں، زہیر ہی تو اشعر الشعراء ہے کیونکہ .... نہ اُن کے کلام میں پیچیدگی ہوتی ہے نہ شعر میں نامانوس لفظ اور نہ ان کی مَدح، استحقاقِ مدح سے متجاوز ہوتی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے

---

[1] طبقات فحول الشعراء صـ ۲۲ [2] البیان والتبیین جلد اول صـ۲۴۱ [3] البیان والتبیین جلد اول صـ۶۶
[4] اور اگر مدح و تعریف لوگوں کو بقائے دوام بخشتی تو آج بہت سے لوگ جاوداں ہوتے لیکن انسانوں کی تعریف کسی کو بقاء نہیں بخش سکتی۔

ہیں کہ اس کے بعد مجھ سے شعر سنانے کی فرمائش کی، میں نے شعر سنانے شروع کیے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ [۱]

ایک مرتبہ برسرِ منبر سورۂ نحل کی آیت (أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ) میں لفظ "تَخَوُّفٍ" کے بارے میں لوگوں سے پوچھا کہ اس لفظ کے معنی کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ اتنے میں قبیلۂ ہُذیل کا ایک شیخ اٹھا اور کہا کہ امیرالمؤمنین! یہ ہماری لغت ہے ہمارے ہاں "تخوف" "تنقص" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، استشہاد میں کوئی شعر پیش کرسکتے ہو تو اس نے ابوکبیر ھذلی کا یہ شعر پڑھ کر سنایا۔

تخوّف الرّحل منها تامکا قردًا
کما تخوّف عود النبعة السفن [۲]

شعر میں "تخوف" تنقص کے معنی میں مستعمل ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر فرمایا:-

علیکُم بدِیوانِکُم لَا تضلّوا، قالوا! وَمَا دیوانُنا؟ قال شعر الجاھلیۃ فان فیہِ تفسیر کتابکم ومعانی کلامکم [۳]

اپنے دیوان یعنی اشعارِ جاہلیت سے تعلق قائم رکھو تو تم گمراہ نہیں ہوگے اس لئے کہ اسی میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معنی ملتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بھی اشعار جاہلیت سے غیر معمولی مناسبت تھی

---

[۱] الاغانی جلد ۹ صـ ۱۴۷، الشعر والشعراء جلد اول صـ ۹۳۔ نیز العقد الفرید جلد ۶ صـ ۱۱۹
[۲] ذیل تفسیر کشاف جلد ۲ صـ ۶۰۸ [۳] مقدمہ تبریزی شرح حماسہ

مطالعہ کرتے کرتے جب تھک جاتے تو اشعار کا دیوان اُٹھا لیتے اور فرماتے :

إذا أعياكُمْ تفسيرُ آيةٍ مِن كتابِ اللهِ عزّ وجلّ فاطلبُوه فِي الشعرِ فإنّه ديوانُ العربِ[1] ۔ "جب قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر میں تمہیں اشکال پیش آئے تو اس کا معنی شعر میں تلاش کرو۔ کیونکہ وہ عرب کا دیوان اور معیار ہے"

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اشعار کا اس قدر ذوق تھا کہ لبید کے ایک ہزار اشعار اُن کو حفظ تھے اور یہ تعداد دیگر شعراء کے کلام کے بہ نسبت کم تھی۔ اور فرمایا کرتی تھیں

رَوُّوا أولادكم الشعر تعذب ألسنتهم[2]

"اپنے بچوں کو اشعار سکھاؤ تاکہ ان کا کلام شیریں ہو"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا وطن سے باہر انتقال ہوا تھا۔ لاش مکہ معظمہ لاکر دفن کی گئی۔ بھائی کی قبر پر آئیں اور جحیہ بن مضرب کے وہ اشعار پڑھے جو اس نے اپنے بھائی سعدان بن مضرب کے مرثیہ میں کہے تھے۔

وكنا كندماني جذيمة حقبة ... من الدهر حتى قيل لن يتصدعا
فلما تفرقنا كأني ومالكا ... لطول اجتماع لم نبت ليلة معا[3]

"ہم مدت تک جذیمہ بادشاہ کے دونوں مصاحبوں کی طرح ایک ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں کا خیال ہوا اب ہم ہرگز علیحدہ نہیں ہوں گے لیکن جب ہم جدا ہو گئے تو ایسا لگا کہ میں نے اور مالک نے اتنی طویل رفاقت کے باوجود ایک رات بھی ساتھ بسر نہیں کی"

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو عربی ادب کے اس قدیم سرمایہ کے ساتھ اس قدر

---

[1] العقد الفرید جلد ۶ صـ ۱۲۴۔ [2] العقد الفرید جلد ۶ صـ ۱۲۴ [3] دیکھئے ترمذی باب زیارۃ قبور النساء جلد اول صـ ۱۲۵ نیز معجم الشعراء صـ ۲۳۴

دل چسپی تھی کہ اس کے لئے مستقل لوگ مقرر کئے تھے اور ایک خاص وقت نکالا تھا جس میں وہ ان کو اشعار اور ایامِ عرب کی تاریخ و واقعات سناتے [1]

ایک بار زیاد نے اپنا بیٹا اُن کے پاس بھیجا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے امتحان لیا، وہ تمام فنون میں بڑا ماہر نکلا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے اشعار سنانے کی فرمائش کی، کہنے لگا۔ والد نے مجھے اشعار کی تعلیم نہیں دی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو لکھ بھیجا۔

مَامنعك أن ترويه الشعر ؟ فوالله إن كانَ العاق ليرويه فيبر وإن كان البخيل ليرويه فيسخو ، وإن كان الجبانُ ليرويه فيقاتل [2] "تم نے انھیں شعر کیوں نہیں پڑھائے بخدا شعر کی وجہ سے تو سرکش نیک، بخیل سخی اور بزدل شجاع بن جاتا ہے"

عبدالملک بن مروان کو اشعار کا اس قدر ذوق تھا کہ ایک بار حجاج کو لکھا کہ کوئی ایسا آدمی بھیجو جو عرب کے اشعار و اخبار کا عالم ہو، حجاج نے شعبی کو بھیجا، شعبی کا بیان ہے کہ مَیں جس سے بھی ملا، مَیں نے اس کو اپنی طرف محتاج پایا، البتہ عبدالملک بن مروان کا معاملہ اس سے مختلف رہا، میں نے جب بھی انہیں کوئی شعر یا کوئی بات سنائی، انھوں نے اس میں میرا علم مزید بڑھایا، میں بسا اوقات ان کو کوئی واقعہ یا شعر سناتا، ان کے ہاتھ میں لقمہ ہوتا، لقمہ ہاتھ میں لئے رکھتے، مَیں کہتا، امیرالمؤمنین: لقمہ تناول فرمائیں، بات ہوتی رہے گی، تو کہتے:۔

مَاتحدّثني به أوقع بقلبي من كُلّ لذّة وأحلىٰ من كُلّ فائدة [3]

آپ جو بات بیان کر رہے ہیں یہ مجھے ہر لذت سے زیادہ وقیع اور ہر فائدہ سے زیادہ شیریں لگتی ہے۔

---

[1] مصادر الشعر الجاہلی ص۲۱ [2] العقد الفرید جلد اول ص۱۲۴ نیز المزہر جلد ۲ ص۳۱۰، ۳۱۱ - [3] ارشاد الاریب جلد اول ص۱۹-۱۹۶۔

اور اپنے بچوں کے معلم سے کہتے :

روّھم الشعر روّھم الشعر یمجدوا، وینجدوا [1]

" انہیں اشعار خوب سکھلاتے تاکہ یہ شریف و بہادر بنیں "

قرونِ اُولیٰ میں عربی شعروادب کے ساتھ ذوق اور اس کی اہمیت کی یہ چند مثالیں ہیں ورنہ تاریخ واَدب کی کتابوں میں اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں اور اس قدر اہمیت اور اہتمام کی وجہ یہ ہے کہ دین اسلام کی حفاظت اسی وقت ممکن ہے، جب اُس کا اصل ماخذ محفوظ ہو اور اسلام کا اصل ماخذ عربی زبان میں ہے اور شعر و ادب ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے کسی زبان کے لغوی سرمایہ کی حفاظت کی جاسکتی ہے ۔

علامہ دینوری نے عیونُ الاخبار میں شعر کے متعلق لکھا ہے :۔

والشعر معدن علم العرب، وسفر حکمتھا، ودیوان اخبارھَا ومستودع أیامھا، والسور المضروبُ علیٰ ما ثرھا، والخندق المحجُوز علیٰ مفاخرھا۔ [2]

" شعر علم عرب کا خزینہ، ان کی حکمت کا گنجینہ، ان کے اخبار و واقعات کا دیوان، ان کے بیتے دنوں کا ریکارڈ، ان کے آثار کے لئے دیوار دفاع، اور ان کی تاریخی سرگرمیوں کی حفاظتی خندق ہے "

عربی ادب کا ذوق، اس کی طرف اس قدر توجہ اور اس کی ہر قسم کی خدمتیں جو ہو رہی ہیں، نحوی قواعد پر، صرفی تعلیلات پر، معانی و بلاغت کے ادبی نکات پر، الفاظ کی لغوی تحقیقات پر، غرضیکہ ایک زبان کے جتنے گوشوں کی لغت کے زاویۂ نگاہ سے خدمت ممکن ہوتی ہے ۔ عربی میں ان تمام پر کتاب دو نہیں پورا مکتبہ تیار ہو چکا ہے [3] اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے یہ سب سرورِ دو عالم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[1] العقد الفرید جلد ۶ ص۱۲۴ نیز المزہر جلد ۲ ص۳۰۹ [2] عیونُ الاخبار للدینوری جلد ۲ ص۱۸۵ [3] صاحب بن عباد کا یہ واقعہ منقول ہے کہ ان کو کسی بادشاہ نے اپنے یہاں طلب کیا تو انھوں نے یہ معذرت کی کہ میں یہاں سے منتقل ہوں تو مجھے ساٹھ اُونٹ فن لغت کی کتابیں منتقل کرنے کے لئے چاہئیں۔ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ اُونٹ کتنا عظیم الشان وزن اٹھا لیتا ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک صاحب بن عباد کے پاس کتنی کتابیں صرف لغت کی موجود ہوں گی۔ (مقدمہ المنجد ص۱۴)

لستے ہوتے دین اسلام کی حفاظت کی خاطر ہورہا ہے ۔

محمد عربی سے ہے عالم عربی

پھر اس کے ساتھ ساتھ اشعارِ جاہلیت کے مطالعہ اور اس کے ذوق کا ایک فائدہ یہ بھی ہے، جس کی طرف عام طور پر ذہن نہیں جاتا کہ اس میں "شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ" کی عملی تفسیر کی تصویر سامنے آجاتی ہے کہ عصرِ جاہلیت کی کس طرح گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں نورِ اسلام جگمگا اٹھا جس نے ۔

وَعَلٰی بکرٍ اخینا إذا ما لم نجد إلا أخانا

(اور ہم اپنے بھائی بنو بکر پر ٹوٹ پڑتے ہیں، جب کوئی اور ہاتھ نہ لگے) ــــــــــ

جیسے شرپسند معاشرہ کی جڑیں کاٹ کر ــــــــــ

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ــــــــــ

ــــــ "اور وہ لوگ دوسروں کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود ان پر فاقہ ہی ہو" جیسی اعلیٰ اخلاقی قدروں کی بنیاد رکھی، انسانی عداوتیں ختم کیں، اونچ نیچ کا امتیازی طلسم توڑا، نسل و وطن کا فرق مٹا ڈالا، رنگ و زبان کے بت ختم کئے، راہ زنوں کو ہادیٔ آفاق اور جاہلوں کو معلمِ اخلاق بنایا اور ان قوموں کو شیر و شکر بنا کر جمع کیا۔ جن کے ہاں معمولی بات پر جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے اور مدتوں پھیلتے، نتیجتاً ایک ایسی عظیم الشان اسلامی برادری معرضِ وجود میں آئی، جو مشرق و مغرب، شمال و جنوب، کالے گورے، عرب و عجم کے بے شمار افراد پر مشتمل ایک ہی خدا، ایک ہی رسول، ایک ہی قرآن اور ایک ہی عقیدہ کی علمبردار تھی، اور اس طرح انسانیت کے صدیوں سے مرجھائے ہوئے گلشن میں "قافلۂ نوبہار" ٹھہرا۔

وَكُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

"اور تم ہلاکت کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اللہ نے اس سے تمھیں بچایا"

ادب لغت میں

ادب باب کرم سے بھی آتا ہے اور ضَرَبَ سے بھی، کَرُمَ سے اس کا مصدر أَدَبًا (بفتح الدال) آتا ہے: ادب والا ہونا، اسی سے ادیب ہے۔ جس کی جمع ادباء ہے اور باب ضَرَبَ سے اس کا مصدر أَدْبًا (بسکون الدال) دعوت کا کھانا تیار کرنے اور

دعوت دینے کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، اسی سے اسم فاعل "آدب" ہے، جس کے بارے میں علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں :۔

الآدب : الداعی إلی الطعام، قال طرفة

نحنُ فِی المشتاة ندعو الجفلیٰ
لاتری الآدب فینا ینتقر[1]

"ہم موسم سرما میں دعوت کا خاص اہتمام کرتے ہیں، آپ ہم میں سے کھانے کی طرف بلانے والے کو ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ کسی کو بھگائے یا دعوت کی طرف نہ آنے دے"۔

ادب باب افعال سے بھی اسی معنی میں بولا جاتا ہے، باب تفعیل سے علم سکھلانے کے معنی میں مستعمل ہے۔ زجاج کا قول ہے

وھٰذا ما أدّب الله بہٖ نَبِیّہ "أی علّم الله بہٖ نَبِیّہ[2]

باب استفعال اور باب تفعُّل دونوں سے ادب سیکھنے اور ادب والا ہونے کے معنی میں آتا ہے۔[3]

ادب سے ایک لفظ "مأدُبة" نکلا ہے، عبداللہ بن حسین عکبری نے "المشوف المعلم" میں اس کے متعلق لکھا :۔

اَلمأدُبَة : بضم الدال وفتحھا، الطعام یصنعه الرجل ویدعو الیه الناس[4]۔ یعنی "مأدبة" اس کھانے کو کہتے ہیں جو آدمی لوگوں کی دعوت کے لئے تیار کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے :۔

إن ھٰذا القرآنَ مأدبةُ اللهِ تعالیٰ فِی الأرضِ فتعلموا من مأدُبَتِه

"یہ قرآن زمین میں اللہ کا پیغام دعوت ہے سو تم اس سے علم سیکھو"۔

---

[1] لسان العرب جلد اول ص ۹۳ [2] ایضًا [3] ایضًا [4] المشوف المعلم ص ۵۹۔

قرآن پر مَأْدُبَة کا اطلاق اس معنی میں کیا گیا کہ جس طرح کھانے کی طرف بلایا جاتا ہے اسی طرح قرآن کی جانب بھی بلایا گیا ہے[1] مَأْدُبَة کی جمع مَآدِب آتی ہے۔

ادب اصطلاح میں

ادب کی اصطلاحی تعریف میں علماء کی مختلف تعبیریں ملتی ہیں۔

(۱) علامہ مرتضیٰ زبیدی نے اپنے شیخ کے حوالہ سے یہ تعریف نقل کی ہے۔

"الأدب مَلَكَةٌ تَعصِمُ عَمَّن قَامَتْ بِه عَمَّا يَشِينُهُ"[2]

ادب ایک ایسا ملکہ ہے کہ جس کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ ہر ناشائستہ بات سے اس کو بچاتا ہے۔

(۲) ابو زید انصاری نے ادب کی تعریف کی ہے۔

"كُلُّ رِيَاضَةٍ مَحْمُودَةٍ يَتَخَرَّجُ بِهَا الإنسان فی فضیلة من الفضائل"[3]

"ادب ایک ایسی اچھی ریاضت ہے جس کی وجہ سے انسان بہتر اوصاف سے متصف ہوتا ہے"

(۳) بعض لوگوں نے تعریف کی ہے:

هُوَ تَعَلُّمُ رِيَاضَةِ النَّفْسِ ومحاسن الأخلاق[4]

"ادب ریاضتِ نفس اور بہتر اخلاق کی تعلیم کا نام ہے"

(۴) حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اور علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں ادب کی تعریف نقل کی ہے:

اَلْأَدَبُ هُوَ حِفْظُ أَشْعَارِ الْعَرَبِ وَأَخْبَارِهَا، وَالْأَخْذُ مِنْ كُلِّ عِلْمٍ بِطَرَفٍ[5]

"ادب عرب کے اشعار، ان کی تاریخ واخبار کے حفظ اور عربی زبان کے دوسرے علوم سے بقدر ضرورت اخذ کا نام ہے"

---

[1] لسان العرب حوالہ سابق، معجم مقائیس اللغۃ ص۲ [2] تاج العروس جلد اول ص۱۴۴ [3] ایضاً۔ [4] ایضاً۔ [5] کشف الظنون جلد اول ص، ۵ مقدمہ ابن خلدون ص۵۵۳

⑤ سید شریف جرجانی نے "تعریفات" میں اور صاحب منجد نے "المنجد" میں علم ادب کی تعریف کی ہے۔

هُوَ عِلْمٌ يُحْتَرَزُ بِهِ عَنِ الْخَلَلِ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ لَفْظًا وَكِتَابَةً [1]

"علم ادب وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان کلام عرب میں لفظی اور تحریری غلطی سے بچ سکے"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک ہے ادب اور ایک ہے علم ادب، ادب کا مفہوم علم ادب سے زیادہ وسیع معنی میں استعمال ہوتا ہے، ادب ایک خاص ملکہ کا نام ہے اس کا حسن اگر طور وطریقہ میں آجائے تو تہذیب کا نام پائے، اگر کسی انسان کی زبان کی زینت بنے تو ادیب سے موسوم ہو، اگر عام عبارت میں ہو تو ادبی نثر بنے، اگر کلام میں وزن کا بھیس اختیار کرے تو شعر کہلائے اور اگر بے معنی اصوات کی ہم آہنگی کو شرف بخشے تو موسیقی بن جائے، ادب کی تعریف میں یہ جتنے اقوال ہیں۔ یہ اسی صنف حسن کو اجاگر کرنے کی اپنے اپنے الفاظ میں تعبیر کی کوششیں ہیں

عباراتنا شتّٰی وحسنك واحد
وكلّ إلٰى ذلك الجمال يشير

جہاں تک علم ادب کا تعلق ہے تو مؤخر الذکر دو تعریفیں اس کے مصداق، مفہوم اور مقصد کے قریب تر ہیں

علم ادب کا موضوع

علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں علم ادب کے موضوع کے متعلق لکھا ہے:

هٰذا العلم لا موضوع لهٗ ينظر في اثبات عوارضه أو نفيها [2]

"اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے جس کے عوارض ذاتیہ کے اثبات یا نفی سے بحث کیجائے"

یہی قول حاجی خلیفہ کا ہے [3] اور اسی کو شیخ الادب مولانا اعزاز علی رح نے حق کہا۔ [4]

بعض لوگوں نے تکلف کر کے موضوع متعین کیا ہے ۔۔۔۔ کسی نے کہا اس کا

---

[1] التعریفات للجرجانی ص۱، المنجد ص۵ [2] مقدمہ ابن خلدون ص۵۵۳ [3] کشف الظنون جلد اول ص۵۷

[4] الفراسة لمن طالع دیوان الحماسة ص۱

موضوع ...... نظم ونثر ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس کا موضوع طبیعت اور فطرت ہے جو خارجی حقائق اور داخلی کیفیات کی ترجمانی کرتی ہے۔

صاحب کشف الظنون نے لکھا :۔

وقد لایظهر إلّا بتکلف کما فی بعض الأدبیات إذ رُبّما تکون صناعة عبارةً عن عدة اوضاع و اصطلاحات .... متعلقة بأمر واحد، بغیر أن یکون هناك إثبات اعراض ذاتیة لموضوع واحد له

"اور کبھی فن کا موضوع متعین و واضح نہیں ہوتا، تکلف کرکے متعین کرنا پڑتا ہے، جیسے بعض ادبیات کا معاملہ ہے، وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ بسا اوقات کوئی فن مختلف موضوعات و اصطلاحات سے عبارت ہوتا ہے، ان میں سے کسی ایک موضوع کے عوارض ذاتیہ کا اثبات یا اس سے بحث اس فن کا مقصد نہیں ہوتا (کہ اسے اس فن کا موضوع قرار دیا جاتے)"

ادب کی وجہ تسمیہ

علامہ ابن منظور افریقی نے علم ادب کی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھا ہے :

الأدب .... سُمّی أدبا، لانه یأدب الناس الی المحامد ..... و أصل الأدب الدعاء۔ ٢

"ادب کے معنی اصل میں بلانے اور دعوت دینے کے ہیں، ادب کو بھی ادب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو بہتر اوصاف و اخلاق کی دعوت دیتا ہے"

علم ادب کا مقصد

علامہ ابن خلدون علم ادب کے مقصود اور غرض و غایت کے سلسلے میں لکھتے ہیں :

وانما المقصود منه ثمرته وهی الإجادة فی فنی المنظوم والمنثور علی

له کشف الظنون جلد اول ص۵ ٢ لسان العرب جلد اول ص۹۳

اسالیب العرب ومناحیهم[۱]

"درحقیقت علمِ ادب سے مقصود اس کا ثمرہ ہے اور اس کا ثمرہ عرب کے طرز و انداز اور اسلوب کے مطابق فن نظم ونثر میں مہارت کا نام ہے"

علومِ ادبیہ

صاحبِ منتہی الارب نے بارہ علوم علمِ ادب میں شامل کئے جن میں آٹھ علم

① علم لغت ② علم صرف ③ علم اشتقاق ④ علم نحو ⑤ علم معانی ⑥ علم بیان ⑦ علم عروض ⑧ علم قافیہ۔ اصول اور چار علم ① علم رسم الخط ② علم قرض الشعر ③ علم انشاء ④ علم محاضرات (تاریخ) فروع ہیں۔[۲] ......

شعراء کے طبقات

علامہ سیوطی نے "المزہر" میں شعراءِ عرب کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہے[۳]

① جاہلین : یہ وہ شعراء ہیں جنھوں نے زمانۂ اسلام نہیں پایا اور عصرِ جاہلیت ہی میں چل بسے جیسے امرؤ القیس، زہیر اور طرفہ

② مخضرمین : یہ وہ طبقہ ہے جس نے عصرِ جاہلیت کے بعد نہ صرف یہ کہ عہدِ اسلام پایا بلکہ مسلمان بھی ہوا جیسے حسان اور لبید ہیں

③ متقدمین : یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کے صدرِ اول میں گذرے ہیں جیسے فرزدق اور جریر ہیں

④ محدثین : یہ بعد کے حضرات ہیں جیسے ابو تمام، متنبی، اور بحتری

ان میں سے پہلے تین طبقات کے اشعار استشہاد میں پیش کئے جاتے ہیں اور بعد میں آنے والوں کے کلام سے استشہاد نہیں کیا جاتا۔

---

[۱] مقدمہ ابن خلدون ص ۵۵۳ [۲] الفراسة ص ۱ [۳] المزہر للسیوطی جلد ۲ ص ۴۸۹

کچھ حماسہ اور صاحب حماسہ کے بارے میں

نام حبیب، کنیت، ابوتمام اور خاندانی تعلق قبیلہ طئی سے ہے، سلسلۂ نسب کچھ یوں ہے، ابوتمام حبیب بن اوس بن الحارث بن قیس بن الاشج بن یحییٰ بن مر بن سعد بن کاہل۔ دمشق اور طبریہ کے درمیان بلاد "جیدور" کے مضافات میں "جاسم" نامی بستی میں ۱۷۲ھ یا ۱۸۸ھ یا ۱۹۰ھ یا ۱۹۲ھ کو پیدا ہوئے۔ [1]

والدان کے جولاہے تھے۔ خود یہ بچپن میں مصر آئے، مسجد عمرو بن عاص میں پانی بھرنے کا کام کرنے لگے، پانی بھی بھرتے اور اشعار بھی یاد کرتے اور یہیں سے ان کی شہرت کی وہ "تند جولاں" اٹھی۔ جس نے وقت کے تمام شاعروں کے نشیمن تہہ و بالا کر دئے، علامہ ابوالفرج اصفہانی نے یہاں تک لکھا کہ۔

"ابوتمام کی زندگی میں کسی شاعر کو ایک درہم بھی شاعری کے ذریعہ نہ مل سکا"۔ [2]

زبان بلیغ ملی تھی، قدرت نے ملکۂ شعر سے بھی نوازا، جس دربار سے کچھ توقع ہوتی، اسی کے آستانہ یار میں سر جھکاتے، اسی "امید کرم" کا توشہ لے کر خراسان عبداللہ بن طاہر کے پاس حاضر ہوئے ...... قصیدہ مدحیہ تیار تھا، لیکن اس دربار کا قانون تھا کہ انعام کا وہی قصیدہ مستحق ہوگا جو ...... ابوالعمیثل اور ابوسعید کی رائے میں انعام کا اہل ہو، ان دونوں کی خدمت میں پیش کیا، جب اس کا مطلع پڑھا ؎

من عوادی یوسف وصواحبه
فعزما فقدما ادرك السؤل طالبه

کہنے لگے، کوئی خاص نہیں، بلکہ ابوالعمیثل نے کہا۔ لِمَ لا تقول ما یفهم؟ (جو سمجھ میں آئے ایسا کیوں نہیں کہتے؟) ابوتمام کی برجستہ زبان نے جواب دیا۔ لِمَ لا تفهم ما یقال؟ ...... (جو کہا جائے وہ سمجھتے کیوں نہیں؟) پھر عرض کی، ذرا پورا تو پڑھ کر دیکھئے۔ پڑھنے

---

[1] تاریخ پیدائش میں مؤرخین کے یہ چار قول ہیں۔ [2] الاغانی ج ۱۵ ص ۱۰۲

لگے تو نگاہ پسندان دو شعروں پر پڑی۔

ورکب کأطراف الأسنّة عرّسوا — علیٰ مثلها واللیل تسطو غیاهبه

لأمر علیهم أن تتم صدوره — ولیس علیهم أن تتم عواقبه

امیر سے ہزار دینار انعام دلوائے، انعام لے کر عراق کا رُخ کیا، ہمذان پہنچے تو ابوالوفاء بن ابی سلمہ کو مہمانی کا شرف ملا، ایک صبح اٹھے، دیکھا کہ موسم نے برف برسا کر راستہ روک لیا ہے، میزبان نے کہا:۔

وطّن نفسك على المقام فان هذا الثلج لا ينحسر الا بعد زمان۔

"اب تو ادھر ہی جی لگائیے، یہ برف اتنا جلد چھٹنے کو نہیں"

اپنے کتب خانہ سے آیا، کتب خانہ کیا تھا، شعراء کا دیوان خانہ تھا، وقت بے کار گذارنے کی عادت تھی نہیں، کتابیں مزاج کی ملیں، ذوق فطرت کا عطیہ تھا، بیٹھے اور عرب شعراء کا کلام منتخب کیا۔۔۔۔۔ اسی شعری انتخاب کو لوگ حماسہ کہتے ہیں، حالانکہ ۔۔۔۔

اس میں بابُ الحماسہ بھی ہے اور بابُ المراثی بھی، بابُ الادب بھی ہے اور بابُ النسیب بھی، بابُ الہجاء بھی ہے اور بابُ الاضیاف والمدیح بھی، بابُ الصفات بھی ہے اور بابُ السیر بھی، بابُ الملح بھی ہے اور باب مذمۃ النساء بھی، ابواب تو دس ہیں۔ لیکن پورے مجموعہ پر جزو کا نام رکھ دینا بھی اہل علم کے ہاں "تسمیۃ الکل باسم الجزء" کی اصطلاح سے متعارف ہے، لکھنے کے بعد ایک مدت گذری، قریب تھا کہ ہزاروں کتابوں کی طرح زمانہ اس پر بھی گمنامی کا پردہ ڈال دے کہ بنو سلمہ سے یہ شعری انتخاب ابوالعواذل نامی شخص کے ہاتھ لگا۔ وہ اصفہان لایا، اصفہان والے جب یہ پاگئے تو قدر کی نگاہ سے اس پر چھاگئے ۔۔۔۔ فشمر فیهم ثم فی من یلیهم[1]

اس موقع پر اشعار میں چار کتابیں اور بھی لکھیں لیکن تاریخ کی قدر نوازی حماسہ ہی کے حصہ میں آئی، دھوم اس کی اتنی مچی کہ ۲۵ تک اس کی شروحات لکھی گئیں۔ انتخاب یہ اس قدر بہتر کہ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ انتخاب ابوتمام کی شاعری سے بھی فائق۔ مقبولیت اس کی اتنی کہ ذیقعدہ ۲۲۸ھ[2] کو صاحب انتخاب شکارِ قضا ہوئے لیکن ان کا انتخاب ابھی تک زندہ ہے۔

---

[1] مقدمہ تبریزی ص ۳، ۴ [2] تاریخ وفات میں جمادی الاولیٰ ۲۲۹ھ، ۲۳۱ھ، محرم ۲۳۲ھ کے اقوال بھی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابُ الحماسہ

قَالَ بَعضُ شُعَرَاءِ بَلعَنبَرَ واسمُہٗ قُرَیطُ بنُ اُنَیف

بَلعَنبَرَ: اصل میں بَنِي العَنبَرِ ہے "بَنِی" کی یاء کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا، کیونکہ یاء ساکن تھی اور اس کے بعد لام بھی ساکن تھا، پھر کثرتِ استعمال کی بناء پر "بَنِیْ" کے نون کو بھی حذف کردیا، اور اس پر دلیل اور قرینہ یہ ہے کہ "بَلعَنبَرِ" کی راء پر تنوین نہیں آتی ہے، جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس پر لام تعریف کا ہے اور یاء "بنی" کی ہے۔

تعارف: یہ اسلامی شاعر ہیں، قبیلہ بنوشیبان نے ان پر حملہ کیا، ان کے تیس اُونٹ لوٹ کرلے گئے، اُنھوں نے اپنے قبیلہ سے مدد مانگی لیکن قبیلہ کے لوگوں نے مدد سے انکار کیا، تو یہ بنومازن کے پاس آئے، ان سے مدد کی درخواست کی، بنو مازن نے اُن کے ساتھ چند آدمی روانہ کئے، جنھوں نے بنوشیبان پر جوابی حملہ کیا اور تیس کی جگہ سو اُونٹ لائے، ذیل کے اشعار میں شاعر بنومازن کی تعریف اور اپنے قبیلے کی مذمت کررہا ہے:

(۱) لَوکُنتُ مِن مَازِنٍ لَم تَستَبِح إبِلِي ۔۔۔ بَنُو اللَّقِيطَةِ مِن ذُهلِ بنِ شَيبَانَا

اگر میں قبیلہ مازن سے ہوتا تو گری پڑی عورت کی اولاد یعنی ذہل بن شیبان میرے اُونٹوں کو مباح نہ سمجھتے۔

لَم تَستَبِح: از باب استفعال، اِستَبَاحَ الشَّیئَ: کسی چیز کو جائز مباح سمجھنا، مباح ٹھہرانا، تباہ و برباد کرنا۔ بَاحَ (ن) بَوحًا: ظاہر ہونا، مشہور ہونا۔ إبِلٌ: اُونٹ، مفرد کے لئے اس کا استعمال نہیں ہوتا اور مؤنث استعمال ہوتا ہے، جمع۔ آبَال۔ اللَّقِیطَۃ: یہ عورت کا نام ہے۔ علامہ تبریزیؒ نے فرمایا کہ اگرچہ شُرّاح حماسہ نے اس لفظ کو ذکر کیا ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ "لقیطہ"

"حصن بن حذیفہ" کی والدہ کا نام ہے اور قبیلہ بنی فزارہ سے تعلق رکھتی ہے، شاعر کے قبیلہ ذھل بن شیبان سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس لئے صحیح روایت وہ ہے جو بعض حضرات نے نقل کی ہے اور وہ ہے:

لَوْكُنْتُ مِنْ مَازِنٍ لَمْ تَسْتَبِحْ إِبِلِيْ بَنُوالشَّقِيْقَةِ مِنْ ذُهْلِ بْنِ شَيْبَانَا

اور شقیقہ عباد بن یزید کی بیٹی ہے جس کا تعلق ذھل بن شیبان سے ہے۔

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اللقیطہ کسی عورت کا نام نہیں ہے بلکہ یہ لَقِیْطٌ کا مؤنث ہے جس کے معنی گری پڑی ذلیل عورت کے آتے ہیں، تو مولود بچی جو پھینک دی جائے اس کو بھی "لقیطہ" کہتے ہیں، جس کا نسب معلوم نہیں ہوتا، مطلب یہ ہے کہ ذھل بن شیبان ایک مجہول النسب اور ایک ذلیل عورت کی اولاد ہیں۔ اللَقِیْطَة کی جمع لَقَائِط آتی ہے۔

"لَمْ تَسْتَبِحْ" "لَوْكُنْتُ" کی جزاء ہے "إِبِلِيْ"، "لَمْ تَسْتَبِحْ" کا مفعول اور "بَنُواللَّقِيْطَةِ" فاعل ہے "مِنْ ذُهْلِ بْنِ شَيْبَانَا" "بَنُواللَّقِيْطَةِ" کا بیان ہے۔

(۲) إِذًا لَقَامَ بِنَصْرِيْ مَعْشَرٌ خُشُنٌ عِنْدَ الْحَفِيْظَةِ إِنْ ذُوْلُوْثَةٍ لَانَا

اس وقت میری مدد کے لئے ایک ایسی قوم کھڑی ہو جاتی جو حمیت کے وقت کھردری ہے، اگر کمزور آدمی نرم پڑ جاتے (تو وہ سختی سے پیش آتے ہیں اور اپنی عزت کی حفاظت میں کسی قسم کی نرمی سے کام نہیں لیتے ہیں)۔

مَعْشَرٌ : جماعت۔ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ "يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ" جمع : مَعَاشِرُ۔ خُشُنٌ : مفردہ: أَخْشَن : سخت، کھردرا، خَشُنَ (ك) خَشَانَةً : کھردرا ہونا۔ الحَفِيْظَة : نگہبانی، قابل حفاظت چیز کے لئے غضب وحمیت، جمع : حَفَائِظ۔ لُوْثَةٌ : سستی و کمزوری۔ ذُوْلُوْثَةٍ : سست و کمزور، ڈھیلا ڈھالا۔ بعض نسخوں میں لَوْثَة (بفتح اللام) ہے، جس کے معنی قوت و شدت کے ہیں، اسی سے لَيْثٌ (شیر) ہے۔ ذُوْلَوْثَةٍ : طاقتور اس صورت میں ترجمہ ہوگا "اگر طاقتور آدمی نرم پڑ جائے (تو بنو مازن نرم نہیں پڑتے اس صورت میں زیادہ مبالغہ ہے کہ اپنی عزت کی حفاظت کے لئے حالات اس قدر سخت ہو جائیں کہ طاقتور اور قوی آدمی بھی نرمی اختیار کرنے پر مجبور ہو تو ہو تاہم بنو مازن

ایسے کڑے وقت میں بھی کسی قسم کی نرمی سے کام نہیں لیتے)

«عِنْدَ الحَفِيْظَةِ» «خُشُنٌ» سے متعلق ہے «إِنْ ذُوْلُوْثَةٍ لَانَا» «إِنْ» شرطیہ ہے اور چونکہ وہ صرف فعل پر داخل ہوتا ہے اس لئے اس کے بعد «لَانَ» فعل محذوف ہے جس کی تفسیر آگے «لَانَ» سے ہو رہی ہے اس طرح یہ مَا أُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰی شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ کی قبیل سے ہے۔ أَیْ إِنْ لَانَ ذُوْلُوْثَةٍ لَانَا۔ یہ پورا جملہ شرط ہے اور جزا محذوف ہے «خَشُنُوْا» ترکیبی عبارت ہے «إِنْ لَانَ ذُوْلُوْثَةٍ خَشُنُوْا» اگر کمزور آدمی نرم پڑ جائے تو بنو مازن سخت ہوتے ہیں"

(۳) قَوْمٌ إِذَا الشَّرُّ أَبْدٰی نَاجِذَيْهِ لَهُمْ   طَارُوْا إِلَيْهِ زَرَافَاتٍ وَّوُحْدَانَا

وہ ایسی قوم ہیں کہ جب شر (لڑائی) اُن کے سامنے اپنے دانت ظاہر کرے تو وہ اس کی طرف (اس کو ٹالنے کے لئے) جماعت در جماعت اور فرداً فرداً اڑ کر جاتے ہیں۔

نَاجِذَيْهِ : نَاجِذٌ کا تثنیہ ہے، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا: داڑھ، جمع : نَوَاجِذُ۔ زَرَافَاتٌ : مفردہ : زَرَافَةٌ : دس یا بیس آدمیوں کی جماعت۔ وُحْدَان : مفردہ : وَاحِدٌ، کَصَاحِبٍ وَّصُحْبَان۔ طَارُوْا: (ض) طَيْرًا : اڑنا۔ أَبْدٰی : إِبْدَاءٌ : ظاہر کرنا۔ بَدَا (ن) بُدُوًّا: ظاہر ہونا۔

«قَوْمٌ» «هُمْ» محذوف کی خبر ہے۔ «طَارُوْا» «إِذَا» کے لئے جزا ہے، «زَرَافَاتٍ وَّوُحْدَانَا» «طَارُوْا» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

(۴) لَا يَسْأَلُوْنَ أَخَاهُمْ حِيْنَ يَنْدُبُهُمْ   فِی النَّائِبَاتِ عَلٰی مَا قَالَ بُرْهَانَا

وہ اپنے بھائی سے جب وہ اُن کو (اپنی مدد کے لئے) بلاتا ہے اس کے کہے پر دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں (یعنی سبب پوچھے بغیر اپنے بھائی کی مدد کے لئے پہنچ جاتے ہیں)

يَنْدُبُهُمْ : نَدَبَ (ن) نَدْبًا : بلانا، برانگیختہ کرنا۔ النَّائِبَاتُ : مفرد: نَائِبَةٌ : حادثہ، مصیبت۔ بُرْهَانٌ : دلیل، جمع : بَرَاهِيْنُ

(۵) لٰكِنَّ قَوْمِیْ وَإِنْ كَانُوْا ذَوِیْ عَدَدٍ   لَيْسُوْا مِنَ الشَّرِّ فِیْ شَیْءٍ وَّإِنْ هَانَا

لیکن میری قوم اگرچہ بڑی تعداد والی ہے، شر (لڑائی) کے مقابلہ میں ہیچ ہے اگرچہ

وہ شر ہلکا (معمولی) ہو

هَانَ : (ن) هُونًا ، مَهَانَةً : ذلیل وحقیر ہونا، کمزور ہونا۔ هَانَ (ن) هَوْنًا: نرم وآسان ہونا۔

(٦) يَجْزُونَ مِنْ ظُلْمِ أَهْلِ الظُّلْمِ مَغْفِرَةً وَمِنْ إِسَاءَةِ أَهْلِ السُّوْءِ إِحْسَانًا

وہ اہلِ ظلم کے ظلم کا بدلہ مغفرت اور بدکاروں کی برائی کا بدلہ احسان کے ساتھ دیتی ہے۔

يَجْزُوْنَ : جَزَى (ض) جَزَاءً : بدلہ دینا۔ ظُلْمٌ : مصدر : ظَلَمَ (ض) ظُلْمًا : ظلم کرنا، زیادتی کرنا۔ إِسَاءَةٌ : مصدر از باب افعال ، أَسَاءَ الشَّئَ. إِسَاءَةً : خراب کرنا ، بگاڑنا ، أَسَاءَ إِلَيْهِ : برا سلوک کرنا۔ السُّوْءِ : برائی، شر وفساد، آفت ، جمع : أَسْوَاءٌ۔ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ «يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ» اور برص بیماری کے لئے بھی بطور کنایہ استعمال ہوتا ہے۔ وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيْزِ: «وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ» سَاءَ (ن) سَوْءًا: قبیح ہونا، برا ہونا۔

«مَغْفِرَةً» اور «إِحْسَانًا» «يَجْزُوْنَ» کا مفعول بہ ہے۔

(٧) كَأَنَّ رَبَّكَ لَمْ يَخْلُقْ لِخَشْيَتِهِ سِوَاهُمْ مِنْ جَمِيعِ النَّاسِ إِنْسَانًا

گویا کہ تیرے رب نے تمام لوگوں میں ان کے سوا اپنے خوف وخشیت کے لئے کسی انسان کو پیدا نہیں کیا (خوف الٰہی کی وجہ سے ہر وقت اُن کو یہ خیال رہتا ہے کہ کسی پر کوئی زیادتی نہ ہو جائے، یہ اپنی قوم پر طنز ہے۔)

خَشْيَةٌ : مصدر ، خَشِيَ (س) خَشْيَةً : ڈرنا وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيْزِ: «إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ»

«إِنْسَانًا» «لَمْ يَخْلُقْ» کا مفعول بہ ہے۔

(٨) فَلَيْتَ لِي بِهِمْ قَوْمًا إِذَا رَكِبُوْا شَدُّوا الْإِغَارَةَ فُرْسَانًا وَرُكْبَانًا

کاش ان کے (ساتھ تعلق ورشتہ داری کے) بدلے میرے لئے ایک ایسی قوم ہوتی کہ جب وہ سوار ہوتی تو گھوڑوں اور اُونٹوں پر سوار ہونے کی حالت میں خوب لوٹ مار مچاتی۔

شَدُّوْا : شَدَّ (ض) شِدَّةً : قوی، مضبوط اور سخت ہونا۔ شَدَّ (ن ض) شَدًّا : دوڑنا۔ شَدَّ عَلَيْهِ : حملہ کرنا۔ شَدَّ الشَّئَ : مضبوط اور قوی کرنا۔

الإِغَارَۃُ : أَغَارَعَلَیۡہِ -إِغَارَۃً : غارت گری کرنا، لوٹ ڈالنا۔ فُرۡسَانًا : مفردہ: فَارِسٌ : گھوڑے پرسوار ہونے والا۔ رُکۡبَانًا : مفردہ : رَاکِبٌ : اُونٹ پرسوار ہونے والا۔

«فُرۡسَانًا وَرُکۡبَانًا» «شَدُّوا» کی ضمیرِ فاعل سے حال ہے۔ «الإِغَارَۃ» مفعول بہ ہے «بِھِمۡ» میں باء عوض کے لئے ہے۔

وَقَالَ لِفِنۡدُ الزِّمَانِیُّ فِی حَرۡبِ الۡبَسُوسِ

تعارف : جسّاس بن مرّۃ کی خالہ البسوس کی "سراب" نامی اُونٹنی کلیب بن وائل کی چراگاہ میں گئی جسے کلیب نے قتل کرڈالا، جسّاس نے خالہ کی اُونٹنی کے قصاص میں کلیب۔ کا کام تمام کیا۔ اور پھر ایسی جنگ شروع ہوئی جس کے شعلے چالیس سال تک بھڑکتے رہے، حتّٰی کہ بسوس نحوست میں ضربُ المثل بن گئی، کہتے ہیں "فُلَانٌ أَشۡأَمُ بِالۡبَسُوسِ" ذیل کے اشعار اسی جنگ میں کہے گئے :

(١) صَفَحۡنَا عَنۡ بَنِیۡ ذُھۡلٍ وَقُلۡنَا الۡقَوۡمُ إِخۡوَانٌ

ہم یہ کہہ کر بنو ذہل کو معاف کرتے رہے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں

صَفَحۡنَا : (ف) صَفۡحًا : رُوگردانی کرنا، چھوڑدینا، گناہ معاف کرنا۔ وفی التنزیلِ العزیز «فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَأۡتِیَ اللّٰہُ بِأَمۡرِہٖ»

(٢) عَسَی الۡأَیَّامُ أَنۡ یَرۡجِعۡنَ قَوۡمًا کَالَّذِیۡ کَانُوۡا

قریب ہے کہ زمانہ قوم کو لوٹا دے جیسے وہ پہلے تھے (یعنے ممکن ہے کہ زمانہ ان کو سابقہ رویہ پر لوٹا دے۔)

یَرۡجِعۡنَ : رَجَعَ (ض) رَجۡعًا، مَرۡجِعًا، رُجۡعَانًا : لوٹانا، واپس کرنا، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی «فَإِن رَّجَعَکَ اللّٰہُ إِلٰی طَائِفَۃٍ مِّنۡھُمۡ فَاسۡتَأۡذَنُوۡکَ لِلۡخُرُوۡجِ» وَ رَجَعَ (ض) رُجُوۡعًا، رِجَاعًا : لوٹنا، واپس ہونا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی «فَلَمَّا رَجَعَ مُوۡسٰی إِلٰی قَوۡمِہٖ غَضۡبَانَ أَسِفًا» یہاں یہ متعدی ہے۔

«قَوۡمًا» «یَرۡجِعۡنَ» کا مفعول بہ ہے اور اس میں ضمیر «أَیَّام» کی طرف راجع ہے

(٣) فَلَمَّا صَرَّحَ الشَّرُّ وَأَمۡسٰی وَھُوَ عُرۡیَانٌ

سو جب اُن کا شر واضح اور برہنہ ہو (کھل) کر سامنے آگیا،

صَرَّحَ : تَصْرِيْحًا : واضح ہونا، واضح کرنا (لازم ومتعدی) صَرَحَ (ف) صَرْحًا : ظاہر کرنا۔ أَمْسٰى : إِمْسَاءً : شام میں داخل ہونا۔ کَانَ کی طرح فعل ناقص ہوکر بھی مستعمل ہے۔ جیسے أَمْسٰى زَيْدٌ ضَاحِكًا : زید شام کے وقت ہنس رہا تھا اور کبھی کبھی بمعنے صَارَ ہوتا ہے۔ یہاں صار کے معنی میں ہے۔ مادہ: (م س و) عُرْيَان : صیغۂ صفت بمعنے ننگا، جمع : عُرَاة

«أَمْسٰى» کا اسم اس میں ضمیر ہے جو «الشَّر» کی طرف راجع ہے «وَهُوَ عُرْيَان» جملہ حالیہ «أَمْسٰى» کے لئے قائم مقام خبر ہے۔

(۴) وَلَمْ يَبْقَ سِوَى الْعُدْوَا نِ دِنَّاهُمْ كَمَا دَانُوْا

اور ظلم وتعدی کے علاوہ کچھ باقی نہ رہا تو ہم نے ان کو ایسا ہی بدلہ دیا جس طرح انھوں نے ہمارے ساتھ معاملہ کیا تھا۔

الْعُدْوَانُ : ظلم وجبر۔ وَفِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ «فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ» عَدَا عَلَيْهِ (ن) عَدْوًا، عُدْوَانًا : ظلم کرنا۔ دِنَّا : صیغہ جمع متکلم ماضی معروف بروزن بِعْنَا۔ دَانَ (ض) دَيْنًا : بدلہ دینا، قرض دینا۔

«دِنَّاهُمْ» پہلے شعر میں «لَمَّا» کی جزا ہے۔

(۵) مَشَيْنَا مِشْيَةَ اللَّيْثِ غَدَا وَاللَّيْثُ غَضْبَانُ

ہم (ان کی طرف) اس شیر کی چال چلے جو صبح کے وقت (شکار کرنے) جائے اس حال میں کہ وہ شیر غضب ناک ہو۔

مِشْيَة : چال۔ مَشٰى (ض) مَشْيًا، تِمْشَاءً : چلنا۔ اَللَّيْثُ : شیر، جمع : لُيُوْثٌ۔ غَضْبَانُ : غضب ناک، صیغۂ صفت ہے اور منصرف ہے کیونکہ اس کا مؤنث «غَضْبَانَةٌ» آتا ہے جبکہ الف نون زائدتان کے لئے شرط یہ ہے کہ «فَعْلَانَةٌ» کے وزن پر اس کا مؤنث نہ آتا ہو۔ غضب (س) غَضَبًا : غصہ ہونا۔ غَدَا : (ن) غُدُوًّا : صبح کے وقت جانا۔ جانا، اور بمعنی «صَارَ» بھی مستعمل ہے۔ اس وقت مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے «غَدَا» «اَللَّيْث» کی صفت ہے۔ اور «اَللَّيْث» پر الف لام عہد ذہنی کا ہے «وَاللَّيْثُ غَضْبَان» «غَدَا» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

(۶) بِضَرْبٍ فِيْهِ تَوْهِيْنٌ وَتَخْضِيْعٌ وَّإِقْرَانُ

تلوار کی ایسی ضرب کے ساتھ جس میں اُن کی توہین وتذلیل اور تابع بنانا مقصود تھا۔

تَخَضُّعٌ: ذلیل کرنا، عاجز کرنا۔ خَضَعَ (ف) خُضُوعًا: ذلیل ہونا، عاجز ہونا۔ اِقْرَانٌ: مصدر از باب افعال، أَقْرَنَ: تابع و مسخر بنانا۔ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: «وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ» دو چیزوں کو جمع کرنا، غالب آنا، سینگ والے مینڈھے کو ذبح کرنا، یہاں یا تو پہلے معنی مُراد ہیں۔ اُوپر ترجمہ اسی کے مطابق ہے اور یا آخری معنی مُراد ہیں۔ مینڈھے کے ذبح کرنے سے سَردار کا ذبح کرنا مُراد ہے۔ اس صُورت میں ترجمہ ہوگا۔ " ایسی شمشیر زنی کے ساتھ جس میں اُن کی تذلیل و توہین اور اُن کے سَردار کو ذبح کرنا مقصود تھا "

«بِضَرْبٍ» پہلے شعر میں «مَشَيْنَا» سے متعلق ہے۔

(۷) وَطَعْنٍ كَفَمِ الزِّقِّ غَذَا وَالزِّقُّ مَلْآنُ

اور نیزہ مارنے کے ساتھ (جس کے نتیجہ میں ان سے ایسا خون بہ رہا تھا) جیسے کہ بھرے ہوتے مشکیزہ کے منہ سے پانی بہتا ہے۔

طَعْنٌ: مَصدر، طَعَنَ (ف) طَعْنًا: نیزہ مارنا۔ طَعَنَ عَلَيْهِ: عیب لگانا۔

الزِّقُّ: مشک، جمع: أَزْقَاقٌ، زِقَاقٌ۔ غَذَا: (ن) غَذْوًا، غَذَوَانًا: تیز بہنا۔ مَلْآنُ: بھرا ہوا۔ جمع: مِلَاءٌ، مَلَأَ (ف) مَلْئًا: بھرنا۔

« وَطَعْنٍ » کا عطف پہلے شعر میں «ضَرْبٍ» پر ہو رہا ہے۔

(۸) وَبَعْضُ الْحِلْمِ عِنْدَ الْجَهْلِ لِلذِّلَّةِ إِذْعَانُ

اور لیسا اوقات جہالت کے مقابلے میں بردباری سے کام لینا ذلت کی اطاعت کرنا ہے۔

الحِلْمُ: بردباری، عقل: حَلُمَ (ك) حِلْمًا: باوقار ہونا، عاقل ہونا۔

إِذْعَانٌ: اطاعت، أَذْعَنَ لَهُ، وَذَعِنَ (س) ذَعَنًا: مُطیع ہونا۔

(۹) وَفِي الشَّرِّ نَجَاةٌ حِيْنَ لَا يُنْجِيْكَ إِحْسَانُ

اور جب احسان تجھے نجات نہ دے تو پھر نجات شر ہی میں ہے

لَا يُنْجِيْكَ: أَنْجَاهُ - إِنْجَاءً: نجات دینا، بچانا۔ نَجَا (ن) نَجَاةً: نجات پانا، بچنا۔

وَقَالَ أَبُو الغُولِ الطُّهَوِيُّ

تعارف : یہ بنو اُمیہ کے زمانے کا اسلامی شاعر ہے، طُہیّہ بروزن سُمیّہ طہیہ بنتِ عبد الشمس کی طرف منسوب ہے، بنو بکر اور بنو یربوع بنو مازن کی ایک چراگاہ "وقبیٰ" پر قبضہ کرنا چاہتے تھے لیکن بنو مازن نے ان کے حملے کا دفاع کر کے اس کی حفاظت کی، شاعر ان اشعار میں بنو مازن کی تعریف کر رہا ہے :

(۱) فَدَتْ نَفْسِيْ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنِيْ فَوَارِسَ صُدِّقَتْ فِيهِمْ ظُنُوْنِيْ

میری جان اور میرا مال ان شہسواروں پر قربان ہو جن کے بارے میں میرے خیالات دُرست ثابت ہوتے۔

فَدَتْ : اصل میں فَدَیَتْ تھا، یاء ماقبل مفتوح کو الف سے بدلا، التقائے ساکنین ہوا تو الف کو حذف کر کے فَدَتْ بنا۔ فَدَی (ض) فِدًی: جان قربان کرنا۔ صُدِّقَتْ : ماضی مجہول، تَصْدِیْقًا : سچا جاننا، سچا سمجھنا صُدِّقَتْ ظُنُوْنِیْ : میرے گمان سچے سمجھے گئے یعنی درست نکلے اور بعض نسخوں میں صَدَّقُوْا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا " میری جان اور میرا مال ان شہسواروں پر قربان ہو جنھوں نے اپنے متعلق میرے گمانوں کو سچا کر دکھایا" یعنے لڑائی میں ایسے بہادر اور دلیر نکلے جیسے مَیں سمجھتا تھا۔) ظُنُوْنٌ : مفردہ، ظَنٌّ : گمان، خیال مَا مَلَكَتْ يَمِيْنِيْ : جس چیز کا میرا دایاں ہاتھ مالک ہے یعنی مال و دولت۔ «مَا مَلَكَتْ» کا عطف «نَفْسِيْ» پر ہے اور یہ «فَدَتْ» کا فاعل ہے۔ «فَوَارِسَ» «فَدَتْ» کا مفعول بہ ہے۔

(۲) فَوَارِسَ لَا يَمَلُّوْنَ الْمَنَايَا إِذَا دَارَتْ رَحَى الْحَرْبِ الزَّبُوْنِ

ایسے شہسوار جو موت سے اکتاتے نہیں جب دفع کرنے والی (سخت) جنگ کی چکی گھومتی ہو۔

لَا يَمَلُّوْنَ : (س) مَلَلًا، مَلَالَةً : اکتانا، تنگ دل ہونا۔ اَلْمَنَایَا : مفرد: مَنِيَّةٌ : موت۔ دَارَتْ : (ن) دَوْرًا : گھومنا۔ رَحَی : مؤنث استعمال ہوتا ہے، جمع : أَرْحَاءٌ، أَرْحِيَةٌ۔ اَلزَّبُوْنُ : بے وقوف، دوہنے کے وقت بہت زانو مارنے والی اُونٹنی، اَلْحَرْبُ الزَّبُوْنُ : سخت لڑائی، گھمسان کی جنگ،

زَبَنَ (ض) زَبْنًا : دفع کرنا۔ ہٹانا

(۳) وَلَایَجْزُوْنَ مِنْ حَسَنٍ بِسَیْئٍ وَلَایَجْزُوْنَ مِنْ غِلَظٍ بِلِیْنٍ

وہ اچھے سُلوک کا بدلہ بُرے سُلوک سے اور سختی (و درشت رُوئی) کا بدلہ نرمی سے نہیں دیتے۔ (بلکہ موقع شناس ہیں، سختی کا سختی اور نرمی کا نرمی سے بدلہ دیتے ہیں۔)

حَسَنٌ : صیغہ صفت : خوبصورت، اچھائی کرنے والا، جمع : حِسَانٌ۔ یہاں مُراد اچھا سُلوک ہے۔ حَسَنَ (ن ك) حُسْنًا : خوب صورت ہونا۔ سَیْئٌ یہ سَیِّئٌ کا مخفف ہے جو حَسَنٌ کی ضد ہے بمعنی : بُرا، مراد بُرا سلوک ہے۔ غِلَظٌ: مصدر ہے غلظ (ض ك) غِلَظًا، غِلْظَةً : گاڑھا ہونا، سخت ہونا۔ لِیْنٌ : نرمی، لَانَ (ض) لِیْنًا : نرم ہونا۔

(۴) وَلَاتَبْلٰی بَسَالَتُهُمْ وَاِنْ هُمْ صَلُوْا بِالْحَرْبِ حِیْنًا بَعْدَ حِیْنٍ

ان کی شجاعت بوسیدہ (اور کمزور) نہیں ہوتی اگرچہ وہ جنگ کی آگ میں وقتاً فوقتاً داخل ہوتے رہتے ہیں یعنی جنگوں کی کثرت سے اُن کی شجاعت و بہادری میں فرق نہیں پڑتا۔

لَاتَبْلٰی : بَلِیَ (س) بَلَاءً، بِلًی : بوسیدہ ہونا، پُرانا ہونا۔ بَسَالَةٌ: دلیری بہادری۔ بَسُلَ (ك) بَسَالًا، بَسَالَةً : بہادر ہونا۔ صَلُوْا : صَلِیَ (س) صَلًی صِلًی النَّارَ وَبِهَا : آگ میں داخل ہونا، جلنا۔ وَفِی التَّنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ : «لَایَصْلٰهَا اِلَّا الْاَشْقٰی»

(۵) هُمْ مَنَعُوْا حِمَی الْوَقْبٰی بِضَرْبٍ یُؤَلِّفُ بَیْنَ اَشْتَاتِ الْمَنُوْنِ

اُنھوں نے ایسی ضرب کے ساتھ "وقبیٰ" نامی چراگاہ کی حفاظت کی جس نے مختلف موتوں کو جمع کیا (مختلف موتوں کو جمع کرنے کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ لوگ عموماً مختلف مقامات پر مرتے لیکن اس جنگ نے ایک ہی جگہ دشمن کو مروا دیا اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ دشمن موت کے مختلف اسباب: نیزہ اور تلوار وغیرہ سے قتل کیے گئے)

حِمَی : چراگاہ، ہر وہ چیز جس کی حفاظت کی جائے۔ حِمَی اللّٰهِ: وہ چیزیں جن کی ممانعت کی گئی ہے، حدیث شریف میں ہے «مَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ اَنْ یَقَعَ فِیْهِ» یُؤَلِّفُ : تَاْلِیْفًا : ملانا، جمع کرنا۔ اَلِفَ

(س) أُلْفَةٌ : محبت کرنا، مانوس ہونا۔ أَشْتَاتٌ : مفردہ : شَتٌّ : متفرق، پراگندہ۔ شَتَّ (ض) شَتًّا : متفرق ہونا۔ الْمَنُوْنُ : موت، رَيْبَ الْمَنُوْنِ : حوادثِ زمانہ، وَفِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ «أَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ» مَنَعُوْا : (ف) مَنْعًا : منع کرنا، حفاظت کرنا۔ «يُؤَلِّفُ» «ضَرْبٍ» کی صفت ہے

(۶) فَنَكَّبَ عَنْهُمْ دَرْءَ الْأَعَادِيْ وَدَاوَوْا بِالْجُنُوْنِ مِنَ الْجُنُوْنِ

چنانچہ اس ضرب نے دشمن کی دفاعی طاقت کو پسپا کیا اور اُنھوں نے جنون کا علاج جنون سے کیا (یعنے ترکی بہ ترکی جواب دیا)

نَكَّبَ : تَنْكِيْبًا : الگ کرنا۔ نَكَّبَ عَنِ الطَّرِيْقِ : راستہ سے ہٹ جانا۔ دَرْءٌ : مصدر، دَرَأَ (ف) دَرْءًا : زور سے دھکا دینا۔ الْأَعَادِيْ : مفردہ: أَعْدَاء : مفردہ : عَدُوٌّ : دشمن۔ دَاوَوْا : مُدَاوَاةً : علاج کرنا۔ دَوِيَ (س) دَوًى : بیمار ہونا۔

«نَكَّبَ» کا فاعل اس میں ضمیر ہے جو پہلے شعر میں «ضَرْب» کی طرف راجع ہے «دَرْءَ الْأَعَادِيْ» مفعول بہ ہے۔ بعض حضرات نے پہلے مصرعہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: "چنانچہ اس ضرب (شمشیر زنی) نے دشمنوں کی مخالفت کو اُن سے دُور کر دیا"

(۷) وَلَا يَرْعَوْنَ أَكْنَافَ الْهُوَيْنَا إِذَا حَلُّوْا وَلَا أَرْضَ الْهُدُوْنِ

اور وہ (اپنے اُونٹ) نرم زمین کے اطراف میں نہیں چراتے، جب وہ کسی مقام پر اُترتے ہیں (کیونکہ نرم زمین کا چارہ کھانے سے اُونٹ کمزور ہو جاتا ہے اور وہ اپنے اُونٹوں کو کمزور کرنا نہیں چاہتے بلکہ اپنی سخاوت کی وجہ سے قوی چارہ کھلاتے ہیں) اور نہ صلح وسکون کی زمین میں اپنے جانور چراتے ہیں (کیونکہ وہ وعدہ وفا ہیں، وعدہ خلافی نہیں کرتے، اس صورت میں اُن کی سخاوت اور وفا کی تعریف ہوگی۔) اور یہ بھی ممکن ہے کہ "ہُوَیْنَا" سے معمولی زمین مُراد ہو پھر ترجمہ ہوگا: "اور وہ (اپنے اُونٹ) معمولی زمین کے اطراف میں (جس میں دشمن کی جانب سے روک ٹوک نہ ہو) نہیں چراتے اور نہ صلح ومعاہدہ کی زمین

میں چراتے ہیں، بلکہ ایسی زمین کو چراگاہ بناتے ہیں جو دشمن کی ہو اور اُس پر صُلح کا معاہدہ نہ ہوا ہو، اس صُورت میں ان کی جنگ جوئی اور شجاعت کی تعریف ہوگی۔)

لَایَرْعَوْنَ : اصل میں لَایَرْعَیُوْنَ تھا، یاء کو حذف کردیا، لَایَرْعَوْنَ بن گیا۔ رَعٰی (ف) رَعْیًا۔ مَرْعًی : جانور کا گھاس چرنا، جانور کو گھاس چرانا (لازم و متعدی) اَکْنَافٌ : مفرده : کَنَفٌ : جانب، بازو، طرف۔ الھُوَیْنَا : نرمی و ملائمت، سکُون و وقار، یہ ھُوْنٰی کی تصغیر ہے اور ھُوْنٰی اَھْوَن کی تانیث ہے۔ ھَانَ (ن) ھَوْنًا : نرم و آسان ہونا۔ یہاں اس سے نرم یا معمولی زمین مُراد ہے۔ اَلْھُدُوْنُ : سکون و صُلح، ھَدَنَ (ض) ھُدُوْنًا : آرام پانا، بزدل ہونا، ڈھیلا ہونا۔

وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عُلْبَةَ الْحَارِثِیُّ

تعارف : یہ اسلامی شاعر ہے، یہ شعر اور اس کے بعد والے شعر اس نے اس وقت کہے جب اُس نے قبیلہ عقیل بن کعب کے ایک آدمی کو قتل کیا اور بنو عقیل قصاص یا دیت طلب کرنے کے لئے خلیفہ منصُور عباسی کے پاس آئے، خلیفہ نے اس کو مکہ مکرمہ میں قید کیا، تو یہ کہنے لگا :—

(۱) أَلَهْفٰی بِقُرّٰی سَحْبَلٍ حِیْنَ اَحْلَبَتْ ۔۔۔ عَلَیْنَا الْوَلَایَا وَالْعَدُوُّ الْمُبَاسِلُ

اے میرے افسوس ! وادی سحبل کے مقام قرّیٰ میں حاضر ہو جاؤ کہ ہمارے خلاف عورتوں اور بچوں اور بہادر دشمن نے مدد کی۔ (دشمن کا خلاف مدد کرنا تو ظاہر ہے البتہ بچوں، عورتوں نے ہمارے خلاف مدد کی " سے مُراد یہ ہے کہ ہم بچوں اور عورتوں کی حفاظت میں مصروف تھے اور دشمن کی طرف متوجہ نہیں تھے تو دشمن نے ہمارے بچوں کی حفاظت میں مصروفیت اور ان کی طرف سے غفلت کو غنیمت سمجھ کر حملہ کیا تو گویا حملے کا اصل سبب بچے ہی بنے۔)

أَلَهْفٰی : اس میں ہمزہ ندا کا ہے۔ لَهْفٰی : اصل میں لَهْفِی ہے۔ یائے متکلم کو تخفیفًا الف سے بدل دیا۔ لَهِفَ (س) لَهَفًا : غمگین ہونا، افسوس کرنا۔ أَلَهْفٰی: اے میرے افسوس ! اَحْلَبَتْ : اِحْلَابًا : جنگ کے لئے ہر طرف سے جمع ہونا، مدد کرنا۔ حَلَبَ (ن) حَلْبًا، حُلُوْبًا : جمع ہونا۔

بعض نسخوں میں أَجْـلَبَتْ (بالجیم) ہے۔ أَجْلَبَ الْقَوْمُ: شور و غوغا کرنا۔ اس صُورت میں ترجمہ ہوگا۔ "اے میرے افسوس! سجل کے مقام قری میں، بچوں وعورتوں نے (بسبب خوف کے) آواز بلند کی اور دشمنوں نے (قوت اور شدّت کی وجہ سے) آواز بلند کی۔ (اور یہ لگلے شعر کے زیادہ مناسب ہے۔)

الوَلَایَا : مفرده : وَلِیَّةٌ، یہ وَلِیٌّ کا مؤنث ہے: قریبی رشتہ دار، مددگار، حلیف، یہاں عورتیں اور بچے مُراد ہیں۔ الـمُبَاسِـلُ : اسمِ فاعل از باب مفاعلہ: بہادُر و دلیر۔

(۱) فَقَالُوا لَنَا ثِنْتَانِ لَابُدَّ مِنْهُمَا   صُدُورُ رِمَاحٍ أُشْرِعَتْ أَوْسَلَاسِلُ

تو دشمنوں نے (ہماری بیکسی دیکھ کر) ہم سے کہا کہ دو صُورتیں ہیں، ان سے کوئی مفر نہیں (کہ ان میں سے ایک اختیار کرلو) ایسے نیزوں کی نوکیں ہیں جن کو خوب ہلایا گیا ہے (وہ کھاؤ اور مر جاؤ) یا زنجیریں ہیں (انہیں اختیار کرکے قیدی بن جاؤ)

صُدُورٌ : مفرده : صَدْرٌ : سینہ، ہر چیز کا ابتدائی حِصّہ۔ رِمَاحٌ : نیزے، مفرد : رُمْحٌ۔ أُشْرِعَتْ : ماضی مجہول از بابِ افعال : أَشْرَعَ عَلَيْهِ الرُّمْحَ : کسی کی جانب نیزہ سیدھا کرنا۔ ثِنْتَانِ : لُغَةٌ فِي اِثْنَتَانِ۔ سَلَاسِلُ : مفرده، سِلْسِلَةٌ : زنجیر۔ بُدٌّ : حِصّہ، عوض، فراق۔ لَابُدَّ مِنْهُ : اس سے مفر نہیں ہے اس سے کوئی چارہ نہیں، جمع : أَبْدَادٌ۔

«قَالُوا» میں ضمیر «عَدُوٌّ» کی طرف راجع ہے جو پہلے شعر میں واقع ہے «عَدُوٌّ» مفرد اور جمع دونوں طرح مستعمل ہے «لَنَا» «قَالُوا» سے متعلق ہے "ثِنْتَانِ" موصوف ہے۔ «لَابُدَّ مِنْهُمَا» صفت ہے۔ موصوف صفت مل کر مبتدا ہے، «صُدُورُ رِمَاحٍ أَوْسَلَاسِلُ» خبر ہے۔ «أُشْرِعَتْ» «رِمَاحٌ» کی صفت ہے۔

(۲) فَقُلْنَا لَهُمْ تِلْكُمْ إِذًا بَعْدَ كَرَّةٍ   تُغَادِرُ صَرْعَىٰ نَوْءُهَا مُتَخَاذِلُ

ہم نے اُن سے کہا یہ (اختیار کا فیصلہ) تو ایک ایسے حملے کے بعد ہو گا جو (دشمنوں کو) اس طرح پچھاڑا ہوا چھوڑ دے کہ اُن کا اُٹھنا کمزور (اور مشکل) ہو جائے (یعنی یہ فیصلہ ایک ایسے سخت حملے کے بعد ہو گا جو دشمنوں کو اس طرح گرا دے کہ ان میں قیام کی طاقت نہ رہے، تاہم جب تک ہم میں

زورِ بازو رہے، اس وقت تک اس فیصلہ پرعمل کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہاں جب ہم مجبور ہوجائیں گے تو پھر دیکھا جائے گا۔)

تِلْكُمْ : تِلْكَ : اسم اشارہ مؤنث بعید، ضمیر مخاطب کے اعتبار سے کبھی مفرد، کبھی تثنیہ اور کبھی جمع آتا ہے۔ کَرَّةٌ : حملہ، ایک بار پلٹنا۔ وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ «فَارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ» كَرَّ عَلَيْهِ (ن) كَرًّا : حملہ کرنا، لوٹنا۔ تُغَادِرُ : مُغَادَرَةً : چھوڑنا۔ وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ «مَالِهٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا» غَدَرَ (ن ض) غَدْرًا، غَدَرَانًا : خیانت کرنا، عہد توڑنا۔ صَرْعٰى : مفردہ : صَرِيْعٌ : زمین پر پچھاڑا ہوا۔ صَرَعَ (ف) صَرْعًا : پچھاڑنا۔ نَوْءٌ : مصدر ہے۔ نَاءَ (ن) نَوْءًا، تَنْوَاءً : تکلیف ومشقت سے اُٹھنا۔ مُتَخَاذِلٌ : اسم فاعل از باب تفاعل : مدد چھوڑنے والا، ٹانگوں کا کمزور، تَخَاذَلَ : مدد چھوڑنا، ٹانگوں کا کمزور ہونا۔

«تُغَادِرُ صَرْعٰى» جملہ «كَرَّةً» کی صفت ہے۔ «نَوْءُهَا مُتَخَاذِلٌ» «صَرْعٰى» کی صفت ہے۔ «نَوْءُهَا» کی ضمیر «صَرْعٰى» کی طرف راجع ہے۔

(۳) وَلَمْ نَدْرِ إِنْ جِضْنَا مِنَ الْمَوْتِ جَيْضَةً كَمِ الْعُمْرُ بَاقٍ وَالْمَدٰى مُتَطَاوِلُ

اور ہمیں یہ نہیں معلوم کہ اگر ہم موت سے اعراض کریں تو ہماری عمر کتنی باقی ہے اور زندگی کی غایت کس قدر لمبی ہے۔

لَمْ نَدْرِ : دَرٰى (ض) دَرْيًا، دِرَايَةً : جاننا۔ جِضْنَا : بروزن بِعْنَا جَاضَ عَنْهُ (ض) جَيْضًا : اعراض کرنا۔ الْمَدٰى : غایت اور انتہا۔

«المدى» کا عطف «العمر» پر ہے۔

(۴) إِذَا مَا ابْتَدَرْنَا مَأْزِقًا فَرَجَتْ لَنَا بِأَيْمَانِنَا بِيْضٌ جَلَتْهَا الصَّيَاقِلُ

جب ہم کسی تنگ جگہ میں جلدی کرکے بڑھ جاتے ہیں تو اس کو کشادہ کردیتی ہیں ایسی تلواریں جن کو صیقل نے چمکایا ہے اس حال میں کہ وہ ہمارے دائیں ہاتھوں میں ہوتی ہیں۔

اِبْتَدَرْنَا : اِبْتِدَارًا : جلدی کرنا، ایک دوسرے سے سبقت کرنا۔ بَدَرَ (ن) بُدُوْرًا : جلدی کرنا۔ مَأْزِقٌ : تنگ جگہ، میدان جنگ، جمع : مَآزِقُ، أَزَقَ (ن ض) أَزْقًا : تنگ ہونا۔ فَرَجَتْ : (ض) فَرْجًا : کشادہ کرنا، کھولنا۔

أَيْمَانٌ : مفرده : يَمِينٌ : دایاں ہاتھ۔ جَلَتْ : اصل میں جَلَيَتْ تھا، یاء کو الف سے بدل کر التقاءِ ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا۔ (ن) جَلْوًا جَلَاءً : واضح کرنا، صیقل کرنا، روشن کرنا۔ بِيضٌ : مفرده : أَبْيَضُ : سفید چیز، تلوار۔ الصَّيَاقِلُ : مفرده : صَيْقِل : صیغہ مبالغہ : خوب اُجاگر کرنے والا — صَقَلَ (ن) صَقْلًا، صِقَالًا : صاف کرنا، زنگ دور کرنا۔

«بِيضٌ» «فَرَجَتْ» کا فاعل ہے اور «فَرَجَتْ» جزاء ہے شرط کی «بِأَيْمَانِنَا» «ثَابِتَةٌ» سے متعلق ہو کر «بِيضٌ» سے حال یا اس کی صفت ہے۔ «جَلَتْهَا» «بِيضٌ» کی صفت ہے۔ «مَا ابْتَدَرْنَا» میں «مَا» زائدہ ہے۔

⑤ لَهُمْ صَدْرُ سَيْفِي يَوْمَ بَطْحَاءِ سَحْبَلٍ ... وَلِي مِنْهُ مَا ضُمَّتْ عَلَيْهِ الْأَنَامِلُ

وادی سحبل کے مقام بطحا میں ان (دشمنوں) کے حصہ میں میری تلوار کی دھار آئی اور میرے حصہ میں تلوار کی وہ طرف آئی جس پر انگلیاں جمع کی گئی تھیں یعنی قبضہ شمشیر۔

بَطْحَاء : کشادہ نالہ جس میں ریت اور چھوٹی کنکریاں ہوں۔ جمع : بِطَاح ضُمَّتْ : ماضی مجہول، ضَمَّ عَلَيْهِ (ن) ضَمًّا : قبضہ کرنا۔ ضَمَّ الشَّيْءَ : جمع کرنا، ملانا۔ الْأَنَامِلُ : مفرده : أُنْمُلَةٌ : پورہ، انگلی کا سرا۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : «وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ»

وَقَالَ أَيْضًا

① لَا يَكْشِفُ الْغَمَّاءَ إِلَّا ابْنُ حُرَّةٍ ... يَرَى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ ثُمَّ يَزُورُهَا

شدید مصیبت کو دُور نہیں کر سکتا مگر شریف ماں کا بیٹا جو پہلے موت کی سختیوں کو (دُور سے) دیکھتا ہے اور پھر اس کی (قریب سے) زیارت کرتا ہے۔ (زیارت اور رؤیت میں باہمی فرق یہ ہے کہ "زیارت" صرف قریب سے دیکھنے کو کہتے ہیں اور "رؤیت" عام ہے، قریب سے دیکھنے کے لئے بھی مستعمل ہے اور دُور سے دیکھنے کے لئے بھی۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ عزم کا پختہ اور ارادے کا پکا اور صابر آدمی جب اولاً مصیبت کے آثار دیکھتا ہے تو اس کے لئے تیار ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے وقوع پر اس

میں گھس کر اُس کے انجام کو برداشت کرلیتا ہے ۔)

لا یکشف : (ض) کَشْفًا : ظاہر کرنا ۔ کَشَفَ اللّٰہُ غَمَّہٗ : اللہ اُس کے غم کو زائل کرے ۔ الغَمَّاء : یہ أغَمّ کا مؤنث ہے : غم و حُزن ، مصیبت ، جمع : غُمّ ۔ غَمَّ (ن) غَمًّا : غمگین کرنا ، ڈھانپنا ۔ حُرّۃٌ : آزاد عورت ۔ غَمَرَات : مفردہ : غَمْرَۃٌ : شدت و سختی

(۲) نُقَاسِمُھُمْ أسْیَافَنَا شَرَّ قِسْمَۃٍ فَفِیْنَا غَوَاشِیْھَا وَفِیْھِمْ صُدُوْرُھَا

ہم اپنی تلواروں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ بُری طرح تقسیم کرتے ہیں چنانچہ ہمارے حصہ میں قبضۂ شمشیر اور ان کے حصہ میں تلوار کی دھاریں ہوتی ہیں ۔

نُقَاسِمُ : مُقَاسَمَۃٌ و قَسَمَ (ض) قَسْمًا : تقسیم کرنا ۔ غَوَاشِیْ : مفرد غَاشِیَۃٌ : پردہ ، چھپا ہوا ۔ اندر کا حصہ ، غَاشِیَۃُ السَّیْفِ : تلوار کا دستہ ۔

وَقَالَ أیْضًا مَحْبُوْسًا بِمَکَّۃَ

(۱) ھَوَایَ مَعَ الرَّکْبِ الْیَمَانِیْنَ مُصْعِدٌ جَنِیْبٌ وَجُثْمَانِیْ بِمَکَّۃَ مُوْثَقٌ

میرا محبوب یمنی سواروں کے ساتھ تابع ہوکر یا مسافر ہوکر جارہا ہے اور میرا جسم مکہ میں محبوس ہے (مطلب یہ ہے کہ یارِ من سفر کے لئے پا بہ رکاب ہے لیکن میری مجبوری یہ ہے کہ نہ اس کو روک سکتا ہوں اور نہ قید کی وجہ سے جا سکتا ہوں ۔)

ھَوَایَ : ھَوٰی : خواہش ، محبت ۔ ھَوِیَ (س) ھَوًی : محبت کرنا ، خواہش کرنا ۔ یہاں مصدر بمعنے اسم مفعول ہے یعنی محبوب ۔ الرَّکْبُ : سوار ہونے والی جماعت ، جن کی تعداد دس سے زیادہ ہو ، قافلہ ، جمع : أرْکُبٌ ۔ الیَمَانِیْنَ : مفردہ : یَمَانٍ ، یمن کی طرف منسوب ہے ۔ مُصْعِدٌ : اسم فاعل از باب افعال : أصْعَدَ إصْعَادًا : اونچی زمین کی طرف جانا ، زمین میں دوڑنا ، چڑھانا ۔ جَنِیْبٌ : ایک جانب لٹکا ہوا ، ایک جانب چلنے والا ، فرمانبردار ، مُسافر ، شعر میں ان سب معنوں کی گنجائش ہے ۔ جمع : جُنُبٌ ۔ جَنَبَ فُلَانٌ فِیْ بَنِیْ فُلَانٍ (ن) جَنَابَۃً : نَزَلَ فِیْھِمْ جَنِیْبًا (غَرِیْبًا) یعنی کسی کے پاس مسافر بن کر آنا جَنَبَ الشَّیْءَ : دور کرنا ، ہٹانا ۔ جَنِبَ (س) جَنَبًا : دور ہونا ۔ جُثْمَانٌ :

جسم۔ مُوْثَقٌ: اسم مفعول از باب افعال: باندھا ہوا، مقید۔ أَوْثَقَهُ۔ إِيثَاقًا: رسی سے باندھنا۔ وَفِی التنزیل العزیز: «وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ»

(۲) عَجِبْتُ لِسُرَاهَا وَأَنَّى تَخَلَّصَتْ ۔۔۔ إِلَيَّ وَبَابُ السِّجْنِ دُونِي مُغْلَقٌ

مجھے محبوبہ کی رات کے وقت آمد عجیب معلوم ہوئی اور میرے پاس وہ کیسے پہنچ گئی، حالانکہ جیل کا دروازہ میرے پیچھے بند تھا۔

مَسْرَى: سَرَى (ض) سُرًى، مَسْرًى: رات میں چلنا۔ تَخَلَّصَتْ: از باب تفعّل، تَخَلَّصَ إِلَيْهِ: منتقل ہونا، پہنچنا۔ خَلَصَ (ن) خُلُوصًا، خَلَاصًا: خالص ہونا۔ خَلَصَ مِنْهُ: نجات پانا۔ خَلَصَ إِلَى الْمَكَانِ: پہنچنا۔ دُونِي: پیچھے، سامنے۔ مُغْلَقٌ: اسم مفعول از باب افعال بمعنی: بند: أَغْلَقَ: بند کرنا۔

(۳) أَلَمَّتْ فَحَيَّتْ ثُمَّ قَامَتْ فَوَدَّعَتْ ۔۔۔ فَلَمَّا تَوَلَّتْ كَادَتِ النَّفْسُ تَزْهَقُ

وہ آئی سلام کیا، پھر کھڑی ہوئی، الوداع کہا، پس جب منہ پھیر کر جانے لگی تو قریب تھا کہ جان میری نکل جاتی (محبوبہ کا یہ "ایاب و ذہاب" باعتبار خیال اور تصور جاناں کے ہے۔)

أَلَمَّتْ: إِلْمَامًا: آکر اترنا۔ لَمَّ (ن) لَمًّا: جمع کرنا۔ حَيَّتْ: تَحِيَّةً: سلام کرنا، یہ اصل میں حَيَّيَتْ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح کو الف سے بدلا تو یاء اور تاء دونوں ساکن جمع ہوئے، اس لئے یاء کو حذف کر دیا۔ حَيَّتْ بنا۔ وَفِی التنزیل العزیز «وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِلَيْهِ» وَدَّعَتْ: تَوْدِيعًا: الوداع کہنا۔ تَوَلَّتْ: از تفعّل، تَوَلِّيًا: پیٹھ پھیر کر جانا، اعراض کرنا۔ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: «وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى» تَزْهَقُ: (ف) زُهُوقًا: روح کا جسم سے نکلنا۔ وَالْأَصْلُ فِي الزُّهُوقِ الْخُرُوجُ بِصُعُوبَةٍ

(۴) فَلَا تَحْسَبِي أَنِّي تَخَشَّعْتُ بَعْدَكُمْ ۔۔۔ لِشَيْءٍ وَلَا أَنِّي مِنَ الْمَوْتِ أَفْرَقُ

یہ گمان نہ کرنا کہ تمہارے فراق کے بعد میں عاجز ہو گیا ہوں اور نہ یہ کہ میں موت سے ڈرنے لگا ہوں۔

تَخَشَّعْتُ: از باب تفعّل وَخَشَعَ (ف) خُشُوعًا: عاجزی کرنا، اظہار عاجزی کرنا۔ أَفْرَقُ: صیغہ متکلم، فَرِقَ (س) فَرَقًا: گھبرانا، ڈرنا۔ وَفِی التنزیل

الْعَزِیْزِ : «وَلٰکِنَّهُمْ قَوْمٌ یَفْرَقُوْنَ»

(۵) وَلَا أَنَّ نَفْسِیْ یَزْدَهِیْهَا وَعِیْدُکُمْ وَلَا أَنَّنِیْ بِالْمَشْیِ فِی الْقَیْدِ أَخْرَقُ

اور نہ یہ سمجھنا کہ تمہاری دھمکیوں نے میرے نفس کو حقیر و ذلیل کیا ہے اور نہ یہ کہ میں بیڑیوں میں چلنے سے تنگ دل ہو گیا ہوں۔

یَزْدَهِیْ : اصل میں یَزْتَهِیْ تھا، تاءِ افتعال کو دال سے بدل دیا کیونکہ فاء کلمہ زاء ہے، افتعال کا فاء کلمہ جب دال، ذال یا زاء ہو تو تاءِ افتعال کو دال سے بدل دیتے ہیں ۔اِزْدَهٰی ۔اِزْدِهَاءٌ : حقیر سمجھنا، ذلیل کرنا۔ أَخْرَقُ : مضارع متکلم خَرِقَ (س) خَرَقًا : دہشت زدہ ہونا، تنگ دل ہونا، بعضوں نے کہا أَخْرَق اسم تفضیل یا صیغۂ صفت ہے، اس شخص کو کہتے ہیں جو کام اچھی طرح نہ کر سکتا ہو، ادھورا کام کرتا ہو، اس صورت میں شعر کا مطلب ہو گا کہ "مجھے یہ نہ سمجھنا کہ میں قید میں اچھی طرح نہیں چل سکتا، بلکہ میں قید میں رہ کر اچھی طرح چل پھر سکتا ہوں" قَیْدٌ: بیڑی، باندھنے کی رسی، جمع : قُیُوْدٌ۔

«وَعِیْدُکُمْ» صحیح نسخہ «وَعِیْدُهُمْ» ہے اور ضمیر بنو عقیل کی طرف راجع ہے۔

«بِالْمَشْیِ» «أَخْرَقُ» سے متعلق ہے اور «فِی الْقَیْدِ» «مَشْی» سے متعلق ہے۔

(٦) وَلٰکِنْ عَرَتْنِیْ مِنْ هَوَاكِ صَبَابَةٌ کَمَا کُنْتُ أَلْقٰی مِنْكِ إِذْ أَنَا مُطْلَقُ

بلکہ تیری محبت کی وجہ سے مجھے سوزش عشق لاحق ہوئی (جس کی وجہ سے میں تکالیف و شدائد میں مبتلا ہو کر کمزور و لاغر ہو گیا) جیسے کہ جب میں آزاد تھا تو تیری (محبت کی) وجہ سے اس سوزش میں مبتلا تھا۔ (یعنی یہ لاغری قید و بند کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تیری محبت کی وجہ سے ہے۔)

عَرَتْ : اصل میں عَرَوَتْ تھا، واؤ ما قبل مفتوح کو الف سے بدلا تو التقاء ساکنین ہوا، اس لئے الف کو حذف کر دیا تو عَرَتْ بن گیا۔ عَرَا (ن) عَرْوًا : لاحق ہونا، پیش آنا۔ صَبَابَةٌ : سوزش عشق، صَبَّ (س) صَبَابَةً : عاشق ہونا۔ مُطْلَقٌ : اسم مفعول از باب افعال: آزاد، أَطْلَقَهٗ۔ إِطْلَاقًا : آزاد کرنا، آزاد چھوڑنا۔

وَقَالَ أَبُوْعَطَاءِ السِّنْدِیُّ

یہ اسلامی شاعر ہے اور مخضرمی الدولتین ہے، ان کے والد سندھی عجمی تھے

(۱) ذَكَرْتُكِ وَالْخَطِّيُّ يَخْطِرُ بَيْنَنَا وَقَدْ نَهِلَتْ مِنَّا الْمُثَقَّفَةُ السُّمْرُ

(اے محبوبہ) مَیں نے تجھے اس حالت میں بھی یاد کیا کہ ہمارے درمیان مقام خط کے اپنے ہوئے نیزے حرکت کر رہے تھے اور سیدھے گندم گوں نیزوں نے ہمارا خون پہلی بار پی لیا تھا (یعنے اتنی شدت میں تصور یار کئے ہوتے ہوں جو اگر ایک لحاظ سے جنونِ محبت کی علامت ہے تو دوسری حیثیت سے دلیری اور شجاعت کی نشانی)۔

الخَطِّیُّ: نیزہ جو مقام خط کی طرف منسوب ہو، خط بحرین کی ایک بندرگاہ کا نام ہے جہاں نیزوں کی تجارت ہوتی تھی۔ یَخْطِرُ: (ض) خَطَرَانًا: حرکت کرنا۔ نَهِلَتْ: (س) نَهَلًا: پہلی بار پینا۔ المُثَقَّفَةُ: اسم مفعول از باب تفعیل: سیدھا۔ ثَقَّفَ الرُّمْحَ: نیزہ سیدھا کرنا۔ السُّمْرُ: مفرد: أَسْمَر: گندم گوں نیزہ، سَمِرَ (س ل) سُمْرَةً: گندم گوں ہونا۔

«وَالْخَطِّيُّ» «ذَكَرْتُكِ» سے حال ہے «وَقَدْ نَهِلَتْ» کا عطف «الخَطِّیّ» پر ہے۔ «مِنَّا» أَيْ مِنْ دِمَائِنَا۔

(۲) فَوَاللهِ مَا أَدْرِيْ وَإِنِّيْ لَصَادِقٌ أَدَاءٌ عَرَانِيْ مِنْ حِبَابِكِ أَمْ سِحْرُ

بخدا میں نہیں جانتا اور سچ کہہ رہا ہوں کہ تیری محبت کی وجہ سے مجھے کوئی بیماری لاحق ہوئی ہے یا جادو ہے (یعنی جس حال و مقام میں مَیں ہوں کہ ایسی ہلاکت خیز جنگ میں بھی تجھے نہیں بھول سکتا اس کیفیت میں یہ تعین میرے لئے مشکل ہے کہ یہ اثر محبت ہے یا جادو۔)

دَاءٌ: بیماری، جمع: أَدْوَاءٌ۔ مادہ (دوء) عَرَا: (ن) عَرْوًا: لاحق ہونا، پیش آنا۔ حِبَابٌ: زیادہ محبت، یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ حَابَّهُ مُحَابَّةً، حِبَابًا: بہت زیادہ محبت کرنا۔ سِحْرٌ: جادو، جمع: أَسْحَارٌ، سُحُورٌ۔

(۳) فَإِنْ كَانَ سِحْرًا فَاعْذِرِيْنِيْ عَلَى الْهَوٰى وَإِنْ كَانَ دَاءً غَيْرَهُ فَلَكِ الْعُذْرُ

پس اگر یہ جادو ہے تو تو مجھ کو محبت میں معذور سمجھ اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور بیماری ہے تو تُو معذور ہے (یعنی اگر یہ تیری طرف سے جادو ہے تو اب میں معذور ہوں کہ تو نے ہی تو سحر سے اسیرِ محبت بنایا اور اگر یہ سوزشِ عشق ہے تو پھر قصوروار میں ہوں اور تُو معذور و بے قصور ہے۔)

اعْذِرِیْ : صیغہ امر مؤنث عَذَرَ (ض) عُذْرًا : عذر قبول کرنا۔

وَقَالَ بَلْعَاءُ بْنُ قَیْسٍ الْکِنَانِیُّ

یہ جاہلی شاعر ہے اور بنو کنانہ کا سردار ہے :

(۱) وَفَارِسٍ فِیْ غِمَارِ الْمَوْتِ مُنْغَمِسٍ   إِذَا تَأَلّٰی عَلٰی مَکْرُوْهَةٍ صَدَقَا

اور بہت سے موت کی سختیوں میں ڈوبنے والے ایسے شہسوار ہیں کہ جب وہ کسی ناپسند بات پر قسم کھالیں تو سچ کر دکھاتے ہیں۔

غِمَارٌ : مفرده : غَمْرَةٌ : شدت، سختی۔ مُنْغَمِسٌ : اسم فاعل از باب انفعال : داخل ہونے والا۔ اِنْغَمَسَ فِی الْمَاءِ : پانی میں غوطہ لگانا۔ داخل ہونا۔ غَمَسَ (ض) غَمْسًا : ڈبونا، غوطہ دینا۔ تَأَلّٰی : از باب تفعّل : قسم کھانا، کوشش کرنا۔ أَلَا (ن) أَلْوًا، أُلُوًّا : کوشش کرنا۔ ضعیف و کوتاہ ہونا۔

«فارس» میں واؤ بمعنی «رب» ہے : جواب رُبَّ اگلے شعر میں «غَشَّیْتُهٗ» ہے۔

(۲) غَشَّیْتُهٗ وَهْوَ فِیْ جَأْوَاءَ بَاسِلَةٍ   عَضْبًا أَصَابَ سَوَاءَ الرَّأْسِ فَانْفَلَقَا

میں نے ان کو ڈھانپا اس حال میں کہ وہ مٹیالہ رنگ کے بہادر لشکر میں تھے کاٹنے والی ایسی تلوار کے ساتھ جو سر کے درمیان لگی تو وہ پھٹ گیا۔

غَشَّیْتُهٗ : تَغْشِیَةٌ : ڈھانپنا، ڈھانکنا۔ غَشَا (ن) غَشْوًا، غَشِیَ (س) غَشْیًا : ڈھانپنا، ڈھانکنا۔ جَأْوَاءُ : صیغہ صفت أَجْأٰی کا مؤنث ہے، مٹیالے رنگ والا۔ جَئِیَ الْفَرَسُ (س) جَأًی، جُؤْوَةً : مٹیالہ رنگ والا ہونا، مادہ (ج ء ی) کَتِیْبَةٌ جَأْوَاءُ : مٹیالا رنگ کا لشکر، تبریزی نے «سرسبز رنگ کے لشکر» سے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ بَاسِلَةٌ : بہادر۔ عَضْبًا : صیغہ صفت : کاٹنے والی تلوار۔ عَضُبَ (ک) عُضُوْبًا، عُضُوْبَةً : تلوار وغیرہ کا کاٹنے والا ہونا۔ أَصَابَ : إِصَابَةٌ : پہنچنا أَصَابَ السَّهْمُ : تیر کا نشانہ پر لگنا۔ سَوَاءٌ : درمیان، مثل و نظیر، جمع : أَسْوَاءٌ، اس کی جمع سَوَاسِیَةٌ بھی خلاف قیاس آتی ہے۔ مادہ (س و ی) اِنْفَلَقَ : اِنْفِلَاقًا، پھٹنا۔ فَلَقَ (ض) فَلْقًا : پھاڑنا۔

«غَشَّیْتُ» متعدی بدو مفعول ہوتا ہے۔ ایک مفعول ضمیر ہے، دوسرا مفعول «عَضْبًا» ہے۔ «وَهْوَ فِیْ جَأْوَاءَ» حال ہے۔

(۳) بِضَرْبَةٍ لَمْ تَكُنْ مِنِّيْ مُخَالَسَةً وَلَا تَعَجَّلْتُهَا جُبْنًا وَلَا فَرَقًا

ایسی ضرب سے (اس کا سر پھٹا) جو مجھ سے اُچکنے والی نہیں تھی یعنی جلدی میں سرزد نہیں ہوئی تھی) اور نہ اس میں بزدلی اور ڈر کی وجہ سے میں نے جلدی کی (یعنی وہ ضرب جس سے اس کا سر چیرا گیا تھا وہ گھبراہٹ اور حالتِ اضطرار میں نہیں لگائی تھی بلکہ بڑی تسلی واطمینان کے ساتھ مارا تھا)

مُخَالَسَةً : اسم فاعل از باب مفاعلہ، خَالَسَ۔ مُخَالَسَةً، خِلَاسًا وَخَلَسَ (ض) خَلْسًا : اُچک لینا، جلدی کرنا۔ تَعَجَّلْتُ : از باب تفعل : جلدی کرنا۔ عَجِلَ (س) عَجَلًا، عَجَلَةً : جلدی کرنا، وَفِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ «وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى» جُبْنًا : مصدر ہے : بزدلی، جَبُنَ (ن) جُبْنًا : بزدل ہونا۔ فَرَقًا : خوف، فَرِقَ (س) فَرَقًا : ڈرنا۔

«بِضَرْبَةٍ» پہلے شعر میں «فَانْفَلَقَا» سے متعلق ہے۔ «لَمْ تَكُنْ» اس کی صفت ہے «جُبْنًا فَرَقًا» مفعول لہٗ ہے۔

وَقَالَ رَبِيعَة بن مقروم الضَّبی

یہ شاعر مخضرمی ہے اس نے زمانۂ اسلام اور جاہلیت دونوں کو پایا ہے :

(۱) وَلَقَدْ شَهِدْتُ الْخَيْلَ يَوْمَ طِرَادِهَا بِسَلِيْمِ أَوْظِفَةِ الْقَوَائِمِ هَيْكَلِ

میں شہسواروں میں ان کی لڑائی کے دن حاضر ہوا، ایسے قدآور گھوڑے کے ساتھ جس کے ہاتھ پاؤں کی نلیاں صحیح سلامت تھیں۔

شَهِدْتُ : (س) شُهُوْدًا : حاضر ہونا، معائنہ کرنا۔ شَهِدَ (س ك) شَهَادَةً : گواہی دینا۔ شَهِدَ بِهٖ، قسم کھانا۔ طِرَاد : مصدر از باب مفاعلہ طَارَدَ۔ مُطَارَدَةً، طِرَادًا : ایک دوسرے کو ہٹانا، حملہ کرنا، مُراد لڑائی ہے۔ طَرَدَ (ن) طَرْدًا، ہٹانا، دھتکارنا۔ سَلِيْم : آفات سے محفوظ، جمع : سُلَمَاء، سَلِمَ (س) سَلَامَةً سالم ہونا، آفات سے محفوظ ہونا۔ أَوْظِفَةٌ : مفرد : وَظِيْفٌ : گھوڑے یا اُونٹ وغیرہ کی پنڈلی کا پتلا حصہ۔ قَوَائِمُ : مفرد : قَائِمَةٌ : جانور کی ٹانگ۔ هَيْكَل : بڑی اور شاندار چیز۔ فَرَسٌ هَيْكَلٌ : قدآور لمبا گھوڑا۔ الْخَيْل : گھوڑے، اس کا مفرد اس لفظ سے نہیں ہے، شہسواروں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، جمع :

أَخْيَال، خُيُوْل۔

(۲) فَدَعَوْا نَزَالِ فَكُنْتُ أَوَّلَ نَازِلٍ ... وَعَلَامَ أَرْكَبُهٗ إِذَا لَمْ أَنْزِلِ

ان سواروں نے پکارا کہ (مقابلہ کے لئے) اُترو، تو میں سب سے پہلے اُترنے والا تھا اور میں کس لئے گھوڑے پر سوار ہوں، جب میں (دوسرے شخص کے چیلنج کے وقت) نہ اُتروں (یعنی میری غرض ہی مقابلہ کرنا ہے تو چیلنج کیوں قبول نہ کروں)

نَزَالِ: یہ اسم فعل بمعنے "اِنْزِلْ" ہے یعنی اُتر۔ عرب لڑائی میں ایک دوسرے کو چیلنج کرتے ہوئے نَزَالِ نَزَالِ کہا کرتے تھے۔ عَلَامَ: اصل میں "عَلٰى" "مَا" ہے "عَلٰى" حرف جر اور "مَا" استفہامیہ ہے "مَا" کے الف کو حذف کر دیا۔

(۳) وَالَدِّ ذِیْ حَنَقٍ عَلَیَّ كَأَنَّمَا ... تَغْلِیْ عَدَاوَةُ صَدْرِهٖ فِیْ مِرْجَلِ

اور بہت سے سخت جھگڑالو مجھ پر شدید غضب ناک ایسے ہیں گویا کہ ان کے سینے کی عداوت (اس طرح) جوش مار رہی ہے جیسے ہانڈی (میں پانی جوش مارتا ہے)

اَلَدّ: صیغۂ اسم فاعل: سخت جھگڑالو۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: "وھو ألدّ الخصام" جمع: لُدٌّ، لِدَادٌ۔ لَدَّ (س) لَدَدًا: سخت جھگڑالو ہونا۔ حَنَقٌ: مصدر ہے، حَنِقَ مِنْهُ، عَلَيْهِ (س) حَنَقًا: سخت غضب ناک ہونا۔ ذُوْحَنَقٍ: غضب ناک، تَغْلِیْ: (ض) غَلْيًا، غَلَيَانًا: جوش مارنا۔ مِرْجَلٌ: ہانڈی، جمع: مَرَاجِل "وَأَلَدَّ" واو بمعنے "رُبَّ" ہے جواب رُبَّ اگلا شعر ہے۔

(٤) أَزْجَيْتُهٗ عَنِّیْ فَأَبْصَرَ قَصْدَهٗ ... وَكَوَيْتُهٗ فَوْقَ النَّوَاظِرِ مِنْ عَلِ

میں نے اُن کو اپنے سے دفع کیا تو اُنھیں اپنا صحیح راستہ نظر آگیا (اور اپنی حیثیت ان کو معلوم ہوگئی) اور اُن کے سر کی رگوں کو میں نے اُوپر کی جانب سے داغ دیا۔

أَزْجَيْتُ: إِزْجَاءً: ہانکنا، زَجَا (ن) زَجْوًا: ہانکنا، کھینچ کر لے جانا، وَفِی التَّنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ "أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا" كَوَيْتُ: (ض) كَيًّا: لوہے وغیرہ سے داغنا۔ اَلنَّوَاظِرُ: مفرد: نَاظِرَةٌ: سر کی رگیں جو آنکھ سے ملی ہوئی ہیں۔ عَلِ: بمعنے فوق، یُقَالُ: أَتَیْتُهٗ مِنْ عَلِ، وَمِنْ عَلُ۔ قَصْد: صحیح راستہ، میانہ روی۔ أَبْصَرَ قَصْدَهٗ: اپنا صحیح راستہ اُس نے دیکھ لیا یعنی اس کو اپنی حیثیت اور قدر عافیت

معلوم ہوگئی ۔ مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ نے فرمایا کہ أبصَرَ قَصدَہٗ : پختہ عزم کرنے سے کنایہ ہے اور شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب میں نے دشمن کو اپنے سے ہٹایا تو وہ عزم و ہمت کے ساتھ لڑنے لگا۔ تب میں نے تلوار کے ذریعہ اس کے سر کو داغ دیا۔

وَقَالَ سَعدُ بنُ نَاشِبِ

تعارف : یہ تمیم سے تعلق رکھنے والے اسلامی شاعر ہیں، کسی آدمی کو انھوں نے قتل کیا، بلال بن ابی بردہ بن موسیٰ اشعری رضؓ نے قصاص کا مطالبہ کیا، تاہم جب وہ قصاص میں کامیاب نہ ہو سکے تو بصرہ میں واقع اُن کا گھر منہدم کیا۔ شاعر کو جب انہدامِ بیت کا علم ہوا تو یہ اشعار کہے :

① سَأَغسِلُ عَنِّی العَارَ بِالسَّیفِ جَالِبًا عَلَیَّ قَضَاءُ اللهِ مَا کَانَ جَالِبًا

میں بذریعہ تلوار اپنے آپ سے عار (انہدامِ بیت) دُور کروں گا (زائل کروں گا) اس حال میں کہ تقدیر الٰہی مجھ پر جو چاہے سو وہ کھینچ لائے (یعنی میں بدلہ لوں گا پھر جو نتیجہ بھی ہوگا اس کو سہنے کے لئے میں تیار ہوں)

العَارُ : ہر وہ قول یا فعل جس سے انسان کو شرم آئے، جمع : أَعیَار۔ جَالِبًا : اسم فاعل جَلَبَ (ن ض) جَلبًا و جَلَبًا : ہانک کر لانا۔ قَضَا : فیصلہ، تقدیر، جمع : أَقضِیَة۔ ترکیب میں «جَالِبًا عَلَیَّ قَضَاءُ اللهِ» «سَأَغسِلُ» کی ضمیر فاعل سے حال ہے «قَضَاءُ اللهِ» «جَالِبًا» کا فاعل ہے اور «مَا کَانَ جَالِبًا» «جَالِبًا» کے لئے مفعول بہ ہے۔

② وَأَذهَلُ عَن دَارِی وَأَجعَلُ هَدمَهَا لِعِرضِی مِن بَاقِی المَذَمَّةِ حَاجِبًا

اور میں اپنے گھر کے معاملے کو بھول جاؤنگا اور اس کے انہدام کو اپنی عزت کے لئے باقی مذمت سے مانع سمجھوں گا (یعنی چونکہ میں نے قتل کیا تھا اور اس کی پاداش میں میرا گھر گرایا گیا، حالانکہ اُس کے بدلے قتل ہونا چاہیئے تھا تو کوئی بات نہیں، میں یہ بات سمجھتے ہوئے کہ یہ انہدام میرے قتل سے بچنے کے لئے بہانہ ہے، اپنا گھر بھول جاؤں گا کہ گویا گھر تھا ہی نہیں)

أَذهَلُ : (ف) ذَهلًا : بھول جانا۔ ذَهِلَ (س) ذُهُولًا : ہوش اُڑنا۔ هَدمُهَا هَدمٌ : مصدر۔ هَدَمَ (ض) هَدمًا : مسمار کرنا، ڈھانا۔ عِرضٌ : آبرو، جمع : أَعرَاضٌ حَاجِبًا : رکاوٹ، مانع، اسم فاعل ہے۔ جمع : حَوَاجِب۔ حَجَبَ (ن)

حَجَبًا : چھپانا، رکاوٹ بننا۔

(۳) وَیَصْغُرُ فِی عَیْنِی تِلَادِی إِذَا انْثَنَتْ یَمِینِی بِإِدْرَاکِ الَّذِی کُنْتُ طَالِبَا

اور میری نظر میں میرا موروثی مال کم ہے جب کہ میرا داہنا ہاتھ اُس چیز کے حصُول کے ساتھ لوٹے جس کا میں طالب تھا (یعنی قتل میرا مقصود تھا وہ میں نے کرلیا۔ اب اگر اس کے بدلے گھر جو میراث میں ملا تھا، گیا تو جانے دو، کہ مقصود حاصل ہوگیا۔)

یَصْغُرُ : صَغُرَ (ن) صَغَرًا : کم عمر ہونا۔ صَغُرَ (ك) صِغَرًا : چھوٹا ہونا

تِلَادِی : تِلَاد (بفتح التا۔ وکسرا) مال قدیم۔ تَلَدَ (ن ض) تُلُودًا : قدیم ہونا۔

اِنْثَنَتْ : واحد مؤنث غائب از انفعال، اِنْثِنَاءً : مُڑنا۔ ثَنَیٰ (ض) ثَنْیًا: موڑنا، لپٹنا۔

(۴) فَإِنْ تَهْدِمُوا بِالْغَدْرِ دَارِی فَإِنَّهَا تُرَاثُ کَرِیمٍ لَا یُبَالِی الْعَوَاقِبَا

چنانچہ اگر تم نے میرا گھر عہد شکنی کر کے گرایا (تو کوئی حرج نہیں) اس لئے کہ وہ ایک ایسے کریم کا گھر ہے جو انجاموں کی پرواہ نہیں کرتا۔

الغَدْرُ : مصدر، غَدَرَ (ن ض) غَدْرًا، وَغَدَرَانًا : خیانت کرنا، عہد توڑنا،

تُرَاثُ : میراث، مصدر ہے۔ وَرِثَ فُلَانًا یَرِثُ وَرْثًا، وَتُرَاثًا : وارث ہونا

لَا یُبَالِی : از باب مفاعلہ۔ بَالَیٰ لِأَمْرٍ وَبِالْأَمْرِ : پروا کرنا۔

(۵) أَخِی غَمَرَاتٍ لَا یُرِیدُ عَلَی الَّذِی یَهُمُّ بِهِ مِنْ مُفْظِعِ الْأَمْرِ صَاحِبَا

شدائد والا ہے کہ کسی عظیم الشان کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر ساتھی کو نہیں چاہتا (یعنی تنہا بڑے کارنامے انجام دیتا ہے۔)

غَمَرَاتٌ : غَمْرَةٌ کی جمع ہے : سختی، شدت۔ أَخُو غَمَرَاتٍ: سختیوں والا۔

یَهُمُّ : هَمَّهُ الْمَرَضُ (ن) هَمًّا : پگلانا۔ هَمَّ بِالشَّیْءِ : ارادہ کرنا، مُفْظِعُ الْأَمْرِ : بڑا اور شدید کام، اس میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے، أَفْظَعَ الْأَمْرُ۔ وَفَظُعَ (ك) فَظَاعَةً : بُرا ہونا۔ حد سے متجاوز ہونا۔

«أَخِی غَمَرَاتٍ» پہلے شعر کے «کَرِیم» کی صفت ہے «صَاحِبًا» «لَا یُرِیدُ» کا مفعول بہ ہے۔ "من مفظع الامر" "الذی یهم" کا بیان ہے

(۶) إِذَا هَمَّ لَمْ تُرْدَعْ عَزِیمَةُ هَمِّهِ وَلَمْ یَأْتِ مَا یَأْتِی مِنَ الْأَمْرِ هَائِبَا

جب قصد کرتا ہے تو اُس کا عزم رد کا نہیں جاتا اور جب کسی کام کے پاس آتا ہے تو ڈرتے ہوئے نہیں آتا۔

لَمْ تُرْدَعْ : صیغہ واحد مونث مجہول، رَدَعَ (ف) رَدْعًا : روکنا، ہٹانا۔ عَزِيمَة مصدر ہے۔ عَزَمَ (ض) عَزْمًا وَعَزِيمَةً : پختہ ارادہ کرنا۔ هَائِبًا : ڈرنے والا، هَابَهُ (س) هَيْبَةً : ڈرنا۔

(۷) فَيَالِرِزَامٍ رَشِّحُوا بِي مُقَدَّمًا   إِلَى الْمَوْتِ خَوَّاضًا إِلَيْهِ الْكَتَائِبَا

سو اے لوگو! میری قوم بنو رزام پر تعجب کرو کہ انھوں نے میری تربیت ایسی حالت میں تو کی کہ میں موت کی جانب پیش قدمی کرنے والا (اور) اس کی طرف دستوں میں گھس جانے والا ہوں (مگر میرا گھر گرانے سے نہیں بچایا۔)

يَالِرِزَامٍ : رزام قبیلہ کا نام ہے، لام تعجب کے لئے ہے۔ لِرِزَامٍ، تَعَجَّبُوا فعل محذوف کے متعلق ہے۔ «رَشِّحُوا» رزام کی صفت یا حال ہے۔ «مُقَدَّمًا» اور «خَوَّاضًا» حال ہے «بِي» ضمیر متکلم سے «الْكَتَائِبُ» «خَوَّاضًا» کے لئے مفعول ہے۔
رَشِّحُوا : تَرْشِيحًا : تربیت کرنا، کسی کام کے لائق بنانا۔ رَشَحَ (ف) رَشْحًا : ٹپکنا، بہنا۔ الْكَتَائِبُ : مفرد : كَتِيبَةٌ : سواروں کا دستہ، گھوڑوں کا ریوڑ، خَوَّاضًا : صیغہ مبالغہ۔ خَاضَ (ن) خَوْضًا : پانی میں داخل ہونا۔

(۸) إِذَا هَمَّ أَلْقَى بَيْنَ عَيْنَيْهِ عَزْمَهُ   وَنَكَّبَ عَنْ ذِكْرِ الْعَوَاقِبِ جَانِبًا

جب وہ قصد کرتا ہے تو اپنے عزم کو پیش نظر رکھتا ہے اور انجام کے ذکر سے پہلو تہی کرتا ہے۔

نَكَّبَ : تَنْكِيبًا : عَنِ الطَّرِيقِ : الگ ہو جانا۔ نَكَبَ (ن) نَكْبًا، نُكُوبًا : ہٹ جانا۔ الْعَوَاقِبُ : مفرد : عَاقِبَةٌ : انجام۔

(۹) وَلَمْ يَسْتَشِرْ فِي رَأْيِهِ غَيْرَ نَفْسِهِ   وَلَمْ يَرْضَ إِلَّا قَائِمَ السَّيْفِ صَاحِبَا

اور اپنی رائے میں اپنے علاوہ کسی سے مشورہ طلب نہیں کرتا اور نہ قبضۂ شمشیر کے سوا کسی کو ساتھی بنانا پسند کرتا ہے۔

لَمْ يَسْتَشِرْ : اِسْتِشَارَةٌ : مشورہ طلب کرنا۔ قَائِمُ السَّيْفِ : تلوار کا دستہ۔

وَقَالَ تَأَبَّطَ شَرًّا هُوَ ثَابِتُ بْنُ جَابِرٍ

تعارف: یہ شاعر جاہلی ہے "تأبط شرا" کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ چھری بغل میں لے کر یہ باہر گیا، کسی نے گھر میں اس کا پتہ کیا تو اس کی والدہ نے کہا کہ "تأبط شرا" یعنے وہ شر کو بغل میں لے کر کہیں گیا ہے، ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر ہر سال قبیلہ بنو ہذیل کی مملوکہ زمین کے ایک غار میں جاکر شہد لے آتا تھا، بنو ہذیل کی ایک شاخ بنو لحیان کو جب اس کا علم ہوا تو وہ اس کی گھات میں بیٹھ گئے یہ حسب معمول شر کو بغل میں دبائے وقتِ مقررہ پر پہنچ گیا، بنو لحیان عین اس وقت حملہ آور ہوئے جب یہ اور اس کے ساتھی غار میں تھے، اس کے ساتھی تو کسی طرح بچ کر فرار ہو گئے لیکن یہ غار ہی میں رہا۔ بنو لحیان نے کہا کہ بغیر کسی شرط کے جان ہمارے حوالے کر دو، لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یا تو تم مجھے قتل کروگے اور یا پھر قیدی بناؤگے، پھر کچھ سوچنے کے بعد اس شہد کو چکنے پتھروں پر بہایا اور مشکیزہ کو اپنے سینے سے باندھ کر غار کے اندران پتھروں پر پھسلنا شروع کر دیا، پھسلتے پھسلتے دوسری طرف زمین کے نشیبی حصے تک پہنچ گیا۔ اس طرح دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہونے سے بچ گیا، کہا جاتا ہے کہ یہ اتنا دور گیا کہ اس کے اور بنو لحیان کے درمیان تین روز کی مسافت حائل ہو گئی، اپنے اس کارنامے کو ذیل کے اشعار میں بیان کر کے کہتا ہے:

(۱) إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَحْتَلْ وَقَدْ جَدَّ جِدُّهُ ... أَضَاعَ وَقَاسَى أَمْرَهُ وَهُوَ مُدْبِرُ

جب آدمی حیلہ نہیں کرے اس حال میں کہ اس کا معاملہ سخت ہو گیا ہو تو وہ اپنے آپ کو ضائع کر دے گا اور مشقت جھیلے گا اس حال میں کہ وہ پیٹھ پھیرنے والا ہوگا۔

لَمْ يَحْتَلْ: اِحْتِيَالًا: حیلہ کرنا، حَالَ (ن) حَوْلًا: ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا، سال گذرنا۔ جَدَّ جِدُّهُ: جَدَّ فِي الْأَمْرِ (ض) جَدًّا: بڑا ہونا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى "وَأَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا"، جَدَّ فُلَانٌ (ض) جِدًّا: سنجیدہ ہونا۔ جَدَّ الشَّيْءُ (ض) جِدَّةً: جدید ہونا۔ جَدَّ (ن) جِدَادًا: کاٹنا۔ الجِدُّ: کوشش، سطح زمین سنجیدگی۔ قَاسٰی: از بابِ مُفاعلہ: مشقت جھیلنا۔ قَسَا (ن) قَسْوًا: سخت ہونا۔ مُدْبِرٌ: أَدْبَرَ۔ وَدَبَرَ (ن) دُبُوْرًا: پیٹھ پھیرنا۔

(۲) وَلٰکِنْ أَخُو الْحَزْمِ الَّذِیْ لَیْسَ نَازِلاً ‌ ‌ ‌ بِهِ الْخَطْبُ إِلَّا وَهُوَ لِلْقَصْدِ مُبْصِرُ

لیکن عقلمند اور ہوشیار آدمی وہ ہے جس پر کوئی مصیبت نہیں اترتی مگر یہ کہ وہ اپنے صحیح راستہ کو دیکھنے والا ہوتا ہے۔

اَلْحَزْمُ : احتیاط۔ حَزَمَ (ض) حَزْمًا : باندھنا۔ حَزُمَ (ک) حَزَامَةً : دُور اندیش اور ہوشیار ہونا۔ اَلْخَطْبُ : مہم، کام کا سبب، جمع : خُطُوْبٌ۔ مُبْصِرٌ: دیکھنے والا۔ أَبْصَرَ وَبَصُرَ (ک) بَصَرًا : دیکھنا۔ أَخُو الْحَزْمِ : صَاحِبُ الْحَزْمِ : ہوشیار۔ أَخُو الشَّیْئِ : صَاحِبُهٗ۔ اَلْقَصْدُ : صحیح وسیدھا راستہ۔

(۳) فَذَاکَ قَرِیْعُ الدَّهْرِ مَا عَاشَ حُوَّلٌ ‌ ‌ ‌ إِذَا سُدَّ مِنْهُ مَنْخِرٌ جَاشَ مَنْخِرُ

پس یہ شخص زمانہ کا سردار ہے اور جب تک زندہ ہے، حیلہ باز ہے جب اس پر (نجات کا) ایک راستہ بندکر دیا جاتا ہے تو دوسرا راستہ متحرک ہوجاتا ہے (اور اس کے لئے کھل جاتا ہے)

قَرِیْعٌ : صیغۂ صفت۔ قَرِیْعُ الدَّهْرِ : آزمودہ وقت، سردار، تجربہ کار، قَرَعَ (ف) قَرْعًا : کھٹکھٹانا۔ حُوَّلٌ : صیغۂ مبالغہ : زبردست حیلہ باز۔ حَالَ (ن) حِیْلَةً : حیلہ کرنا۔ سُدَّ : ماضی مجہول، سَدَّ (ن) سَدًّا : بندکرنا۔ مَنْخِرٌ: ناک، نتھنا۔ جمع : مَنَاخِرُ، مَنَاخِیْرُ، یہاں اس سے راستہ اور سوراخ مُراد ہے۔ نَخَرَ (ن ض) نَخْرًا : سوراخ کرنا۔ جَاشَ : (ض) جَیْشًا، جَیَشَانًا: اُبلنا۔ جوش مارنا، بلند ہونا، متحرک ہونا۔ حدیث میں آتا ہے :

«سَتَکُوْنُ فِتْنَةٌ، لَا یَهْدَأُ مِنْهَا جَانِبٌ إِلَّا جَاشَ جَانِبٌ»

(۴) أَقُوْلُ لِلِحْیَانٍ وَقَدْ صَفِرَتْ لَهُمْ ‌ ‌ ‌ وِطَابِیْ وَیَوْمِیْ ضَیِّقُ الْجُحْرِ مُعْوِرُ

میں قبیلہ لحیان سے کہتا تھا جب کہ میرے مشکیزے ان کے لئے خالی ہوگئے تھے (یہ کنایہ ہے موت کے قریب آجانے سے) اور میرا دن تنگ سوراخ والا (سخت اور) خطرناک/عیب دار/بغیر نگہبان کے تھا۔

صَفِرَتْ : (س) صَفَرًا : خالی ہونا۔ وِطَابٌ : مفردہ : وَطْبٌ : دُودھ کی مشک، مشکیزہ۔ ضَیِّقٌ : تنگ، ضَاقَ (ض) ضَیْقًا، ضِیْقًا : تنگ ہونا۔ جُحْرٌ : سوراخ، بِل، جمع : أَجْحَارٌ، أَجْحِرَةٌ «ضَیِّقُ الْجُحْرِ» مِثْل، فَإِنَّ الْحَشَرَاتِ کُلَّهَا إِذَا خَافَتْ، لَجَأَتْ إِلَی جُحْرِهَا۔ فَإِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهَا

وَصَلُ اِلَیْهَا الطَّالِبُ ۔ مُعْوِرٌ : مِنَ الْأَمْكِنَةِ : دہشت ناک جگہ مِنَ الرِّجَالِ: بُری عادت والا مرد۔ منَ الْأَشْيَاءِ : جس کا کوئی نگہبان نہ ہو۔ ان تینوں ترجموں کی یہاں گنجائش ہے۔ أَعْوَرَ الْفَارِسُ : سوار میں نیزہ لگنے کی جگہ ظاہر ہونا، اعضاء مستورہ کا کھل جانا، کانا کردینا، عَوِرَ (س) عَوَرًا : کانا ہونا۔

⑤ هُمَا خُطَّتَا إِمَّا إِسَارٌ وَمِنَّةٌ وَإِمَّا دَمٌ وَالْقَتْلُ بِالْحُرِّ أَجْدَرُ

کہ یہ دو خصلتیں ہیں یا تو قید اور پھر احسان (کرکے چھوڑ دینا) یا پھر قتل ہونا اور شریف آدمی کے لئے قتل زیادہ مناسب ہے۔ (بہ نسبت قید کے)۔

خُطَّتَا : اصل میں خُطَّتَانِ ہے، نون تثنیہ کو ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کردیا۔ خُطَّةٌ : خصلت وعادت، جمع : خُطَطٌ ۔ إِسَارٌ مصدر، أَسَرَ (ض) إِسَارًا : قید کرنا۔ مِنَّةٌ : احسان، جمع : مِنَنٌ ۔ مَنَّ (ن) مَنًّا : احسان کرنا وَفِی التَّنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ «قَالَ أَنَا یُوسُفُ وَهٰذَا أَخِیْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا» الْحُرّ : شریف، آزاد، جمع : أَحْرَارٌ ۔ أَجْدَرُ : صیغہ تفضیل، جَدُرَ بِهِ (ك) جَدَارَةً : لائق ہونا۔ جَدَرَهُ (ن) جَدْرًا : لائق بنانا۔

⑥ وَأُخْرَى أُصَادِیْ النَّفْسَ عَنْهَا وَإِنَّهَا لَمَوْرِدُ حَزْمٍ إِنْ فَعَلْتُ وَمَصْدَرُ

اور ایک اور خصلت ہے جس کے بارے میں میں اپنے نفس کو گھما رہا ہوں (اور سوچ رہا ہوں) کیونکہ وہی ہوشیاری وعقل کے آنے اور جانے کی جگہ ہے۔

أُصَادِیْ : صیغہ متکلم مضارع از باب مفاعلہ۔ صَادَاهُ ۔ مُصَادَاةً : مقابلہ کرنا۔ مدارات کرنا، چھپانا، کسی چیز کی تدبیر میں رائے گھمانا اور بار بار سوچنا۔ صَدِیَ (س) صَدًی : سخت پیاسا ہونا۔ مَوْرِدٌ : گھاٹ، پانی کا راستہ، جمع : مَوَارِد ، وَرَدَ (ض) وُرُوْدًا : آنا، گھاٹ پر آنا۔ حَزْمٌ : عقل ودور اندیشی۔ مَصْدَرٌ : واپس لوٹنا، لوٹنے کی جگہ (مصدر وظرف) صَدَرَ (ن ض) صَدْرًا، مَصْدَرًا : واپس ہونا، پانی سے لوٹنا۔ مَوْرِدُ حَزْمٍ وَمَصْدَرُهُ : عقل کی آمد و رفت کی جگہ۔

مولانا ذوالفقار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے أُصَادِیْ کا ترجمہ أُدَافِعُ سے کیا ہے، چنانچہ وہ ترجمہ لکھتے ہیں "اور ایک اور امر ہے، جس سے میں اپنی طبیعت کو روکتا ہوں (اس کی دشواری کی وجہ سے) حالانکہ اگر میں اس کو اختیار کروں تو وہ ہوشیار اور محتاط آدمی کا طریقہ ہے" مورد اور مصدر سے طریقہ اور روش مراد ہے۔

٧) فَرَشْتُ لَهَا صَدْرِيْ فَزَلَّ عَنِ الصَّفَا بِهٖ جُؤْجُؤٌ عَبْلٌ وَمَتْنٌ مُخَصَّرٌ

تو میں نے دوسرے امر کے لئے اپنا سینہ بچھا دیا چنانچہ وہ چٹان سے پھسل گیا اس کے ساتھ ایک اُبھرا ہوا سینہ اور پتلی کمر تھی (سینہ کے ساتھ اُبھرے ہوتے سینہ کا مطلب ہے کہ میرا سینہ چوڑا اور عریض ہے اور کمر مری باریک ہے)

فَرَشْتُ: (ض،ن) فَرْشًا و فِرَاشًا: بچھانا۔ زَلَّ (س ض) زَلًّا، زَلَلًا: پھسلنا، گرنا۔ الصَّفَا: مفرد: صَفَاةٌ: پتھر، چٹان۔ جُؤْجُؤٌ: سینہ، اگلا حصہ، جمع: جَآجِئُ۔ عَبْلٌ: موٹا، جمع: عِبَالٌ۔ عَبُلَ (ك) عُبُوْلًا، عَبَالَةً: موٹا اور چوڑا ہونا۔ مَتْنٌ: کمر، جمع: مُتُوْنٌ۔ مُخَصَّرٌ: باریک کمر والا۔ خَصَرَ الثَّوْبُ: کپڑے کے دونوں پہلوؤں کا باریک ہونا۔

«بِهٖ جُؤْجُؤٌ عَبْلٌ» «زَلَّ» کی ضمیر فاعل سے حال ہے «لَهَا» ضمیر پہلے شعر میں «اُخْرٰی» کی طرف راجع ہے

٨) فَخَالَطَ سَهْلَ الْاَرْضِ لَمْ يَكْدَحِ الصَّفَا بِهٖ كَدْحَةً وَالْمَوْتُ خَزْيَانُ يَنْظُرُ

تو وہ سینہ ہموار زمین سے جا لگا اور چٹان نے کسی قسم کی خراش نہیں لگائی اس حال میں کہ موت رُسوا ہو کر دیکھتی ہی رہ گئی۔

خَالَطَ: مُخَالَطَةً: ملنا۔ خَلَطَ (ض) خَلْطًا: ملانا۔ سَهْلٌ: نرم و ہموار زمین، جمع: سُهُوْلٌ۔ لَمْ يَكْدَحْ: (ف) كَدْحًا: چہرہ پر خراش لگانا، جسمانی محنت کرنا۔ وَفِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ «يَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ» خَزْيَانُ: صیغہ صفت بمعنے رُسوا: خَزِيَ (س) خَزًى، خِزْيَةً: رُسوا ہونا۔

«لَمْ يَكْدَحْ» «خَالَطَ» کے لئے حال اول اور «وَالْمَوْتُ خَزْيَانُ» حال ثانی ہے

٩) فَاُبْتُ اِلٰى فَهْمٍ وَلَمْ اَكُ اٰئِبًا وَكَمْ مِثْلُهَا فَارَقْتُهَا وَهِيَ تَصْفِرُ

اور میں قبیلہ فہم کی طرف لوٹ آیا۔ حالانکہ میں لوٹنے والا نہیں تھا (کہ اسباب موت سب موجود تھے) اور اس جیسے کتنے ہی واقعات ہیں جن سے میں جدا ہوا (اور نجات پائی) حالانکہ سیٹی بجا رہی تھی (کہ یہ کیوں نجات پاگیا؟)

اُبْتُ: عَلٰى وَزْنِ قُلْتُ، اٰبَ (ن) اَوْبًا: لوٹنا۔ تَصْفِرُ: (ض)

صَفِیْرًا : ہونٹوں سے سیٹی بجانا۔ فَهْمٌ : قبیلہ کا نام ہے۔

وَقَالَ أَبُوكَبِيْرِ الْهُذَلِي

تعارف : ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ابو کبیر ہذلی نے تابط شرا کی بیوہ ماں سے شادی کی، تابط شرا کی اپنی ماں کے پاس اکثر آمد و رفت رہتی تھی، ابُو کبیر کو یہ پسند نہیں تھا۔ بیوی سے کہا تو بیوی کہنے لگی کسی طریقے سے اس کو ٹھکانے لگا دو، اس کے قتل کا منصوبہ بنا کر ابو کبیر آکر اس سے کہنے لگا، فلاں جگہ میری دشمنی ہے، ان کے خلاف کارروائی میں تم میرے ساتھ جانا پسند کرو گے ؟ تابط شرا نے حامی بھرتے ہوئے کہا کہ میں تو ایسے ہی مواقع کی تلاش میں رہتا ہوں، دونوں نے رخت سفر باندھا، دن رات سفر کے بعد جب دشمنوں کی بستی کے پاس پہنچے، ابو کبیر نے بھوک کی شکایت کی، بستی کے قریب جلتی ہوئی آگ کے پاس بیٹھے ہوتے دو چوروں پر حملہ کر کے تابط شرا نے ان کا کام تمام کیا اور وہاں سے ابو کبیر کو روٹی لا کر دی تاہم خود کچھ نہ کھایا۔ راستہ میں کچھ اُونٹ ان کے ہاتھ لگے، اونٹوں کی حفاظت کے لئے آدھی رات ایک جاگتا اور آدھی رات دوسرا۔ جب ابو کبیر کی حفاظت کی باری آئی اور تابط شرا سو گیا تو ابُو کبیر نے معمولی سی کنکری اُٹھا کر اس کی جانب پھینکی کہ اگر نیند غالب آگئی ہو تو قتل کر دوں لیکن وہ جاگ اُٹھا، ابو کبیر سے پوچھا کون ہے ؟ اس نے لاعلمی ظاہر کی، اونٹوں کے اِردگرد چکر لگاتے اور سو گیا، ابو کبیر نے ایک بار پھر آزمائش کی، وہ پھر پھڑک اُٹھا، تیسری بار وہ ابو کبیر سے کہنے لگا، اب اگر مجھے کچھ محسوس ہوا تو میں تم پر ٹوٹ پڑوں گا۔ بہرکیف ابو کبیر کو قتل کا موقع نہ مل سکا، دونوں گھر لوٹے، ابو کبیر نے آتے ہی اپنی بیوی یعنی اُس کی ماں کو خوف سے طلاق دے دی اور ذیل کے اشعار اُس کی مدح میں کہے:۔

(١) وَلَقَدْ سَرَيْتُ عَلَى الظَّلَامِ بِمِغْشَمٍ ۔۔۔ جَلْدٍ مِنَ الْفِتْيَانِ غَيْرِ مُثَقَّلِ

میں رات کی تاریکی میں نوجوانوں میں سے پختہ ارادہ والے، قوی، ہلکے پھلکے نوجوان کو ساتھ لے کر چلا

اَلظَّلَامُ : تاریکی۔ ظَلِمَ اللَّيْلُ (س) ظَلْمًا : رات کا تاریک ہونا۔ مِغْشَمٌ : خود رائے مضبوط ارادہ والا، دلیر کہ جو چاہے کرے، ظالم۔ غَشَمَ (ن ض) غَشْمًا : ظلم کرنا۔ جَلْدٌ : مضبوط، قوی، جمع : أَجْلَادٌ۔ مُثَقَّلٌ : اسم مفعول از باب تفعیل:

بوجھل ۔ ثَقَّلَ ۔ تَثْقِيلًا : بوجھل کرنا ۔ ثَقُلَ (ك) ثِقَلًا : بھاری ہونا ۔ غَيْرُ مُثَقَّلٍ : ہلکا پھلکا ۔ فِتْيَانٌ : مفردہ : فَتًى : جوان ۔

(۲) مِمَّنْ حَمَلْنَ بِهٖ وَهُنَّ عَوَاقِدٌ ۔۔۔ حُبُكَ النِّطَاقِ فَشَبَّ غَيْرَ مُهَبَّلِ

وہ جوان ان لوگوں میں سے ہے جن کے ساتھ عورتیں اس حال میں حاملہ ہوتی ہیں کہ وہ تہ بند کی رسیوں کو گرہ لگائے ہوتی ہیں (یعنی وہ صحبت کے لئے تیار نہیں ہوتی ہیں کیونکہ عرب کا خیال تھا کہ وہ عورت جو تہہ بند کھول کر صحبت کے لئے از خود راضی نہ ہو اور اس کے ساتھ زبردستی جماع کیا جائے اس کا بچہ قوی اور شریف ہوتا ہے) چنانچہ وہ جوان ہوا پھرتیلا ہو کر۔

حَمَلْنَ : جمع مؤنث غائب ۔ حَمَلَتِ الْمَرْأَةُ (ض) حَمْلًا ، حُمْلَانًا : حاملہ ہونا ۔ عَوَاقِدُ : مفردہ : عَاقِدَةٌ : گرہ لگانے والی ۔ عَقَدَ الْحَبْلَ (ض) عَقْدًا : گرہ لگانا ۔ حُبُكَ : (بفتح الباء) مفردہ : حُبْكَةٌ : رسّی جس سے کمر بند وغیرہ باندھتے ہیں ۔ النِّطَاقُ : کمر بند ، کپڑے کا ٹکڑا جس کو عورتیں کمر پر باندھتی ہیں اس کا بالائی حصہ نچلے حصہ پر اور نچلا حصہ زمین تک لٹکتا رہتا ہے ۔ جمع : نُطُقٌ ۔ حُبُكُ النِّطَاقِ : کمر بند کی رسیاں ۔ شَبَّ : (ض) شَبَابًا ، شَبِيبَةً : جوان ہونا ۔ مُهَبَّلٌ : پر گوشت جس کا چہرہ سوجا ہوا ہو جس کو بد دعا دی جائے کہ تیری ماں تجھے گم کردے ۔ هَبَّلَ اللَّحْمُ فُلَانًا : گوشت کا تہ بہ تہ ہونا ۔ حدیث افک میں ہے «وَالنِّسَاءُ يَوْمَئِذٍ لَمْ يُهَبِّلْهُنَّ اللَّحْمُ» غَيْرُ مُهَبَّلٍ ، پھرتیلا اور چست چالاک ۔ «مِمَّنْ حَمَلْنَ» پہلے شعر میں «مِنَ الْفِتْيَانِ» سے بدل ہے ۔

(۳) وَمُبَرَّءٍ مِنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَةٍ ۔۔۔ وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءٍ مُغْيِلِ

وہ حیض کے باقیماندہ حصہ (کی آلودگی) سے اور دودھ پلانے والی کے فساد سے اور حالت حمل میں دودھ پلانے والی عورت کی بیماری سے پاک (اور بری) رہا ہے ۔

مُبَرَّءٌ : اسم مفعول بمعنی : بری ، پاک ۔ بَرَّأَ ۔ تَبْرِئَةً : بری کرنا ، پاک کرنا ۔ بَرِئَ (س) بَرَاءَةً : بری ہونا ، خلاصی پانا ۔ غُبَّرٌ : ہر چیز کا بقیہ حصہ ، جمع : غُبَّرَاتٌ مُرْضِعَةٌ : دودھ پلانے والی ۔ مُغْيِلٌ : حمل میں دودھ پلانے والی عورت ، چونکہ یہ صرف عورتوں کا وصف ہے اس لئے مُغْيِلَةٌ کے بجائے مُغْيِلٌ استعمال ہوتا ہے

جیسے مُرْضِعٌ، طَالِقٌ کیونکہ اس قسم کے الفاظ میں مذکر اور مؤنث کے درمیان اشتباہ نہیں رہتا ہے۔ أَغْيَلَتِ الْمَرْأَةُ: عورت کا حمل میں دودھ پلانا۔

«مُبَرَّءٌ» پہلے شعر میں «جَلْدٌ» کی صفت ہے۔

اس شعر میں تین وصف بیان کئے ہیں، ایک یہ کہ حیض کے بقیہ سے وہ نوجوان بری ہے، مطلب یہ ہے کہ اس کی ماں کے ساتھ حیض کے آخری ایام میں جماع نہیں کیا گیا تھا، بلکہ طُہر کی حالت میں جماع سے وہ حاملہ ہوئی تھی۔ دوسرا وصف یہ ہے کہ وہ دودھ پلانے والی عورت کے فساد سے بھی پاک ہے کہ جس عورت نے اس کو دودھ پلایا، اُس کا دودھ خراب نہیں کیا گیا تھا، عربوں کا خیال تھا کہ مُرضعہ کے ساتھ اگر جماع کیا جائے تو اس کا دودھ خراب ہو جاتا ہے، شاعر کہتا ہے کہ اس کو دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ حالت رضاع میں جماع نہیں کیا گیا تھا۔ تیسرا وصف یہ ہے کہ حالت حمل میں دودھ پلانے والی عورت کی بیماری سے بھی وہ محفوظ رہا کہ اس کو دودھ پلانے والی عورت حاملہ نہیں تھی، اس طرح اس کی ماں طہر میں جماع سے حاملہ ہوئی اور جب تک اس کو دودھ پلاتی رہی اس وقت تک اس نے نہ جماع کیا اور نہ حاملہ ہوئی۔

(۴) حَمَلَتْ بِهٖ فِي لَيْلَةٍ مَزْؤُودَةٍ كَرْهًا وَعَقْدُ نِطَاقِهَا لَمْ يُحْلَلِ

اس کی ماں حاملہ ہوئی اس کے ساتھ ایک خوف وگھبراہٹ کی رات میں اکراہ اور مجبوری کی حالت میں اس حال میں کہ اس کے کمربند کی گرہ نہیں کھولی گئی تھی۔

مَزْؤُودَةٌ: صیغہ اسم مفعول، گھبرائی ہوئی۔ زَأَدَ (ف) زَأْدًا، زُءُودًا: گھبرانا۔ لَيْلَةٌ مَزْؤُودَةٌ: خوف وگھبراہٹ کی رات۔ كُرْهًا: انکار و مشقت، اکراہ۔ یعنی کسی کو مجبور کرنا، وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ: «فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا» كَرِهَ (س) كَرَاهَةً، كَرَاهِيَةً: ناپسند کرنا۔ كَرُهَ (ك) كَرَاهَةً: قبیح ہونا۔ قَالَ الْفَرَّاءُ: الْكُرْهُ (بِالضَّمِّ) الْمَشَقَّةُ، وَبِالْفَتْحِ الْإِكْرَاهُ، يُقَالُ: قَامَ عَلَى كُرْهٍ أَيْ عَلَى مَشَقَّةٍ وَأَقَامَهُ فُلَانٌ عَلَى كَرْهٍ أَيْ أَكْرَهَهُ عَلَى الْقِيَامِ، وَقَالَ الْكِسَائِيُّ: هُمَا لُغَتَانِ بِمَعْنًى وَاحِدٍ۔ لَمْ يُحْلَلْ: صیغہ مجہول۔ حَلَّ الْعُقْدَةَ (ن) حَلًّا: کھولنا۔

(۵) فَأَتَتْ بِهٖ حُوشَ الْفُؤَادِ مُبَطَّنًا سُهُدًا إِذَا مَا نَامَ لَيْلُ الْهَوْجَلِ

پس اس کو اس کی ماں نے جنا اس حال میں کہ وہ ذکی الحس، پتلے پیٹ والا

کم سونے والا تھا، جب کہ سست آدمی کی رات سوتی ہے (اسناد مجازی)

حُوشَ الفُؤَادِ: تیز فہم و ذکی۔ حَاشَ (ن) حَوْشًا: جمع کرنا۔ الفُؤَاد: دل، جمع: أَفْئِدَةٌ۔ مُبَطَّنًا: پتلے پیٹ والا۔ سُهُدًا: کم سونے والا۔ سَهِدَ (س) سَهَدًا: بیدار رہنا، کم سونا۔ الهَوْجَل: سست، بے وقوف۔

«حُوشَ الفُؤَادِ، مُبَطَّنًا، سُهُدًا» یہ تینوں «بہ» کی ضمیر سے حال ہیں۔

«إِذَا مَا نَامَ» میں «مَا» زائدہ ہے۔

(٦) فَإِذَا نَبَذْتَ لَهُ الحَصَاةَ رَأَيْتَهُ ۔۔۔ يَنْزُو لِوَقْعَتِهَا طُمُورَ الأَخْيَلِ

جب تو اس کی طرف کنکری پھینکے تو تو اس کو دیکھے گا کہ وہ اس (کنکری) کے گرنے سے شکرہ کے کودنے کی طرح کودتا ہے۔

نَبَذْتَ: (ض) نَبْذًا: پھینکنا۔ وفی التنزیل العزیز «فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ»۔ الحَصَاةُ: کنکری، جمع: حَصًى، حَصَيَاتٌ: يَنْزُو: (ن) نَزْوًا۔ نَزَوَانًا: کودنا، اچھلنا۔ طُمُورٌ: مصدر: طَمَرَ (ن) طَمْرًا، طُمُورًا: اچھلنا، کودنا۔ أَخْيَل: فاختہ سے کچھ بڑا ایک پرندہ، شکرہ جو بیداری اور تیقظ میں مشہور ہے۔

«نَبَذْتَ لَهُ» میں لام «إِلَى» کے معنے میں ہے أَيْ نَبَذْتَ إِلَيْهِ۔ «رَأَيْتَهُ» «إِذَا نَبَذْتَ» کی جزا ہے۔

(٧) وَإِذَا يَهُبُّ مِنَ المَنَامِ رَأَيْتَهُ ۔۔۔ كَرُتُوبِ كَعْبِ السَّاقِ لَيْسَ بِزُمَّلِ

اور جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو تو اس کو پنڈلی کی ہڈی کے سیدھے کھڑے ہونے کی طرح (سیدھا کھڑا ہوتا) دیکھے گا، بزدل ضعیف نہیں ہوتا (یعنی جب انسان نیند سے بیدار ہوتا ہے تو انگڑائیاں لیتا ہے اور سستی ہوتی ہے مگر یہ ایسا نہیں ہے۔)

يَهُبُّ: مِنَ النَّوْمِ (ن) هَبًّا، هُبُوبًا: نیند سے بیدار ہونا۔ هَبَّتِ الرِّيحُ، ہوا کا چلنا۔ رُتُوبٌ: مصدر، رَتَبَ (ن) رَتْبًا، رُتُوبًا: سیدھا کھڑا ہونا۔

كَعْبٌ: ہڈیوں کا جوڑ، قدم کے اوپر ابھری ہوئی سیدھی ہڈی، ٹخنہ، جمع: كُعُوبٌ، كِعَابٌ۔ زُمَّل: کمزور، بزدل۔ السَّاق: پنڈلی، جمع: سُوقٌ۔ وفی التنزیل العزیز: «فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالأَعْنَاقِ»

(٨) مَا إِنْ يَمَسُّ الْأَرْضَ إِلَّا مَنْكِبٌ ... مِنْهُ وَحَرْفُ السَّاقِ طَيَّ الْمِحْمَلِ

اس کے بدن کا کوئی حصّہ بجز کندھے اور پنڈلی کے کنارے کے زمین کو نہیں چھوتا (اور) پرتلے (کی طرح) لپٹا ہوا ہے (یعنی پہلو کے بل لیٹتا ہے اور پرتلے کی طرح چھریرا ہے۔)

یَمَسُّ : (س) مَسًّا : چھونا۔ مَنْكِبٌ : پہلو، گوشہ، جمع : مَنَاكِبُ ۔ حَرْفٌ : کنارہ، جمع : حُرُوفٌ، أَحْرُفٌ۔ طَيَّ : مصدر، طَوَى (ض) طَيًّا، لپیٹنا۔ وَفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ «يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ»، مِحْمَلٌ: تلوار کا پرتلہ، صیغۂ ظرف ہے، اُٹھانے کی جگہ، یعنی ایسی چیز جس میں کوئی دوسری چیز اُٹھائی جائے۔ جمع، مَحَامِل۔

«مَا إِنْ يَمَسُّ» میں «إِنْ» زائدہ ہے۔ «مِنْهُ» «مَنْكِبٌ» کی صفت ہے أَيْ مَنْكِبٌ ثَابِتٌ مِنْهُ۔ «طَيَّ الْمِحْمَلِ» فعل محذوف کے لئے مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ أَيْ هُوَ يَطْوِي طَيَّ الْمِحْمَلِ

(٩) وَإِذَا رَمَيْتَ بِهِ الْفِجَاجَ رَأَيْتَهُ ... يَهْوِي مَخَارِمُهَا هُوِيَّ الْأَجْدَلِ

اور جب تو اس کو پہاڑی کشادہ راستوں میں پھینکے تو اس کو دیکھے گا کہ ان پہاڑی راستوں کی چوٹیوں پر باز کے (شکار پر) گرنے (اور لپکنے) کی طرح چڑھتا ہے (یعنی باز اور شاہین جس تیزی کے ساتھ بلندیوں سے شکار پر جھپٹتا ہے ایسی ہی تیزی کے ساتھ وہ پہاڑی راستوں کی چوٹیوں پر چڑھتا ہے، اس کے لئے بلندی پر چڑھنا اتنا آسان ہے جتنا دوسروں کے لئے پستی کیطرف آنا)

الْفِجَاجُ : مفرده : فَجٌّ : دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستہ۔ وَفِي التنزيل العزيز : «يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ» يَهْوِي : (ض) هُوِيًّا هَوَيَانًا : اُوپر سے گرنا۔ وفی التنزیل العزیز «وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى» هَوَى (ض) هُوَّةً : چڑھنا، یہاں «يَهْوِي» کے معنے چڑھنے کے ہیں۔ اور هُوِيَّ الْأَجْدَلِ میں هُوِيّ کے معنی گرنے کے ہیں۔ مَخَارِمُ : مفرده : مَخْرِمٌ : پہاڑ کی چوٹی کا آخری سرا۔ أَجْدَل : شکرہ، جمع : أَجَادِل : اس شعر میں شاعر نے ممدوح کے بلندی پر چڑھنے کو تشبیہ دی ہے، باز کے پستی کی طرف آنے کے ساتھ اور تشبیہ سُرعت رفتار میں ہے۔

(١٠) وَإِذَا نَظَرْتَ إِلَى أَسِرَّةِ وَجْهِهِ ... بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

اور جب آپ اس کے چہرے کی لکیروں کو دیکھیں تو وہ چمکدار بادل کی چمک کی طرح روشن رہتی ہیں۔

أَسِرَّةٌ : مفردہ : سِرَارٌ، ہتھیلی یا پیشانی کی لکیریں۔ بَرَقَتْ (ن) بَرْقًا، بُرُوقًا: چمکنا، روشن ہونا۔ العَارِضُ : بادل۔ المُتَهَلِّلُ : چمک دار۔ تَهَلَّلَ : چمکنا۔

(١١) صَعْبُ الكَرِيهَةِ لَا يُرَامُ جَنَابُهُ ۔۔۔ مَاضِي العَزِيمَةِ كَالحُسَامِ المِقْصَلِ

وہ سخت جنگ جو ہے کہ اس کے صحن کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا، وہ تیز کاٹنے والی تلوار کی طرح عزم کو پورا کرنے والا ہے (تیز تلوار جس طرح دشمن کا کام تمام کر دیتی ہے اسی طرح وہ اپنے عزم وارادہ پر عمل کر گزرتا ہے۔)

صَعْبٌ : صیغہ صفت : دشوار، مشکل۔ صَعُبَ (ك) صُعُوبَةً : دشوار ہونا۔ كَرِيهَةٌ : جنگ کی شدت، مصیبت، جمع : كَرَائِهُ، صَعْبُ الكَرِيهَةِ: شَدِيدُ الحَرْبِ۔ لَا يُرَامُ : مضارع مجہول : رَامَ (ن) رَوْمًا : قصد وارادہ کرنا۔ جَنَاب : صحن، گوشہ، جمع : أَجْنِبَةٌ۔ حُسَامٌ : شمشیر براں، تیز تلوار۔ حَسَمَ (ض) حَسْمًا : کاٹنا، ختم کرنا۔ رگ کاٹ کر اس پر داغ لگانا۔ مِقْصَلٌ: اسم آلہ، کاٹنے کا آلہ یعنی تلوار۔ قَصَلَ (ض) قَصْلًا : کاٹنا۔

(١٢) يَحْمِي الصِّحَابَ إِذَا تَكُونُ عَظِيمَةٌ ۔۔۔ وَإِذَا هُمُ نَزَلُوا فَمَأْوَى العُيَّلِ

جب کوئی بڑا حادثہ پیش آتا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرتا ہے اور جب وہ اس کے ہاں مہمان بن کر آئیں تو فقراء کے لئے پناہ گاہ ہے۔

يَحْمِي : (ض) حِمَايَةً، حَمْيًا : حفاظت کرنا، بچانا، روکنا۔ مَأْوَى : صیغہ ظرف : پناہ لینے کی جگہ، أَوَى (ض) إِوَاءً، أُوِيًّا : پناہ لینا۔ وفی التنزیل العزیز «قَالَ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ المَاءِ» العُيَّلُ : مفردہ عَائِلٌ : محتاج، فقیر عَالَ (ض) عَيْلًا، عَيْلَةً : محتاج وفقیر ہونا۔

«تَكُونُ عَظِيمَةٌ» میں «كَانَ» تامہ ہے اور عَظِيمَةٌ سے بڑی مصیبت مراد ہے

وَقَالَ تَأَبَّطَ شَرًّا

(١) إِنِّي لَمُهْدٍ مِنْ ثَنَائِي فَقَاصِدٌ ۔۔۔ بِهِ لِابْنِ عَمِّ الصِّدْقِ شَمْسِ بْنِ مَالِكِ

میں اپنی تعریف کا ہدیہ دینے والا ہوں اور اس کے ساتھ اپنے مضبوط چچا

زادبھائی شمس بن مالک کا ارادہ کرنے والا ہوں۔

مُھْدٍ : صیغہ اسم فاعل از باب افعال: أَهْدٰی - إِهْدَاءٌ : ھدیہ کرنا۔
ثَنَاء : تعریف، جمع: أَثْنِيَةٌ۔ الصِّدْقُ : سچ، شدّت و مضبوطی، کہتے ہیں۔ رَجُلٌ صِدْقٌ : مضبوط مرد۔ وفی التنزیل العزیز «أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ» ابْنُ عَمِّ الصِّدْقِ : مضبوط چچا زاد بھائی۔
«بہ» ضمیر «ثَنَاء» کی طرف راجع ہے۔ «شَمْسُ بْنُ مَالِكٍ» «ابْنِ عَمِّ الصِّدْقِ» سے بدل ہے۔

(٢) أَهُزُّ بِهِ فِي نَدْوَةِ الْحَيِّ عِطْفَهُ   كَمَا هَزَّ عِطْفِي بِالْهِجَانِ الْأَوَارِكِ

میں قبیلے کی مجلس میں اس کے کندھے کو اس تعریف کے ذریعہ حرکت دوں گا (یہ کنایہ ہے خوش کرنے سے) جس طرح اس نے سفید موٹے پیلو کے درخت چرنے والے اونٹوں کے ذریعہ میرے پہلو کو حرکت دی۔

أَهُزُّ : صیغہ متکلم (ن) هَزًّا : ہلانا، حرکت دینا۔ نَدْوَةٌ : مجلس، جمع: نَدَوَاتٌ۔ الْحَيُّ : زندہ شخص، محلہ، قبیلہ، جمع: أَحْيَاءٌ۔ عِطْفٌ : ہر چیز کا کنارا۔ پہلو، جمع: أَعْطَافٌ، عُطُوفٌ۔ الْهِجَانُ : عمدہ و خالص سفید نسل کا شریف اونٹ، مذکر مؤنث اور مفرد جمع سب کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ أَوَارِكُ : مفردہ : أَرَاكٌ : پیلو کا درخت، شعر کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح میں اس کا ہدیہ دیکھ کر خوشی سے جھومنے لگا تھا، وہ بھی میری مدح سن کر خوشی سے جھومنے لگے۔

(٣) قَلِيلُ التَّشَكِّي لِلْمُهِمِّ يُصِيبُهُ   كَثِيرُ الْهَوٰى شَتَّى النَّوٰى وَالْمَسَالِكِ

وہ کسی امر دشوار کے پیش آنے کی شکایت نہیں کرتا ہے، بہت خواہشات، متفرق نیتوں اور مختلف راستوں والا ہے (یعنے وہ مستقل مزاج ہے کہ شکایت نہیں کرتا اور بلند ہمت ہے کہ ارادے بہت ہیں)

قَلِيلٌ : کم، جمع: أَقِلَّاء، قَلِيلُونَ، وَالْقَلِيلُ هٰهُنَا بِمَعْنَى النَّفْيِ۔ اَلتَّشَكِّي : مصدر از باب تفعّل، تَشَكّٰی : بیمار ہونا۔ تَشَكّٰی إِلَيْهِ : شکایت کرنا، شَكَا (ن) شِكَايَةً : شکایت کرنا۔ المُهِمُّ : مشغول کرنے والا کام، خطرناک شدید معاملہ، جمع: مَهَامّ۔ شَتّٰی : مفردہ : شَتِيتٌ : متفرق، پراگندہ

النَّوٰی : مصدر بمعنے اسمِ مفعول ہے: مقصد، نَوٰی بِہٖ (ض) نَوًی، نِیَّۃً: نیت وارادہ کرنا۔ المَسَالِکُ : مفردہ : مَسْلَکٌ : راستہ۔

٤ يَظَلُّ بِمَوْمَاةٍ وَيُمْسِي بِغَيْرِهَا ... جَحِيشًا وَيَعْرَوْرِي ظُهُورَ الْمَهَالِكِ

وہ صبح ایک صحرا میں اور شام کو دوسرے میں ہوتا ہے، نہایت ہی مستقل رائے کا مالک اور مہالک کی ننگی پیٹھوں پر سواری کرتا ہے۔

مَوْمَاۃٌ : وسیع بیابان، جمع : مَوَامِیُ۔ جَحِيشًا : مستقل رائے والا مرد۔ يَعْرَوْرِي باب افعیعال سے مضارع کا صیغہ ہے۔ اعْرَوْرَى الْفَرَسَ۔ اعْرِيرَاءٌ: گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہونا۔ مادہ (ع ر ی) ظُهُورٌ : مفردہ : ظَهْرٌ : پیٹھ۔ المَهَالِكُ : مفردہ: مَهْلِكَةٌ (لام پر تینوں حرکتیں درست ہیں) بیابان، ہلاکت کی جگہ۔

٥ وَيَسْبِقُ وَفْدَ الرِّيحِ مِنْ حَيْثُ يَنْتَحِي ... بِمُنْخَرِقٍ مِنْ شِدَّةِ الْمُتَدَارِكِ

ہوا کے اگلے حصہ سے بڑھ جاتا ہے جدھر کا ارادہ کرتا ہے، ایسے لباس میں جو پھٹا ہوا ہے متواتر دوڑ کی شدت سے۔

يَسْبِقُ : (ن ض) سَبْقًا : آگے بڑھنا۔ وَفْدٌ : وَافِدٌ کی جمع ہے، سب آگے رہنے والا، وہ لوگ جو کسی مشترکہ غرض کے لئے حاکم یا بادشاہ کے پاس جائیں، جمع وُفُودٌ۔ وَفْدُ الرِّيحِ : أَوَّلُهُ۔ يَنْتَحِي : انْتِحَاءٌ : قصد کرنا۔ نَحَا (ن) نَحْوًا: قصد کرنا۔ مُنْخَرِقٌ : اسم فاعل از بابِ انفعال : انْخَرَقَ : پھٹنا، تیز چلنا، اس کا موصوف محذوف ہے۔ أَيْ لِبَاسٌ مُنْخَرِقٌ : پھٹا ہوا لباس۔ المُتَدَارِكُ : اسم فاعل از باب تفاعل تَدَارَكَ الْقَوْمُ : آخر کا اول سے آملنا، یہاں اس کا موصوف محذوف ہے۔ أَيِ الْعَدْوُ الْمُتَدَارِكُ : ایسی دوڑ جس کا آخر اول سے ملا ہوا ہو۔ یعنے مسلسل اور متواتر دوڑ۔

«بِمُنْخَرِقٍ» «مُتَلَبِّسًا» محذوف سے متعلق ہو کر «يَسْبِقُ» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ «مِنْ شِدَّةِ» «مُنْخَرِقٍ» سے متعلق ہے۔

٦ إِذَا خَاصَ عَيْنَيْهِ كَرَى النَّوْمِ لَمْ يَزَلْ ... لَهُ كَالِئٌ مِنْ قَلْبِ شَيْحَانَ فَاتِكِ

جب اونگھ اس کی آنکھوں کو سی دیتی ہے تو اس کا نگران بہادر، بیدار آدمی کا دل ہوتا ہے۔

خَاصَ : (ن) خَوْصًا : کپڑا سینا۔ كَرَى : اونگھ، كَرِيَ (ض) كَرًى : اونگھنا۔

كَالِئٌ : نگران، حفاظت کرنے والا۔ كَلَأَ (ف) كِلَاءَةً، كَلْئًا : حفاظت کرنا۔ وَفِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ «قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ»۔
مُشَيَّحَانٌ : محتاط، چوکنا، بیدار۔ شَاحَ (ض) شَيْحًا : چوکنا رہنا، کوشش کرنا۔
فَاتِكٌ : دلیر، بہادر، جمع : فُتَّاكٌ۔

(۷) وَيَجْعَلُ عَيْنَيْهِ رَبِيْئَةَ قَلْبِهٖ ۔۔۔ إِلَى سَلَّةٍ مِنْ حَدِّ أَخْلَقَ صَائِكٍ

اور وہ اپنی آنکھوں کو ایک ایسی چکنی تلوار کی دھار کی طرف جس پر خون جما ہوا ہے اپنے دل کا نگران بناتا ہے۔

رَبِيْئَةٌ : نگران، فوج کا دیدبان، جمع : رَبَايَا۔ رَبَأَ (ف) رَبْئًا : حفاظت کرنا۔ سَلَّةٌ : اسم مرۃ : ایک مرتبہ سونتنا۔ سَلَّ السَّيْفَ (ن) سَلًّا : تلوار کو نیام سے نکالنا، سونتنا۔ حَدٌّ : دھار۔ أَخْلَقُ : صیغہ صفت، چکنا۔ خَلِقَ (س) خُلُوْقَةً، خَلَاقَةً : نرم اور چکنا ہونا۔ صَائِكٌ : چپکنے والا۔ صَاكَ (ن) صَوْكًا چپکنا۔ اور یہ مہموز العین بھی ہوسکتا ہے۔ صَئِكَ الدَّمُ (س) صَأْكًا : خون کا منجمد ہونا، جمنا۔ صَائِكٌ : منجمد۔

«سَلَّة» مسلول کے معنے میں ہے اور مُراد نیام سے نکالی ہوئی تلوار ہے «مِنْ حَدِّ» میں «مِنْ» بیانیہ ہے «أَخْلَقَ» «سَيْف» محذوف کی صفت ہے یعنی چکنی صاف تلوار «صَائِكٍ» «أَخْلَقَ» کی صفت بحال المتعلق ہے۔ أَيْ صَائِكٍ بِهِ الدَّمُ: یعنی ایسی چکنی تلوار جس پر خون جما ہوا ہو، خون آشام تلوار۔

(۸) إِذَا هَزَّهٗ فِيْ عَظْمِ قِرْنٍ تَهَلَّلَتْ ۔۔۔ نَوَاجِذُ أَفْوَاهِ الْمَنَايَا الضَّوَاحِكِ

جب وہ کسی سردار کی ہڈی میں تلوار ہلاتا ہے تو ہنسنے والی موتوں کے دانت چمکنے لگتے ہیں (یعنی اس کی تلوار سے دشمن مرتے ہیں تو موت خوش ہوکر ہنستی ہے)

قَرْنٌ : سردار، جمع : قُرُوْنٌ۔ قِرْنٌ : ہمسر، جمع : أَقْرَانٌ : یہاں دونوں مُراد ہو سکتے ہیں۔ تَهَلَّلَتْ : چمکنا۔ نَوَاجِذُ : مفرد : نَاجِذٌ : داڑھ۔ عَظْمٌ : ہڈی، جمع : عِظَامٌ۔ أَفْوَاهٌ : مفرد : فَمٌ : منہ۔ الْمَنَايَا : مفرد : مَنِيَّةٌ : موت۔
الضَّوَاحِكُ : مفرد : ضَاحِكَةٌ : ضَحِكَ (س) ضِحْكًا : ہنسنا۔

«هَزَّهٗ» کی ضمیر مفعول پہلے شعر میں «أَخْلَقَ» کی طرف راجع ہے۔

(۹) يَرَى الْوَحْشَةَ الْأُنْسَ الْأَنِيْسَ وَيَهْتَدِيْ ۔۔۔ بِحَيْثُ اهْتَدَتْ أُمُّ النُّجُوْمِ الشَّوَابِكِ

وہ وحشت کو مانوس دوست سمجھتا ہے اور وہاں راہ پاتا ہے جہاں کہکشاں راہ پاتی ہے (یعنے جیسے کہکشاں اپنا راستہ جانتی ہے یہ بھی اسی طرح راستوں سے واقف ہے۔)

الوَحشَۃ : تنہائی، تنہائی کی وجہ سے خوف یا طبیعت کا انقباض۔ الأُنسُ : محبت، لگاؤ۔ أَنَسَ بِہٖ (ض) أُنسًا : مانوس ہونا، سکون پانا۔ الأَنِیسُ : وہ شخص جس سے اُنس حاصل ہو، جس کے ساتھ لگاؤ ہو، یہ بمعنی مانوس ہے۔ أَنِسَ بِہٖ (س) أَنَسًا، أَنَسَۃً؛ وَأَنُسَ (ك) أُنسًا : مانوس ہونا، سکون قلب پانا۔ أُمُّ النُّجُومِ : کہکشاں۔ الشَّوَابِكُ، مفرد : شَابِكٌ : پیچیدہ راستہ۔ اهتَدَت : اهتِدَاءٌ : ہدایت پانا، راہِ راست پانا۔

وَقَالَ قَطَرِيُّ بنُ الفُجَاءَۃِ

قطری، شہر قطر کی جانب منسوب ہے جو بحرین اور عمان کے درمیان واقع ہے شاعر کے والد کا نام "فجاءۃ" اس لئے ہے کہ یمن گئے تھے اور فجاءۃ یعنی اچانک آ گئے تھے تو ان کا نام ہی فُجاءۃ پڑ گیا۔

(۱) أَقُولُ لَهَا وَقَد طَارَت شَعَاعًا ... مِنَ الأَبطَالِ وَيحَكِ لَا تُرَاعِي

میں اپنے جی سے کہتا ہوں اس حال میں کہ وہ بہادروں سے بسبب خوف کے حواس باختہ ہے کہ تیرا ناس ہو موت سے مت ڈر۔

شَعَاعًا : متفرق و منتشر۔ شَعَّ (ض) شَعًّا : بکھیرنا، پھیلنا، کہتے ہیں۔ طَارَت نَفسُہٗ شَعَاعًا : خوف وغیرہ کی وجہ سے اس کا جی پراگندہ اور پریشان ہوگیا، حواس باختہ ہوگیا۔ الأَبطَالُ : مفرد : بَطَلٌ : بہادر و دلیر۔ وَيحٌ : کلمۂ ترحم ہے اور "وَيلٌ" کے معنے میں بھی مستعمل ہے۔ اور کبھی مدح و تعجب کے موقع پر بھی آتا ہے منصوب اور مرفوع دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، مرفوع ابتداء کی وجہ سے اور منصوب فعل محذوف "أَلزَمَ" کی وجہ سے ہوگا۔ أَي أَلزَمَ اللّٰہُ وَيحَكَ۔ لَا تُرَاعِي : نہی مجہول : رَاعَ (ن) رَوعًا : گھبرانا، ڈرنا۔

"لَهَا" کی ضمیر "نَفس" کی طرف راجع ہے، "مِنَ الأَبطَالِ"، "طَارَت" سے متعلق ہے۔

(۲) فَإِنَّكِ لَو سَأَلتِ بَقَاءَ يَومٍ ... عَلَى الأَجَلِ الَّذِي لَكِ لَم تُطَاعِي

اس لئے کہ اگر تو اپنی اجل مقررہ پر ایک دن کی بقا بھی طلب کرے تو تیری بات نہیں مانی جائے گی (تو پھر خوف سے کیا فائدہ، جب مرنا ہے تو پھر موت سے کیا ڈرنا؟)

اَلْأَجَلُ: موت، وقت مقرر، جمع: اٰجَالٌ۔ لَمْ تُطَاعِیْ: صیغہ مجہول: أَطَاعَ۔ إِطَاعَةً۔ طَاعَ (ن) طَوْعًا: فرمانبردار ہونا۔

(۳) فَصَبْرًا فِی مَجَالِ الْمَوْتِ صَبْرًا ۔۔۔ فَمَا نَیْلُ الْخُلُوْدِ بِمُسْتَطَاعِ

پس موت کی جولانگاہ میں خوب صبر کر کیونکہ دوام کا حصول کسی کے بس میں نہیں ہے۔

مَجَالٌ: جولان گاہ، چکر لگانے کی جگہ۔ جَالَ (ن) جَوْلًا: چکر لگانا۔ نَیْلٌ: نَالَ (س) نَیْلًا: پانا، حاصل کرنا۔ خُلُوْدٌ: خَلَدَ (ن) خُلُوْدًا: ہمیشہ رہنا۔ مُسْتَطَاعٌ: اسم مفعول از باب استفعال: جس کی طاقت رکھی جائے، جو آدمی کے بس میں ہو۔

«صَبْرًا» فعل محذوف «اِصْبِرْ» کے لئے مفعول مطلق ہے۔

(۴) وَلَا ثَوْبُ الْبَقَاءِ بِثَوْبِ عِزٍّ ۔۔۔ فَیُطْوٰی عَنْ أَخِی الْخَنَعِ الْیَرَاعِ

اور لباس بقاء کوئی عزت کا لباس نہیں ہے کہ اس کو ذلیل بزدل آدمی سے اُتارا جائے۔ (یعنے اگر ذلیل آدمی فرض کرو کہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے تب بھی یہ زندگی اس کو عزت نہیں بخشے گی کہ آپ تمنا کریں کہ یہ لباس زندگی مجھے بھی ملنا چاہیئے۔)

یُطْوٰی: مضارع مجہول۔ طَوٰی (ض) طَیًّا: لپیٹنا۔ طَوٰی عَنْهُ: اُتارنا، چھیننا۔ خَنَعَ (ف) خُنُوْعًا: انکساری اور فروتنی کرنا۔ أَخُو الْخَنَعِ: ذلیل، ذلت والا۔ اَلْیَرَاعُ: بزدل، کمزور، جگنو، نرکل، قلم۔ یَرِعَ (س) یَرَعًا: بزدل ہونا۔

(۵) سَبِیْلُ الْمَوْتِ غَایَةُ کُلِّ حَیٍّ ۔۔۔ فَدَاعِیْهِ لِأَهْلِ الْأَرْضِ دَاعِ

راہِ موت ہر زندہ کی انتہا ہے اس لئے موت کا پکارنے والا تمام اہل زمین کو پکارنے والا ہے۔

«دَاعِیْهِ» کی ضمیر «الْمَوْتُ» کی طرف راجع ہے۔

(۶) وَمَنْ لَّا یُعْتَبَطْ یَسْأَمْ وَیَهْرَمْ ۔۔۔ وَتُسْلِمْهُ الْمَنُوْنُ إِلَی انْقِطَاعِ

جو شخص جوانی کی موت نہیں مرے گا تو وہ اکتا جائے گا اور بوڑھا ہو جائیگا اور زمانہ اُس کو ہلاکت کے سپرد کردے گا۔

لَایُعْتَبَطْ : مضارع مجہول از باب افتعال۔ اِعْتَبَطَ الْمَوْتُ: صحت اور جوانی میں موت واقع ہونا۔ عَبَطَ (ض) عَبْطًا : پھٹنا، پھاڑنا۔ صحت وجوانی میں مرنا۔ یَسْأَمُ : (س) سَأَمًا۔ سَآمَۃً : اکتانا، ملول ہونا، دِل تنگ ہونا۔ یَهْرَمُ : (س) هَرَمًا : بوڑھا ہونا۔ اَلْمَنُوْنُ : زمانہ، موت۔ رَیْبَ الْمَنُوْنِ : حوادثِ زمانہ۔ وفی التنزیل لعزیز «اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِہٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ» انقطاع : سے ہلاکت مُراد ہے۔

(۷) وَمَا لِلْمَرْءِ خَیْرٌ فِیْ حَیَاۃٍ　　اِذَا مَا عُدَّ مِنْ سَقَطِ الْمَتَاعِ

آدمی کے لئے اس زندگی میں کوئی خیر نہیں جب وہ ردّی سامان شمار ہونے لگے

عُدَّ : ماضی مجہول عَدَّ (ن) عَدًّا: شمار کرنا۔ سَقَطٌ : ناکارہ وبے حرکت چیز، ردی سامان، جمع : اَسْقَاطٌ۔ اَلْمَتَاعُ: سامان، جمع : اَمْتِعَۃٌ۔ سَقَطُ الْمَتَاعِ: ردّی سامان۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ قَیْسِ بْنِ ثَعْلَبَۃَ

(۱) اِنَّا مُحَیُّوْكِ یَا سَلْمٰی فَحَیِّیْنَا　　وَاِنْ سَقَیْتِ کِرَامَ النَّاسِ فَاسْقِیْنَا

اے سلمٰی! ہم تجھ کو سلام کرتے ہیں تو بھی ہم کو سلام کر، اور اگر تو لوگوں میں سے شرفاء کو پلاتے تو ہم کو بھی دعوت دے (کہ ہم بھی شریف ہیں)۔

مُحَیُّوْكِ : اصل میں مُحَیُّوْنَ تھا، نون جمع کو اضافت کی وجہ سے گرا دیا۔ حَیَّاہُ۔ تَحِیَّۃً : سلام کرنا۔ حَیَّاكَ اللہُ کہنا۔ سَقَیْتِ : (ض) سَقْیًا: پلانا۔ کِرَامٌ : مفردہ : کَرِیْمٌ : شریف، سخی۔

(۲) وَاِنْ دَعَوْتِ اِلٰی جُلّٰی وَمَکْرُمَۃٍ　　یَوْمًا سَرَاۃَ کِرَامِ النَّاسِ فَادْعِیْنَا

اور اگر تو کسی دن جنگ یا سخاوت کے لئے شرفاء کو دعوت دے تو ہمیں بھی دعوت دے۔

جُلّٰی : اسم تفضیل مؤنث : بڑا کام، عظیم الشان معاملہ، یہاں اس سے کنایتًا

جنگ مُراد ہے۔ جَلَّ (ض) جَلَالَۃً : بڑا ہونا۔ مَکْرُمَۃٌ : فِعْلُ الْخَیْرِ: بھلائی کا کام، سخاوت، جمع : مَکَارِمُ، وَفِی الْأَثَرِ « بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْأَخْلَاقِ » سَرَاۃٌ۔ سَرَاۃُ کُلِّ شَیْءٍ : ہر چیز کا بالائی حصّہ۔ سَرَاۃُ النَّاسِ: سَر برآوردہ لوگ۔

(۳) إِنَّا بَنِیْ نَهْشَلٍ لَا نَدَّعِیْ لِأَبٍ　　عَنْهُ وَلَا هُوَ بِالْأَبْنَاءِ یَشْرِیْنَا

ہم بنو نہشل کسی دوسرے باپ کی طرف اپنی نسبت نہیں کرتے (اپنے باپ) نہشل سے اعراض کرکے اور نہ وہ ہم کو (دوسروں کے) بیٹوں کے عوض بیچتا ہے (یعنی نہشل کی اولاد میں سے کوئی اپنے آپ کو دوسرے قبیلہ کی طرف منسوب نہیں کرتا ہے کہ وہ نہشل کے باپ ہونے سے راضی ہے اسی طرح باپ بھی دوسروں کی اولاد کو نہیں چاہتا کہ وہ اپنی اولاد پر خوش ہے تو دوسروں کی کیوں تمنا کرے ؟)

لَا نَدَّعِیْ : صیغہ جمع متکلم مضارع از باب افتعال، اصل میں « لَا نَدْتَعِیْ » تھا تاءِ افتعال کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کردیا۔ کہتے ہیں۔ اِدَّعٰی فُلَانٌ عَنْ أَبِیْهِ إِلٰی زَیْدٍ : فلاں نے اپنے باپ سے اعراض کرکے زید کی طرف اپنی نسبت کی۔ یَشْرِیْ : (ض) شِرَاءً : بیچنا۔

« بَنِیْ نَهْشَلٍ » منصوب علی الاختصاص یا منصوب علی المدح ہے « لِأَبٍ » میں لام بمعنی « إِلٰی » ہے « عَنْهُ » میں ضمیر « نَهْشَلٍ » کی طرف راجع ہے۔

(۴) إِنْ تُبْتَدَرْ غَایَةٌ یَوْمًا لِمَکْرُمَةٍ　　تَلْقَ السَّوَابِقَ مِنَّا وَالْمُصَلِّیْنَا

اگر کسی دن کسی بھلائی کے کام کے حصول کے لئے کسی منتہیٰ تک سبقت کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھا جاتے (اور مقابلہ ہو) تو اول دوم آپ ہم ہی میں سے پائیں گے۔

تُبْتَدَرْ : صیغہ مجہول، اِبْتَدَرَ : سبقت کے لئے بڑھنا۔ السَّوَابِقُ: مفرد : سَابِقٌ : پہلے نمبر پر آنے والا۔ گھڑ دوڑ میں اوّل آنے والا گھوڑا۔ الْمُصَلِّیْن مفرد : مُصَلِّیْ : گھڑ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے والا گھوڑا، اس کے بعد کی ترتیب یوں ہے۔ اَلْمُسَلِّیْ، اَلثَّالِیْ، الْمُرْتَاحُ، الْعَاطِفُ، الْمُؤَمِّلُ الْحَظِیُّ، اللَّطِیْمُ، السُّکَیْتُ۔

"تَلْقَ"، "تَلْقَیٰ" تھا، جوابِ شرط کی وجہ سے مجزوم ہے۔

⑤ وَلَيْسَ يَهْلِكُ مِنَّا سَيِّدٌ أَبَدًا ۝ إِلَّا افْتَلَيْنَا غُلَامًا سَيِّدًا فِينَا

اور ہم میں سے کبھی کوئی سردار نہیں مرتا مگر یہ کہ ہم کسی لڑکے سے دودھ اس حال میں چھڑاتے ہیں کہ وہ ہم میں سردار ہوتا ہے (یعنی کسی سردار کی موت سے ہماری سیادت ختم نہیں ہوتی کیونکہ ہر طفلِ شیرخوار ہم میں سے سیادت کی لیاقت رکھتا ہے۔)

افْتَلَيْنَا : از باب افتعال، افْتَلَی الصَّبِیَّ : وَفَلَا الصَّبِیَّ (ن) فَلْوًا، فِلَاءً : بچہ سے دُودھ چھڑانا۔ "سَیِّدًا"، "غُلَامًا" سے حال ہے۔

⑥ إِنَّا لَنُرْخِصُ يَوْمَ الرَّوْعِ أَنْفُسَنَا ۝ وَلَوْ نُسَامُ بِهَا فِي الْأَمْنِ أُغْلِينَا

ہم جنگ کے دن اپنی جانیں سستی کر دیتے ہیں (اور جان کی قدر کئے بغیر لڑتے ہیں) اور اگر امن میں ہم سے اُن کا بھاؤ کیا جائے تو وہ مہنگی کر دی جائیں گی۔

نُرْخِصُ : إِرْخَاصًا : سستا کرنا۔ رَخُصَ (ک) رُخْصًا : سستا ہونا۔

يَوْمَ الرَّوْعِ : خوف کا دن، مراد جنگ کا دن ہے۔ نُسَامُ : جمع متکلم مضارع مجہول۔ سَامَ (ن) سَوْمًا : بھاؤ تاؤ کرنا، تکلیف دینا۔ وفی التنزیل العزیز: يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ، أُغْلِينَا : جمع مؤنث غائب ماضی مجہول، الف اشباع کا ہے اصل صیغہ "أُغْلِينَ" ہے۔ أَغْلَى الشَّيْءَ : گراں پانا، بھاؤ بڑھانا۔ غَلَا (ن) غَلَاءً : بھاؤ بڑھنا، گرانی ہونا۔ مادہ (غ ل و)

"أُغْلِينَ" کی ضمیر "أَنْفُسَنَا" کی طرف راجع ہے۔

⑦ بِيضٌ مَفَارِقُنَا تَغْلِي مَرَاجِلُنَا ۝ نَأْسُو بِأَمْوَالِنَا آثَارَ أَيْدِينَا

ہماری (سر کی) مانگیں سفید ہیں، ہماری دیگیں اُبل رہی ہیں اور ہم اپنے ہاتھوں کے نشانات (زخموں) کا علاج اپنے اموال سے کرتے ہیں (یعنی ہم عطر اور خود زیادہ استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں کیونکہ عطر کے استعمال سے بال جلد سفید ہوتے ہیں اور ہم مہمان نواز بھی ہیں کہ ہر وقت ہماری دیگیں جوش میں ہوتی ہیں اور ہم جان کا بدلہ جان سے نہیں دیتے ہیں، بلکہ مال دیت کے طور پر دے دیتے ہیں۔)

بِیْضٌ : اس کا مفرد أَبْیَضُ بھی ہے اور بَیْضَاءُ بھی بمعنی سفید۔ مَفَارِق مفرد: مَفْرَقٌ: مانگ۔ تَغْلِیْ : (ض) غَلْیًا، غَلَیَانًا : جوش مارنا مَرَاجِلُ : مفرد : مِرْجَلٌ : ہانڈی، دیگ، کنگھی۔ نَأْسُوْا : جمع متکلم مضارع۔ أَسَا الجُرْحَ (ن) أَسْوًا، أَسًا : علاج کرنا۔ آثَارٌ: مفرد : أَثَرٌ: نشان۔

(۸) إِنِّي لَمِنْ مَعْشَرٍ أَفْنَى أَوَائِلَهُمْ قَوْلُ الْكُمَاةِ أَلَا أَيْنَ الْمُحَامُونَا

میرا تعلق اس قبیلے سے ہے کہ اس کے بڑوں کو بہادروں کے اس قول نے فنا کر دیا کہ محافظ کہاں گئے (یعنے جب جنگ میں بہادروں نے کہا کہ " ہمارے محافظ کہاں گئے "، تو ہمارے سرداروں سے رہا نہ گیا اور وہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے انھیں بھی مروایا اور خود بھی مارے گئے۔)

أَفْنَى : إِفْنَاءٌ : ہلاک کرنا، فنا کرنا۔ فَنِيَ (س) فَنَاءٌ : فنا ہونا۔ أَوَائِل : مفرد : أَوَّلٌ۔ كُمَاةٌ : مفرد : كَمِيٌّ : مسلح بہادر۔ مُحَامُوْنَ : مفرد: مُحَامِي : مُحَافِظٌ۔

مُحَامُوْنَ اصل میں مُحَامِيُوْنَ بروزن مُفَاعِلُوْنَ تھا، یاء کا ضمہ ثقل کی وجہ سے گرا دیا گیا۔ پھر واؤ ساکنہ کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا۔ مُحَامُوْنَ بن گیا۔ شعر میں " مُحَامُوْنَا " کے نون میں الف اشباع کا ہے۔

(۹) لَوْ كَانَ فِي الْأَلْفِ مِنَّا وَاحِدٌ فَدَعَوْا مَنْ فَارِسٌ خَالَهُمْ إِيَّاهُ يَعْنُوْنَا

اور اگر ہزار میں ہمارا ایک آدمی ہو اور وہ پکاریں کہ شہسوار کون ہے ؟ تو وہ (ایک) ان کے بارے میں سوچے گا کہ یہ لوگ میرا ہی ارادہ کرتے ہیں (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کامل سوار میں ہی ہوں)

خَالَهُمْ : خَالَ (س) خَيْلًا، خَيَلَانًا : خیال کرنا، گمان کرنا۔ يَعْنُوْنَ : (ض) عَنْيًا : مراد لینا۔ " دَعَوْا " کی ضمیر " أَعْدَاءٌ " کی طرف یا " الأَلْف " کی طرف راجع ہے " خَالَهُمْ " جواب لَو ہے۔

(۱۰) إِذَا الْكُمَاةُ تَنَحَّوْا أَنْ يُصِيْبَهُمْ حَدُّ الظُّبَاةِ وَصَلْنَاهَا بِأَيْدِيْنَا

جب بہادر لوگ کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں اس خوف سے کہ کہیں انھیں تلواروں کی دھار پہنچ جائے گی، تو ہم ان تلواروں کو (دشمنوں تک) پہنچا دیتے

ہیں اس حال میں کہ وہ ہمارے ہاتھوں میں ہوتی ہیں۔
تَنَحَّوا : جمع مذکر غائب ماضی از تفعیل۔ تَنَحّیٌ : ناحیہ یعنی گوشہ میں ہوجانا، کنارہ کش ہونا۔ الظُّبَاۃُ : مفرد : ظُبَۃٌ : تلوار وغیرہ کی دھار، یہاں تلواریں مُراد ہیں۔ وَصَلْنَا : جمع متکلم ماضی۔ وَصَلَ (ض) وَصْلًا : پہنچانا، ملانا۔ وَصَلَ (ض) وُصُولًا : پہنچنا، یہاں متعدی ہے۔
«أَن یُّصِیبَہُم» «تَنَحَّوا» کے لئے مفعول لہٗ ہے «بِأَیْدِیْنَا» «وَصَلْنَاھَا» کی ضمیر مفعول سے حال ہے۔ أَیْ ثَابِتَۃً بِأَیْدِیْنَا۔ «حَدُّ الظُّبَاۃِ» «یُصِیبَہُم» کا فاعل ہے۔

(۱۱) وَلَا تَرَاھُم وَإِن جَلَّت مُصِیبَتُہُم مَعَ البُکَاۃِ عَلَی مَن مَاتَ یَبکُونَا
اور مُردے پر رونے والوں کے ساتھ تو اُنہیں روتا نہیں دیکھے گا اگرچہ اُن کی مصیبت بڑی ہو (کیونکہ اس قسم کے واقعات کے خوگر اور عادی ہو گئے ہیں اب ان کو پرواہ نہیں ہوتی ہے کہ ؎
رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
جَلَّت : (ض) جَلَالًا۔ جَلَالَۃً : بڑا ہونا۔ اَلْبُکَاۃ : مفردہ : بَاکِیْ : رونے والا۔ بَکیٰ (ض) بُکَاءً، بُکیً : رونا۔
«یَبْکُونَ» «لَا تَرَاھُم» کا مفعول ثانی ہے اور «لَا تَرَاھُم» کی ضمیر مفعول سے حال بھی ہو سکتا ہے۔

(۱۲) وَنَرکَبُ الکُرْہَ أَحیَانًا فَیَفرِجُہُ عَنَّا الحِفَاظُ وَأَسیَافٌ تُوَاتِینَا
بسا اوقات ہم جنگ پر سوار (اس میں مبتلا) ہوتے ہیں تو اس (کے خوف) کو ہم سے حسب کی حفاظت اور موافق تلواریں زائل کر دیتی ہیں (اور پھر ہم بے جگری سے لڑتے ہیں)۔
الکُرْہ : ناپسندیدہ چیز، مُراد قتال ہے۔ یَفرِجُ : (ض) فَرْجًا : دُور کرنا، زائل کرنا۔ حِفَاظ : مصدر از مفاعلہ : احساب کی حفاظت۔ حَافَظَ۔ مُحَافَظَۃً و حِفَاظًا : حفاظت کرنا۔ تُوَاتِینَا : تُوَاتِیْ : صیغہ واحد مؤنث غائب «نَا» ضمیر متکلم مفعول بہ ہے۔ وَاتَا۔ مُوَاتَاۃً : موافقت کرنا۔ أَتیٰ (ض) إِتْیَانًا : آنا۔
«الحِفَاظُ وَأَسیَاف» «یَفرِجُ» کا فاعل ہے «تُوَاتِینَا» «أَسیَاف» کی صفت ہے

وَقَالَ لسَّمَوْأَلُ بنُ عَادِيَاء

تعارف: یہ شاعر جاہلی ہے، حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے اس کا تعلق ہے اور وفاداری میں مشہور تھا:

(۱) إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَدْنَسْ مِنَ اللُّؤْمِ عِرْضُهٗ ۔۔۔ فَكُلُّ رِدَاءٍ يَرْتَدِيهِ جَمِيلُ

اور جب آدمی کی اپنی عزت بخل سے میلی نہ ہو۔ تو وہ جو چادر بھی اوڑھے خوبصورت ہے۔

لَمْ يَدْنَسْ: (س) دَنَسًا، دَنَاسَةً: عیب دار ہونا، میلا ہونا۔ اللُّؤْم: مصدر ہے، لَؤُمَ (ك) لُؤْمًا: دنی الاصل ہونا، بخیل ہونا، ذلیل ہونا۔ عِرْض: آبرو، عزت، جمع: أَعْرَاض۔ رِدَاء: چادر، جمع: أَرْدِيَة۔ يَرْتَدِي: ارْتِدَاءٌ: چادر اوڑھنا۔

(۲) وَإِنْ هُوَ لَمْ يَحْمِلْ عَلَى النَّفْسِ ضَيْمَهَا ۔۔۔ فَلَيْسَ إِلَى حُسْنِ الثَّنَاءِ سَبِيلُ

اور اگر وہ اپنے نفس پر ظلم نہ اٹھاتے (اور خرچ کرنے کی مشقت نہ اٹھاتے) تو اچھی تعریف کی طرف کوئی راستہ نہیں۔

ضَيْم: ظلم، جمع: ضُيُومٌ۔ ضَامَ (ض) ضَيْمًا: ظلم کرنا

(۳) تُعَيِّرُنَا أَنَّا قَلِيلٌ عَدِيدُنَا ۔۔۔ فَقُلْتُ لَهَا إِنَّ الْكِرَامَ قَلِيلُ

وہ (بیگم) مجھے عار دلاتی ہے کہ ہماری تعداد کم ہے، میں نے اس کو کہا کہ شریف لوگ کم ہی ہوتے ہیں۔

تُعَيِّر: واحد مؤنث غائب مضارع از تفعیل۔ عَيَّرَ فُلَانًا: عار دلانا، فعل کی برائی کرنا۔ عَارَ (ض) عَيْرًا۔ عَيَرَانًا: عیب لگانا، تلف کرنا۔ تردد کی حالت میں آتے جاتے رہنا۔ عَدِيدٌ: عدد، شمار، جمع: عَدَائِد

(۴) وَمَا قَلَّ مَنْ كَانَتْ بَقَايَاهُ مِثْلَنَا ۔۔۔ شَبَابٌ تَسَامَى لِلْعُلَى وَكُهُولُ

اور (درحقیقت) وہ لوگ کم نہیں ہیں جن کی اولاد ہم جیسی ہو کہ جوان اور ادھیڑ عمر سب بلند رتبہ کی طرف ترقی کرتے ہیں۔

بَقَايَا: مفردہ: بَقِيَّةٌ بمعنے باقیماندہ، مراد اولاد ہے۔ شَبَاب: یہ مصدر بھی ہے اور شَابٌّ کی جمع بھی، یہاں جمع ہے۔ تَسَامَى: واحد مؤنث

غائب مضارع از باب تفاعل، اصل میں تتسامی تھا، ایک تاء کو تخفیفاً حذف کردیتے ہیں۔ تَسَامی: باہم فخر کرنا، بڑا بننا۔ سَمَا (ن) سُمُوًّا: بلند ہونا۔ کُھُول: مفرد: کَهْلٌ: ادھیڑ عمر کا، تیس سے پچاس سال تک کی عمر والا۔ العُلَا: الرِّفْعَةُ وَالشَّرَفُ۔ وَجَمْعُ العُلْيَا۔

«بَقَايَاهُ» «كَانَتْ» کا اسم اور «مِثْلَنَا» اس کی خبر ہے اور پھر پورا جملہ «مَنْ» کا صلہ ہے، صلہ موصول مل کر مبدل منہ «شباب» موصوف «تسامی لِلْعُلٰى» صفت «كُهُولُ» کا عطف «شَبَاب» پر ہے۔ یہ پورا مصرعہ بدل ہے مبدل منہ کے لئے مبدل منہ اور بدل مل کر «مَاضَرَّ» کا فاعل ہے۔

(۵) وَمَا ضَرَّنَا أَنَّا قَلِيلٌ وَجَارُنَا ۔۔۔ عَزِيزٌ وَجَارُ الْأَكْثَرِينَ ذَلِيلُ

اور یہ بات ہمارے لئے نقصان دہ نہیں کہ ہم کم ہیں، جب کہ ہمارے ہمسایہ عزت والے اور اکثر لوگوں کے ہمسایہ ذلیل ہیں۔

مَاضَرَّ: (ن) ضَرًّا: نقصان دینا۔ جَار: پڑوسی، جمع: جِيرَان۔ عزیز: شریف، قوی، معزز، جمع: أَعِزَّة

(۶) لَنَا جَبَلٌ يَحْتَلُّهُ مَنْ نُجِيرُهُ ۔۔۔ مُنِيفٌ يَرُدُّ الطَّرْفَ وَهُوَ كَلِيلُ

اور ہمارے لئے ایک بلند پہاڑ ہے جس میں وہ آدمی اتر سکتا ہے جس کو ہم پناہ دیں، وہ آنکھ کو (بلندی کی وجہ سے) تھکا کر لوٹا دیتا ہے۔

يَحْتَلُّ: احْتِلَالًا: اترنا، قبضہ کرنا۔ حَلَّ (ن) حُلُولًا: اترنا۔ نُجِيرُ: إِجَارَةً: پناہ دینا۔ مُنِيفٌ: اسم فاعل: بلند۔ أَنَافَ۔ إِنَافَةً: بلند ہونا۔ نَافَ (ن) نَوْفًا: بلند ہونا۔ يَرُدُّ: (ن) رَدًّا: لوٹانا۔ اَلطَّرْف: آنکھ جمع: أَطْرَاف، وفی التنزیل العزیز: «أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ» كَلِيلٌ: تھکا ہوا، جمع: كِلَالٌ۔ كَلَّ (ض) كَلًّا: تھکنا۔ کمزور ہونا۔ کند ہونا۔

«مَنْ نُجِيرُهُ» «يَحْتَلُّ» کا فاعل ہے «مُنِيف» «جبل» کی صفت ہے۔

(۷) رَسَا أَصْلُهُ تَحْتَ الثَّرَى وَسَمَا بِهِ ۔۔۔ إِلَى النَّجْمِ فَرْعٌ لَا يُنَالُ طَوِيلُ

اس کی جڑ تحت الثریٰ میں ہے اور اس کی وہ طویل چوٹی جس (کی بلندی) تک نہیں پہنچا جاسکتا اس پہاڑ کو ثریا تک بلند کرتی ہے۔

اقبال مرحوم نے اسی مفہوم کو نظم (کوہ ہمالہ) میں اس طرح ادا کیا۔

چوٹیاں تیری ثریا سے ہیں سرگرم سخن
تو زمیں پر اور پہنائے فلک تیرا وطن

رَسَا : (ن) رَسْوًا، رُسُوًّا : مضبوطی سے قائم ہونا، جمنا۔ الثَّرٰی : زمین کے اندر کی نمناک مٹی۔ سَمَا : (ن) سُمُوًّا : بلند ہونا۔ سمابہ : بلند کرنا۔ النَّجْم : ستارہ، جمع : نُجُوْم، یہاں ثریا ستارہ مُراد ہے۔ فَرْع : شاخ، اُوپر کا حصہ جو جڑ سے نکلا ہو۔ فَرْعُ الْجَبَل : پہاڑ کی چوٹی، جمع : فُرُوْع۔ لَا یُنَالُ : صیغہ مجہول نَالَ (س) نَیْلًا : حاصل کرنا، پانا۔ فَرْعٌ لَا یُنَالُ : ایسی چوٹی جس کی بلندی تک نہیں پہنچا جاسکے۔

«فَرْع» «سَمَا» کا فاعل ہے۔ «سَمَابِہٖ» میں «بِہٖ» کی ضمیر «جَبَل» کی طرف راجع ہے «لَا یُنَالُ» «فَرْعٌ» کی صفت اولیٰ اور «طَوِیْلٌ» صفت ثانیہ ہے۔

(۸) وَاِنَّا لَقَوْمٌ مَا نَرَی الْقَتْلَ سُبَّةً ۔۔۔ اِذَا مَا رَاَتْهُ عَامِرٌ وَّسَلُوْلُ

اور ہم ایسی قوم ہیں کہ قتل کو عار نہیں سمجھتے جبکہ بنو عامر اور سلول اس کو عار سمجھتے ہیں

سُبَّة : عار، عیب، بے عزتی۔ سَبَّ (ن) سَبًّا : گالی دینا، عیب لگانا، بُرا کہنا،

«اِذَا مَا رَاَتْهُ» میں «مَا» زائدہ ہے۔

(۹) یُقَرِّبُ حُبُّ الْمَوْتِ آجَالَنَا لَنَا ۔۔۔ وَتَکْرَهُهٗ آجَالُهُمْ فَتَطُوْلُ

موت کی محبت ہماری آجال کو قریب کرتی ہے اور ان کی آجال (یعنی وہ خود) موت کو ناپسند کرتی ہیں اس لئے ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔

یُقَرِّبُ : تَقْرِیْبًا : قریب کرنا۔ قَرُبَ (ک) قُرْبًا : قریب ہونا۔

(۱۰) وَمَا مَاتَ مِنَّا سَیِّدٌ حَتْفَ اَنْفِهٖ ۔۔۔ وَلَا طُلَّ مِنَّا حَیْثُ کَانَ قَتِیْلُ

ہمارا کوئی سردار اپنی طبعی موت نہیں مرا (بلکہ لڑائی میں مارا گیا) اور نہ ہمارے مقتول کا خون رائیگاں گیا ہے جہاں کہیں بھی ہو۔

حَتْف : موت، جمع : حُتُوْف۔ مَاتَ حَتْفَ اَنْفِهٖ : وہ اپنی طبعی موت مرا۔ طُلَّ : ماضی مجہول۔ طَلَّ (س) طَلًّا : بغیر قصاص کے چھوڑنا، خون کا ہدر اور رائیگاں ہونا۔ طُلَّ الْمَقْتُوْلُ : خون رائیگاں گیا، نہ قصاص لیا گیا نہ دیت

«القَتِیْل» «طُلَّ» کا نائب فاعل ہے۔

(۱۲) تَسِیْلُ عَلٰی حَدِّ الظُّبَاتِ نُفُوْسُنَا وَلَیْسَتْ عَلٰی غَیْرِ الظُّبَاتِ تَسِیْلُ

ہماری جانوں کا خون تلواروں کی دھاروں پر بہتا ہے اس کے علاوہ نہیں بہتا۔

تَسِیْلُ : (ض) سَیْلًا : بہنا۔ ظُبَات : مفرد : ظُبَۃ : دھار۔
ظُبَات سے تلواریں اور نفوس سے خون مُراد ہے

(۱۳) صَفَوْنَا فَلَمْ نَکْدُرْ وَاَخْلَصَ سِرَّنَا إِنَاثٌ أَطَابَتْ حَمْلَنَا وَفُحُوْلُ

ہم (نسبًا) صاف ہیں، مکدر (اور مشکوک) نہیں ہیں اور ہمارے نسب کو مَردوں اور ان عورتوں نے خالص کیا ہے، جنھوں نے ہمارے حمل کو اچھی طرح رکھا (یعنے ہم نجیبُ الوالدین ہیں)

صَفَوْنَا : (ن) صَفْوًا، صُفُوًّا : صاف ہونا۔ لَمْ نَکْدُرْ : کَدِرَ (س ك) کَدَرًا، کُدُوْرَۃً : گدلا ہونا۔ أَخْلَصَ : إِخْلَاصًا : خالص کرنا، عیوب سے خالی کرنا۔ خَلَصَ (ن) خُلُوْصًا : خالص اور صاف ہونا۔ سِرٌّ : خالص چیز، اصل، ہر چیز کا مغز، یہاں اس سے نسب مراد ہے، جمع : أَسِرَّۃ۔ إِنَاثٌ : مفرد : أُنْثٰی، مادہ أَطَابَتْ : إِطَابَۃً : اچھا کرنا۔ طَابَ (ض) طَیْبًا : اچھا ہونا۔
فُحُوْل : مفرد : فَحْل : نر، سانڈ

"إِنَاث" اور "فُحُوْل" "أَخْلَصَ" کا فاعل ہے "سِرَّنَا" مفعول بہ ہے۔ "أَطَابَتْ" "إِنَاثٌ" کی صفت ہے۔

(۱۴) عَلَوْنَا إِلٰی خَیْرِ الظُّهُوْرِ وَحَطَّنَا لِوَقْتٍ إِلٰی خَیْرِ الْبُطُوْنِ نُزُوْلُ

ہم بہترین پشتوں کی طرف بلند ہوئے اور پھر نزول نے ہم کو ایک وقت میں بہترین بطون کیطرف اُتارا (یعنی پہلے ہم نجیب باپ کی بہترین پیٹھ میں رہے اور اس کے بعد اس سے منتقل ہو کر شریف ماں کے بہترین بطن میں رہے)۔

حَطَّنَا : صیغہ واحد مذکر غائب "نا" ضمیر متکلم مفعول بہ ہے۔ حَطَّ (ن) حَطًّا : اترنا، اُتارنا (لازم و متعدی) "نُزُوْل" "حَطَّنَا" کا فاعل ہے۔ عَلَوْنَا (ن) عُلُوًّا : بلند ہونا

(۱۵) فَنَحْنُ کَمَاءِ الْمُزْنِ مَا فِیْ نِصَابِنَا کَهَامٌ وَلَا فِیْنَا یُعَدُّ بَخِیْلُ

چنانچہ ہم بادل کے پانی کی طرح (صاف اور خالص النسب) ہیں، ہماری نسل میں کوئی کند (اور بلید) نہیں ہے اور نہ ہم میں سے کوئی بخیل شمار ہوتا ہے۔

المُزْنُ : بادل، پانی سے بھرا ہوا بادل، وفی التنزیل العزیز ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ» نِصَاب : اصل، مرجع، مقررہ مقدار، یا تعداد، جمع : نُصُب ۔ کَهَام : سست، بزدل، عمر رسیدہ، کند، مفرد اور جمع دونوں کے لئے یکساں مستعمل ہے۔ کَهُمَ (س ك) کَهَامَةً، کُهُوْمًا : کمزور ہونا، کند ہونا

(۱۶) وَنُنْكِرُ اِنْ شِئْنَا عَلَى النَّاسِ قَوْلَهُمْ ۔۔۔ وَلَا يُنْكِرُوْنَ الْقَوْلَ حِيْنَ نَقُوْلُ

اور اگر ہم چاہیں تو لوگوں کی بات کا انکار کرسکتے ہیں لیکن لوگ ہماری بات کا انکار نہیں کرسکتے جب ہم بات کہیں۔

(۱۷) اِذَا سَيِّدٌ مِنَّا خَلَا قَامَ سَيِّدٌ ۔۔۔ قَؤُوْلٌ لِمَا قَالَ الْكِرَامُ فَعُوْلُ

اور جب ہمارا کوئی سردار مرتا ہے تو دوسرا سردار اس کی جگہ قائم مقام ہوتا ہے جو وہی کہتا اور کرتا ہے جو شرفاء نے کہا ہے (یعنی وہ شرفاء کے اقوال واعمال کا حامل ہوتا ہے۔)

خَلَا : (ن) خُلُوًّا : خالی ہونا، یہاں مرنا مراد ہے۔ قَؤُوْل : صیغہ مبالغہ بہت بولنے والا۔ فَعُوْل : بہت کام کرنے والا۔

(۱۸) وَمَا اُخْمِدَتْ نَارٌ لَنَا دُوْنَ طَارِقٍ ۔۔۔ وَلَا ذَمَّنَا فِي النَّازِلِيْنَ نَزِيْلُ

رات کو آنے والے مہمان سے پہلے ہماری آگ کبھی نہیں بجھائی گئی ورنہ مہمانوں میں سے کسی مہمان نے ہماری مذمت کی ہے۔

اُخْمِدَتْ : ماضی مجہول، اِخْمَادًا: بجھانا ۔ خَمِدَ (س) خَمْدًا، خُمُوْدًا: بجھنا ۔ طَارِق : رات کو آنے والا مہمان، جمع : طُرَّاق ۔ نَزِيْل : مہمان، جمع: نُزَلَاء ۔ ذَمَّنَا : (ن) ذَمًّا : برائی بیان کرنا۔

(۱۹) وَاَيَّامُنَا مَشْهُوْرَةٌ فِي عَدُوِّنَا ۔۔۔ لَهَا غُرَرٌ مَعْلُوْمَةٌ وَحُجُوْلُ

ہمارے ایام جنگ ہمارے دشمنوں میں مشہور ہیں، جن کی پیشانی اور پاؤں کی سفیدیاں معلوم ہیں (یعنی ظاہر باہر ہیں)

غُرَر : مفرد : غُرَّة : گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی، چمک دمک، غُرَّةُ الشَّهْرِ : مہینہ کی پہلی تاریخ۔ حُجُوْل : مفرد : حَجْلٌ، حِجْلٌ : گھوڑے کی ٹانگ کی سفیدی، پازیب

(۲۰) وَاَسْيَافُنَا فِي كُلِّ غَرْبٍ وَمَشْرِقٍ ۔۔۔ بِهَا مِنْ قِرَاعِ الدَّارِعِيْنَ فُلُوْلُ

اور ہماری تلواریں مشرق ومغرب میں مشہور ہیں کہ زرہ پوشوں کو مارنے کی وجہ سے ان میں دندانے پڑ گئے ہیں۔

قِرَاع : مصدر از باب مفاعلہ۔ قَارَعَ : ایک دوسرے کو تلوار مارنا۔ الدارعین مفردہ : دَارِعٌ : زرہ پوش۔ فُلُوْل : مفردہ : فَلٌّ : تلوار کی دھار میں ٹوٹ یا دندانہ،

(۲۱) مُعَوَّدَةٌ أَلَّا تُسَلَّ نِصَالُهَا فَتُغْمَدَ حَتّٰى يُسْتَبَاحَ قَبِيْلُ

وہ (تلواریں) اس قانون کی عادی بنائی گئی ہیں کہ ان کے پھل نیاموں سے نہیں نکالے جائیں گے کہ پھر نیام میں داخل کیے جائیں۔ حتیٰ کہ ایک جماعت کو مباح سمجھا جائے (اور قتل کیا جائے) (یعنی نیام سے ایک بار نکالی گئی تلوار جب تک کسی قبیلہ کا قتل عام نہ کرے اس وقت تک نیام میں دوبارہ داخل نہیں کی جاتی۔)

مُعَوَّدَة : اسم مفعول صیغہ مونث، جس کو عادی بنایا گیا ہو۔ عَوَّدَ فُلَانًا بِكَذَا عادی بنانا۔ تُسَلُّ : مضارع مجہول، سَلَّ (ن) سَلًّا : تلوار سونتنا۔ نِصَال : مفردہ : نَصْلٌ : پیکان، چاقو کا پھل، تلوار

تُغْمَدَ : مضارع مجہول۔ غَمَدَ السَّيْفَ (ن ض) غَمْدًا : تلوار کو میان میں داخل کرنا۔ قَبِيْل : تین یا تین سے زائد کی جماعت۔ وفی التنزیل العزیز «أَوْ تَأْتِيَ بِاللهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا» جمع : قُبُل وفی التنزیل العزیز «وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا»

«مُعَوَّدَة» یا منصوب ہے پہلے شعر میں «أسيافنا» سے حال واقع ہونے کی وجہ سے اور یا مرفوع ہے «أَسْيَافُنَا» کے لئے خبر واقع ہونے کی وجہ سے۔

(۲۲) سَلِيْ إِنْ جَهِلْتِ النَّاسَ عَنَّا وَعَنْهُمُ وَلَيْسَ سَوَاءً عَالِمٌ وَجَهُوْلُ

بیگم! اگر تو جاہل ہے تو دریافت کیجئے ہمارے اور دشمن کے بارے میں اور عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے ہیں (کہ مبادا جہالت سے تیرے ذہن میں ہماری شجاعت پر کوئی حرف آیا ہو۔)

«النَّاس» «سَلِيْ» کے لئے مفعول بہ ہے «إِنْ جَهِلْتِ» شرط ہے۔ «سَلِيْ النَّاسَ عَنَّا...» جزا ہے۔

(۲۳) فَإِنَّ بَنِي الدَّيَّانِ قُطْبٌ لِقَوْمِهِمْ تَدُوْرُ رَحَاهُمْ حَوْلَهُمْ وَتَجُوْلُ

اس لئے کہ بنو دیان اپنی قوم کا قطب (اور مرکز) ہیں، اُن کی چکیاں ان کے اردگرد گھومتی اور چکر کاٹتی ہیں (یعنی قوم کا کوئی اہم مشورہ اور کام ان کے بغیر نہیں ہو سکتا۔)

قُطْبٌ : محور، مدار، سربراہ، چکی کی کیل جس پر چکی گھومتی ہے۔ جمع : اَقْطَابٌ۔

تَدُوْرُ : (ن) دَوْرًا، دَوَرَانًا : گھومنا۔ تَجُوْلُ : (ن) جَوْلًا : گھومنا۔

قَالَ الشَّمِيْذَرُ الْحَارِثِيُّ

تعارف : یہ اسلامی شاعر ہے کسی نے اس کے بھائی کو قتل کیا شاعر نے بھائی کے بدلے قاتل کو قتل کیا :

(۱) بَنِیْ عَمِّنَا لَا تَذْكُرُوا الشِّعْرَ بَعْدَمَا دَفَنْتُمْ بِصَحْرَاءِ الْغُمَيْرِ الْقَوَافِيَا

اے میرے چچازاد بھائیو! شعر کا تذکرہ نہ کرو، بعد اس کے کہ تم نے صحرائے غُمیر میں اشعار کو دفن کیا (کیونکہ تم وہاں سے شکست کھاکر بھاگ گئے تھے تو اب اشعار کہہ کر کس چیز پر فخر کروگے)

دَفَنْتُمْ : (ض) دَفْنًا : چھپانا، دفن کرنا۔ قَوَافِیْ : مفردہ : قَافِيَة : شعر کا آخر، مُراد اشعار ہیں۔

(۲) فَلَسْنَا كَمَنْ كُنْتُمْ تُصِيْبُوْنَ سَلَّةً فَنَقْبَلَ ضَيْمًا اَوْ نُحَكِّمَ قَاضِيَا

ہم اُس شخص کی مانند نہیں ہیں جس کو تم خفیتاً تکلیف پہنچاتے تھے کہ ہم تمہارا ظلم قبول کریں یا کسی حاکم کے پاس اپنا فیصلہ لے جائیں (بلکہ ہم اپنا فیصلہ خود کرتے ہیں تم سے خود ہی نمٹ لیں گے۔)

تُصِيْبُوْنَ : اِصَابَةٌ : مصیبت پہنچانا۔ سَلَّةٌ : پوشیدہ چوری، یہاں سَلَّةٌ بمعنے خُفْيَةٌ ہے۔ جمع : سِلَال۔ سَلَّ (ن) سَلًّا : آہستہ آہستہ نکالنا۔ ضَيْمٌ : ظلم : نُحَكِّمُ : صیغہ متکلم مضارع، تَحْكِيْمًا : حاکم بنانا۔ حاکم کے پاس فیصلہ لے جانا۔ حَكَمَ (ن) حُكْمًا : حکم کرنا۔ قَاضِیْ : حاکم شرعی، جمع : قُضَاة

(۳) وَلٰكِنَّ حُكْمَ السَّيْفِ فِيْكُمْ مُسَلَّطٌ فَنَرْضٰى اِذَا مَا اَصْبَحَ السَّيْفُ رَاضِيَا

لیکن تلوار کا فیصلہ تمہارے درمیان مسلط رہے گا چنانچہ ہم اس وقت راضی ہوں گے جب تلوار راضی ہو جائے گی۔

(۴) وَقَدْ سَاءَنِي مَاجَرَّتِ الْحَرْبُ بَيْنَنَا ۔۔۔ بَنِي عَمِّنَا لَوْكَانَ أَمْرًا مُدَانِيَا
وہ چیز مجھے بُری لگی ہے جس کو لڑائی ہمارے درمیان کھینچ لائی ہے (وہ ہے میرے بھائی کا قتل) چچازاد بھائیو! کاش کہ معاملہ قریب ہوتا (اور صلح ہو جاتی لیکن معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے)

سَاءَ: (ن) سُوءًا: برا ہونا، قبیح ہونا۔ جَرَّتْ: (ن) جَرًّا: کھینچنا۔ مُدَانِي: اسم فاعل از باب مفاعلہ بمعنی: قریب، نزدیک۔ دَانَى الْأَمْرُ: قریب ہونا «بَنِي عَمِّنَا» منادیٰ ہے، حرف ندا محذوف ہے۔

(۵) فَإِنْ قُلْتُمْ إِنَّا ظَلَمْنَا فَلَمْ نَكُنْ ۔۔۔ ظَلَمْنَا وَلٰكِنَّا أَسَأْنَا التَّقَاضِيَا
اگر تم نے یہ کہا کہ ہم نے ظلم کیا تو ہم نے ظلم نہیں کیا لیکن تقاضے (اور اپنے قرض کے مطالبے) میں برا سلوک کیا (اور تقاضے میں برا سلوک اور سختی ظلم نہیں کہلاتا)۔

أَسَأْنَا: صیغہ جمع متکلم ماضی۔ أَسَاءَ۔ إِسَاءَةً: برا سلوک کرنا۔ برا کرنا۔ تَقَاضِي: مصدر از تفاعل: مطالبہ کرنا۔ تقاضا کرنا۔

وَقَالَ وَدَّاكُ بْنُ ثُمَيْلٍ الْمَازِنِيُّ

یہ مازنی شاعر ہے، ان اشعار کی حکایت یہ ہے کہ بنو شیبان چاہتے تھے کہ بنو مازن ان کے لئے «سفوان» نامی کنواں خالی کر دیں، بنو مازن اس کے لئے تیار نہیں تھے تو بنو شیبان نے دھمکیاں دینا شروع کیں اس پر شاعر کہتا ہے: ـــــــ

(۱) رُوَيْدَ بَنِي شَيْبَانَ بَعْضَ وَعِيدِكُمْ ۔۔۔ تُلَاقُوا غَدًا خَيْلِي عَلَى سَفَوَانِ
بنو شیبان! اپنی بعض دھمکیاں روک دو، سفوان پر کل تم میرے شہسواروں سے ملوگے۔

رُوَيْد: ترکیب میں چار طرح مستعمل ہے (۱) اسم فعل بمعنے امر، جیسے: رُوَيْدَ زَيْدًا: أَيْ أَمْهِلْهُ: زید کو مہلت دو۔ (۲) صفت جیسے سَارُوْا سَيْرًا رُوَيْدًا۔ قوم آہستہ چال چلی، اس میں سَيْرًا موصوف رُوَيْدًا صفت ہے (۳) حال، جیسے: سَارَ الْقَوْمُ رُوَيْدًا، اس میں رُوَيْدًا «الْقَوْمُ» سے حال ہے (۴) اور فعل محذوف کے لئے مفعول مطلق، جیسے: رُوَيْدَ أَخِيكَ، اس میں رُوَيْدَ فعل محذوف «أَرْوِدْ» کے لئے مفعول مطلق ہے۔ أَيْ أَرْوِدْ رُوَيْدَ أَخِيكَ یعنی اپنے بھائی کے ساتھ نرمی کرو، اس صورت میں یہ مضاف ہوتا ہے۔

"رُوَیْد"، اِرْوَاد کی تصغیر مُرخم ہے، اِرواد باب افعال کا مصدر ہے، أَرْوَدَ اِرْوَادًا آہستہ چلنا، نرم چلنا، اِرْوَاد کے ہمزہ کو گرا کر فُعَیْل کے وزن پر رُوَیْدَ تصغیر بنائی گئی۔
یہاں "رُوَیْدَ" کے بارے میں محشی نے لکھا ہے کہ اسم فعل بمعنی امر ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ شعر میں "رُوَیْدَ" کی چوتھی صورت ہے، یعنی رُوَیْدَ مضاف اور بنی شیبان مضاف الیہ، مُضاف، مضاف الیہ مل کر فعل محذوف "أَرْوِدُوْا" کے لئے مفعول مطلق ہے یعنی بنو شیبان! اپنی بعض دھمکیوں میں نرمی کرو، یعنی اپنی دھمکیاں بند کرو۔ وَعِیْد: دھمکی، وَعَدَ (ض) وَعِیْدًا: دھمکی دینا۔ تُلَاقُوا: جمع مذکر حاضر معروف مضارع از باب مُفَاعلہ، اصل میں تُلَاقِیُوْنَ تھا، قاف کا کسرہ ثقل کی وجہ سے گرا کر واؤ کا ضمہ اس کی طرف منتقل کر دیا گیا تو دو واؤ ساکن جمع ہوئیں، اس لئے ایک کو حذف کر دیا "تُلَاقُوْنَ" بنا، پھر جواب امر واقع ہونے کی وجہ سے نون اعرابی کو ساقط کر دیا تو "تُلَاقُوْا" بنا۔ لَاقیٰ۔ مُلَاقَاۃً: ملاقات کرنا، ملنا۔

(۲) تُلَاقُوْا جِیَادًا لَاتَحِیْدُ عَنِ الْوَغیٰ   اِذَا مَا غَدَتْ فِی الْمَأْزِقِ الْمُتَدَانِی
تم ایسے بہترین گھوڑوں سے ملو گے جو جنگ سے اِعراض نہیں کرتے جب وہ جنگ کی تنگ جگہ میں ہوتے ہیں۔

جِیَاد: مفرد: جَوَاد: عمدہ گھوڑا۔ لَاتَحِیْد: (ض) حَیْدًا: اِعراض کرنا، الگ ہونا۔ وفی التنزیل العزیز "ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِیْدُ" الوَغیٰ: شور و غوغا، لڑائی۔ مَأْزِق: تنگ جگہ، میدان جنگ، جمع: مَآزِق۔ أَزَقَ (ن ض) أَزْقًا: تنگ ہونا۔ المُتَدَانِی: اسم فاعل از باب تفاعل: قریب، متصل، تَدَانیٰ۔ تَدَانِیًا: ایک دوسرے کے قریب ہونا۔ المَأْزِقُ المُتَدَانِی: ایسی تنگ جگہ جو ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہو۔ غَدَتْ: فعل ناقص بمعنے صَارَتْ ہے۔ "اِذَا مَا غَدَتْ" میں "مَا" زائدہ ہے۔

(۳) عَلَیْهَا الْكُمَاةُ الْغُرُّ مِنْ اٰلِ مَازِنٍ   لُیُوْثُ طِعَانٍ عِنْدَ كُلِّ طِعَانٍ
ان گھوڑوں پر آل مازن کے روشن رُو بہادر ہوں گے جو ہر قسم کی نیزہ بازی کے وقت نیزہ بازی کے شیر ہوں گے۔

الكُمَاةُ: مفرد: كَمِیٌّ: بہادر مسلح۔ الغُرّ: مفرد: أَغَرّ: روشن، شاندار لُیُوْث: شیر، مفرد: لَیْث۔ طِعَانٌ: مصدر از مفاعلہ بمعنی: نیزہ بازی۔ طَاعَنَ

مُطَاعَنَةً - طِعَانًا : ایک دوسرے کو نیزہ مارنا۔

(۴) تُلَاقُوهُمْ فَتَعْرِفُوا كَيْفَ صَبْرُهُمْ عَلَىٰ مَا جَنَتْ فِيهِمْ يَدُ الْحَدَثَانِ

تمہاری ان کے ساتھ ملاقات ہوگی تو جان لوگے کہ ان کا صبر کس قدر ہے اس چیز پر جو حوادثات کے ہاتھ نے ان میں توڑا ہے (یعنی جان لوگے کہ حوادث زمانہ پر وہ کس قدر صابر ہیں۔)

جَنَتْ : اصل میں جَنَيَتْ تھا، یا۔ پہلے ماقبل فتحہ کی وجہ سے الف سے بدلی اور پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوئی۔ جَنَىٰ (ض) جِنَايَةً : گناہ کرنا جنی (ض) جَنْيًا، جَنًى۔ حاصل کرنا، نتیجہ پانا۔ جمع کرنا، درخت سے پھل توڑنا ۔۔۔ حَدَثَان : حَوَادِث، حَدَثَانَ الدَّهْرِ : زمانہ کے حوادث اور سختیاں۔

«جَنَتْ» کے بعد ضمیر محذوف ہے جو «مَا» کی طرف راجع ہے۔ أَيْ عَلَىٰ مَا جَنَتْهُ»

(۵) مَقَادِيمُ وَصَّالُونَ فِي الرَّوْعِ خَطْوَهُمْ بِكُلِّ رَقِيقِ الشَّفْرَتَيْنِ يَمَانِ

وہ پیش قدمی کرنے والے ہیں اور ملانے والے ہیں جنگ میں اپنے قدموں کو ہر باریک دو دھاری یمنی تلوار کے ساتھ۔

مَقَادِيمُ : مفرد : مِقْدَامٌ : بہت پیش قدمی کرنے والا۔ وَصَّالُونَ : مفرد : وَصَّالٌ : بہت پہونچانے والا، بہت پہنچنے والا (لازم ومتعدی) وَصَلَ (ض) وَصْلًا : پہنچانا۔ وَصَلَ (ض) وُصُولًا : پہنچنا۔ خَطْوٌ : مفرد : خَطْوَةٌ: دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ، قدم پر بھی اس کا اطلاق کرتے ہیں۔ رَقِيق : پتلا، باریک، رَقَّ (ن) رِقَّةً : پتلا ہونا۔ شَفْرَتَيْنِ : تثنیہ ہے، مفرد : شَفْرَةٌ: تلوار کی دھار، جمع : شِفَارٌ، شَفْرٌ۔ رَقِيقُ الشَّفْرَتَيْنِ : باریک دو دھاری تلوار، الرَّوْع : خوف، جنگ

«مَقَادِيمُ» «هُمْ» محذوف کی خبر ہے۔

(۶) إِذَا اسْتُنْجِدُوا لَمْ يَسْأَلُوا مَنْ دَعَاهُمْ لِأَيَّةِ حَرْبٍ أَمْ بِأَيِّ مَكَانِ

جب ان سے مدد طلب کی جاتی تو وہ اپنے بلانے والے سے یہ نہیں پوچھتے کہ کون سی لڑائی کے لئے یا کون سی جگہ میں؟ (بلکہ بلا حیل وحجت مدد کرتے ہیں)

اسْتُنْجِدُوا : صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مجہول۔ اسْتَنْجَدَ فُلَانًا، وبہ: مدد طلب کرنا۔ نَجَدَ (ن) نَجْدًا : مدد کرنا۔ غالب آنا۔

وَقَالَ سَوَّارُ بْنُ الْمُضَرَّبِ السَّعْدِی

تعارف : یہ اسلامی شاعر ہے اور قطری بن الفجاءۃ کے ساتھیوں میں سے ہے، قبیلہ تمیم کے بنو سعد والی شاخ سے اس کا تعلق ہے۔

(۱) فَلَوْ سَأَلَتْ سَرَاةَ الْحَيِّ سَلْمٰى ۔۔۔ عَلٰى أَنْ قَدْ تَلَوَّنَ بِیْ زَمَانِیْ

پس اگر سلمی میری قوم کے سرداروں سے پوچھے باوجودیکہ زمانہ نے مجھے بدل دیا ہے (اور میری پہلی والی حالت نہیں رہی)

سَرَاةَ الْحَيِّ : قبیلہ کے شریف اور بڑے لوگ سَرَاة : ہر شئ کا بلند حصہ، سَرَاةُ الْفَرَسِ: گھوڑے کی پشت کا بلند اور درمیان کا حصہ۔ جمع : سَرَوَات۔ حدیث میں ہے: "لیس للنساء سَرَوَاتُ الطَّرِیْقِ" یعنی عورتیں راستہ کے درمیان نہ چلیں بلکہ راستہ کے اطراف میں چلیں۔ اس کے حروفِ اصلیہ سَرْیٌ ہیں۔ الْحَيّ : قبیلہ، محلہ، زندہ شخص۔ جمع : أَحْيَاء۔ سَلْمٰى : عورت کا نام ہے۔ تَلَوَّنَ : از تفعّل تَلَوَّنَتْ حَالُهٗ: حالت کا بدل جانا۔ تَلَوَّنَ الشَّيْءُ: رنگین ہونا۔ باء تعدیہ کے لئے ہے۔ تَلَوَّنَ بِهٖ زَمَانُهٗ : زمانہ نے اس کو بدل دیا، مجرد سے مستعمل نہیں "عَلٰى أَنْ قَدْ تَلَوَّنَ بِیْ" ترکیب میں ضمیر متکلم سے حال واقع ہو رہا ہے۔

(۲) لَخَبَّرَهَا ذَوُوْ أَحْسَابِ قَوْمِیْ ۔۔۔ وَأَعْدَائِیْ فَكُلٌّ قَدْ بَلَانِیْ

تو میری قوم کے شرفاء اور دشمن سب اس کو خبر دیں گے کیونکہ ہر ایک نے مجھے آزمایا ہے (کہ میں دوست و دشمن کے لئے کیسا ہوں)

لَخَبَّرَهَا، تَخْبِیْرًا: خبردار کرنا۔ وَخَبَرَ (ن) خُبْرًا، خِبْرًا : جاننا، آزمانا۔ ذَوُوْ یہ ذُوْ کی جمع ہے۔ اصل میں ذَوُوْنَ تھا، نون جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا، اس کا اعراب اسماء ستہ مکبرہ کا سا ہے۔ تثنیہ ذَوَانِ ہے۔ اسم ظاہر کیطرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ قبیلہ طی کی لغت میں اسم موصول کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ شاہان یمن کے ناموں کے آغاز میں بھی آتا ہے۔ جیسے: ذُوالکلاع، ذُونواس۔ الْأَحْسَاب: حَسَب کی جمع ہے: نسب حیثیت

بَلَانِیْ: بَلَا (ن) بَلْوًا: آزمانا

لَخَبَّرَهَا پہلے شعر میں واقع "لَوْ" کا جواب ہے، اُعْدَائِیْ کا عطف ذووأحساب پر ہو رہا ہے، معطوف اور معطوف علیہ دونوں خَبَّرَ کے لئے فاعل ہیں۔

(۳) بِذَبِّیَ الذَّمَّ عَنْ حَسَبِیْ بِمَالِیْ — وَزَبُّوْنَاتِ أَشْوَسَ تَيِّحَانِ

(خبر دیں گے) کہ میں دُور کرتا ہوں اپنے حسب سے مذمت کو مال کے ذریعے اور متکبر ہوشیار آدمی کے مدافعتوں (اور حملوں) کے ذریعہ۔ (سخاوت بھی کرتا ہوں اور شجاع وہوشیار آدمی کی طرح اپنا دفاع بھی کرتا ہوں اور اس طرح سخاوت اور شجاعت کے ذریعے میں اپنے حسب سے لعن طعن دُور کرتا ہوں)

بِذَبِّیْ با، جارہ ہے، ذَبَّ (ن) ذَبًّا: دفع کرنا۔ زَبُّوْنَات: زَبُّوْنَةٌ، زُبُّوْنَةٌ کی جمع ہے: متکبر، کبر۔ زَبَنَ (ض) زَبْنًا: دفع کرنا، زَبُّوْنَات سے یہاں مدافعت اور حملہ مُراد ہے۔ أَشْوَس: ترچھی نظر سے دیکھنے والا، متکبر۔ جمع شُوْسٌ۔ تَيِّحَان: ہوشیار آدمی۔ تَاحَ (ض) تَيْحًا: تیار ہونا، مقدر ہونا۔

"بِذَبِّیْ" میں با، جارہ پہلے شعر میں لَخَبَّرَ سے متعلق ہے "الذم" ذبّ کے لئے مفعول ہے۔ بمالی ذبّ سے متعلق ہے زَبُّوْنَات کا عطف بِمَالِیْ پر ہے اور "اشوس" کی طرف مضاف ہے "تَيِّحَان" اشوس کی صفت ہے۔

(۴) وَأَنِّیْ لَا أَزَالُ أَخَا حُرُوْبٍ — إِذَا لَمْ أَجْنِ كُنْتُ مِجَنَّ جَانِ

اور یہ کہ میں ہمیشہ جنگجو رہا ہوں جب میں خود کوئی جنایت نہیں کرتا تو جنایت کرنے والے کے لئے ڈھال (اور پُشت پناہ) بن جاتا ہوں (بہرحال لڑائی میں کسی نہ کسی طرح ضرور شریک رہتا ہوں)

أَخَا حُرُوْبٍ: جنگوں والا۔ أَخُو الشیء: صاحبہ۔ لَمْ أَجْنِ: جَنٰی (ض) جِنَايَةً: جُرم کرنا۔ مِجَنّ: ڈھال، جمع مَجَانّ: حروف اصلیہ (جنن)۔ جَانٍ: اسم فاعل، جنایت کرنے والا۔
"وَإِنِّیْ لَا أَزَال ..." کا عطف پہلے شعر میں "بذبی" پر ہو رہا ہے۔ أی خَبَّرَهَا بذبی ------ وبأنی لا أزال ....)

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ تَیْمِ اللهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ

تعارف: یہ علقمہ بن شیبان کے اشعار ہیں، شاعر کے قبیلہ تیم اور منذر کے درمیان "اوارہ" نا

مقام میں پانی کے چشموں پر لڑائی ہوئی۔ دورانِ جنگ شاعر نے منذر کے بھائی مُتَمطِّر کو منذر سمجھ کر تیر مارا جو اُس کی بغل میں لگا۔ اسی واقعہ کو بیان کر رہا ہے۔

(۱) وَلَقَدْ شَهِدْتُ الْخَيْلَ يَوْمَ طِرَادِهَا ۔۔۔ وطَعَنْتُ تَحْتَ كِنَانَةِ الْمُتَمَطِّرِ

بخدا میں لڑائی کے دن شہسواروں میں حاضر ہوا اور متمطر کے ترکش کے نیچے (بغل میں) میں نے نیزہ مارا (ترکش کو جسم سے باندھنے کا طریقہ یہ تھا کہ اس کی ایک طرف کو بائیں کندھے کے اُوپر سے گذارتے ہوئے دائیں ہاتھ کی بغل سے نکال کر سینہ کے ساتھ اُس کو باندھ لیتے اس لئے تَحْتَ الْكِنَانَةِ سے بغل مراد ہے۔)

طَعَنْتُ : طَعَنْتُ بِالرُّمْحِ (ن، ف) طَعْنًا : نیزہ مارنا۔ فيه وعليه : طنز کرنا، تنقید کرنا۔
كِنَانَة : ترکش، وہ تھیلا جس میں تیر رکھتے ہیں۔ جمع : كَنَائِن۔ الْمُتَمَطِّر : آدمی کا نام ہے۔

(۲) وَنُطَاعِنُ الْأَبْطَالَ عَنْ أَبْنَائِنَا ۔۔۔ وَعَلٰى بَصَائِرِنَا وَإِنْ لَمْ نُبْصِرِ

اور ہم بہادروں کے ساتھ نیزہ بازی کرتے ہیں اپنی اولاد کی حفاظت کے واسطے اور ہوشیار ہو کر نیزہ بازی کرتے ہیں اگرچہ انجام کو نہیں دیکھتے ہیں (یعنی بوقت جنگ حواس باختہ ہو کر نہیں لڑتے اگرچہ لڑتے کچھ اس قدر بے جگری سے ہیں کہ انجام کی پروا نہیں کرتے کہ کیا ہوگا؟)

بَصَائِرِنَا : بَصِيْرَةٌ کی جمع ہے، عقل و دانائی و ہوشیاری۔ نُبْصِرُ : إِبْصَارًا، وَبَصُرَ (ك) بَصَرًا : دیکھنا "وَعَلٰى بَصَائِرِنَا" نُطَاعِنُ کی ضمیر فاعل سے حال ہے "لَمْ نُبْصِرْ" کا مفعول بہ محذوف ہے۔ أى لَمْ نُبْصِرِ الْعَوَاقِبَ۔

(۳) وَلَقَدْ رَأَيْتُ الْخَيْلَ شُلْنَ عَلَيْكُمْ ۔۔۔ شَوْلَ الْمَخَاضِ أَبَتْ عَلَى الْمُتَغَبِّرِ

اور میں نے گھوڑوں کو تمہاری طرف دُم اُٹھائے سرپٹ دوڑتے ہوئے دیکھا، جیسے حاملہ اونٹنیاں دُم اُٹھا کر دوڑتی ہیں جب وہ باقیماندہ دودھ دوہنے والے کو (دودھ دینے سے) انکار کریں۔

شُلْنَ : شَالَ (ن) شَوْلًا وَ شَوَلَانًا : بلند ہونا۔ شَالَتِ النَّاقَةُ بِذَنَبِهَا : اونٹنی کا دُم اُٹھانا، یہاں یہ تیز دوڑنے سے کنایہ ہے کیونکہ جانور جب سرپٹ دوڑتا ہے تو اپنی دُم اُٹھا لیتا ہے۔
مَخَاض : حاملہ اُونٹنیاں، مفرد : خَلِفَةٌ مِنْ غيرِ لَفْظِهَا وَلَا وَاحِدَ لَهَا مِنْ لَفْظِهَا۔ مخاض دردِ زہ کو بھی کہتے ہیں مخض (س) مَخَاضًا : دردِ زہ میں مبتلا ہونا، حاملہ اونٹنیاں بھی چونکہ دردِ زہ میں مبتلا

ہوتی ہیں اس لئے انہیں مخاض کہتے ہیں۔ أَبَتْ (ف) إِبَاءً، إِبَاءَةً: انکار کرنا، ناپسند کرنا۔
اَلْمُتَغَبِّرِ: اسم فاعل از تفعّل: تھن سے باقی ماندہ دودھ نکالنے والا «شُلَّنَ عَلَيْكُمُ» «الْخَيْلَ»
کے لئے حال ہے۔ «أَبَتْ عَلَى الْمُتَغَبِّرِ» حال ہے «الْمَخَاضُ» کے لئے۔

وَقَالَ قَطَرِيُّ بْنُ الْفُجَاءَةِ

(۱) لَا يَرْكَنَنْ أَحَدٌ إِلَى الْإِحْجَامِ ۔۔۔ يَوْمَ الْوَغَى مُتَخَوِّفًا لِحِمَامِ

موت سے ڈر کر کوئی بھی جنگ کے دن پیچھے جانے کی رغبت نہ کرے۔

لَا يَرْكَنَنْ: صیغہ مذکر بانون تاکید خفیفہ، رکن إلیه (ن) رُكُونًا: مائل ہونا۔ الْإِحْجَام: أَحْجَم عنه: خوف کیوجہ سے پیچھے ہٹنا، رُک جانا۔ وحجمه (ن) حَجْمًا: روکنا۔ الْحِمَام: موت «مُتَخَوِّفًا» «لَا يَرْكَنَنْ» کے لئے مفعول لہٗ ہے۔

(۲) فَلَقَدْ أَرَانِي لِلرِّمَاحِ دَرِيَّةً ۔۔۔ مِنْ عَنْ يَمِينِي مَرَّةً وَأَمَامِي

میں اپنے آپ کو داہنی طرف اور کبھی سامنے کی جانب سے آنیوالے نیزوں کا ہدف ونشانہ پارہا تھا۔

دَرِيَّةٌ: نشانہ، ہدف، گول دائرہ جس پر مشق کر کے نشانہ ٹھیک کیا جاتا ہے۔ رِمَاحٌ: رُمْحٌ کی جمع ہے: نیزہ۔

(۳) حَتَّى خَضَبْتُ بِمَا تَحَدَّرَ مِنْ دَمِي ۔۔۔ أَكْنَافَ سَرْجِي أَوْ عِنَانَ لِجَامِي

یہاں تک کہ میں نے اپنے بہتے ہوئے خون سے اپنی زین کے کناروں اور اپنی لگام کی رسّی کو رنگ دیا۔

خَضَبْتُ (ض) خَضْبًا: رنگنا، خضاب کرنا۔ تَحَدَّرَ: بہنا، اُترنا۔ وَحَدَرَ (ن) حَدْرًا: اُتارنا
أَكْنَاف: مفرد: كَنَفٌ: کنارہ، پہلو۔ سَرْجٌ: زین۔ جمع: سُرُوجٌ۔ عِنَانٌ: لگام، رسّی۔ جمع أَعِنَّةٌ
لِجَامٌ: لگام۔ جمع أَلْجِمَةٌ «أَكْنَافَ سَرْجِي» «خَضَبْتُ» کے لئے مفعول بہ ہے «أو» واؤ کے معنی میں ہے

(۴) ثُمَّ انْصَرَفْتُ وَقَدْ أَصَبْتُ وَلَمْ أُصَبْ ۔۔۔ جَذَعَ الْبَصِيرَةِ قَارِحَ الْإِقْدَامِ

پھر میں جنگ سے واپس ہوا اس حال میں کہ دشمنوں کو میں نے قتل کیا تھا اور خود قتل نہیں ہوا جب کہ میری بصیرت (تیز نگاہی) گھوڑے کے دو سالہ بچے کی طرح اور میرا حملہ عمر رسیدہ گھوڑے کی طرح تھا (یعنی دشمن کو تاکنے کے لئے میری نگاہ وبصیرت تیز تھی۔ جس طرح نو عمر گھوڑے کی نگاہ تیز ہوتی ہے اور دشمنوں پر بڑے سلیقے اور تجربے کے ساتھ حملہ آور ہوا جیسے کہ عمر رسیدہ گھوڑا جنگوں میں کثرت ممارست کی وجہ سے تجربہ کار بن کر حملہ کرتا ہے)

أصبت : أَصَابَ الرَّجُلُ-إِصَابة : قتل کرنا، زخمی کرنا۔ أصیب : مجهول : قتل ہونا، زخمی اور مصیبت زدہ ہونا۔ صَابَ (ن) صَوْبًا : بارش ہونا، اُترنا۔ جَذَع : گھوڑے کا دو سالہ بچہ۔ جمع: جِذَاع، جِذْعان۔ قَارِح : وہ جانور جس کے پورے دانت نکل آئے ہوں، پانچ سالہ گھوڑا، عمر رسیدہ گھوڑا، جمع: قُرَّح، قَوَارِح۔ بجَذَعَ البَصِيرةِ قَارِحَ الإِقْدام، ضمیر متکلم سے حال واقع ہو رہا ہے۔

وَقَالَ حُرَيْشُ بْنُ هِلَالٍ الْقُرَيْعِيُّ

یہ اسلامی شاعر ہے جنگ حنین میں اپنی شرکت بیان کر رہا ہے۔

(۱) شَهِدْنَ مَعَ النَّبِيِّ مُسَوَّمَاتٍ حُنَيْنًا وَهْيَ دَامِيَةُ الْحَوَامِي

وہ نشان زدہ گھوڑے مقام حنین میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے، اس حال میں کہ ان کے سُم کے اطراف دشمنوں کو روندنے کی وجہ سے خون آلودہ تھے۔

مُسَوَّمَات مفرد: مُسَوَّمَة : نشان زدہ۔ الحَوَامی: حَامِيَة کی جمع ہے «شَهِدْنَ» کی ضمیر خَیل کی طرف راجع ہے «مُسوّمات» شَهِدْنَ کی ضمیر سے حال ہے۔ حامیۃ سُم کے اطراف دائیں

(۲) وَوَقْعَةَ خَالِدٍ شَهِدَتْ وَحَكَّتْ سَنَابِكُهَا عَلَى الْبَلَدِ الْحَرَامِ

اور وہ (فتح مکہ کے دن) خالد بن ولیدؓ کے معرکہ میں بھی حاضر ہوئے اور مکہ معظمہ میں اپنے سُم کے کنارے بھی رگڑے (یعنی مکہ میں داخل ہوئے)

حَكَّتْ: (ن) حَكًّا : رگڑنا۔ سَنَابِك : اطرافِ سُم۔ مفرد: سُنْبُك «وقعة خالد» منصوب علیٰ شریطۃ التفسیر ہے۔ «شَهِدَتْ» محذوف کے لئے مفعول بہ ہے چونکہ آگے شَهِدَتْ آرہا ہے اس لئے اس کو حذف کر دیا۔

(۳) نُعَرِّضُ لِلسُّيُوفِ إِذَا الْتَقَيْنَا وُجُوهًا لَا تُعَرَّضُ لِلّطَامِ

دشمن کے ساتھ ملاقات کے وقت ہم تلواروں کے سامنے اپنے ایسے چہرے پیش کرتے ہیں کہ وہ طمانچوں (اور تھپڑوں یعنی ذلت) کے سامنے پیش نہیں کئے جاتے۔

نُعَرِّض: تَعْرِيضًا لِكَذَا : پیش کرنا۔ عَرَضَ (ض) عَرْضًا : پیش کرنا۔ لِطَام: طمانچہ لَاطَمَهُ۔ لِطَامًا: ایک دوسرے کو طمانچہ مارنا۔ لَطَمَ (ض) لَطْمًا : طمانچہ مارنا۔

(۴) وَلَسْتُ بِخَالِعٍ عَنِّي ثِيَابِي إِذَا هَرَّ الْكُمَاةُ وَلَا أُرَامِي

جب بہادر لوگ (لڑائی کو) ناپسند کرتے ہیں تو میں اپنا لباس (یعنی زرہ) نہیں اُتارتا ہوں اور

نہ میں نیزہ بازی اور تیر اندازی کرتا ہوں (یعنی دور سے تیر اندازی نہیں کرتا بلکہ قریب جاکر تلوار سے لڑتا ہوں۔)

خَالِعٌ: اسم فاعل۔ خَلَعَ (ف) خَلْعًا: کپڑا یا جوتا اُتارنا۔ ثِیَابٌ سے اسلحہ مراد ہے هَرَّ: (ن، ض) هَرًّا، هَرِیْرًا: ناپسند کرنا، کراہت کرنا۔

(۵) وَلٰكِنِّیْ یَجُوْلُ الْمُهْرُ تَحْتِیْ ۔۔۔ إِلَى الْغَارَاتِ بِالْعَضْبِ الْحُسَامِ

میری سواری کا نوعمر گھوڑا غارت گری کی جانب جولانی کرتا ہے۔ اس حال میں کہ میرے پاس کاٹنے والی تیز تلوار ہوتی ہے۔

اَلْمُهْرُ: گھوڑے کا بچہ۔ جمع: أَمْهَار ومِهَار۔ الغَارَات: غَارَةٌ کی جمع ہے اسم مصدر ہے: غارتگری۔ الحُسَامُ: تیز تلوار۔ حَسَمَ (ض) حَسْمًا: کاٹنا و بالعضب الحسام ضمیر متکلم سے حال واقع ہو رہا ہے

وَقَالَ ابْنُ زَيَّابَةَ التَّيْمِيُّ

یہ زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے ہے، اس کے نام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، عمرو بن لأی، سلمۃ بن ذہل اور عمرو بن الحارث وغیرہ نام اس کے بتائے گئے ہیں۔ زیابہ اسکی ماں کا نام ہے۔

(۱) نُبِّئْتُ عَمْرًا غَارِزًا رَأْسَهُ ۔۔۔ فِیْ سِنَةٍ یُوْعِدُ أَخْوَالَهُ

مجھے عمرو کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ اُونگھ میں سر داخل کرتے ہوئے (یعنی غفلت اور انجام سے بے خبری اور اپنی جہالت کا اظہار کرتے ہوئے) اپنے ماموؤں کو دھمکی دیتا ہے

نُبِّئْتُ: صیغہ مجہول از تفعیل: مجھے خبر دی گئی ہے۔ نَبَّأَ: خبر دینا۔ غَارِزًا: داخل کرنے والا گاڑنے والا۔ غَرَزَ (ض) غَرْزًا: گاڑنا غَرَزَ الشیءَ بالإبرة: سوئی چبھونا۔ سِنَةٌ: اُونگھ وَسِنَ الرَّجُلُ (س) وَسَنًا، سِنَةً: اُونگھنا۔ أَخْوَال: خالٌ کی جمع ہے: ماموں۔

(عَمْرًا اور غَارِزًا دونوں نُبِّئْتُ کے لئے مفعول بہ ہے۔ رَأْسَهُ غَارِزًا کا مفعول ہے۔

(۲) وَتِلْكَ مِنْهُ غَیْرُ مَأْمُوْنَةٍ ۔۔۔ أَنْ یَّفْعَلَ الشَّیْءَ إِذَا قَالَهُ

اور یہ دھمکی اس کی طرف سے کوئی مستبعد نہیں ہے کہ وہ جو کہتا ہے کر گزرتا ہے (یہ طنز ہے)

مَأْمُوْنَةٍ: محفوظ، بے خوف۔ أَمِنَ (س) أَمَانًا: بے خوف ہونا، محفوظ اور مطمئن ہونا۔ أَنْ یَّفْعَلَ الشَّیْءَ میں لام مقدر ہے۔ لِأَنْ یفعل اور مَأْمُوْنَةٍ سے متعلق ہے

(۳) اَلرُّمْحُ لَا أَمْلَأُ كَفِّیْ بِهِ ۔۔۔ وَاللِّبْدُ لَا أَتْبَعُ تَزْوَالَهُ

میں نیزہ سے اپنی ہتھیلی بھرتا نہیں ہوں اور نہ نمدہ کے زائل ہونے کا میں اتباع کرتا ہوں
(یعنی اناڑیوں کی طرح نیزہ ہتھیلی بھر کر نہیں پکڑتا اور نہ نمدہ کے گرنے سے گرتا ہوں جیسے
عموماً ناتجربہ کار لوگ نمدہ گرنے کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔)

أَمْلأُ:(ف) مَلْئًا : بھرنا ۔ اَللِّبْدُ: اُون کا نمدہ ،زین کے نیچے رکھا جانے والا کپڑا ، جمع : أَلْبَاد، لُبُودٌ ۔ تَزْوَال مصدر۔ زَالَ (ن) زَوَالًا و تَزْوَالًا : زائل ہونا۔

(۴) وَالدِّرْعُ لَا أَبْغِیْ بِهَا ثَرْوَةً ۔۔۔ كُلُّ امْرِئٍ مُسْتَوْدِعٌ مَالَهُ

میں زرہ کے بدلے مال تلاش نہیں کرتا اس لئے کہ ہر آدمی اپنا مال جمع کرتا ہے (یعنی میں زرہ
بیچ کر اس کے عوض مال نہیں خریدتا کیونکہ ہر آدمی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے اور میرا مال
میری زرہ ہے تو میں اسی کی حفاظت کرتا ہوں)

اَلدِّرْعُ: زرہ ، جمع: دُرُوْعٌ ۔ اَلثَّرْوَةُ : وَالثَّرَاءُ :کثرتِ مال، دَولت ، مُسْتَوْدِعٌ: صیغہ اسم فاعل : امانت رکھنے والا ۔ مُراد اس سے مال جمع کرنے اور اس کی حفاظت کرنے والا ہے ۔ بعض نسخوں میں مُسْتَوْدَعٌ: (دال کے فتحہ کے ساتھ) صیغہ اسم مفعول ہے : وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی جائے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہر آدمی کا مال اُس کے پاس امانت ہے وہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور میرا مال چونکہ زرہ ہے اسلئے میں اسی کی حفاظت کرتا ہوں، اسکے بدلہ مال و دولت نہیں چاہتا۔

(۵) إِنَّكَ يَا عَمْرُو وَتَرْكَ النَّدَى ۔۔۔ كَالْعَبْدِ إِذْ قَيَّدَ أَجْمَالَهُ

اے عمرو! ترک سخاوت کے ساتھ اس غلام کی طرح ہے جس نے اپنے اُونٹ قید کر دیئے ہوں
(وَتَرْكُ النَّدٰى میں "واؤ" "مع" کے معنی میں ہے ۔ یعنی جس طرح کوئی آدمی اپنے اونٹ باندھ
کر اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھائے ، ٹھیک اسی طرح اگر تو بھی باوجود دولت کے سخاوت نہیں کریگا
تو غیر نافع ہوگا۔

اَلنَّدٰى: سخاوت نَدِیَ الرَّجلُ (س) نَدًى : سخاوت کرنا ۔ أَجْمَالٌ: مفرد: جَمَلٌ: اُونٹ

(۶) آلَيْتُ لَا أَدْفِنُ قَتْلَاكُمُ ۔۔۔ فَدَخِّنُوا الْمَرْءَ وَسِرْبَالَهُ

مَیں نے قسم کھائی ہے کہ مَیں تمہارے مُردوں کو دفن نہیں کروں گا لہٰذا اس کو اور اس کے
لباس کو دھونی دو (یعنی نیزہ لگنے کی وجہ سے اسکے جسمانی حصے سے نجاست نکلی ہے تو اس
کو دھونی دو تاکہ فضا متعفن نہ ہو اور تمہارا عیب چھپ جائے)

آلَيْتُ: إِيْلَاءً : قسم کھانا ۔ دَخِّنُوا : تَدْخِيْنًا : دھونی دینا ، دھواں چھوڑنا ۔ دَخَنَ (س،

ن) دَخَنًا، دُخُوْنًا: دھواں ہونا، دھوئیں کی بُو آنا۔ قَتْلَاکُمْ: مفرد: قتیل بمعنی مَقْتُوْلٌ۔ سِرْبَالٌ: قمیص۔ جمع: سَرَابِیْلُ

وَقَالَ الحَارِثُ بْنُ هُمَام

یہ شاعر جاہلی ہے، اس نے ابن زیابہ کی عدم موجودگی میں اُس کے اُونٹوں پر ڈاکہ ڈالا اور پھر یہ اشعار کہے:-

(۱) أَیَا ابْنَ زَیَّابَةَ اِنْ تَلْقَنِیْ   لَاتَلْقَنِیْ فِیْ النَّعَمِ الْعَازِبِ

اے ابن زیابہ! اگر تو مجھ سے ملے گا تو تیری ملاقات میرے ساتھ ان اونٹوں کی موجودگی میں نہ ہوگی جو اپنے مالک سے دُور ہیں (کیونکہ وہ اُونٹ تو میں محفوظ کر گیا اب ---)

اَلنَّعَمَ: اُونٹ، مویشی، جمع: أَنعام۔ اَلْعَازِب: (ن،ض) عُزُوْبًا: دور ہونا، اوجھل ہونا۔

(۲) وَتَلْقَنِیْ یَشْتَدُّ بِیْ أَجْرَدٌ   مُسْتَقْدِمُ الْبِرْکَةِ کَالرَّاکِبِ

تیری ملاقات میرے ساتھ اس حال میں ہوگی کہ کم بالوں والا، اُبھرے ہوئے سینے والا گھوڑا مجھے لے جارہا ہوگا جو اپنے سوار کی مانند ہے۔ (سینے کے اُبھار و فراخ میں)

یَشْتَدُّ: اشْتِدَادًا: تیز دوڑنا وشَدَّ فُلَانٌ (ض) شَدًّا: دوڑنا۔ أَجْرَدٌ: کم بالوں والا گھوڑا۔ جمع: أَجَارِد وجُرْدٌ۔ البِرْکَة: سینہ، حوض۔ جمع: بِرَاکٌ

فَأَجَابَهُ ابْنُ زَیَّابَةَ عَلٰی وَزْنِهَا

(۱) یَا لَهْفَ زَیَّابَةَ لِلْحَارِثِ   الصَّابِحِ فَالْغَانِمِ فَالْآئِبِ

اے لوگو! زیابہ کو افسوس ہے حارث پر، جو صبح آیا اور لوٹ مار مچاکر چلا گیا۔

اَلصَّابِحِ: صبح کے وقت آنے والا۔ الغَانِمُ: لوٹنے والا۔ غَنِمَ (س) غُنْمًا: حاصل کرنا، لوٹنا۔ الآئِبِ: واپس جانے والا (ن) أَوْبًا: لوٹنا، واپس ہونا۔ لَهْفَ: حسرت، افسوس، عرب سخت افسوس کے اظہار کے وقت "یَا لَهْفَ أَبِیْ یَا لَهْفَ أُمِّیْ" کہتے تھے۔ فاء ترتیب کے لئے ہے۔

(۲) وَاللّٰهِ لَوْلَا قِیْتُهُ خَالِیًا   لَآبَ سَیْفَانَا مَعَ الْغَالِبِ

بخدا اگر میں اس کے ساتھ خلوت میں ملتا تو ہماری تلواریں غالب آدمی کے ساتھ لوٹتیں (اُو

غالب میں رہتا تو تلوار اُس کی چھین لیتا)

خالیًا: عَنِ النّاسِ یعنی لوگوں سے الگ تنہائی اور خلوت کی حالت میں۔ خَلَا إِلَیْہِ (ن) خَلْوَۃً خلوت میں ہونا۔ "خالیًا" لاقیتہ کی ضمیر فاعل یا ضمیر مفعول سے حال ہے۔ سیفانا تثنیہ ہے، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔

(۳) أَنَا ابْنُ زَیَابَةَ إِنْ تَدْعُنِیْ　　آتِكَ وَالظَّنُّ عَلَى الْكَاذِبِ

مَیں زیابہ کا بیٹا ہوں اگر آپ مجھے (مقابلہ کے لئے) بلائیں گے تو میں تیرے پاس آؤں گا اور گمان کی ذمہ داری جھوٹے پر ہوگی (یعنی مجھے مغلوب اور کمزور خیال کر کے مقابلہ کے لئے بلاؤ گے تو میں آؤں گا اور اُس کے نتیجہ میں آپ اپنی شکست کے خود ذمہ دار ہوں گے کیونکہ میرے متعلق آپ اپنے گمان میں جھوٹے ہیں)

وَقَالَ الْأَشْتَرُ النَّخَعِیُّ

یہ اسلامی شاعر ہے اور تابعی ہے، حضرت علی رضؓ کے ساتھیوں میں سے ہے۔

(۱) بَقَّیْتُ وَفْرِیْ وَانْحَرَفْتُ عَنِ الْعُلٰی　　وَلَقِیْتُ أَضْیَافِیْ بِوَجْهٍ عَبُوْسِ

میں اپنا مالِ کثیر جمع کروں (بخیل بن جاؤں) اور بلند مراتب سے رُوگردانی کروں اور اپنے مہمانوں سے ترش رُو ہو کر ملاقات کروں۔ (یہ شعر جوابِ شرط ہے یعنی تمام عیوب مجھ میں پیدا ہو جائیں اگر میں وہ امر نہ کروں جو آئندہ شعر میں ہے)

بَقَّیْتُ: تَبْقِیَةً: باقی رکھنا۔ بَقِیَ (س) بَقَاءً: باقی رہنا۔ وَفْرٌ: مالِ کثیر۔ وَفَرَ (ض) وُفُوْرًا: زیادہ ہونا، زیادہ کرنا (لازم و متعدی)۔ عَبُوْسٌ: ترش رُو (ن) عُبُوْسًا: ترش رُو ہونا۔

(۲) إِنْ لَمْ أَشُنَّ عَلَى ابْنِ حَرْبٍ غَارَةً　　لَمْ تَخْلُ یَوْمًا مِنْ نِهَابِ نُفُوْسِ

اگر مَیں معاویہ ابن حربؓ پر ایسی غارت گری نہ کروں جو کسی بھی دن جانوں کی لوٹ سے خالی نہ ہو (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اگر مَیں ایسا شدید حملہ جس میں جانی زبردست نقصان ہو نہ کروں تو میرا مال اور عزت سب خدا ختم کر دے، کیونکہ شاعر حضرت علی رضؓ کے اصحاب میں سے تھے)

أَشُنَّ: (ن) شَنًّا: یورش کرنا، حملہ بولنا۔ نِهَابٌ: نَهْبٌ کی جمع ہے، لوٹ مار۔ نَهَبَ (ف) نَهْبًا: لوٹنا۔ لَمْ تَخْلُ ...... غَارَةً کی صفت ہے۔

(۳) خَيْلًا كَأَمْثَالِ السَّعَالِي شُزَّبًا تَعْدُو بِبِيْضٍ فِي الْكَرِيْهَةِ شُوْسِ

(اور وہ غارت گری) ایسے گھوڑوں کے ذریعہ ہو جو غولوں (اور جنوں) کی طرح ہیں (تیز رفتاری میں) دبلے پتلے ہیں، جنگ میں ترچھی نظر سے دیکھنے والے شرفاء کو دوڑاتے ہیں

اَلسَّعَالِی: یہ السِّعْلٰی کی جمع ہے: بھوت، چڑیل، غول۔ شُزَّبًا: شَازِبٌ کی جمع ہے: دُبلا پتلا۔ شَزَبَ الْحَیَوَانُ (ن) شُزُوْبًا: دبلا پتلا ہونا۔ تَعْدُو: (ن) عَدْوًا: دوڑنا۔ بِیْضٌ: اَبْیَضُ کی جمع ہے: سفید۔ مُراد شریف لوگ ہیں۔ شُوْسٌ: اَشْوَسُ کی جمع ہے: متکبر ترچھی نظر سے دیکھنے والا۔ «خَیْلًا» پہلے شعر میں «غَارَةٌ» سے بدل ہے «کَأَمْثَال» میں کاف زائد ہے۔ وجہ تشبیہ تیز رفتاری ہے «شُزَّبًا» خَیْلًا کی صفت ہے۔ تَعْدُو صفت ثانیہ ہے۔ بِبِیْضٍ باء تعدیہ کے لئے ہے۔ شُوْسٍ بِیْضٍ کی صفت ہے۔

(۴) حَمِيَ الْحَدِيْدُ عَلَيْهِمُ فَكَأَنَّهُ وَمَضَانُ بَرْقٍ أَوْشُعَاعُ شُمُوْسِ

لوہا اُن پر گرم ہو (تو ایسا معلوم ہو) گویا وہ بجلی کی چمک ہے یا سورج کی کرن (یعنی ان شہسواروں پر ایسی زرہیں ہوں جو سورج کی شعائیں پڑنے سے ایسی چمکتی ہوں کہ گویا وہ آفتاب کی کرنیں ہیں)

حَمِیَ: (س) حَمْیًا: گرم ہونا۔ وَمَضَانَ: مصدر ہے، وَمَضَ الْبَرْقُ (ض) وَمَضَانًا: چمکنا۔ شُعَاع: کرن، چمک۔ جمع: أَشِعَّةٌ۔ شُمُوْس: شَمْسٌ کی جمع ہے: سورج «حَمِیَ الْحَدِیْدُ» یہ پہلے شعر میں واقع بِیْضٍ کی صفت ہے۔

وَقَالَ مَعْدَانُ بْنُ جَوَّاسٍ الْكِنْدِيُّ

تعارف: مذکورہ اشعار ان کے نہیں ہیں بلکہ یہ حجیہ بن مضرب کے ہیں جس کی کنیت "ابو احوط" ہے اور "شاعر جاہلی" ہے، ہوا یوں کہ نعمان بن منذر نے قبیلہ بنو تمیم پر غارت گری کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا تمیم نے اس کو شکست دی۔ نعمان کو کسی نے بتایا کہ بنو تمیم کے ساتھ "حجیہ" بھی شریک تھا۔ نعمان نے اس سے پوچھا تو اس نے اپنی صفائی میں یہ شعر کہے: ——————

(۱) إِنْ كَانَ مَابُلِّغْتَ عَنِّي فَلَامَنِي صَدِيْقِي وَشَلَّتْ مِنْ يَدَيَّ الْأَنَامِلُ

میری جانب سے جو خبر آپ کو پہنچی ہے اگر وہ سچی ہو تو دوست مجھے ملامت کرے اور میرے ہاتھ کی انگلیاں شل ہو جائیں۔

اَلْأَنَامِل: اَلْأُنْمُلَة: (بضم الہمزۃ والمیم) کی جمع ہے: انگلیوں کے پورے، حروفِ اصلیہ

(ن، م، ل) شَلَّتْ: (س) شَلَلًا: مفلوج ہونا۔ بُلِّغْتَ: صیغۂ مجہول از تفعیل: جو بات آپکو پہنچائی گئی۔ مَا بُلِّغْتَ کان کا اسم ہے اور اس کی خبر محذوف "صادقًا" ہے

(۲) وَكَفَّنْتُ وَحْدِيْ مُنْذِرًا فِيْ رِدَائِهِ وَصَادَفَ حَوْطًا مِنْ أَعَادِيْ قَاتِلُ

اور میں تنہا اپنے بھائی منذر کو اس کی چادر میں دفن کروں اور میرے بیٹے "حوط" کو دشمنوں میں سے کوئی قاتل اچانک آلے یعنی اگر وہ خبر سچی ہو تو میں دوست کے سامنے ذلیل بے طاقت اور بھائی کو بیکسی و بے بسی کی حالت میں دفن کروں اور میرا بیٹا بھی ہلاک ہو جائے۔)

كَفَّنْتُ: تَكْفِيْنًا و (ض) كَفْنًا: کفن پہنانا۔ صَادَفَ: مُصَادَفَةً و (ض، ن) صَدْفًا اچانک ملنا۔ أَعَادِي: أَعْدَاءٌ کی جمع ہے، أَعْدَاءٌ عَدُوٌّ کی جمع ہے، دشمن۔

«وكفنت» کا عطف پہلے شعر میں «لا مَتِيْ» پر ہو رہا ہے جو شرط کی جزاء ہے۔

وَقَالَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ

(۱) طُلِّقْتِ إِنْ لَمْ تَسْأَلِيْ أَيَّ فَارِسٍ حَلِيْلُكِ إِذْ لَاقَىْ صُدَاءَ وَخَثْعَمَا

بیگم! تجھے طلاق ہو اگر تو نے میرے متعلق لوگوں سے نہ پوچھا کہ تیرا شوہر کیسا شہسوار تھا جب اس کی مڈبھیڑ ہوئی قبیلہ صدا اور خثعم سے۔

لَمْ تَسْأَلِيْ: اصل میں تَسْأَلِيْنَ تھا، نون دخولِ لَمْ کی وجہ سے گر گیا۔ طُلِّقْتِ: ماضی مجہول از تطلیق۔ حَلِيْلٌ: شوہر، جمع: حَلَائِل۔ صُداء اور خثعم قبیلوں کے نام ہیں۔

(۲) أَكُرُّ عَلَيْهِمْ دَعْلَجًا وَلَبَانَهُ إِذَا مَا اشْتَكَىْ وَقْعَ الرِّمَاحِ تَحَمْحَمَا

میں اُن پر دعلج گھوڑے کو اور اس کے سینے کو لے کر حملہ آور ہوا جب وہ نیزوں کی چوٹ سے شکایت کرتا تو ہنہناتا۔

دَعْلَجَ: بروزن جَعْفَر، گھوڑے کا نام۔ لَبَانَ: سینہ۔ تَحَمْحَمَ: از تَدَحْرَجَ گھوڑے کا آہستہ آہستہ ہنہنانا۔ أَكُرُّ: (ن) كَرًّا: حملہ کرنا۔

«لبانه» کا عطف دَعْلَجَ پر ہے، عطف البعض على الكل ہے

وَقَالَ زُفَرُ بْنُ الْحَارِثِ الْكِلَابِيُّ

یہ جلیل القدر تابعی ہیں، قبیلہ کلب اور قیس کی جنگ کے وقت یہ میدان سے فرار ہو گئے تھے

اسی جنگ کے بارے میں کہتے ہیں۔

(۱) وَكُنَّا حَسِبْنَا كُلَّ بَيْضَاءَ شَحْمَةً لَيَالِيَ لَاقَيْنَا جُذَامَ وَحِمْيَرَا

ہم نے ہر سفید چیز کو چربی (یعنی کمزور) گمان کیا تھا ان راتوں میں جن میں ہماری مڈبھیڑ جذام اور حمیرؔ کے ساتھ ہوئی۔

شَحْمَةٌ: چربی کا ایک ٹکڑا۔ شَحْمَةُ الْأُذُنِ: کان کی لَو۔ شَحُمَ (ن) شَحَامَةً: چربی والا ہونا۔

(۲) فَلَمَّا قَرَعْنَا النَّبْعَ بِالنَّبْعِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ أَبَتْ عِيدَانُهُ أَنْ تَكَسَّرَا

جب ہم نے کمانوں سے کمانوں کو کھٹکھٹایا تو ان کی لکڑیوں نے ٹوٹنے سے انکار کر دیا، (یعنی اولاً تیروں سے اور تیروں کے ختم ہونے کے بعد کمانوں کو لاٹھیاں بنا کر لڑے جو ٹوٹی نہیں اور گھمسان کا رن پڑا۔)

اَلنَّبْعُ: اس درخت کو کہتے ہیں جس سے کمان بنتے ہیں۔ اس کا مفرد نَبْعَةٌ ہے، یہاں اس سے کمان مراد ہے۔

(۳) وَلَمَّا لَقِينَا عُصْبَةً تَغْلِبِيَّةً يَقُودُونَ جُرْدًا لِلْمَنِيَّةِ ضُمَّرَا

اور جب ہماری مڈبھیڑ ہوئی اس تغلبی جماعت کے ساتھ جو کم بالوں والے دبلے گھوڑوں کو موت کی جانب ہنکا رہی تھی۔

عُصْبَةٌ: جماعت، جمع: عُصَبٌ۔ تَغْلِبِيَّةٌ: تغلب بن وائل کی طرف منسوب ہے۔ جُرْدًا: أَجْرَدُ کی جمع ہے: کم بالوں والا گھوڑا۔ ضُمَّرًا: ضامر کی جمع ہے، دبلا، پتلا۔ ضَمَرَ (ن) ضُمُورًا۔ وَضَمُرَ (ك) ضُمْرًا: دبلا ہونا۔

(۴) سَقَيْنَاهُمْ كَأْسًا سَقَوْنَا بِمِثْلِهَا وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْمَوْتِ أَصْبَرَا

تو ہم نے اُن کو ایسا ہی جام پلایا جیسا انھوں نے ہم کو پلایا لیکن وہ موت پر ہم سے زیادہ ثابت قدم ثابت ہوئے (اس لئے ہم بھاگ گئے)

كَأْسٌ: گلاس۔ جمع: أَكْؤُسٌ، كُؤُوسٌ «سَقَوْنَا بِمِثْلِهَا» كَأْسًا کی صفت ہے، اور «بِمِثْلِهَا» میں باء زائدہ ہے۔

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ مَعْدِيكَرِبَ الزُّبَيْدِيُّ

یہ شاعر مخضرمی مشہور صحابی ہیں، ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ "بنوجرم" نے "بنوحارث" کا ایک

آدمی قتل کیا، "بنو حارث" اپنے ساتھ "بنو نہد" کو ملا کر قصاص لینے آئے، جنگ شروع ہوئی، چونکہ بنو جرم کے ساتھ شاعر کے قبیلہ بنو زبید کا معاہدہ تھا۔ اس لئے میدانِ جنگ میں ایک طرف بنو حارث اور بنو نہد اور دوسری جانب بنو جرم اور بنو زبید تھے، لیکن جنگ شروع ہوتے ہی بنو جرم بھاگ کھڑے ہوئے کیونکہ مقابل فریق میں بنو نہد سے ان کا رشتہ تھا اُن سے انھوں نے جنگ مناسب نہ سمجھی شاعر کا قبیلہ "بنو زبید" شکست کھا گیا اور وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ شاعرِ مذکور تنہا میدانِ جنگ میں رہ گیا، اسی جنگ کے حالات بیان کرکے کہتا ہے: ــــــــ

(۱) وَلَمَّا رَأَيْتُ الْخَيْلَ زُوْرًا كَأَنَّهَا ۔۔۔ جَدَاوِلُ زَرْعٍ أُرْسِلَتْ فَاسْبَطَرَّتِ

جب میں نے گھوڑوں کو لوٹتے ہوئے دیکھا تو (ایسا لگ رہا تھا کہ) گویا وہ کھیتی کی نالیاں ہیں، جن میں پانی چھوڑا گیا ہو اور وہ نالے دُور دُور تک پھیلے ہوئے ہوں۔ (یعنی جس وقت گھوڑے اور اس کے سوار میدانِ جنگ سے شکست کی وجہ سے فرار ہو رہے تھے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا کھیتی کی چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں جو دُور دُور تک پھیلی ہوئی ہوں اور اُن میں پانی چھوڑ دیا جائے جس طرح یہ منتشر نظر آتی ہیں اسی طرح وہ شہسوار منتشر معلوم ہو رہے تھے۔)

زُوْرًا: أَزْوَرُ کی جمع ہے صیغۂ اسم فاعل ہے: مُڑنے اور مائل ہونے والا۔ زَوِرَ (س) زَوَرًا: ٹیڑھا ہونا، ایک طرف مائل ہونا۔ یہاں میدان جنگ سے مڑنا مراد ہے۔ جَدَاوِلُ: نہریں، نالیاں۔ مفرد: جَدْوَل۔ زَرْعٌ: کھیتی جمع: زُرُوع۔ اِسْبَطَرَّتْ: از باب اقشعر: پھیل جانا، لمبا ہونا۔ "أُرْسِلَتْ" "جداول زَرْعٍ" کی صفت ہے۔

(۲) فَجَاشَتْ إِلَيَّ النَّفْسُ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۔۔۔ فَرُدَّتْ عَلَىٰ مَكْرُوهِهَا فَاسْتَقَرَّتِ

پہلی مرتبہ میرا نفس گھبرایا پھر وہ لوٹایا گیا ناپسندیدہ اَمر (جنگ) کی طرف سو وہ جم گیا۔ (یعنی شروع میں ان کے فرار سے میں بھی گھبرایا لیکن پھر جم گیا)

فَجَاشَتْ: (ض) جَيْشًا، جَيَشَانًا: جوش میں آنا، مضطرب ہونا، گھبرانا۔

(۳) عَلَامَ تَقُولُ الرُّمْحُ يُثْقِلُ عَاتِقِي ۔۔۔ إِذَا أَنَا لَمْ أَطْعَنْ إِذَا الْخَيْلُ كَرَّتِ

اے نفس! تجھے کیا حق ہے کہ کہے "نیزوں نے میرا کاندھا بوجھل کر دیا" یہ کنایہ ہے اچھے شہسوار ہونے سے یعنی تو اپنے آپ کو بہترین شہسوار کیونکر کہہ سکتا ہے جب کہ گھوڑوں کے حملے کے وقت میں نیزہ بازی نہ کروں۔

يُثْقِلُ: إِثْقَالاً: بوجھل کرنا۔ ثَقُلَ (ك) ثِقْلاً: بھاری ہونا، عَاتِق: کندھا۔ جمع: عَوَاتِق

(۴) لَحَا اللهُ جَرْمًا كُلَّمَا ذَرَّ شَارِقٌ وُجُوهَ كِلَابٍ هَارَشَتْ فَازْبَأَرَّتِ

جب تک سورج طلوع ہو اللہ تعالیٰ بنو جرم پر لعنت برسائے وہ ایسے کتوں کے چہرے ہیں جو ایک دوسرے پر حملہ کریں اور لڑنے کے لئے تیار ہوں (کہ ایسی حالت میں کتوں کے چہرے نہایت ہی بدنما ہوتے ہیں۔)

لَحَا اللهُ: لحا اللهُ فُلَانًا (ض) لَحْيًا: اللہ اس کا برا کرے۔ لعنت برسائے۔ ذَرَّ: (ن) ذُرُورًا: ظاہر ہونا، طلوع ہونا۔ اَلشَّارِق: سورج۔ هَارَشَتْ: مُهَارَشَةً ایک دوسرے پر حملہ کرنا، بھڑکانا۔ هَرِشَ (س) هَرَشًا: بدخلق ہونا (ن، ض) هَرْشًا: سخت ہونا، ازبَأَرَّتْ: از باب اقشعر: لڑنے کے لئے تیار ہونا «وُجوهَ كِلَابٍ»: منصوب علی الذم ہے اور «هَارَشت» کِلَاب کی صفت ہے۔

(۵) فَلَمْ تُغْنِ جَرْمٌ نَهْدَهَا إِذْ تَلَاقَتَا وَلٰكِنَّ جَرْمًا فِي اللِّقَاءِ ابْذَعَرَّتِ

قبیلہ بنو جرم نے اپنے رشتہ دار "نہد" کو فائدہ نہ بخشا جب دونوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی مگر یہ کہ (بنو جرم) جنگ میں متفرق ہوئے (اور بھاگ نکلے)

ابْذَعَرَّتْ: اِبْذِعْرَارًا: متفرق ہونا۔

(٦) ظَلِلْتُ كَأَنِّي لِلرِّمَاحِ دَرِيَّةٌ أُقَاتِلُ عَنْ أَبْنَاءِ جَرْمٍ وَفَرَّتِ

میں نیزوں کا گویا ہدف بن گیا، بنو جرم کی جانب سے لڑ رہا تھا اور وہ خود بھاگ نکلے

(۷) فَلَوْ أَنَّ قَوْمِي أَنْطَقَتْنِي رِمَاحُهُمْ نَطَقْتُ وَلٰكِنَّ الرِّمَاحَ أَجَرَّتِ

کاش کہ میری قوم کے نیزے مجھے "ناطق" بناتے تو میں بولتا لیکن ان کے نیزوں نے میری زبان کھینچ لی۔ (یعنی اگر میری قوم میدان سے نہ بھاگتی تو میں جنگ کے بعد فخریہ اشعار کہتا، لیکن وہ بھاگ گئی تو اب خاموشی کے سوا چارہ نہیں۔)

أَجَرَّتْ: أَجَرَّ لِسَانَهُ: زبان کھینچنا یعنی بولنے سے روکنا أَجَرَّ الفَصِيلَ: اونٹ کے بچے کی زبان چیرنا، تاکہ دودھ نہ پی سکے۔ (ن) جَرًّا: کھینچنا۔

وَقَالَ سَيَّارُ بْنُ قَصِيرٍ الطَّائِيُّ

(۱) لَوْ شَهِدَتْ أُمُّ الْقُدَيْدِ طِعَانَنَا بِمَرْعَشَ خَيْلَ الْأَرْمَنِيِّ أَرَنَّتِ

اگرام قدیمقام مَرعش میں ارمنی شہسواروں کے ساتھ ہماری نیزہ بازی میں حاضر ہوتی تو (شدّت خوف سے) چیخ پڑتی۔

أَرَنَّتْ : إِرْنَانًا، رَنَّ (ض) رَنِيْنًا: چیخنا۔ اَلْأَرْمَنِيْ : آرمینیا کا رہنے والا «خَيْل» «طِعَانَنَا» کے لئے مفعول بہ ہے۔

(۲) عَشِيَّةَ أُزْجِيْ جَمْعَهُمْ بِلَبَانِهِ ... وَنَفْسِيْ قَدْ وَطَّنْتُهَا فَاطْمَأَنَّتِ

یہ اس شام کی بات ہے جب میں ان کی جمعیت کو گھوڑے کے سینے اور اپنی جان سے مارتا تھا جب کہ میں نے اپنے نفس کو (جنگ کے لئے) آمادہ کیا، چنانچہ وہ مطمئن ہوگیا (یعنی مصائبِ جنگ پر صابر بن گیا)

وَطَّنْتُهَا : تَوْطِيْنُ النَّفْسِ عَلٰى شَيْءٍ: نفس کو کسی چیز پر آمادہ کرنا، مائل کرنا «لَبَانِه» کی ضمیر فرسؒ کی طرف راجع ہے «نفسی» کا عطف لبانہ پر ہے۔

(۳) وَلَاحِقَةِ الْآطَالِ أَسْنَدْتُّ صَفَّهَا ... إِلٰى صَفِّ أُخْرٰى مِنْ عِدًا فَاقْشَعَرَّتِ

اور بہت سے ملے ہوئے کوکھ والے (باریک کمر) گھوڑے جن کی صف کو میں نے دشمنوں کی صف کے ساتھ ملا دیا تو (دشمنوں کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے) اُن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور (وہ ڈرنے لگے)

الْآطَال : إِطِلٌ کی جمع ہے: کوکھ، پہلو۔ اِقْشَعَرَّ : رونگٹے کھڑے ہونا۔ العِدَا: بکسر العین "عَدُوٌّ" کی جمع ہے وهو جمع لانظیر له، یقال: قَوْمٌ عِدًا بکسر العين وضمها اى أعداء۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ بُوْلَانَ مِنْ طَيٍّ

(۱) نَحْنُ حَبَسْنَا بَنِيْ جَدِيْلَةَ فِيْ ... نَارٍ مِنَ الْحَرْبِ جَحْمَةِ الضَّرَمِ

ہم نے بنو جدیلہ کو جنگ کی ایسی آگ میں گرفتار کیا جس کی چنگاریاں بھڑک رہی تھیں۔

جُحْمَة : آگ کی بھڑک۔ جمع : جُحَمٌ۔ (ف) جَحْمًا : آگ کا بھڑکانا، ومنهُ الجَحِيْم ـ

الضَّرَم : آگ، چنگاریاں۔ مفرد : ضَرَمَةٌ۔

(۲) نَسْتَوْقِدُ النَّبْلَ بِالْحَضِيْضِ وَنَصْطَا ... دُ نُفُوْسًا بُنَتْ عَلَى الْكَرَمِ

ہم نشیبی زمین میں تیروں کی آگ بھڑکاتے تھے اور ایسی جانوں کا شکار کرتے تھے، جن کی بنیاد کرم وسخا پر رکھی گئی تھی۔ (تیروں کے بھڑکانے کا مطلب یہ ہے کہ تیر اندازی

اتنی شدت اور کثرت سے ہوتی تھی کہ تیروں کے بھالوں سے آگ نکلتی تھی۔)

الحَضِيْض : پستی، پہاڑ کی زیریں زمین۔ جمع : حضض۔ بُنَنٌ ۔ بُنَيَّتٌ میں ایک لغت ہے۔ "بُنَنٌ" نفوسًا کی صفت ہے۔

وَقَالَ رُوَيْشِدُ بْنُ كَثِيْرِ الطَّائِيُّ

(۱) يَا أَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُزْجِيْ مَطِيَّتَهُ   سَائِلْ بَنِيْ أَسَدٍ مَا هٰذِهِ الصَّوْتُ

اے اپنی سواری کو ہانکنے والے سوار! بنو اسد سے پوچھ کہ یہ کیا آواز ہے؟ (یعنی وہ کلمات جو تمہاری جانب سے ہمارے بارے میں نقل کئے جارہے ہیں یہ کیا بکواس ہے؟)

المُزْجِيْ : اسم فاعل از اِزْجَاءٌ : ہانکنے والا۔ مَطِيَّةٌ : سواری، جمع : مَطَايَا

(۲) وَقُلْ لَهُمْ بَادِرُوْا بِالْعُذْرِ وَالْتَمِسُوْا   قَوْلًا يُبَرِّئُكُمْ إِنِّيْ أَنَا الْمَوْتُ

اور ان سے کہہ دیجئے کہ جلد عذر پیش کرو اور ایسی بات تلاش کرو جو تمہیں بری کردے ورنہ میں موت ہوں

اِلْتَمِسُوْا : اِلْتِمَاسًا : التماس کرنا، تلاش کرنا۔ لَمَسَ (ن ض) لَمْسًا : چھونا، طلب کرنا۔ يُبَرِّئُكُمْ : اَلتَّبْرِئَةُ والإِبْرَاء : بری کرنا۔ وَبَرِئَ مِنْهُ (س) بَرَاءَةً : بری ہونا۔

"يُبَرِّئُكُمْ" "قَوْلًا" کی صفت ہے۔

(۳) إِنْ تُذْنِبُوْا ثُمَّ تَأْتِيْنِيْ بَقِيَّتُكُمْ   فَمَا عَلَيَّ بِذَنْبٍ عِنْدَكُمْ فَوْتُ

اگر تم گناہ کرو اور پھر تمہاری اولاد میرے پاس آجائے تو میرا کوئی قصور نہ ہوگا کہ جو کچھ فوت ہوگا وہ تمہاری جانب سے ہوگا۔ (یعنی اگر تم نے عذر معقول پیش نہیں کیا اور واقعتًا وہ کلمات جو تمہاری طرف سے نقل کئے گئے تھے تم نے کہے ہوں تو پھر میں تمہارے لئے موت ہونگا پھر تمہارے قتل کے بعد اگر تمہاری اولاد میرے پاس گلہ کرنے آئے تو میں قصور وار نہ ہوں گا کہ غلطی تمہاری ہوگی)

تُذْنِبُوْا : أَذْنَبَ ، اِرْتَكَبَ ذَنْبًا ، گناہ کرنا۔ وَذَنَبَهُ (ن، ض) ذَنْبًا : کسی کا پیچھا کرکے اس کے نشانات قدم کو نہ چھوڑنا، ذَنَب (دُم) پر مارنا۔ بَقِيَّتُكُمْ سے مراد اولاد ہے۔

"تَأْتِيْنِيْ" "تَأْتِنِيْ" بحذف الیاء ہونا چاہیئے کہ اس کا عطف "تُذْنِبُوْا" پر ہے جس پر حرف شرط داخل ہے لیکن ضرورتِ شعری کی وجہ سے یاء کو حذف نہیں کیا۔ "بذنب" "ما" نافیہ کا اسم مؤخر ہے، باء زائدہ ہے اور "عَلَيَّ" خبر مقدم ہے۔

وَقَالَ اُنَیفُ بنُ زَبَّانَ النَّبھَانِیُّ[۲]

(۱) جَمَعْنَا لَکُمْ مِنْ حَیِّ عَوفٍ وَّمَالِکٍ کَتَائِبَ یُرْدِی المُقْرِفِیْنَ نَکَالُھَا

اے بنو اسد! میں نے تمہارے لئے قبیلہ عوف اور مالک سے ایسے لشکر جمع کئے ہیں جن کی سزا دوغلوں (مخلوط النسل) کو ہلاک کر دے گی۔

کَتَائِبُ : جمع ہے، مفرد: کَتِیْبَۃٌ: لشکر۔ یُرْدِیْ : اَرْدَاءٌ-اِرْدَاءٌ: ہلاک کرنا۔ وَرَدِیَ (س) رَدًی: ہلاک ہونا۔ اَلْمُقْرِفِیْنَ : اَلْمُقْرِف: وہ شخص جس کی ماں عربی ہو اور باپ عجمی ہو، نسبی اعتبار سے دوغلہ ہو۔ نَکَال : عبرت ناک سزا۔ وفی التنزیل العزیز۔ «جزاءً بِمَا کَسَبَا نَکَالاً مِّنَ اللہِ» «کتائب» «جَمَعْنَا» کا مفعول ہے «نَکَالُھَا» یُرْدِی کا فاعل ہے۔

(۲) لَھُمْ عَجُزٌ بِالرَّمْلِ فَالْحَزْنِ فَاللِّوٰی وَقَدْ جَاوَزَتْ حَیَّیْ جَدِیْسٍ رِعَالُھَا

ان کا پچھلا حصہ مقام رمل، حزن، لوی میں ہوگا اور اگلا حصہ قبیلہ جدیس کے دونوں قبیلوں سے آگے ہوگا۔

عَجُزٌ : (بضم الجیم وکسرھا) ہر چیز کا پچھلا حصہ۔ جمع: اَعْجَاز۔ رِعَال: رَعِیْل کی جمع ہے: آگے رہنے والا، گھوڑوں کا گلہ و ریوڑ۔ اگلا حصہ۔ حَیَّیْ جَدِیْسٍ، اصل میں "حَیَّان" ہے، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ رِعَالُھَا جاوزت کا فاعل ہے

(۳) وَتَحْتَ نُحُوْرِ الْخَیْلِ حَرْشَفُ رَجْلَۃٍ تُتَاحُ لِغِرَّاتِ الْقُلُوْبِ نِبَالُھَا

اور گھوڑوں کے سینوں کے نیچے (آگے کی جانب) پیادہ ٹڈی دل ہے جن کے تیر غافل دلوں میں لگنے کے لئے مقرر ہیں۔

نُحُوْرٌ : سینے، مفرد: نَحْرٌ۔ حَرْشَف : بروزن جَعْفَر: چھوٹے پرندے، وہ ٹڈی جس کے ابھی پر نہ نکلے ہوں، پیادوں کی جماعت، جمع: حَرَاشِف۔ رَجْلَۃٌ: راجلٌ کی جمع ہے: پیادہ۔ حَرْشَف رَجْلَۃ: ٹڈیوں کی طرح پیادوں کی بڑی جماعت۔ اصل ترکیب رجلۃ حَرشف ہے ای رجلۃ کحرشف لیکن یہاں اضافت میں قلب کر دیا گیا۔

تُتَاحُ : صیغہ مجہول (ض) تَیْحًا: مقرر ہونا۔ غِرَّات : جمع ہے، مفرد: غِرَّۃٌ : صیغہ صفت ہے، رَجُلٌ غِرٌّ، وجَارِیَۃٌ غِرَّۃٌ: غافل آدمی، غافل لڑکی،

غِرَّةٌ بطور مصدر بھی مستعمل ہے، بمعنی غفلت۔ غَرَّ الرَّجُلُ (ض) غَرَارَة، وغِرَّةً: غافل وناتجربہ کار ہونا۔ غِرَّاتُ القُلُوب: غافل دل، صفت کی اضافت موصوف کیطرف ہے۔ مولانا ذوالفقار علی صاحب رحمہ اللہ نے ایک اور معنٰے لکھے ہیں: غِرَّةُ القَلْب: حَبَّتُهُ؛ وَهِيَ عَلَقَةٌ سَوْدَاء فِي وَسَطِهٖ یعنی دل کے بالکل درمیانے حصہ میں دانے کی طرح چھوٹے سے سیاہ گوشت کے ٹکڑے کو غِرَّة کہتے ہیں۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا "وہ تیر دشمن کے دلوں کے بیچوں بیچ لگنے کے لئے مقرر ہیں"۔ نِبَال: تیر، مفرد: نَبْلٌ «نبالُهَا» «تتاح» کا نائب فاعل ہے اور پورا جملہ «رجلة» کی صفت ہے۔

(۴) أَبَى لَهُمْ أَنْ يَعْرِفُوا الضَّيْمَ أَنَّهُمْ بَنُو نَاتِقٍ كَانَتْ كَثِيرًا عِيَالُهَا

وہ ذلت اور ظلم کو پہچانتے ہی نہیں کیونکہ وہ ایک کثیر الأولاد عورت کے بیٹے ہیں (تو کثرت کی وجہ سے ان پر کوئی ظلم نہیں کرسکتا)

نَاتِق: وہ عورت جس کے بچے زیادہ ہوں۔ نَتَقَتِ الْمَرْأَةُ (ن) نَتْقًا، نُتُوقًا: کثیر الاولاد ہونا۔ عِيَال: اولاد جن کی کفالت آدمی کے ذمہ ہو، مفرد: عَيِّل بروزن جَيِّد «أَنَّهُمْ بَنُو نَاتِقٍ» «أَبَى» کا فاعل ہے «أَنْ يَعْرِفُوا الضَّيْمَ» مفعول بہ ہے۔

(۵) فَلَمَّا أَتَيْنَا السَّفْحَ مِنْ بَطْنِ حَائِلٍ بِحَيْثُ تَلَاقَى طَلْحُهَا وَسَيَالُهَا

جب ہم مقام حائل کے دامن کوہ میں آگئے جہاں طلح اور سیال کے درخت باہم ملے ہوئے ہیں

السَّفْح: دامن کوہ، پہاڑ کا زیریں حصہ۔ بَطْنِ حَائِل: جگہ کا نام ہے۔ طَلْح وَ سَيَال: درختوں کے نام ہیں «بحيث تلاقى» «السفح» سے بدل ہے «طَلْحُهَا وَسَيَالُهَا» کی ضمیر «بَطْنِ حَائِل» کی طرف راجع ہے جو مؤنث سماعی ہے، اسماءِ امکنہ اکثر مؤنث استعمال ہوتے ہیں۔

(۶) دَعَوْا لِنِزَارٍ وَانْتَمَيْنَا لِطَيِّئٍ كَأُسْدِ الشَّرَى إِقْدَامُهَا وَنِزَالُهَا

تو انہوں نے بنو نزار کو پکارا اور ہم نے بنو طی کیطرف اپنی نسبت کی (اور اُن کو اپنی مدد کے لئے بلایا) اس حال میں کہ ہماری پیش قدمی اور لڑائی شری جنگل کے شیروں کیطرح تھی

اِنْتَمَيْنَا: انْتَمٰى إِلَى: منسوب ہونا۔ وَنَمٰى (ض) نَمْيًا، نَمَاءً: بڑھنا۔ أُسْدٌ: أَسَدٌ کی جمع ہے۔ شَرَى: ایک جنگل کا نام ہے جہاں کے شیر مشہور تھے۔ نِزَال: مصدر ازمفاعلہ: جنگ وقتال کرنا۔ قیام کرنا۔ یہاں دونوں معنی ہوسکتے ہیں۔ ہم نے پہلے معنی کے لحاظ سے ترجمہ کیا ہے۔

«لِنِزَارٍ» میں لام زائدہ ہے۔ «لِطِیَّتِی» میں لام «إلیٰ» کے معنی میں ہے «إقْدَامُهَا» «ونزالُهَا» میں ضمیر أسد کیطرف راجع ہے اور یہ خبر ہے، مبتداء محذوف ہے۔ اصل عبارت ہے۔ إقدَامُنَا إقْدَامُهَا، ونِزَالنا نزالُهَا کَأُسْدِ الشَّرىٰ ضمیر متکلم سے حال ہے۔

(۷) فَلَمَّا الْتَقَیْنَا بَیَّنَ السَّیْفُ بَیْنَنَا لِسَائِلَةٍ عَنَّا حَفِيٌّ سُؤَالُهَا

جب ہمارے درمیان مڈبھیڑ ہوئی تو تلوار نے اس عورت کے لئے (ہماری بہادری اور جفاکشی) آشکارا کردی جو بہت اصرار کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔

حَفِيٌّ: سوال کرنے میں إصرار کرنے والا۔ وَفِي التَّنْزِیْلِ العَزِیْزِ «کَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا» جمع: حُفَوَاءُ سؤالُهَا۔ حَفِي کا فاعل ہے اور پورا جملہ پھر سَائِلَةٍ کی صفت ہے۔

(۸) وَلَمَّا تَدَانَوْا بِالرِّمَاحِ تَضَلَّعَتْ صُدُوْرُ الْقَنَا مِنْهُمْ وَعَلَّتْ نِهَالُهَا

اور جب وہ نیزہ لے کر قریب آگئے تو اُن کے خون سے نیزوں کی نوکیں سیراب ہوئیں اور پہلی مرتبہ پینے والے نیزوں نے دوبارہ اپنی پیاس بجھائی۔

تَضَلَّعَتْ: خوب سیر ہونا۔ تَضَلَّعَتِ الدَّابَّةُ۔ إذَا شَبِعَتْ مِنَ الرَّعْيِ بِحَیْثُ انْتَفَخَتْ أَضْلَاعُهُ: یعنی: سیر ہو کر پسلیوں کا بھر جانا۔ ضَلُعَ (ك) ضَلَاعَةً: پسلی کا مضبوط ہونا۔ القَنَا: نیزے، مفرد: قَنَاةٌ۔ عَلَّتْ (ض،ن) عَلًّا، عَلَلًا: دوسری مرتبہ پانی پینا، پلانا۔ لازم ومتعدی۔ نِهَالٌ: پہلی مرتبہ پینے والے، مفرد: نَاهِلٌ۔ نَهِلَ (س) نَهَلًا: پہلی بار پینا

(۹) وَلَمَّا عَصَیْنَا بِالسُّیُوْفِ تَقَطَّعَتْ وَسَائِلُ کَانَتْ قَبْلُ سِلْمًا حِبَالُهَا

اور جب ہم نے تلواروں کو لاٹھیوں کی طرح پکڑا تو وہ وسائل (اور تعلقات) ختم ہوگئے جن کی رسیاں (جنگ سے پہلے صلح کے وقت) سالم تھیں (اور یہ اس لئے کہا کہ اولاً بنو أسد ان کے ہم عہد تھے)

عَصَیْنَا: (س) بِالسَّیْفِ عَصًا: تلوار کو لاٹھی کی طرح پکڑنا اور استعمال کرنا۔ وَسَائِلُ: مفرد: وَسِیْلَةٌ: ذریعہ، مراد تعلقات ہیں۔ سِلْمًا: سالم، صلح، مصالحت کرنے والا۔ جمع: أَسْلُمٌ، سِلَامٌ۔

«وَسَائِل» «تَقَطَّعَتْ» کا فاعل ہے «سِلْمًا» سالم کے معنے میں ہے اور کانَتْ کی خبر ہے «حبالُهَا» «کَانَتْ» کا اسم ہے۔ اَی کانت حبالُهاسالمۃً قبل الحرب یہ پورا جملہ وسائلُ کی صفت ہے، بعض شُرّاح نے «سِلْمًا» کو صلح کے معنیٰ میں لیا ہے یعنی کانت حِبالُهاصُلحاً قَبلَ الحَرب، لیکن پہلے معنیٰ زیادہ واضح ہیں «قبل» کا مضاف الیہ محذوف ہے۔ اَی قَبلَ الحَرب۔

(۱۰) فَوَلَّوْا وَاَطْرَافُ الرِّمَاحِ عَلَيْهِمُ ۔۔۔ قَوَادِرُ مَرْبُوعَاتُهَا وَطِوَالُهَا

چنانچہ وہ (بنو اسد) بھاگ گئے درآں حالیکہ لمبے اور درمیانہ قد نیزے ان پر قابو یافتہ تھے۔ (یعنی بھاگتے ہوئے بھی ہم ان کو نیزے مار رہے تھے۔)

وَلَّوْا : تَوْلِيَةً : پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔ وَلِیَ (ض، ح) وَلْيًا : قریب ہونا۔ قَوَادِر: قَادِرٌ کی جمع ہے۔ مَرْبُوعَات : درمیانہ، مفرد : مَرْبُوع۔ طِوَال : لمبے، مفرد: طویل۔ «مَرْبُوعَاتُهَا وَطِوَالُهَا» "اَطْرَاف" سے بدل ہے ضمیر اطراف یا رماح کیطرف راجع ہے۔

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ مَعْدِيكَرِبَ

(۱) لَيْسَ الْجَمَالُ بِمِيزَرٍ ۔۔۔ فَاعْلَمْ وَاِنْ رُدِّيتَ بُرْدًا

خوب صورتی لباس سے نہیں ہے اگرچہ تجھے منقش لباس پہنایا جاوے۔

مِيزَر : ازار، تہبند۔ مطلقاً لباس مراد ہے۔ رُدِّيتَ : صیغہ مجہول از تفعیل تَرْدِيَة : رِدَاء (چادر) پہنانا۔ بُرْد : منقش کپڑا، جمع : بُرُودٌ

(۲) اِنَّ الْجَمَالَ مَعَادِنٌ ۔۔۔ وَمَنَاقِبُ اَوْرَثْنَ مَجْدًا

خوبصورتی تو وہ حسب ونسب ہے جو بزرگ بناتی ہے۔

مَعَادِنٌ : مفرد : مَعْدِن : اصل، جڑ۔ مراد نسب ہے۔ مَنَاقِب : مفرد: مَنْقَبَةٌ : فضیلت، حسب۔ مَجْد : بزرگی وشرافت مَجُدَ (ك) مَجْدًا : بزرگ وکریم ہونا۔

(۳) اَعْدَدْتُ لِلْحَدَثَانِ سَابِغَةً ۔۔۔ وَعَدَّاءً عَلَنْدَا

(۴) نَهْدًا وَذَا شُطَبٍ يَقُدُّ ۔۔۔ الْبَيْضَ وَالْاَبْدَانَ قَدًّا

میں نے حوادثِ زمانہ کے لئے ایک کشادہ زرہ اور ایک تیز رفتار قوی، مضبوط گھوڑا اور ایسی دھاری دار تلوار تیار کی ہے جو خودوں کو اور اجسام کو (یا زرہوں کو) لمبائی میں خوب

کاٹتی ہے۔

سَابِغَۃٌ : کشادہ زرہ۔ جمع : سَوَابِغ۔ عَدَّاء : تیز رفتار گھوڑا۔ عَلَنْدَا : قوی مضبوط۔ نَهْدًا : قوی ضخیم : جمع : نُهُوْدٌ۔ شُطَب : وہ لکیریں جو تلوار کے طول میں نظر آتی ہیں۔ مفرد : شُطْبَۃٌ۔ الأَبْدَان : مفرد : بَدَن : سر اور اطراف کے علاوہ باقی جسم، چھوٹی زرہ۔ یہاں دونوں مُراد ہو سکتے ہیں۔ یَقُدُّ : (ن) قَدًّا : لمبائی میں کاٹنا۔ البَيْض : خود، مفرد : البَيْضَۃُ "نَهْدًا" پہلے شعر میں عَدَّاء کی صفت ہے۔ قَدًّا مفعول مطلق ہے۔

(۵) وَعَلِمْتُ اَنِّیْ یَوْمَ ذَاكَ مُنَازِلٌ كَعْبًا وَنَهْدَا

اور مجھے علم تھا کہ اس دن (جنگ کے دن) نہد اور کعب سے لڑوں گا۔

(۶) قَوْمٌ إِذَا لَبِسُوا الْحَدِيْدَ تَنَمَّرُوْا حَلَقًا وَقِدَّا

(یہ نہد و کعب) ایسی قوم ہیں کہ جب لوہا پہن لیں تو حلقہ دار اور چمڑے والی زرہوں کی وجہ سے چیتے لگتے ہیں۔

تَنَمَّرُوْا : از تفعّل، تَنَمَّرَ الرَّجُلُ : أَشْبَهَ النَّمِرَ : چیتے کے مشابہ ہونا حَلَقًا : مفرد : حَلْقَۃٌ : وہ زرہ جو دو دو حلقیں کرکے بنائی گئی ہو۔ قِدًّا : تسمہ کی طرح لمبی کٹی ہوئی کھال، کھال کا بنا ہوا برتن، کوڑا۔ جمع : اَقُدٌّ یہاں اس سے کھال کی بنی ہوئی وہ زرہ مُراد ہے جو لوہے کی زرہ کے نیچے پہنتے ہیں۔ چمڑے اور حلقوں والی یہ دونوں زرہیں پہننے کے بعد آدمی چیتے کی طرح داغ داغ لگتا ہے۔ "حَلَقًا وَقِدًّا" تَنَمَّرُوْا کی ضمیرِ فاعل سے تمیز ہے اور اس کے لئے مفعول لہٗ بھی بن سکتا ہے۔

(۷) كُلُّ امْرِئٍ يَجْرِیْ إِلٰى يَوْمِ الْهِيَاجِ بِمَا اسْتَعَدَّا

ہر آدمی جنگ کے دن وہی لے جاتا ہے جس کے لئے اس نے تیاری کی ہوتی ہے۔

یَومِ الْهِيَاج : جنگ کا دن۔ اَسْتَعَدَّا : الف وزنِ شعری کے لئے ہے۔ الاستعداد لہ : تیاری کرنا «بما استعد» با، جارہ "يَجْرِیْ" کے متعلق ہے «مَا» موصولہ ہے اور اِستَعَدَّ کے بعد لہٗ محذوف ہے۔ جس میں ضمیر مَا موصولہ کی طرف راجع ہے۔ اور مَا مصدریہ بھی ہو سکتا ہے، اس صُورت میں ترجمہ ہوگا۔ كُلُّ امْرِئٍ يَجْرِیْ ...... باستعداد ہٖ یعنی ہر آدمی جنگ کے دن اپنی تیاری کے ساتھ جاتا ہے۔

(۸) لَمَّا رَأَيْتُ نِسَاءَنَا يَفْحَصْنَ بِالْمَعْزَاءِ شَدًّا

جب میں نے اپنی عورتیں دیکھیں جو سخت زمین میں تیز دوڑ رہی تھیں۔
يَفْحَصْنَ : (ف) فَحْصًا : جانچنا، تفتیش کرنا۔ فَحَصَ الظَّبْيُ : ہرن کا تیز دوڑنا، شعر میں یہی معنے مراد ہیں۔ المَعْزَاء : سخت پتھریلی زمین، مذکر: الأمْعَزُ، جمع: المُعْزُ، أمَاعِز۔ شَدًّا : مصدر (ن) تیز دوڑنا "يَفْحَصْنَ" نِسَاءَنَا سے حال ہے۔ "شَدًّا" يَفْحَصْنَ کے لئے مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے۔

(٩) وَبَدَتْ لَمِيسُ كَأَنَّهَا   بَدْرُ السَّمَاءِ إِذَا تَبَدَّى

اور جب میری محبوبہ لمیس چودھویں رات کے ماہِ تاباں کیطرح جلوہ گر ہوئی
بَدْرٌ : چودھویں رات کا چاند، جمع : بُدُوْر۔ تَبَدَّى : وبَدَا (ن) بُدُوًّا : ظاہر ہونا۔

(١٠) وَبَدَتْ مَحَاسِنُهَا الَّتِي   تُخْفَى وَكَانَ الأَمْرُ جِدًّا

اور جب اُس کے پوشیدہ محاسن ظاہر ہو گئے (کہ حجاب کھلا) اور معاملہ سخت دشوار ہو گیا

(١١) نَازَلْتُ كَبْشَهُمُ وَلَمْ   أَرَ مِنْ نِزَالِ الكَبْشِ بُدَّا

تو میں ان کے سردار سے لڑنے لگا اور اسکے سوا میرے لئے کوئی چارہ نہ تھا
كَبْش : قوم کا سردار، مینڈھا جو دو سال کا ہو۔ جمع : أكْبُش، أكْبَاش۔ بُدًّا : چارہ: لابُدَّ : لامحالہ، کوئی چارہ نہیں

(١٢) هُمْ يَنْذِرُوْنَ دَمِي وَأَنْذُ   رُ إِنْ لَقِيتُ بِأَنْ أَشُدَّا

وہ میرے خون کی منت مان رہے تھے اور میں اُن کے خون کی منت رہا تھا کہ اگر میری مڈبھیڑ ہو جائے تو سخت حملہ کرونگا۔
أَشُدَّا : (ن) عَلَيْهِ شَدًّا : حملہ کرنا۔

(١٣) كَمْ مِنْ أَخٍ لِي صَالِحٍ   بَوَّأْتُهُ بِيَدَيَّ لَحْدَا

میرے کتنے نیک بھائی تھے جنھیں میں نے اپنے ہاتھ سے قبر میں اُتارا۔
بَوَّأْتُهُ : تَبْوِئَةً : اُتارنا۔ قرآن مجید میں ہے «والَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا» وَبَاءَ (ن) بَوْءًا : لوٹنا۔

(١٤) مَا إِنْ جَزِعْتُ وَلَا هَلِعْتُ وَلَا يَرُدُّ بُكَايَ زَنْدَا

میں نے اِن پر جزع فزع نہیں کی کیونکہ میرا رونا کچھ بھی نہیں لوٹا سکتا۔

جَزِعْتُ (س) جَزَعًا : بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔ هَلِعْتُ : (س) هَلَعًا : جزع فزع کرنا۔ زَنْدًا : ہاتھ کا گٹا، چقماق کی اُوپر کی لکڑی، جمع : اَزْنَاد۔ شئی قلیل کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہاں شئی قلیل کے معنی میں ہے۔ کلمہ «اِنْ» زائدہ ہے۔

(۱۵) اَلْبَسْتُهُ اَثْوَابَهُ وَخُلِقْتُ یَوْمَ خُلِقْتُ جَلْدًا

مَیں نے ان کو کفن کے کپڑے پہنائے اور مَیں پیدائشی طور پر بہادر ہوں۔

جَلْدًا : باہمت، مضبوط و بہادر، جمع : اَجْلَاد، جِلَاد۔

(۱۶) اُغْنِی غَنَاءَ الذَّاهِبِیْنَ اُعَدُّ لِلْاَعْدَاءِ عَدًّا

میں (دنیا سے) جانے والوں کی کفایت کا کام دیتا ہوں (ان کا قائم مقام ہوتا ہوں) اور دشمنوں کے لئے اکیلا ہی کافی شمار کیا جاتا ہوں۔

اُغْنِی غَنَاءَ : اَغْنٰی ، غَنَاءَ فُلَان ، فلاں کیطرف سے کافی ہوجانا، قائم مقام ہوجانا۔ (س) غِنًی، غَنَاءً : مالدار ہونا، مستغنی ہونا۔ اُعَدُّ : صیغہ مجہول (ن) عَدًّا : شمار کرنا۔ کہتے ہیں۔ خُذُوْا فُلَانًا فَاِنَّهُ یُعَدُّ بِکَذَا مِنَ الفرسان : فلاں کو ساتھ لو کیونکہ وہ اتنے شہسواروں کے برابر شمار کیا جاتا ہے، شاعر مذکور ہزار شہسواروں کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ (۲) اَعُدُّ : باب نصر سے صیغہ معروف بھی ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں مطلب ہوگا مَیں دشمنوں کے لئے گھڑیاں گن رہا ہوں یا اپنے فخر و بہادری کے واقعات گن رہا ہوں (۳) اور اُعِدُّ باب افعال سے مضارع متکلم معروف کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے۔ اَعَدَّ۔ اِعْدَادًا : تیار کرنا یعنی میں دشمنوں کے لئے اسلحہ وغیرہ تیار کرتا ہوں «عَدًّا» مفعول مطلق ہے۔

(۱۷) ذَهَبَ الَّذِیْنَ اُحِبُّهُمْ وَبَقِیْتُ مِثْلَ السَّیْفِ فَرْدًا

جن سے میری محبت تھی وہ چلے گئے اور میں تلوار کی مانند تنہا رہ گیا (یعنی جس طرح تلوار نیام میں تنہا ہوتی ہے اسی طرح میں تنہا ہوگیا۔)

«فَرْدًا» اَیْ مُنْفَرِدًا، ضمیر متکلم سے حال ہے۔

وَقَالَ عَمْرٌو اَیْضًا

(۱) وَلَقَدْ اُجَمِّعُ رِجْلَیَّ بِهَا حَذَرَ الْمَوْتِ وَاِنِّیْ لَفَرُوْرٌ

اور مَیں موت کے خوف سے اپنا پاؤں گھوڑے پر جما کر رکھتا ہوں۔ (اور جب مقابلہ

مفید نہ ہو تو) بہت بھاگنے والا ہوں۔

وبھا میں ضمیر فرس کیطرف عائد ہے، فرس مذکر مؤنث دو طرح مستعمل ہے، حذف مفعول کہتے

(٢) وَلَقَدْ اَعْطِفُهَا كَارِهَةً حِيْنَ لِلنَّفْسِ مِنَ الْمَوْتِ هَرِيْرُ

اور میں گھوڑے کو زبردستی (جنگ سے) موڑتا ہوں کیونکہ میرا جی موت کو پسند نہیں کرتا اگر یہ اس کا موقع نہیں ہے اور میدانِ جنگ کی جانب موڑنا بھی مراد ہو سکتا ہے یعنی موت کی ناپسندیدگی کے باوجود میدان جنگ کی جانب جاتا ہوں)

أَعْطِفُ : (ض) عَطْفًا : موڑنا ۔ هَرِيْرٌ : مصدر، هَرَّ (ض) هَرِيْرًا: ناپسند کرنا۔

(٣) كُلُّ مَاذٰلِكَ مِنِّيْ خُلُقٌ وَبِكُلٍّ أَنَا فِي الرَّوْعِ جَدِيْرٌ

یہ سب میری عادتیں ہیں اور جو بھی میں اختیار کروں میرے لئے زیبا ہے۔ (یعنی کبھی بھاگ جانا اور کبھی جم جانا اپنے اپنے وقت پر جو بھی اختیار کروں میں اس کا سزاوار ہونگا)

خُلُقٌ : عادت، جمع : اخلاق ۔ جَدِيْرٌ : لائق ۔ الرَّوْعُ : خوف، مراد جنگ ہے۔

«مَاذٰلِكَ» مَا زائدہ ہے۔

(٤) وَابْنُ صُبْحٍ سَادِرًا يُوْعِدُنِيْ مَالَهُ فِي النَّاسِ مَاعِشْتُ مُجِيْرُ

اور ابنِ صبح (مراد ضعیف اور بزدل ہے کیونکہ عرب کا خیال تھا کہ جو صبح کے وقت پیدا ہوتا ہے وہ بزدل وضعیف ہوتا ہے) مجھے دھمکی دیتا ہے غفلت کی حالت میں جب تک مَیں زندہ رہوں گا اس کو کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ اور تبریزی فرماتے ہیں کہ "ابن صبح" سے مراد "ولد الزنا" ہے کہ غارت گروں نے صبح کے وقت اس کی ماں سے بدفعلی کی، اور یہ اُس سے ہے یا اس سے مُراد "شجاع وبہادر" ہے کہ صبح کے وقت بہادر اور غارت گر ڈاکہ ڈالتے ہیں تو اس صورت میں یہ استہزا ہوگا اور طنزًا اس کو "ابن الصبح" کہا۔

سَادِرًا : (س) سَدَرًا، سَدَارَةً : لاپرواہ و غافل ہونا۔ مُجِيْرٌ : پناہ دینے والا۔ أَجَارَ - إِجَارَةً: پناہ دینا۔ جَارَ (ن) جَوْرًا : ظلم کرنا «سَادِرًا» ابن صبح سے حال واقع ہورہا ہے۔ ابن صبح مبتدا ہے اور معنٰی یُوْعِدُ کا فاعل ہے «مَالَهُ فِي النَّاسِ» «يُوْعِدُنِيْ» کی ضمیر مفعول سے حال ہے۔ «مَاعِشْتُ» مَا مصدریہ ظرفیہ ہے أَيْ مَادُمْتُ حَيًّا.

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ الْخَطِيْمِ

تعارف : شاعر نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں کو پایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کو اسلام کی دعوت دی لیکن اسلام نہ لایا، اس کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔ ان اشعار کی حکایت یہ ہے کہ ایک آدمی نے شاعر کے باپ کو قتل کیا۔ اور دوسرے نے اس کے دادا کو قتل کیا۔ شاعر مذکور اس وقت نو عمر تھا، جب بڑا ہوا، اسے اس کا علم ہو گیا تو قصاص کے لئے چلا اور کامیاب ہوا، اس میں "خداش بن زہیر" نامی ایک شخص نے اس کی مدد کی کہ اس پر شاعر کا پہلے سے کچھ احسان تھا۔ اسی کو شاعر بیان کر رہا ہے۔

(۱) طَعَنْتُ ابْنَ عَبْدِ الْقَیْسِ طَعْنَةَ ثَائِرٍ لَهَا نَفَذٌ لَوْلَا الشُّعَاعُ أَضَاءَهَا

میں نے ابن عبد القیس کو انتقام لینے والے شخص کے نیزے کی طرح نیزہ مارا، اگر خون نہ پھیلتا تو وہ سوراخ اس ضرب نیزہ (کے زخم) کو روشن کر دیتا (اگر خون نہ نکلتا تو سوراخ آر پار نظر آتا)

ثَائِر: قصاص و انتقام لینے والا۔ ثَأَرَ (ف) ثَأْرًا، ثُؤْرَةً: قصاص لینا۔ نَفَذ: سوراخ نَفَذَ (ن) نُفُوْذًا، نَفَاذًا: آر پار ہو جانا۔ الشُّعَاع: ہر بکھری ہوئی چیز، یہاں خون کا منتشر ہونا مراد ہے (ض) شَعًّا، شَعَاعًا: بکھرنا، منتشر ہونا۔ أَضَاءَهَا کی ضمیر فاعل النَّفَذ کی طرف اور ضمیر مفعول "ها" طعنة کی طرف راجع ہے۔

(۲) مَلَكْتُ بِهَا كَفِّي فَأَنْهَرْتُ فَتْقَهَا يَرَى قَائِمٌ مِنْ دُوْنِهَا مَا وَرَاءَهَا

اس نیزہ کے ساتھ میری ہتھیلی میرے قابو میں تھی اور اس کے شگاف کو ایسا وسیع کر دیا کہ اس کے آگے کھڑا ہونے والا شخص پیچھے کی چیز دیکھ سکتا تھا۔

أَنْهَرْتُ: أَنْهَرَ الْفَتْقَ: سوراخ کو چوڑا کرنا نَهَرَ (ف) نَهْرًا: بہنا۔ فَتْق: بمعنی سوراخ، شگاف فَتَقَ الشَّيْءَ (ن) فَتْقًا: پھاڑنا۔ دُوْنِهَا: أَمَام کے معنی میں ہے مؤنث کی ضمیر "ها" "طعنة" کی طرف راجع ہے۔

(۳) يَهُوْنُ عَلَيَّ أَنْ تَرُدَّ جِرَاحُهَا عُيُوْنَ الْأَوَاسِي إِذْ حَمِدْتُ بَلَاءَهَا

میرے لئے یہ بات آسان ہے کہ اس نیزے کے زخم علاج کرنے والی عورتوں کی آنکھوں کو لوٹا دے، جب میں اس کا حق پورا پورا ادا کروں (یعنی جب میں اچھی طرح نیزہ سے زخم لگاؤں تو یہ بات کوئی دشوار نہیں ہے کہ وہ زخم اتنا گہرا اور دردناک منظر پیش کر رہا ہو کہ علاج کرنے والی عورتیں اس طرف دیکھ نہ سکیں۔)

جِرَاح: مفرد جِرَاحَةٌ: زخم۔ الْأَوَاسِي: مفرد: آسِيَةٌ: علاج کرنے والی عورت اس کا مادہ (أ س ی) ہے۔ حَمِدْتُ: (س) حَمْدًا: شکر و تعریف کرنا، حق ادا کرنا۔ بَلَاءَ

آزمائش، سختی، مشقت۔ بَلَا (ن) بَلَاءً: آزمانا۔ جَمَدْتُ بَلَاءَهَا: جب میں اس ضرب نیزوں کی سختی و آزمائش کا حق ادا کروں یعنی اچھی طرح ماروں۔ أن ترد ...... یمون کا فاعل ہے۔

(۴) وَسَاعَدَنِي فِيهِمَا ابْنُ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ ۔۔۔ خِدَاشٌ فَأَدَّى نِعْمَةً وَأَفَاءَهَا

اور اس میں ابن عمرو بن عامر یعنی خداش نے میری مدد کی، اس نے احسان کا بدلہ ادا کرکے لوٹا دیا

أَفَاءَ: يُفِيءُ - إِفَاءَةً: لوٹانا۔ وَفَاءَ (ض) فَيْئًا: لوٹنا۔ وفي التنزيل العزيز: «مَا أَفَاءَ اللهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ» سَاعَدَ: مُسَاعَدَةً: مدد کرنا۔

(۵) وَكُنْتُ امْرَأً لَا أَسْمَعُ الدَّهْرَ سُبَّةً ۔۔۔ أُسَبُّ بِهَا إِلَّا كَشَفْتُ غِطَاءَهَا

اور میں ایسا آدمی ہوں کہ عمر بھر ایسی عار کی بات نہیں سن سکتا کہ جس کی وجہ سے مجھے گالی دی جائے مگر یہ کہ میں اس کی عار کو دور کر دیتا ہوں (یہ اسلئے کہا کہ کسی نے اس کو باپ کے قتل کا طعنہ دیا تھا)

سُبَّةٌ: عار کی بات۔ أُسَبُّ: صیغہ مجہول (ن) سَبًّا: گالی دینا، لعن طعن کرنا۔ غِطَاءٌ: پردہ، جمع: أَغْطِيَةٌ «كَشْفِ غِطَاءٍ» عار دور کرنے سے کنایہ ہے۔

(۶) فَإِنِّي فِي الْحَرْبِ الضَّرُوسِ مُوَكَّلٌ ۔۔۔ بِإِقْدَامِ نَفْسٍ مَا أُرِيدُ بَقَاءَهَا

اس لئے کہ میں سخت لڑائی میں اپنے نفس کو اقدام کے حوالے کرتا ہوں نفس کی بقا نہیں چاہتا۔

اَلْحَرْبُ الضَّرُوسُ: سخت جنگ۔ مُوَكِّلٌ: اسم فاعل از تفعیل: وکیل بنانے والا، حوالہ کرنے والا۔ اور مُوَكَّلٌ اسم مفعول بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا "میں اپنے نفس کو سخت لڑائی میں آگے بڑھانے کا وکیل بنایا گیا ہوں" «مَا أُرِيدُ بَقَاءَهَا» نفس کی صفت ہے۔

(۷) إِذَا مَا اصْطَبَحْتُ أَرْبَعًا خَطَّ مِئْزَرِي ۔۔۔ وَأَتْبَعْتُ دَلْوِي فِي السَّمَاحِ رِشَاءَهَا

جب میں صبح کو شراب کے چار جام پی لیتا ہوں تو میرا ازار (تکبر کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتے ہوئے) خط کھینچتا ہے اور سخاوت میں ڈول کی رسی بھی دے دیتا ہوں۔

اِصْطَبَحْتُ: اصْطِبَاحًا۔ شُرْبُ الصَّبُوحِ۔ صَبُوحٌ (شراب صبح) پینا۔ اَلسَّمَاحُ: سخاوت۔ رِشَاءٌ: رسی، جمع: أَرْشِيَةٌ۔ مِئْزَرٌ: چادر۔ خَطَّ (ن) خَطًّا: لکیر کھینچنا۔ أَرْبَعًا: أَيْ أَرْبَعَ كَاسَاتٍ: چار جام۔

(۸) مَتَى يَأْتِ هَذَا الْمَوْتُ لَا تُلْفَ حَاجَةٌ ۔۔۔ لِنَفْسِيَ إِلَّا قَدْ قَضَيْتُ قَضَاءَهَا

جب موت آئے گی تو میرے نفس کے لئے کوئی حاجت نہیں پائی جائے گی مگر یہ کہ میں

اس کو پورا کر چکا ہوں گا۔

لَاتُلْفَ : صیغہ مجہول، اَلْفَاهُ۔اِلْفَاءً : پانا۔لَفَاهُ (ن) لَفْوًا : کم کرنا۔

(۹) ثَأَرْتُ عَدِيًّا وَالْخَطِيمَ فَلَمْ أُضِعْ وِلَايَةَ أَشْيَاخٍ جُعِلْتُ إِزَاءَهَا

میں نے اپنے دادا عدی اور باپ خطیم کا انتقام لیا، چنانچہ میں نے اُن بڑوں کی ولایت ضائع نہیں کی، جن کا میں قائم مقام بنایا گیا ہوں

ثَأَرْتُ (ف) ثَأْرًا : بدلہ لینا۔لَمْ أُضِعْ : إِضَاعَة : ضائع کرنا۔ضَاعَ (ض) ضَيَاعًا: ضائع ہونا۔اَشْيَاخ : مفرد: شَيْخٌ۔ إِزَاءَ : مقابل، سامنے۔ جُعِلْتُ إِزَاءَهَا: جن بزرگوں کا میں مقابل اور قائم مقام بنایا گیا ہوں۔إِزَاءَهَا میں ضمیر اشیاخ کی طرف راجع ہے (بتاویل جماعت) اور پورا جملہ اَشْيَاخٌ کی صفت ہے۔

وَقَالَ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ

تعارف : شاعر ابوجہل کے بھائی ہیں۔غزوۂ بدر میں کفار کی جانب سے جنگ میں شریک تھے لیکن میدان سے فرار ہو گئے تھے، بعد میں اسلام لائے اور جلیل القدر صحابی بنے، مذکورہ اشعار میں اپنے فرار کے عذر کو بیان کر رہے ہیں۔

(۱) اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ حَتّٰى عَلَوْا فَرَسِي بِأَشْقَرَ مُزْبِدِ

اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں سے قتال نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ انھوں نے جھاگدار خون کے ساتھ میرے گھوڑے پر چڑھائی کی۔(یعنی میرا گھوڑا زخمی کر دیا)

أَشْقَرَ : سُرخ (س) شَقَرًا : سُرخ ہونا۔ مُزْبِدِ : اسم فاعل از افعال: جھاگ لانے اور نکالنے والا۔اَلزَّبَدُ : جھاگ۔أَشْقَرَ مُزْبِدِ : سُرخ جھاگ والا خون۔

(۲) وَشَمِمْتُ رِيحَ الْمَوْتِ مِنْ تِلْقَائِهِمْ فِي مَأْزِقٍ وَالْخَيْلُ لَمْ تَتَبَدَّدِ

اور میں نے اُن کی جانب سے موت کی بُو سونگھی، تنگ جگہ (یعنی سخت لڑائی) میں اور گھوڑے متفرق نہ تھے۔

شَمِمْتُ : (ن س) شَمًّا، شَمِيمًا : سونگھنا۔تِلْقَاءَ : سامنے، جانب۔وفی التنزیل: ﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ﴾ حروف اصلیہ (ل ق ی) مَأْزِق : تنگ جگہ۔لَمْ تَتَبَدَّد ، تَبَدُّدًا : بکھر جانا۔بَدَّ (س) بَدَدًا : ایک دوسرے سے دور ہونا۔

(۳) وَعَلِمْتُ أَنِّي إِنْ أُقَاتِلْ وَاحِدًا أُقْتَلْ وَلَا يَضْرُرْ عَدُوِّي مَشْهَدِي

اور مَیں نے یہ جان لیا کہ اگر اکیلا لڑا تو مارا جاؤں گا اور لڑائی میں میری حاضری دشمن کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

مَشْهَد : مصدر: شَهِدَ (س) مَشْهَدًا حاضر ہونا۔ ترکیب میں «لَا يَضْرُرْ» کا فاعل ہے۔

(۴) فَصَدَدْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِيهِمْ طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُرْصَدِ

چنانچہ میں نے اُن سے رُوگردانی کی اور دوست و احباب ان میں تھے۔ دوستوں کے لئے ایک معین دن کے بدلے کی امید پر (یعنی دشمنوں سے اس امید کی وجہ سے میں نے اعراض کیا کہ آئندہ کسی دن تیاری کر کے دوستوں کا بدلہ دشمنوں سے لوں گا۔)

صَدَدْتُ : (ن) عنه صَدًّا : اِعراض کرنا۔ مُرْصَد : اسم مفعول، أَرْصَدَ لَهُ: تیار کرنا۔ رصد (ن) رَصْدًا: اِنتظار کرنا۔ يَوْمٌ مُرْصَد : تیار شدہ دن یعنی معین دن۔ عِقَاب: سزا، بدلہ۔ طَمَعًا : امید و رجاء، طَمِعَ (س) طَمَعًا: لالچ، طمع و اُمید کرنا۔

«عَنْهُمْ» اور «فِيهِمْ» کی ضمیر جمع «عَدُوّ» کی طرف راجع ہے۔ عدوٌّ مفرد اور جمع دونوں طرح مستعمل ہے «لَهُمْ» کی ضمیر «الْأَحِبَّة» کی طرف عائد ہے۔ «طَمَعًا» صَدَدْتُ کے لئے مفعول لہٗ یا حال ہے۔ أي لِأَجْلِ طَمَعِي لَهُمْ أَوْ طَامِعًا لَهُمْ «بِعِقَاب» «طَمَعًا» سے متعلق ہے۔

وَقَالَ الْفَرَّارُ السُّلَمِيُّ

یہ شاعر مخضری ہیں اور صحابی ہیں، ان کا نام حبّان یا حیّان بن الحکم ہے، قبیلہ بنو سلیم سے ان کا تعلق ہے، فتح مکہ کے موقع پر بنو سلیم کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔

(۱) وَكَتِيبَةٍ لَبَّسْتُهَا بِكَتِيبَةٍ حَتَّى إِذَا الْتَبَسَتْ نَفَضْتُ لَهَا يَدِي

اور بہت سے فوجی دستے ہیں کہ مَیں نے ان کی دوسری فوج سے مُڈبھیڑ کرائی اور جب وہ غت پٹ ہوگئے تو مَیں نے اپنا ہاتھ کھینچا (یعنی بھاگ کھڑا ہوا، اسی وجہ سے شاعر کا لقب "فَرَّار" ہے۔)

لَبَّسْتُ : تَلْبِيسًا ولَبَسَ (ض) لَبْسًا : خلط ملط کرنا، ملانا۔ اِلْتَبَسَتْ: اِخْتَلَطَتْ۔ نَفَضْتُ (ن) نَفْضًا : جھاڑنا، جھٹکنا۔ نَفَضَ اَيْدِيَهُ مِنَ الْأَمْرِ کسی کام سے ہاتھ کھینچنا «وَكَتِيبَة» ۔۔۔ میں واؤ «رُبَّ» کے معنی میں ہے۔

(۲) فَتَرَکْتُهُمْ تَقِصُ الرِّمَاحُ ظُهُوْرَهُمْ مِنْ بَیْنِ مُنْعَفِرٍ وَّآخَرَ مُسْنَدِ

اور مَیں نے اُن کو ایسی حالت میں چھوڑا کہ ان کی پُشتوں کو نیزے توڑ رہے تھے کہ بعض زمین پر خاک آلودہ گرے ہوئے تھے (مَرے ہوئے تھے) اور بعض ٹیک لگائے ہوئے تھے (زخمی تھے)

تَقِصُ : (ض) وَقْصًا : توڑنا ۔ مُنْعَفِرٍ : اسمِ فاعل از انفعال : خاک میں ملنے والا (س) عَفْرًا : خاک آلود ہونا ۔ مُسْنَد : ٹیک لگایا ہوا ۔ أَسْنَدَ ظَهْرَهُ إِلَيْهِ : ٹیک لگانا ۔

(۳) مَا كَانَ یَنْفَعُنِیْ مَقَالُ نِسَائِهِمْ وَقُتِلْتُ دُوْنَ رِجَالِهَا لَا تَبْعَدِ

مجھے ان کی عورتوں کا یہ قول "لاتبعد" (جیتے رہو) کوئی فائدہ پہنچاتا، جب میں ان کے مَردوں کے سامنے مارا جاتا ۔

لَا تَبْعَد (س) بَعَدًا : دُور ہونا، ہلاک ہونا ۔ لَا تَبْعَد : آپ دور مت ہو، ہلاک مت ہو، بطور دُعاء کے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اُردو میں کہتے ہیں "جیتے رہو"

دُوْنَ : أَمَامَ کے معنیٰ میں ہے ۔

مَا كَانَ یَنْفَعُنِیْ میں "مَا" نافیہ بھی ہوسکتا ہے اور استفہامیہ بھی، استفہامیہ کی صُورت میں ترجمہ ہوگا : "مجھے اُن کی عورتوں کی یہ بات کہ "جیتے رہو" کیا فائدہ پہنچاتی اگر میں ان کے مَردوں کے آگے مارا جاتا" لَا تَبْعَد، مَقَالُ نِسَائِهِمْ کا مقولہ ہے

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ أَسَدٍ

یہ اشعار معقل بن عامر کے ہیں ۔ ابن حسحاس بنی عامر اور بنی تمیم کی جنگ میں شدید زخمی ہوا ۔ شاعر نے اُس کو اٹھایا اور گھر لے جاکر اسکی مرہم پٹی کی، اسی کو بیان کرکے کہتا ہے :

(۱) یَدَیْتُ عَلَى ابْنِ حَسْحَاسِ بْنِ وَهْبٍ بِأَسْفَلِ ذِی الْجِذَاةِ یَدَ الْكَرِیْمِ

مقام ذوالجذات کے دامن میں مَیں نے ابن حسحاس پر احسان کیا شریف آدمی کے احسان کی مانند ۔

یَدَیْتُ : یَدِیَ فُلَانٌ، یَیْدٰی (س) یَدًی : احسان کرنا ۔ یَدٌ : ہاتھ، قوت، احسان ۔ جمع : یُدِیٌّ، یِدِیٌّ ۔ أَیْدٍ ۔

(۲) قَصَرْتُ لَهُ مِنَ الْحَمَّاءِ لَمَّا شَهِدْتُ وَغَابَ عَنْ دَارِ الْحَمِیْمِ

مَیں نے اس کے لئے اپنا سیاہ گھوڑا روکا جب اُس کے پاس حاضر ہوا اور وہ

اپنے دوست کے گھر سے دور تھا۔

الحَمَّاء : أَحَمَّ کی تانیث ہے؛ ہر سیاہ چیز، مُراد گھوڑا ہے۔ الحَمِیم : دوست، جمع : أَحِمَّاء : قَصَرْتُ : (ن،ض) قَصْرًا : روکنا۔

«مِنَ الحَمَّاء» : میں "مِنْ" زائدہ ہے۔

(۳) أُنَبِّئُهُ بِأَنَّ الجُرحَ یُشْوِی وَأَنَّكَ فَوْقَ عِجْلِزَةٍ جَمُومِ

مَیں نے اُس کو بتلایا کہ آپ کے زخم مہلک نہیں اور آپ ایک تیز رفتار پے در پے دوڑنے والے گھوڑے پر ہیں (لہٰذا فکر نہ کریں جلد پہنچ جائیں گے)

الجُرح : زخم، جمع : جُرُوحٌ۔ یُشْوِی : أَشْوَی الرَّجلُ : یُصِیبُ الشَّوٰی، یعنی ایسے حصہ پر زخم لگانا جس سے موت واقع نہ ہو۔ شَوٰی : اطرافِ جسم، پاؤں ہاتھ وغیرہ : أَشْوَی السَّهْمُ : تیر کا نشانہ خطا کرنا۔ شَوٰی (ض) شَیًّا : گوشت کو آگ میں بھوننا۔ الجُرحُ یُشْوِی : یعنی زخم مہلک نہیں، ایسے حصہ پر لگا ہے جس سے موت واقع نہیں ہوگی۔ عِجْلِزَة : تیز رفتار طاقت ور گھوڑا۔ وھو اسمٌ یختص بالإناث دُون الذکور۔ الجَمُوم : پے در پے دوڑنے والا گھوڑا۔

(۴) وَلَوْ أَنِّی أَشَاءُ لَكُنْتُ مِنْهُ مَكَانَ الفَرْقَدَیْنِ مِنَ النُّجُومِ

اور اگر مَیں چاہتا تو اس سے اس قدر دُور ہو جاتا جتنا فرقدین ستارے زمین سے دُور ہیں

«مِنَ النُّجُومِ» «الفَرْقَدَیْنِ» کا بیان ہے۔ کقولہ تعالیٰ : «فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الأَوْثَانِ»

(۵) ذَكَرْتُ تَعِلَّةَ الفِتْیَانِ یَوْمًا وَإِلْحَاقَ المَلَامَةِ بِالمُلِیمِ

لیکن مجھے جوانوں کی ایک دن گپ شپ اور ملامت کا کام کرنے والے کے ساتھ ملامت کا الحاق یاد آیا (کہ اگر میں دُور چلا گیا تو جوان تذکرہ کرتے ہوئے مجھے ملامت کریں گے)

تَعِلَّة : بہلاوا، وہ شی جس کے ساتھ دل بہلایا جاتا ہے، بابِ تفعیل کا مصدر ہے۔ عَلَّلَهُ بِکَذَا : مشغول بنانا، بہلانا۔ الفِتْیَان : جوان، مفرد : فَتًی۔ تعلة الفِتْیَانِ : نوجوانوں کی گپ شپ۔ المُلِیم : ملامت کا کام کرنے والا۔ أَلَامَ الرجُلُ۔ إِیلَامًا : أتی بما یُلَامُ علیه۔ ملامت کا کام کرنا۔ مادہ (ل و م)

وَقَالَ الشَّدَّاخُ بْنُ يَعْمَرَ الْكِنَانِيُّ

تعارف: ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنوکنانہ اور بنوخزاعہ دونوں ایک دوسرے کے حلیف تھے، دریں اثنا۔ بنوخزاعہ اور بنو اسد کے درمیان جنگ چھڑ گئی خزاعہ کو شکست ہوئی، خزاعہ نے اپنے حلیف کنانہ کو مدد کے لئے بلایا لیکن بنو اسد کے خلاف مدد کرنے سے بنوکنانہ نے انکار کر دیا کہ ان میں کچھ رشتہ داری تھی شاعر کنانی اس انکار کو اشعار میں بیان کر رہا ہے

(۱) قَاتِلِي الْقَوْمَ يَا خُزَاعَ وَلَا يَدْخُلْكُمْ مِنْ قِتَالِهِمْ فَشَلُ

اے خزاعہ! اسد سے لڑو اور لڑتے ہوئے تم میں بزدلی نہیں آنی چاہئے

فَشَلٌ: بزدلی، ناکامی (س) فَشَلًا: ناکام ہونا، ہمت ہارنا۔ خُزَاعَ: ترخیم ندا کی وجہ سے خُزَاعَة میں "تا" کو حذف کر دیا۔

(۲) اَلْقَوْمُ أَمْثَالُكُمْ لَهُمْ شَعَرٌ فِي الرَّأْسِ لَا يُنْشَرُوْنَ إِنْ قُتِلُوْا

وہ تمہاری ہی مانند ہیں ان کے سروں پر بھی (تمہاری طرح) بال ہیں اور اگر وہ مارے گئے تو دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے۔

شَعَر: (بفتح العين وسكونها) بال جمع: شُعُوْر۔ لَا يُنْشَرُوْنَ: صیغہ مجہول، نَشَرَ الْمَيِّتُ (ن) نُشُوْرًا: مرنے کے بعد زندہ ہونا

(۳) أَكُلَّمَا حَارَبَتْ خُزَاعَةُ تَحْدُوْنِي كَأَنِّي لِأُمِّهِمْ جَمَلُ

کیا جب بھی قوم خزاعہ لڑے گی تو مجھے کھینچ کر لے جائے گی، گویا میں ان کی امی کا اونٹ ہوں (کہ جب چاہے سوار ہو جائے اور ہانک دے)

تَحْدُوْنِي: (ن) حَدْوًا: کھینچنا، ہانکنا

وَقَالَ الْحُصَيْنُ بْنُ الْحُمَامِ

شاعر نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں کو پایا ہے اور صحابی رض ہیں۔

(۱) تَأَخَّرْتُ أَسْتَبْقِي الْحَيَاةَ فَلَمْ أَجِدْ لِنَفْسِي حَيٰوةً مِثْلَ أَنْ أَتَقَدَّمَا

میں (جنگ سے) مؤخر ہوا اس حال میں کہ میں زندگی کو باقی رکھنا چاہ رہا تھا، مگر پیش قدمی کی مانند (عمدہ) زندگی میں نے نہیں پائی (کہ جو لطف بڑھنے میں ہے وہ پیچھے ہٹنے میں کہاں؟)

أَستبقی : الاسْتِبْقَا : طَلَبُ الْبَقَاء اور یہ «تَأَخَّرْتُ» کی ضمیر متکلم سے حال ہے۔

(۲) فَلَسْنَا عَلَى الْأَعْقَابِ تَدْمٰی كُلُومُنَا وَلٰكِنْ عَلٰى أَقْدَامِنَا تَقْطُرُ الدِّمَا

چنانچہ ایڑیوں کو ہمارے زخم خون آلود نہیں کرتے بلکہ ہمارے زخم ہمارے آگے قدموں پر خون گراتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ جنگ میں ہم پیٹھ نہیں دکھاتے کہ دشمن ہماری پشت میں زخم لگانے پر قادر ہو، جس کی وجہ سے ہماری ایڑیوں پر خون بہنے لگے بلکہ ہم آگے بڑھتے ہیں اور جسم کے سامنے کے حصے پر زخم لگتے ہیں۔ چنانچہ خون آگے قدموں پر گرتا ہے ۔)

أَعْقَاب : ایڑیاں، مفرد: عَقِب۔ تَدْمٰی : دَمِيَ الشَّيْءُ (س) دَمًى: خون آلود ہونا
كُلُومٌ : زخم، مفرد: كَلْمٌ۔ تَقْطُرُ (ن) قَطْرًا : ٹپکنا، ٹپکانا۔ لازم ومتعدی
«عَلَى الْأَعْقَاب» «تَدْمٰی» سے متعلق ہے اور پورا جملہ «لیس» کی خبر ہے اور یہ «كُلُومُنَا» سے حال بھی بن سکتا ہے، حال کی صورت میں ترجمہ ہوگا "ہمارے زخم خون آلود نہیں ہوتے اس حال میں کہ ان کا خون ایڑیوں پر گر رہا ہو" «تقطر» میں ضمیر فاعل كُلُوم کیطرف راجع ہے

(۳) نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

ہم ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں بھی پھاڑ دیتے ہیں جو ہمارے لئے عزیز ہوں، جب وہ ظلم وسرکشی کریں۔ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر بطور تمثیل غزوۂ بدر میں پڑھا تھا)

نُفَلِّقُ : فَلَّقَ۔ تَفْلِيقًا وَفَلَقَ (ن) فَلْقًا : پھاڑنا۔ هَامٌ : کھوپڑیاں، سر، مفرد: هَامَةٌ۔ حروف اصلیہ (ہ ی م) أَعَقّ : اسم تفضیل، عَقَّ (ن) عُقُوقًا، مَعَقَّةً: نافرمانی کرنا۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَقِيلٍ

(۱) بِكُرْهِ سَرَاتِنَا يَا آلَ عَمْرٍو نُغَادِيكُمْ بِمُرْهَفَةٍ صِقَالِ

اے آلِ عمرو ہم اپنے سرداروں کی ناپسندیدگی کے باوجود صبح سویرے تم پر حملہ کریں گے، تیز چمکدار تلواروں کے ساتھ ۔

سَرَاة : سردار نُغَادِيكُمْ : غَادَاهُ ـ مُغَادَاةً : صبح سویرے آنا، مُراد صبح

کے وقت حملہ کرنا ہے۔ وَغَدَا (ن) غُدُوًّا: صبح کر جانا۔ مُرْهَفَة: اسم مفعول: تیز دھاریدار۔ سُیُوفٌ مُرْهَفَة: تیز تلواریں۔ أَرْهَفَ وَرَهَفَ (ف) رَهْفًا: پتلا و باریک کرنا — السَّيْفَ: تلوار تیز کرنا۔ صِقَال: چمک دار۔ مفرد: صَقِيل صَقَلَ (ن) صَقْلًا: چمکانا۔

(۲) نُعَدِّيهِنَّ يَوْمَ الرَّوْعِ عَنْكُمْ   وَإِنْ كَانَتْ مُثَلَّمَةَ النِّصَالِ

جنگ کے دن ہم وہ تلواریں تم سے اس حال میں لوٹائیں گے کہ ان کی دھاریں کند ہو گئی ہوں گی۔

نُعَدِّيهِنَّ: عَدَّاهُ عنه۔ نَعْدِيَةً: وَعَدَاهُ عنه (ن) عَدْوًا: اس کو اس سے پھیر دینا، لوٹا دینا۔ مُثَلَّمَة: اسم مفعول: کند، جس میں دندانے پڑ گئے ہوں — ثَلَمَ السَّيْفَ وَثَلَمَ (ض) ثَلْمًا: تلوار کو کند کرنا۔ النِّصَال: چاقو اور تلوار وغیرہ کا پھل، دھار، مفرد: نَصْلٌ۔

"نُعَدِّيهِنَّ": کی ضمیر مفعول پہلے شعر میں "مُرْهَفَة" کی طرف عائد ہے۔ "وَإِنْ كَانَتْ" میں "إِنْ" وصلیہ ہے اور پورا جملہ "نُعَدِّيهِنَّ" کی ضمیر مفعول سے حال ہے۔

(۳) لَهَا لَوْنٌ مِنَ الْهَامَاتِ كَابٍ   وَإِنْ كَانَتْ تُحَادَثُ بِالصِّقَالِ

سروں کے خون کی وجہ سے ان تلواروں کا رنگ سرخ مائل بہ سیاہی ہوگا، اگرچہ ان کو چمکایا جاتا ہے صیقل کر کے۔

كَابٍ: اللَّوْنُ الْكَابِي: پھیکا رنگ، سرخ مائل بہ سیاہی، كَبَا وَجْهُهُ وَلَوْنُهُ (ن) كَبْوًا: رنگ کا پھیکا پڑ جانا، متغیر ہو جانا — تُحَادَثُ: صیغہ مجہول، حَادَثَ السَّيْفَ مُحَادَثَةً: چمکانا۔ الصِّقَال: مصدر: صَقَلَ السَّيْفَ (ن) صَقْلًا وَصِقَالًا: صیقل کرنا، چمکانا، مانجھنا۔ الْهَامَات: سر، مفرد: هَامَةٌ، یہاں مضاف محذوف ہے۔ أَيْ دِمَاءُ الْهَامَاتِ۔

(۴) وَنَبْكِي حِينَ نَقْتُلُكُمْ عَلَيْكُمْ   وَنَقْتُلُكُمْ كَأَنَّا لَا نُبَالِي

اور جب ہم تم کو قتل کر لیتے ہیں تو پھر ہم روتے ہیں اور قتل اس حال میں کرتے ہیں کہ جیسے ہمیں کوئی پرواہ ہی نہ ہو (یعنی قتل کرنے کے بعد رشتہ داری اور قربت کی وجہ سے ہم تم پر نوحہ کرتے ہیں لیکن قتل کرتے وقت عداوت کی وجہ سے اس قربت کا ہمیں احساس ہی نہیں ہوتا)

«عَلَیْکُمْ» «نبکی» سے متعلق ہے۔

وَقَالَ لُقَتَّالُ لِکِلَابِیُّ

یہ اسلامی اموی شاعر ہے۔ چچا کی لڑکی کے ساتھ باتیں کر رہا تھا کہ اس کے بھائی زیاد نے دیکھ لیا، زیاد نے اس سے کہا کہ اگر آئندہ میں نے تمھیں ان سے باتیں کرتے دیکھا تو قتل کردوں گا۔ زیاد نے پھر ——— بہن کے پاس اُس کو دیکھا تو تلوار اُٹھا کر اس کے پیچھے ہولیا، وہ آگے آگے اور یہ پیچھے بھاگ رہا تھا کہ شاعر کو اچانک نیزہ پڑا مل گیا، اُٹھا کر زیاد کو مارا، اور اُس کا کام تمام کردیا، پھر یہ شعر کہے: ———

(۱) نَشَدْتُ زِیَادًا وَالْمَقَامَةُ بَیْنَنَا ۔۔۔ وَذَکَّرْتُهُ أَرْحَامَ سِعْرٍ وَهَیْثَمِ

میں نے زیاد کو خدا کا واسطہ دیا، حالانکہ ہمارے درمیان ہم نشینی (اور جان پہچان) تھی، اور سعر و ہیثم کی قرابت بھی یاد دلائی (کہ ہم ایک ہی قوم کے ہیں)

نَشَدْتُ : نَشَدَ هُ فُلَانٌ (ن) نَشْدًا : اللہ کا واسطہ دے کر مانگنا۔ اَلْمَقَامَةُ: مجلس، ہم نشینی: جمع: اَلْمَقَامَات۔ أَرْحَام: رشتہ داری۔ مفرد: رَحِمٌ وَرِحْمٌ بروزن کَتِفٌ وَجِسْمٌ۔ ذَکَّرَ: تَذْکِیْرًا: یاد دلانا۔

(۲) فَلَمَّا رَأَیْتُ أَنَّهُ غَیْرُ مُنْتَهٍ ۔۔۔ أَمَلْتُ لَهُ کَفِّی بِلَدْنٍ مُقَوَّمِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ باز آنے والا نہیں ہے تو میں نے اپنا ہاتھ لچکدار سیدھے نیزے کے لئے جھکا دیا۔

مُنْتَهٍ : اسم فاعل: رکنے والا۔ اِنْتَهٰی: رک جانا، ختم ہوجانا۔ أَمَلْتُ : إِمَالَةً: مائل کرنا۔ لَدْنٌ : نرم و لچکدار۔ یُقَالُ : اَلرُّمْحُ لَدْنٌ، وَالرِّمَاحُ لُدْنٌ (بالضم) لَدْنٌ مُقَوَّمٌ : نرم و لچکدار سیدھا نیزہ۔

(۳) وَلَمَّا رَأَیْتُ أَنَّنِیْ قَدْ قَتَلْتُهُ ۔۔۔ نَدِمْتُ عَلَیْهِ أَیَّ سَاعَةِ مَنْدَمِ

اور جب میں نے دیکھا کہ اس کو قتل کر چکا ہوں تو اس پر میں نادم ہوا وہ گھڑی پشیمانی و ندامت کی کس قدر بڑی گھڑی تھی۔

مَنْدَمٌ : مصدر میمی : نَدِمَ عَلَیْهِ (س) نَدَامَةً وَمَنْدَمًا : نادم و پشیمان ہونا۔ أَیَّ سَاعَةِ مَنْدَمٍ : اَیٌّ کبھی شرطیہ ہوتا ہے جیسے «أَیَّمَا الْأَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ» کبھی استفہامیہ ہوتا ہے، جیسے «أَیُّکُمْ زَادَتْهُ

هٰذِهٖ إِیْمَانًا » کبھی موصول ہوتا ہے، جیسے « ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَةٍ اَیُّهُمْ أَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا » اور کبھی کمال کے معنے پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے « مُحَمَّدٌ رَجُلٌ أَیُّ رَجُلٍ » محمد بڑا آدمی ہے، اس صورت میں یہ نکرہ کی صفت ہوتا ہے۔ أَیُّ سَاعَةِ مَنْدَمٍ : میں أَیُّ کمال پر دلالت کرنے کے لئے ہے، اصل عبارت ہے۔ تلك ساعة أَیُّ سَاعَةِ مَنْدَمٍ : تلك مبتدا ہے "ساعة" موصوف اور "ای ساعة مندم" اس کی صفت ہے، موصوف صفت مل کر خبر ہے۔ ترجمہ ہے "وہ گھڑی ندامت کی کس قدر بڑی گھڑی تھی"

وَقَالَ قَیْسُ بْنُ زُهَیْرٍ

تعارف : ان دو شعروں کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر نے اپنے "داحس" نامی گھوڑے کا مقابلہ حذیفہ بن بدر کے "غبراء" نامی گھوڑے کے ساتھ رکھا اور جیتنے والے کے لئے بیس اُونٹ انعام مقرر کیا گیا۔ "داحس" مقررہ مقام تک پہلے پہنچنے والا تھا کہ حذیفہ بن بدر کے آدمیوں نے اُسے روکا جو اُس نے پہلے سے مقرر کئے تھے۔ قیس اور اُس کے بھائی مالک کو اس دھاندلی کا علم ہوا تو حذیفہ سے انعام کے بیس اونٹوں کا مطالبہ کیا، حذیفہ نے دینے سے اِنکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے دونوں قبیلوں میں جنگ ہوئی جو "حرب داحس وغبراء" سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں شاعر کا بھائی مالک، حذیفہ بن بدر، اس کا بھائی حمل بن بدر سب مارے گئے اور چونکہ طرفین میں رشتہ داری بھی تھی، اس لئے شاعر نے اس کے متعلق بطور افسوس یہ شعر کہے ہیں ؎

(١) شَفَیْتُ النَّفْسَ مِنْ حَمَلِ بْنِ بَدْرٍ وَسَیْفِیْ مِنْ حُذَیْفَةَ قَدْ شَفَانِیْ

مَیں نے حمل بن بدر کے قتل سے اپنے نفس کو شفا دی اور میری تلوار نے حذیفہ کو قتل کر کے مجھے شفایاب کیا۔

شَفَیْتُ : (ض) شِفَاءً : تندرستی عطا کرنا

(٢) فَإِنْ أَكُ قَدْ بَرَدْتُّ بِهِمْ غَلِیْلِیْ فَلَمْ أَقْطَعْ بِهِمْ إِلَّا بَنَانِیْ

اگرچہ میں نے ان (کے قتل) سے اپنی پیاس ٹھنڈی کر دی (اور اپنے غصہ کی آگ بجھائی) لیکن میں نے اپنی ہی انگلیاں کاٹی ہیں۔

بَرَدْتُّ : (ن) بَرْدًا : ٹھنڈا کرنا۔ غَلِیْلٌ : پیاس کی شدت وحرارت، جمع :

غَلَائِل بَنَان : پورے، مفرد : بَنَانَةٌ۔

وقَالَ الحَارِثُ بنُ وَعلَةَ

یہ جاہلی شاعر ہے "یوم ذی قار" میں اپنی قوم کا سردار تھا، بیوی سے خطاب کرکے کہتا ہے

(۱) قَوْمِي هُمُ قَتَلُوا أُمَيْمَ أَخِي فَإِذَا رَمَيْتُ يُصِيبُنِي سَهْمِي

اے اُمیمہ! میرے بھائی کو میری ہی قوم نے قتل کیا، اب اگر میں ان پر تیر چلاؤں تو مجھے ہی لگے گا۔

أُمَيْمَ : نام أُمَيْمَة ہے، ترخیم نداء میں تاء کو حذف کردیا۔

(۲) فَلَئِنْ عَفَوْتُ لَأَعْفُوَنْ جَلَلًا وَلَئِنْ سَطَوْتُ لَأُوهِنَنْ عَظْمِي

اگر میں معاف کروں تو بہت بڑے جرم کی معافی ہے اور اگر حملہ کروں تو اپنی ہڈی کو کمزور کروں گا (کہ آخر وہ میرے ہی بھائی ہیں)

جَلَلًا : بڑا، چھوٹا۔ اضداد میں سے ہے۔ سَطَوْتُ : (ن) سَطْوًا : حملہ کرنا۔

أُوهِنَنْ : أَوْهَنَ ـ إِيهَانًا : کمزور وضعیف کرنا۔ هان (ن) هَوْنًا : ضعیف ہونا۔

(۳) لَا تَأْمَنَنْ قَوْمًا ظَلَمْتَهُمُ وَبَدَأْتَهُمْ بِالشَّتْمِ وَالرَّغْمِ

اس قوم سے جس پر تونے ظلم کیا اور گالی دینے اور ذلیل کرنے میں پہل کی ہو، بے خوف نہ ہو۔

لَا تَأْمَنَنْ : أَمِنَ (س) أَمَانًا، أَمْنًا : محفوظ ہونا، آخر میں نون خفیفہ ہے۔

الشَّتْم : گالی (ض) شَتْمًا : گالی دینا۔ الرَّغْم : ذِلت (ف) رَغْمًا : ذلیل کرنا، ناپسند کرنا، عاجز کرنا۔

(۴) أَنْ يَأْبِرُوا نَخْلًا لِغَيْرِهِمُ وَالشَّيْءُ تَحْقِرُهُ وَقَدْ يَنْمِي

بےخوف ہو اس بات سے کہ وہ غیر کیلئے کھجور کی اصلاح کریں کہ بسا اوقات تم کسی شئی کو معمولی سمجھتے ہو اور وہ بڑھتی رہتی ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ کسی کو گالی دے کر یا ظلم و زیادتی کرکے اس سے بےخوف نہیں ہونا چاہیئے، ممکن ہے وہ کسی دوسرے کے ساتھ مل کر تمہارے خلاف لڑائی کھڑی کردے کیونکہ آپ کی معمولی زیادتی و ظلم بڑی جنگ کی جانب مفضی ہوسکتی ہے کہ چنگاری ہی سے تو شعلے بھڑکتے ہیں)

يَأْبِرُوا : (ض) أَبْرًا : کھجور کی اصلاح کرنا، زائد شاخیں کاٹنا۔ يَنْمِي : (ض) نَمَاءً : بڑھنا۔

(۵) وَزَعَمۡتُمۡ أَنۡ لَا حُلُوۡمَ لَنَا   إِنَّ الۡعَصَا قُرِعَتۡ لِذِی الۡحِلۡمِ

اور تم نے گمان کیا کہ ہم میں عقل نہیں ہے (سو ہم نے تمہارا مطلب سمجھ لیا) اس لئے کہ لاٹھی عقلمند آدمی کے لئے کھٹکھٹائی جاتی ہے۔ (ان العصا قرعت لذی الحلم محاورہ ہے جب کسی کو تنبیہ کیجائے اور وہ سمجھ جائے تو یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے، اس محاورے کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے کہ عامر بن ظرب کی عقل میں آخری عمر میں کچھ فتور آگیا تھا، اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جب میں گفتگو کرتے کرتے موضوع سخن سے نکل جاؤں تو تم لاٹھی کھٹکھٹایا کرو تو میں سمجھ جایا کرونگا، چنانچہ جب وہ بولتے ہوئے موضوع سخن سے نکل جاتے تو لاٹھی کھٹکھٹائی جاتی اور وہ سمجھ جاتا۔

حُلُوۡم : عقل، مفرد : حِلۡمٌ۔

(٦) وَوَطِئۡتَنَا وَطۡئًا عَلٰی حَنَقٍ   وَطۡأَ الۡمُقَیَّدِ نَابِتَ الۡهَرَمِ

اور (اے مقتول بھائی!) تو نے ہم کو غضب ناک آدمی کی مانند روند ڈالا جیسے کہ بندھا ہوا اُونٹ تر و تازہ ہری گھاس کو روند ڈالتا ہے۔

وَطِئۡتَنَا (س) وَطۡئًا: روندنا۔ حَنَق : غصہ، جمع : حِنَاق۔ الۡمُقَیَّد: بندھا ہوا، مُراد بندھا ہوا اُونٹ ہے۔ الۡهَرَم : ایک نمکین پودہ، گھاس، مفرد هَرَمَة نَابِت : (ن) نَبَاتًا : اُگنا۔ نَابِتَ الۡهَرَمِ میں اضافۃ الصفۃ الی الموصوف ہے۔ الۡهَرَمُ النَّابِتُ : تازہ ہری گھاس۔

(۷) وَتَرَکۡتَنَا لَحۡمًا عَلٰی وَضَمٍ   لَوۡ کُنۡتَ تَسۡتَبۡقِی مِنَ اللَّحۡمِ

اور تو نے ہمیں وہ گوشت بنا کر چھوڑا جو قصاب کے تختہ پر ہوتا ہے۔ (مراد اس سے ذلت و ضعف ہے کیونکہ اس گوشت کو جو بھی چاہے اُٹھا لیتا ہے یعنی تو نے ہمیں ذلیل اور ضعیف کر کے چھوڑا) کاش کہ تو ہمارے بدن پر کچھ گوشت چھوڑتا۔

(آخری دو شعروں میں خطاب بھائی کو بھی ہو سکتا ہے اور بھائی کے قاتل کو بھی ہو سکتا ہے۔)

وَضَم : ہر وہ شئ جس پر گوشت رکھا جاتا ہے، جیسے لکڑی کا تختہ وغیرہ

وَقَالَ أَعۡرَابِیٌّ

تعارف : شاعر کے بھائی نے شاعر کے بیٹے کو قتل کیا جب بھائی کو شاعر کے سامنے قصاص کے لئے پیش کیا گیا تو اس نے اس موقع پر یہ شعر کہے :—————

(۱) أَقُولُ لِلنَّفْسِ تَأْسَاءً وَتَعْزِيَةً ‏ ‏ إِحْدٰى يَدَيَّ أَصَابَتْنِي وَلَمْ تُرِدِ

میں اپنے نفس سے تسلی اور دلاسا دینے کے لئے کہتا ہوں کہ میرے ایک ہاتھ نے مجھے صدمہ پہنچایا، حالانکہ اس نے اس کا ارادہ نہیں کیا تھا (یعنی میرے بھائی نے بیٹے کو قتل کرکے مجھے تکلیف پہنچائی۔)

تَأْسَاءً : مصدر از تفعیل: أَسّٰى فُلَانًا بِمُصِيبَةٍ - تَأْسِيَةً، وَتَأْسَاءً: تعزیت کرنا، تسلی دینا۔ أَسِيَ (س) أَسًى : غمگین ہونا «تأساءً وتعزيةً» مفعول لہ بھی بن سکتا ہے، حال بھی اور فعل محذوف کے لئے مفعول مطلق بھی۔

(۲) كِلَاهُمَا خَلَفٌ عَنْ فَقْدِ صَاحِبِهِ ‏ ‏ هٰذَا أَخِي حِينَ أَدْعُوهُ وَذَا وَلَدِي

وہ دونوں ایک دوسرے کے خلیفہ ہیں، یہ میرا بھائی ہے جب میں اس کو بلاؤں اور وہ میرا بیٹا (یعنی اگر ایک گیا تو ثانی اُس کا قائم مقام، اگر میں دوسرے کو بھی قصاصاً قتل کروں تو پھر کوئی بھی نہ رہے گا۔)

وَقَالَ إِيَاسُ بْنُ قَبِيصَةَ

(۱) مَا وَلَدَتْنِي حَاصِنٌ رَبَعِيَّةٌ ‏ ‏ لَئِنْ أَنَا مَالَأْتُ الْهَوٰى لِاتِّبَاعِهَا

قبیلہ ربیعہ کی ایک پاک دامن عورت نے مجھے نہ جنا ہو اگر میں نے اپنی خواہش کی مدد (اور پیروی) کی ہو اس عورت کی اتباع کے لئے (یعنی میں اپنی پاک دامن ماں کا بیٹا نہ ہوں گا اگر ایسا ہوا ہو۔)

حَاصِنٌ : پاک دامن عورت۔ حَصُنَ (ك) حَصَانَةً: پاکدامن ہونا۔ رَبَعِيَّة : قبیلہ ربیعہ کی طرف منسوب۔ مَالَأْتُ : مُمَالَأَةً : تعاون کرنا۔ مَلَأَ (ف) مَلْئًا: بھرنا۔

(۲) أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْأَرْضَ رَحْبٌ فَسِيحَةٌ ‏ ‏ فَهَلْ تُعْجِزَنِّي بُقْعَةٌ مِنْ بِقَاعِهَا

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ زمین کشادہ ہے سو کیا کوئی خطۂ زمین مجھے رہنے سے عاجز کرسکتا ہے

رَحْبٌ : وسیع: رَحُبَ (ك) رَحَابَةً: وسیع ہونا۔ فَسِيحَةٌ: کشادہ۔ فَسُحَ (ك) فَسَاحَةً: کشادہ ہونا۔ بُقْعَة : زمین کا خطہ، جمع : بِقَاع۔

(۳) وَمَبْثُوثَةٍ بَثَّ الدَّبٰى مُسْبَطِرَّةٍ ‏ ‏ رَدَدْتُ عَلٰى بَطَّائِهَا مِنْ سِرَاعِهَا

اور ٹڈیوں کے پھیلاؤ کی طرح بہت سے پھیلے ہوئے منتشر گھوڑے جن کی سست رفتاروں پر میں نے تیز رفتاروں کو لوٹا دیا (یعنی آگے کے حصے کو پیچھے لوٹا دیا)

مَبثُوثَۃ : پھیلے ہوئے (ن) بَثًّا : پھیلنا۔ مُسبَطِرَۃ : منتشر : الدَّبیٰ : ٹڈی، مفرد : دَبَاۃٌ - بِطَاء : سُست، مفرد : بَطِیٌٔ - سِرَاع : تیز، مفرد : سَرِیع - واوْ بمعنی رب «مبثوثة، مسبطرة» خیل کی صفت «مِنْ» زائدہے

۴) وَأَقْدَمْتُ وَالْخَطِّیُّ یَخْطِرُ بَیْنَنَا ۔ لِأَعْلَمَ مَنْ جَبَانُهَا مِنْ شُجَاعِهَا

میں آگے بڑھتا رہا اس حال میں کہ خطی نیزے ہمارے درمیان حرکت کر رہے تھے تاکہ بزدل کو بہادر سے ممتاز کرسکوں۔

جَبَان : بزدل۔ جَبُنَ (ن) جُبْنًا : بزدل ہونا «مَنْ جَبَانُهَا» میں مَن موصولہ ضمیر «خیل» کی طرف راجع ہے، مراد شہسوار ہے «مِنْ شُجَاعِهَا» «أَعْلَمَ» کے متعلق ہے عَلِمَ کے صلہ میں جب مِنْ آتا ہے تو جدائی اور تمیز کے معنے میں ہوتا ہے۔ لِأَعْلَمَ : أُمَیِّزَ

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِی تَمِیمٍ

شاعر کے پاس ایک گھوڑا تھا کسی بادشاہ نے وہ طلب کیا تو دینے سے اعتذار کرکے کہتا ہے :-

۱) أَبَیْتَ اللَّعْنَ إِنَّ سَکَابِ عِلْقٌ ۔ نَفِیسٌ لَا تُعَارُ وَلَا تُبَاعُ

تو لعنت سے محفوظ رہو "سکاب" گھوڑا ایک مجوب عمدہ شئی ہے جو نہ عاریتًا دیا جاسکتا ہے اور نہ فروخت کیا جاسکتا ہے۔

أَبَیْتَ اللَّعْنَ : زمانہ جاہلیت میں بادشاہوں کے لئے یہ جملہ بطور دعا استعمال ہوتا تھا، جس طرح "عِمُوْا صَبَاحًا" بطور سلام مستعمل ہوتا تھا، اسلام نے سلام کے لئے "السلام علیکم" کا کلمہ مقرر کیا اور بادشاہوں کے لئے بطور دعا "أَصْلَحَ اللّٰهُ الْأَمِیرَ" کہا جانے لگا، اس کا ترجمہ ہے "آپ لعنت کا کام کرنے سے انکار کرتے رہیں" خدا آپ کو بُرے کام سے بچائے۔ عِلْق : ہر نفیس شئی، جمع : أَعْلَاق۔ لَا تُعَارُ : صیغہ مجہول از افعال أَعَارَهُ الشَّیْءَ ___ إِعَارَةً وعَارَةً : بطور عاریت دینا۔ وعَوِرَ (س) عَوَرًا : کانا ہونا سَکَابِ : گھوڑے کا نام ہے اور مبنی علی الکسرہ ہے۔

۲) مُفَدَّاةٌ مُکَرَّمَةٌ عَلَیْنَا ۔ یُجَاعُ لَهَا الْعِیَالُ وَلَا تُجَاعُ

ہماری جان اس پر فدا ہے، وہ ہم کو عزیز ہے، اس کے لئے بچوں کو بھوکا رکھا جاسکتا ہے مگر وہ بھوکا نہیں رکھا جاسکتا۔

مُفَدَّاة : اسم مفعول از باب تفعیل فَدَّاهُ ۔ تَفدِیَةً : یہ کہنا کہ میں تم پر فدا کیا جاؤں۔ مادہ : (ف د ی) مُفَدَّاةٌ خبر ہے « ھِیَ » محذوف مبتدا ہے۔

(۳) سَلِیلَةُ سَابِقَیْنِ تَنَاجَلَاهَا ۔۔ إِذَا نُسِبَا یَضُمُّهُمَا الْکُرَاعُ

وہ ان دو آگے بڑھنے والے (گھوڑے اور گھوڑی) کا بچہ ہے، جنھوں نے اس کو جنا جب ان دونوں کا نسب بیان کیا جائے تو کُراع سانڈ اُن کو ملا دیتا ہے (اور سلسلۂ نسب اُسی سے جا ملتا ہے)

سَلِیلَة : والسَّلِیل، بچہ۔ تَنَاجَلَا : تَنَاجُلاً : نسل پیدا کرنا وَنَجَلَ الْوَلَدَ (ن) نَجْلاً : بچہ پیدا کرنا۔ الْکُرَاع : سانڈ کا نام ہے جو آگے بڑھنے میں مشہور تھا۔

(۴) فَلَا تَطْمَعْ أَبَیْتَ اللَّعْنَ فِیهَا ۔۔ وَمَنْعُکَهَا بِشَیْءٍ یُسْتَطَاعُ

تو لعنت سے بچو۔ اس گھوڑے کی طمع نہ کر اور تجھ کو اس سے روکنا ایک ایسی شیٔ کے بدلے میں ہے جو میرے بس میں ہو (یعنی اس کا دینا میرے لئے غیر ممکن ہے، ہاں اگر کوئی ایسی شیٔ طلب کریں جس کا دینا ممکن ہو تو انکار نہیں کروں گا۔)

وَمَنْعُکَهَا بِشَیْءٍ یُسْتَطَاع : اس کی ترکیب میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ «منعکہا» مبتدا۔ اور بِشَیْءٍ موصوف «یُسْتَطَاع» صفت، موصوف صفت ثابت وغیرہ کے متعلق ہو کر خبر۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ منعکہا مبتدا، یستطاع خبر اور بشیٔ منعکہا سے متعلق ہو، اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ "تجھ کو کسی بھی شیٔ کے ذریعے اس گھوڑے سے روکنے کی ہمیں استطاعت ہے" (اور ہم آپ کو روک سکتے ہیں)

وَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ طَیِّئٍ

: بہدل نے کسی کو قتل کیا تھا قصاصًا پھر بہدل کو قتل کیا گیا اسی کا نوحہ کر رہی ہے۔

(۱) دَعَا دَعْوَةً یَوْمَ الشَّرَی یَالَ مَالِكٍ ۔۔ وَمَنْ لَا یُجَبْ عِنْدَ الْحَفِیظَةِ یُکْلَمِ

میرے باپ بہدل نے شری کے دن پکارا کہ اے مالک! (میری مدد کر، لیکن کسی نے جواب نہ دیا) اور جس کو جواب نہیں دیا جاتا بوقت حمیت وہ زخمی کیا جاتا ہے۔

الشَّرَی : راستہ کا نام یَالَ مَالِكٍ : لامِ استغاثہ کے لئے ہے اور یا آلَ مالِكٍ بھی ہو سکتا ہے تخفیفًا ہمزہ حذف کر دیا گیا۔ یُکْلَم : صیغہ مجہول (ن،ض) کَلْمًا : زخمی کرنا

(۲) فَیَا ضَیْعَةَ الْفِتْیَانِ إِذْ یَعْتِلُونَهُ ۔۔ بِبَطْنِ الشَّرَی مِثْلَ الْفَنِیقِ الْمُسَدَّمِ

افسوس! جوانوں کے ضائع ہونے پر جب کہ دشمن بہدل کو دامن شری میں گھسیٹ رہے تھے عمدہ مضبوط سانڈ کی مانند (یعنی بہدل لاغر نہیں تھا بلکہ موٹا تازہ قوی الاعصاب تھا)

یَعْتَلُوْنَہٗ : (ن ض) عَتْلاً: کھینچنا، گھسیٹنا۔ وَفِی التَّنْزِیْلِ «فَاعْتِلُوْہُ إِلٰی سَوَاءِ الْجَحِیْمِ» الْفَنِیْق : سانڈ، جمع: فُنُق۔ الْمُسَدَّم : قوی مضبوط سانڈ جس کو مہمل چھوڑ دیا جاتا ہے، سواری اور سامان اس پر نہیں لادا جاتا جس کی وجہ سے وہ موٹا ہو جاتا ہے، حروف اصلیہ (س د م)

«ضَیْعَۃَ الْفِتْیَانِ» منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، حرفِ ندا یہاں افسوس و تعجب کے لئے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ منادیٰ محذوف ہو اور «ضَیْعَۃَ» فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہو۔ أَیْ یَا أَیُّہَا النَّاسُ انْظُرُوْا ضَیْعَۃَ الْفِتْیَانِ۔

(۳) أَمَا فِیْ بَنِیْ حِصْنٍ مِنَ ابْنِ کَرِیْہَۃٍ مِنَ الْقَوْمِ طَلَّابِ التِّرَاتِ غَشَمْشَمِ

کیا میری قوم بنو حصن میں کوئی جنگجو نہیں جو انتقام کا متلاشی، ارادے کا پکا ہو۔

التِّرَات : مفردہ: تِرَۃٌ مصدر بروزن عِدَۃ: قصاص، انتقام۔ حروفِ اصلیہ (و ت ر) وَتَرَ (ض) وَتْرًا، تِرَۃً: دوست کو قتل کرنا۔ غَشَمْشَم : ارادے پر عمل کرنے والا، ارادے کا پکا۔ کَرِیْہَۃ : جنگ۔ ابن کریہۃ: جنگجو «من القوم» «بنی حصن» کا بیان ہے «أما» ہمزہ استفہامیہ اور «ما» نافیہ ہے۔

(۴) فَیَقْتُلَ جَبْرًا بِامْرِئٍ لَمْ یَکُنْ لَہٗ بَوَاءً وَلٰکِنْ لَا تَکَایُلَ بِالدَّمِ

کہ وہ جبر کو قتل کر دے اس آدمی کے بدلے میں جس کا یہ مساوی نہیں ہے لیکن (چونکہ خون میں مساوات نہیں بلکہ مطلقاً جان کے بدلے جان جاتی ہے، اس لئے صرف جبر کو قتل کر دینا بھی غنیمت ہے۔)

جَبْرًا : آدمی کا نام بھی ہو سکتا ہے، اس صورت میں مفعول بہ ہوگا۔ اور مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ جَبَرَ عَلَیْہِ (ن) جَبْرًا : مجبور کرنا، جبر و زبردستی کرنا۔ اس صورت میں یہ «یَقْتُلَ» کی ضمیر فاعل سے تمیز ہوگا۔ ترجمہ ہوگا "جو زبردستی قتل کر دے"۔ بَوَاءً : مصدر بمعنے برابر، مساوی، کہتے ہیں۔ ھٰذَا بَوَاءٌ لَہٗ : یہ اس کے مساوی ہے۔ باء فلانًا بفلانٍ (ن) بَوَاءً: بدلے میں قتل کر کے برابر کر دینا۔ تَکَایُلُ : مصدر از تفاعل: ایک دوسرے کے لئے برابر سرابر ناپنا، یہاں مطلقاً برابری مراد ہے۔

«لَمْ یَکُنْ لَہٗ بَوَاءً» «بَوَاءً» خبر ہے اور لَمْ یَکُنْ میں ضمیر مستتر اسم ہے جو جبر کی طرف

راجع ہے "لہٗ" کی ضمیر بہدل کیطرف راجع ہے یعنی جبر بہدل کے مقابلہ کا نہیں ہے" اور اگر جبر کو نام کے بجائے مصدر مانا جائے تو اس صورت میں بواءٌ اسم ہوگا اور لَہٗ خبر ہوگا یعنے بہدل کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

وَقَالَ بَعضُ بَنِیْ فَقْعَسٍ

یہ قیدی تھے۔ رشتہ داروں نے مدد نہیں کی، اس کا اظہار کر رہا ہے۔

رَأَیْتُ مَوَالِیَ الْأُلٰی یَخْذُلُوْنَنِیْ عَلٰی حَدَثَانِ الدَّھْرِ اِذْ یَتَقَلَّبُ

(۱) میں اپنے چچا زاد بھائیوں کو خطاوار سمجھتا ہوں جو میری مدد نہیں کرتے ہیں زمانہ کے حوادثات پر جب کہ زمانہ (مجھ پر) پلٹ رہا ہے۔

الموالی: مفرد: مَوْلٰی، مراد چچا زاد بھائی ہیں۔ الْأُلٰی: الَّذِیْنَ کے معنے میں ہے۔

یَخْذُلُوْنَنِیْ (ن) خِذْلَانًا: بے یارو مددگار چھوڑنا، مدد نہ کرنا۔

"رأَیْتُ" کا مفعول ثانی محذوف "خَاطِئِیْنَ" ہے "علٰی حَدَثَانِ" حال ہے۔

(۲) فَھَلَّا أَعَدُّوْنِیْ لِمِثْلِیْ تَفَاقَدُوْا اِذَا الْخَصْمُ أَبْزٰی مَائِلُ الرَّأْسِ أَنْکَبُ

انھوں نے مجھے میرے ہمسر دشمن کے مقابلہ کیلئے کیوں تیار نہیں کیا (اس وقت کے لئے) جب دشمن سینہ تان کر، سر جھکا کر، ٹیڑھا ہو کر آئے، خدا کرے کہ وہ ایک دوسرے کو گم کر دیں

تَفَاقَدُوْا: از باب تَفَاعُل: ایک دوسرے کو کھونا، بطور بد دعاء کہا ہے۔ (ض) فَقْدًا فُقْدَانًا: گم کرنا، ضائع کرنا۔ اَلْخَصْمُ: مقابل، دشمن جمع، خُصُوْمٌ۔ أَبْزٰی: صیغہ صفت ہے۔ اُبھرے ہوئے سینہ اور دبی ہوئی پیٹھ والا آدمی، بَزِیَ (س) بَزًا، بَزَاءً: پیٹھ کا اندر کی طرف اور سینہ کا باہر کی طرف نکلنا، یہاں تکبر سے کنایہ ہے۔ أَنْکَبُ: اَلَّذِیْ یَشْتَکِیْ مَنْکِبَیْہِ، فَھُوَ یَمْشِیْ مَائِلًا: بُرا چلنے والا۔ نَکَبَ (ن) نَکْبًا: راستہ سے ہٹ جانا۔

(۳) وَھَلَّا أَعَدُّوْنِیْ لِمِثْلِیْ تَفَاقَدُوْا وَفِی الْأَرْضِ مَبْثُوْثٌ شُجَاعٌ وَعَقْرَبُ

انھوں نے کیوں مجھے میرے مقابلہ کے دشمن کے لئے تیار نہیں کیا۔ حالانکہ زمین میں اژدھا (بڑا دشمن) اور بچھو (چھوٹا دشمن) پھیلے ہوئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو کھو جائیں۔ (مقصد یہ ہے کہ اگر یہ رشتہ دار میری مدد کرتے تو کل اگر کوئی دشمن اُن پر آپڑتا تو میں مقابلہ کے لئے موجود ہوتا کیونکہ زمین پر چھوٹے بڑے دشمن موجود ہیں تو انھوں نے میری مدد کر کے ان کے مقابلے کے لئے مجھے کیوں تیار نہیں کیا؟

شُجَاع : بہادر، سانپ۔ جمع ۔ شِجْعَان، عَقْرَب: بچھو۔ جمع : عَقَارِب

(۴) فَلَا تَأْخُذُوا عَقْلًا مِنَ الْقَوْمِ إِنَّنِي ... أَرَى الْعَارَ يَبْقَى وَالْمَعَاقِلُ تَذْهَبُ

(اگر میں قتل کر دیا جاؤں) تو قوم سے میری دیت مت لینا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ عار باقی رہ جاتی ہے اور دیات ختم ہو جاتی ہیں۔ (یعنی طعنہ باقی رہتا ہے کہ "تم اپنے آدمی کا بدلہ نہ لے سکے" اور جو خون بہا ملتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے)

عَقْلًا : عقل و فکر، دیت۔ جمع: عُقُول : مَعَاقِل : دیات، مفرد: مَعْقُلَة (بضم القاف)

(۵) كَأَنَّكَ لَمْ تُسْبَقْ مِنَ الدَّهْرِ لَيْلَةً ... إِذَا أَنْتَ أَدْرَكْتَ الَّذِي كُنْتَ تَطْلُبُ

گویا کہ تجھ پر کوئی مصیبت کبھی آئی ہی نہیں جب تو اپنے مطلوب کو پالے (یعنی جس امر کے لئے تو کوشاں ہے اور اس کے حصول کے لئے تجھے مصیبت اٹھانی پڑے اور وہ حاصل ہو جائے تو اس مصیبت اور تکلیف کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا۔)

لَمْ تُسْبَقْ : (ض) گذرنا، آگے بڑھنا، اس کا مفعول محذوف ہے۔ لم تسبقك

لَيْلَةً : رات، یہاں مصیبت مراد ہے کیونکہ مصائب کا وقوع اکثر رات میں ہوتا ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

(۱) لَكِنْ أَبَى قَوْمٌ أُصِيبَ أَخُوهُمُ ... رِضَا الْعَارِ فَاخْتَارُوا عَلَى اللَّبَنِ الدَّمَا

لیکن اس قوم نے جن کا بھائی مارا گیا تھا عار پر رضامندی سے انکار کیا، اور قصاص کو اونٹوں پر ترجیح دی (یعنی دیت قبول نہیں کی)

اللَّبَن : دودھ، یہاں دیت میں دیئے جانے والے اونٹ مراد ہیں۔ رِضَا العار: «أبى» کے لئے مفعول بہ ہے۔

(۲) فَلَوْ أَنَّ حَيًّا يَقْبَلُ الْمَالَ فِدْيَةً ... لَسُقْنَا لَهُمْ سَيْلًا مِنَ الْمَالِ مُفْعَمَا

اگر ان کا کوئی قبیلہ مال پر بطور فدیہ کے راضی ہوتا تو ہم مال کے بھرپور سیلاب ان کی طرف بہا دیتے۔

لَسُقْنَا : لام تاکید کا ہے۔ سَاقَ (ن) سَوْقًا : چلانا، ہنکانا، لے جانا۔ مُفْعَمًا: بھرا ہوا، چھلکتا ہوا، اسم مفعول ہے۔ أَفْعَمَ وَفَعَمَ (ف) فَعْمًا۔ لبالب بھرنا۔ مفعما «سیلًا» کی صفت ہے۔

وقالت كبشة

تعارف : ان اشعار کی حکایت یہ ہے کہ عمرو بن معدیکرب کا بھائی عبد اللہ بن معدیکرب جو بنو زُبید کا سردار تھا۔ ایک محفل میں بنو مازن کے ساتھ بیٹھ کر شراب پی رہا تھا۔ کہ مخزوم مازنی کا ایک حبشی غلام اشعار کہنے لگا جس میں بنو زبید کی کسی عورت کی "تشبیب" تھی، اس پر عبد اللہ نے غلام کو ایک طمانچہ رسید کیا۔ غلام نے شور مچایا تو بنو مازن نے عبد اللہ کو قتل کر ڈالا، اور پھر عمرو کے پاس آئے۔ معذرت کی کہ نشہ کی وجہ سے ہمارے ایک بے وقوف نے آپ کے بھائی کو قتل کیا، لہٰذا آپ ہم پر رحم کر کے قصاص نہ لیں اور دیت قبول کرلیں۔ عمرو کا بھی ارادہ ہوا کہ دیت لے لے۔ لیکن جب اس کی بہن کبشہ کو اس کا علم ہوا تو عمرو کو قصاص پر اُبھارنے کے لئے ذیل کے اشعار کہے چنانچہ عمرو نے حملہ کر کے بدلہ لے لیا۔

(۱) أَرْسَلَ عَبْدُ اللهِ إِذْ حَانَ يَوْمُهُ إِلَى قَوْمِهِ لَا تَعْقِلُوا لَهُمْ دَمِي

عبد اللہ نے موت کے وقت اپنی قوم کو پیغام بھیجا تھا کہ اُن سے دیت پر راضی ہو کر قصاص نہ چھوڑنا

حَانَ : (ض) حِيْنًا : وقت کا آنا، حَانَ يَوْمُهُ موت کے قریب آنے سے کنایہ ہے
لَا تَعْقِلُوْا : عَقَلَ لَهُ دَمُ فُلَانٍ (ض) عَقْلًا : دیت پر راضی ہونا اور قصاص چھوڑ دینا۔
وعَقَلَ الْقَتِيْلَ : دیت دینا۔

(۲) وَلَا تَأْخُذُوْا مِنْهُمْ إِفَالًا وَأَبْكُرًا وَأُتْرَكَ فِيْ بَيْتٍ بِصَعْدَةَ مُظْلِمِ

اور اُن سے اونٹوں کے بچے اور جوان اُونٹ مت لینا اس حال میں کہ میں صعدہ نامی مقام میں تاریک قبر میں پڑا رہوں۔

إِفَالًا : اُونٹ کے چھوٹے بچے، مفرد: أَفِيْلٌ ۔ أَبْكُر : نوجوان اُونٹ، مفرد: بَكْرٌ
صَعْدَةَ : جگہ کا نام ہے "مظلم" (بیت) کی صفت ہے، تاریک گھر، مراد قبر ہے۔ أُتْرَكَ : صیغہ مجہول، منصوب ہے، واؤ صرف کی وجہ سے، واؤ صرف کے بعد أَنْ مصدریہ مقدر ہوتا ہے اور کوفیوں کے نزدیک واؤ صرف خود بمعنی أَنْ ہو کر عامل نصب ہے۔

(۳) وَدَعْ عَنْكَ عَمْرًا إِنَّ عَمْرًا مُسَالِمٌ وَهَلْ بَطْنُ عَمْرٍو غَيْرُ شِبْرٍ لِمَطْعَمِ

اور عمرو کو چھوڑ دو، وہ تو صلح کرنے والا ہے اور کیا اس کا شکم کھانے کے لیے ایک بالشت کے علاوہ ہے؟ (یعنی پیٹ تو ایک ہی بالشت ہے لیکن دیت پر راضی ہو رہا ہے، آخر

کیا کرے گا دیت لے کر۔)

مُسَالِمٌ: صلح کرنے والا، شِبْرٌ : بالشت، جمع : أَشْبَار

(۴) فَإِنْ أَنْتُمُ لَمْ تَثْأَرُوْا وَاتَّدَيْتُمُ ۔۔۔ فَمَشُّوْا بِأٓذَانِ النَّعَامِ الْمُصَلَّمِ

سو اگر تم نے قصاص نہ لیا اور دیت لے لی تو پھر کان کٹے شُتر مُرغ کے کانوں کو لے کر پھرو (یہ کنایہ ذلیل ہونے سے ہے یعنی پھر لوگوں میں ذلیل وخوار ہوکر رہو۔)

إِتَّدَيْتُمْ : اصل میں اِوْتَدَيْتُمْ تھا، تاء انتعال کا دال میں ادغام کرکے واؤ کو گرادیا اتّدیتم بن گیا : دیت لینا۔ وَدٰی (ض) دِيَةً : دیت دینا، حروفِ اصلیہ (و د ی)

آذان : کان، مفرد : أُذُن ۔ النَّعَام : اسم جنس، شُترمُرغ، مفرد : نَعَامَة : الْمُصَلَّم اسم مفعول از بابِ تفعیل : کان کٹے۔ وصَلَمَ (ض، ن) صَلْمًا : کان کاٹنا "الْمُصَلَّم" "النَّعَام" اسم جنس کی صفت ہے۔ مَشّٰی : تَمْشِيَةً وَمَشٰی (ض) مَشْيًا : چلنا

(۵) وَلَا تَرِدُوْا إِلَّا فُضُوْلَ نِسَائِكُمْ ۔۔۔ إِذَا ارْتَمَلَتْ أَعْقَابُهُنَّ مِنَ الدَّمِ

اور تم نہ اُترو مگر عورتوں کے حیضوں میں جب اُن کی ایڑیاں خون سے لت پت ہوجائیں (یعنی اُن کے ساتھ حالتِ حیض میں جماع کرو جو بڑی کمینگی کی علامت ہے)

ارْتَمَلَتْ : خون کے ساتھ لت پت ہوجانا۔ ورَمَلَ السَّرِيْرَ (ن) رَمْلًا : چارپائی کو جواہر سے مزیّن کرنا۔ بُننا۔ فضول سے حیض مُراد ہیں۔ اِس شعر کا ایک اور مطلب بھی بیان کیا ہے کہ عرب میں رواج تھا، جب قافلہ کسی چشمہ پر پہنچتا تو پہلے مرد پانی پیتے، نہاتے، دُھوتے اور پھر عورتوں کی باری ہوتی اور اب چونکہ کسی مرد کی آمد متوقع نہیں ہوتی تھی، اس لئے وہ اطمینان کے ساتھ نہاتیں، دھوتیں، ان کے بعد جو مَرد آتا، اُسے عورتوں سے بچا ہوا میلا کچیلا اور غلیظ پانی استعمال کرنا پڑتا ایسا آدمی ذلیل سمجھا جاتا اور شعر میں اسی کی عار دلائی گئی ہے۔

وَقَالَ عَنْتَرَةُ بْنُ الْأَخْرَسِ

یہ اسلامی شاعر ہے، حنظلہ بن اشہب نے اس کو تکلیف پہنچائی تو کہنے لگا :۔۔۔۔

(۱) أَطِلْ حَمْلَ الشَّنَاءَةِ لِيْ وَبُغْضِيْ ۔۔۔ وَعِشْ مَا شِئْتَ فَانْظُرْ مَنْ تَضِيْرُ

میرے بغض وعداوت کو مزید دراز کر اور جب تک چاہے زندہ رہ پھر دیکھ تو کس کا نقصان کرتا ہے۔

أَطِلْ : إِطَالَةً : طویل کرنا۔ طَالَ (ن) طُوْلًا : طویل ہونا۔ الشَّنَاءَة : سخت بغض،

(ف) شَنْئًا : بغض کرنا ۔ تَضِیْر : (ض) ضَیْرًا : ضرر ونقصان پہنچانا ۔

۲ فَمَا بِیَدَیْكَ نَفْعٌ أَرْتَجِیْهِ وَغَیْرُ صُدُوْدِكَ الْخَطْبُ الْكَبِیْرُ

تیرے ہاتھ میں کوئی ایسی خیر نہیں جس کی میں امید کروں اور تیرے اعراض کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے امور ہیں (یعنی اگر تو اعراض و پہلو تہی کرتا ہے تو میرے لئے معروفیت کے اور بہت سے کام ہیں) بعض حضرات نے دوسرے مصرعہ کا ترجمہ کیا ہے "تیری دشمنی کے علاوہ ہر معاملہ بڑا ہے" یعنے تیری عداوت و دشمنی ایک حقیر شئ ہے جس کی مجھے کوئی پرواہ نہیں)

أَرْتَجِیْهِ : ارتجاءً و رجا (ن) رجاءً : امید رکھنا ۔ صُدُوْد : مصدر (ن): اعراض کرنا ۔ الخَطْبُ : کام، مہم جمع : خُطُوْب

۳ أَلَمْ تَرَ أَنَّ شِعْرِیْ سَارَ عَنِّیْ وَشِعْرُكَ حَوْلَ بَیْتِكَ مَا یَسِیْرُ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میرے اشعار ہر طرف پھیل گئے اور تیرا شعر تیرے گھر کے اردگرد بھی نہیں گھومتا ۔

۴ إِذَا أَبْصَرْتَنِیْ أَعْرَضْتَ عَنِّیْ كَأَنَّ الشَّمْسَ مِنْ قِبَلِیْ تَدُوْرُ

جب تو مجھے دیکھتا ہے تو رُخ پھیر لیتا ہے گویا کہ آفتاب میرے اردگرد پھر رہا ہے (جس کے سبب تیری آنکھیں میری طرف جم کر نہیں دیکھ سکتیں)

وَقَالَ الأَحْوَصُ بْنُ مُحَمَّدٍ

یہ اسلامی شاعر ہے، ولید کے حکم سے ابوبکر بن محمد نے اس کو کوڑے لگائے تو اس کو خطاب کر کے کہنے لگا : ——

۱ إِنِّیْ عَلٰی مَا قَدْ عَلِمْتَ مُحَسَّدٌ أَنْمِیْ عَلَی الْبَغْضَاءِ وَالشَّنَآنِ

میرے ساتھ حسد کیا جاتا ہے ان فضائل پر جو تو جانتا ہے، میں بغض و عداوت کے باوجود ترقی کر رہا ہوں ۔

الشَّنَآن : مصدر (ف) شَنْئًا وشَنَآنًا : بغض وحسد کرنا، وَفِی التَّنْزِیْل: «وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ» مُحَسَّد : إِنَّ کی خبر ہے «عَلٰی مَا قَدْ» «مُحَسَّد» سے متعلق ہے ۔

۲ مَا تَعْتَرِیْنِیْ مِنْ خُطُوْبٍ مُلِمَّةٍ إِلَّا تُشَرِّفُنِیْ وَتُعْظِمُ شَانِیْ

مصائبِ نازلہ مجھے لاحق نہیں ہوتے مگر وہ میری شرافت کو بڑھاتے اور میری شان کو عظیم بنا دیتے ہیں۔

تَعْتَرِيْنِيْ: اعْتِرَاءً، وعَرَا (ن) عَرْوًا: پیش آنا، لاحق ہونا۔ مُلِمَّةٍ: نازل ہونے والی، اسم فاعل از أَلَمَّ بِهِ: نازل ہونا «ما» نافیہ ہے «من» زائدہ ہے۔

(۳) فَإِذَا تَزُوْلُ تَزُوْلُ عَنْ مُتَخَمِّطٍ　　تُخْشَى بَوَادِرُهُ لَدَى الْأَقْرَانِ

اور جب وہ زائل ہوتے ہیں تو زائل ہوتے ہیں ایک ایسے متکبر سے جس کی جلد بازیاں بھی ہمسروں کے ہاں خوفناک ہیں (تو جو فیصلے سوچ سمجھ کر کئے جائیں ان کی ہیبت کا تو پوچھنا ہی کیا!)

مُتَخَمِّط: متکبر، تَخَمَّطَ الرَّجُلُ: تکبر کرنا۔ بَوَادِر: جلد بازیاں، مفرد: بَادِرَة۔ الْأَقْرَان: ہمسر، ہم عمر، مفرد: قِرْنٌ۔

(۴) إِنِّيْ إِذَا خَفِيَ الرِّجَالُ وَجَدْتَنِيْ　　كَالشَّمْسِ لَا تَخْفٰى بِكُلِّ مَكَانِ

جب دوسرے لوگ (اپنی گمنامی کے باعث) مخفی ہوتے ہیں تو تُو مجھے سورج کی طرح پائے گا جو کسی جگہ نہیں چھپتا۔

وَقَالَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ

یہ اسلامی شاعر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، بنو اُمیہ سے خطاب کرکے کہتے ہیں:

(۱) مَهْلًا بَنِيْ عَمِّنَا مَهْلًا مَوَالِيْنَا　　لَا تَنْبُشُوْا بَيْنَنَا مَا كَانَ مَدْفُوْنَا

اے ہمارے چچا زاد بھائیو! نرمی اختیار کرو۔ اور جو کچھ ہمارے درمیان پوشیدہ ہے اس کو ظاہر نہ کرو (یعنی جو کچھ شکایات اور گلے ہمارے درمیان ہیں وہ تازہ نہ کرو)

مَهْلًا: اسم فعل بمعنی أَرْفِقُوْا: نرمی اختیار کرو، مفرد جمع سب کے لئے مستعمل ہے۔

لَا تَنْبُشُوْا: (ن) نَبْشًا: نکالنا، ظاہر کرنا۔ ثانی مَهْلًا اوّل کے لئے تاکید ہے۔

(۲) لَا تَطْمَعُوْا أَنْ تُهِيْنُوْنَا وَنُكْرِمَكُمْ　　وَأَنْ نَكُفَّ الْأَذٰى عَنْكُمْ وَتُؤْذُوْنَا

اس بات کی امید نہ رکھو کہ تم ہماری اہانت کرو اور ہم تمہارا احترام کریں اور ہم تمہاری تکلیف سے باز رہیں اور تم ہمیں تکلیف دو۔

التَّطَمُّع: اس کے صلے میں باء اور فِیْ استعمال ہوتا ہے، اس لئے أَنْ سے پہلے فِیْ محذوف ہے۔ أَیْ لَا تَطْمَعُوْا فِیْ أَنْ ------!

(۳) مَهلًا بَنِی عَمِّنَا عَنْ نَحتِ أَثلَتِنَا سِيرُوا رُوَيدًا كَمَا كُنتُمْ تَسِيرُونَا

چچازاد بھائیو! ہماری مذمت، سے باز رہو اور نرم چال چلو جیسے پہلے چلتے تھے۔

نَحتَ: مصدر نَحَتَ (ض) نَحْتًا: تراشنا ۔ أَثلَةَ: جھاؤ کا درخت، جمع: أَثلٌ، وفی التنزیل «وَبَدَّلنٰهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَّأَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ» اور بطور محاورہ کہتے ہیں۔ نَحَتَ أَثلَةَ فُلَانٍ: یعنی اس پر عیب لگایا اور اس کی شان گھٹائی۔

مَهلًا کے صلہ میں عَنْ ہے اس لئے یہاں اس کے معنی اعراض کرنے اور باز رہنے کے ہیں «رُوَيدًا» مفعول مطلق ہے۔ أَيْ: سَيْرًا رُوَيدًا۔

(۴) اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّا لَا نُحِبُّكُمْ وَلَا نَلُومُكُمْ أَلَّا تُحِبُّونَا

اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ ہم تم سے محبت نہیں کرتے ہیں اور نہ تمھیں اس بات پر ملامت کرتے ہیں کہ تم ہم سے محبت نہیں کرتے۔

(۵) كُلٌّ لَهُ نِيَّةٌ فِي بُغْضِ صَاحِبِهِ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ نَقْلِيكُمْ وَتَقْلُونَا

ہم میں سے ہر فریق کے لئے مخالف فریق کے ساتھ بغض رکھنے میں ایک نیت ہے یہ اللہ کا فضل ہے کہ ہم تم سے دشمنی کرتے ہیں اور تم ہمارے ساتھ بغض کرتے ہو۔ (یعنی کسی کے ساتھ بغض وعداوت رکھنے میں ہر آدمی کی خاص نیت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم حق کی حمایت یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کے لئے تم سے دشمنی کرتے ہیں اور اس پر تم ہم سے حسد کرتے ہو۔)

نَقلِيكُمْ: قَلَى (ض) قِلًى، قَلَاءً: دشمنی کرنا، وفی التنزیل «مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلىٰ»

وَقَالَ الطِّرِمَّاحُ بنُ حَكِيمٍ

یہ اسلامی شاعر ہے، بصرہ کی مسجد میں متکبرانہ چال چل رہا تھا کسی آدمی نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ متکبر کون ہے؟ اس کے اس جملے کی وجہ سے یہ اشعار کہے:

(۱) لَقَدْ زَادَنِي حُبًّا لِنَفْسِي أَنَّنِي بَغِيضٌ إِلَى كُلِّ امْرِءٍ غَيْرِ طَائِلٍ

اس بات نے میری جان کے ساتھ میری محبت میں اضافہ کیا کہ میں ہر بے فائدہ آدمی کی نظر میں مبغوض ہوں۔

طَائِل : صَاحِبُ الطَّوْلِ : فضل والا - غَيْرُ طَائِل : بے فائدہ، کما «أَنَّنِيْ ...» «زَادَ» کا فاعل ہے۔

(۲) وَإِنِّيْ شَقِيٌّ بِاللِّئَامِ وَلَاتَرَى   شَقِيًّا بِهِمْ إِلَّا كَرِيْمَ الشَّمَائِلِ

اور یہ کہ میں کمینوں کے ہاں بدبخت ہوں اور نیک خصال آدمی کو ہی آپ کمینوں کے ہاں بدبخت پائیں گے۔

شَقِيٌّ : بدبخت، جمع : أَشْقِيَاء - الشَّمَائِلُ : عادات وخصائل، مفرد: شِمَال۔
اَللِّئَامُ : کمینے، مفرد : لَئِيْم۔

(۳) إِذَا مَارَآنِيْ قَطَعَ الطَّرْفَ بَيْنَهُ   وَبَيْنِيْ فِعْلَ الْعَارِفِ الْمُتَجَاهِلِ

جب وہ مجھے دیکھتا ہے تو میرے اور اپنے درمیان نگاہ کو پھیر لیتا ہے "تجاہلِ عارفانہ" سے کام لیتے ہوئے۔

فعلَ العارف : مفعول مطلق ہے قَطَعَ کے لئے۔

(۴) مَلَأْتُ عَلَيْهِ الْأَرْضَ حَتّٰى كَأَنَّهَا   مِنَ الضِّيْقِ فِيْ عَيْنَيْهِ كِفَّةُ حَابِلِ

میں نے اس پر زمین کو تنگ کر دیا ہے یہاں تک کہ وہ زمین (باوجود وسعت اور کشادگی کے) اس کی آنکھوں میں تنگی کی وجہ سے (ایسی ہوگئی جیسے) شکاری کا گھڑا (جس پر شکاری جال بچھاتا ہے، تنگ ہوتا) ہے۔

كِفَّة : ہر گول چیز، گڑھا جس میں پانی جمع ہو، ترازو کا پلڑا، كِفَّةُ الصَّائِد : شکاری کا جال، جمع : كِفَفٌ، كِفَاف - حَابِلٌ : صاحبُ الحِبالة : رسی والا، شکاری۔

(۵) أَكُلُّ امْرِءٍ أَلْفٰى أَبَاهُ مُقَصِّرًا   مُعَادٍ لِأَهْلِ الْمَكْرُمَاتِ الْأَوَائِلِ

کیا ہر وہ شخص جس نے اپنے باپ کو کوتاہ پایا ہو گذشتہ شرفاء کے ساتھ دشمنی کرے گا؟

أَلْفٰى : إِلْفَاءٌ : پانا : مُعَادٍ : اسم فاعل از عادی : مخالف - المَكْرُمَات : فضائل : مفرد : مَكْرُمَة۔

(۶) إِذَا ذُكِرَتْ مَسْعَاةُ وَالِدِهِ اضْطَنٰى   وَلَا يَضْطَنِيْ مِنْ شَتْمِ أَهْلِ الْفَضَائِلِ

جب اُس کے والد کے کرتوتوں کا تذکرہ کیا جائے تو یہ شرم کی وجہ سے سکڑ جاتا ہے اور اصحاب فضیلت کو گالی دینے سے نہیں سکڑتا۔

مَسْعَاة : مصدر بمعنے سعی و کوشش کرنا، مراد ناشائستہ افعال ہیں۔ اِضْطَنٰى : از افتعال : سکڑ جانا ۔ وضَنِيَ (س) ضِنيً : مرض کی وجہ سے کمزور ہونا۔

(٧) وَمَا مَنُعَتْ دَارٌ وَلَاعَزَّ أَهْلُهَا ... مِنَ النَّاسِ إِلَّا بِالْقَنَا وَالْقَنَابِلِ

نہ کوئی گھر محفوظ رہ سکتا ہے اور نہ اس کے باشندے معزز ہو سکتے ہیں مگر بذریعہ نیزوں اور گھوڑوں کے (اور وہ میرے پاس ہیں اس کے پاس گالی اور طعن کے سوا کچھ نہیں اور وہ باعث عزت نہیں۔)

مَنُعَتْ : (ک) مَنَاعَة: محفوظ و مضبوط ہونا۔ القَنَا : نیزے، مفرد: قَنَاة۔ القَنَابِل : لوگوں یا گھوڑوں کی جماعتیں، مفرد: قَنْبَل، قَنْبَلَة۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِي فَقْعَسٍ

(١) وَذَوِي ضِبَابٍ مُظْهِرِيْنَ عَدَاوَةً ... قَرْحَى الْقُلُوْبِ مُعَاوِدِي الْأَفْنَادِ

(٢) نَاسَيْتُهُمْ بَغْضَاءَهُمْ وَتَرَكْتُهُمْ ... وَهُمْ إِذَا ذُكِرَ الصَّدِيْقُ أَعَادِ

اور بہت سے کینہ ور، دشمنی ظاہر کرنے والے مجروح القلب اور فحش گوئی کے عادی ایسے ہیں کہ میں نے اُن کا بغض بھلا دیا اور اُن (کے ساتھ دشمنی) کو چھوڑ دیا، حالانکہ دوستوں کے تذکرے کے وقت وہ دشمنوں میں شمار ہوں گے۔

ضِبَاب : مفرده: ضَبٌّ: کینہ، گوہ و کفتار۔ قَرْحَى : مفرده: قَرِيْحٌ: زخمی — اس میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے۔ اصل (القلوبُ القَرحیٰ) ہے۔ معاوِدِی : اسم فاعل منَ المعاودَة اصل میں مُعَاوِدِيْن تھا۔ نون جمع اضافت کی وجہ سے گرا دیا گیا۔ عَاوَدَ الشَّیْءَ : عادی ہونا، اپنی عادت بنالینا۔ وَعَادَ (ن) عَوْدًا : لوٹنا۔ الأَفْنَاد: مفرده: فَنَدَ : جھوٹ، رائے میں غلطی، فحش گوئی۔ فَنِدَ (س) فَنَدًا : کھوسٹ ہونا، بڑھاپے کی وجہ سے ضعیفُ العقل ہونا، بات و رائے میں غلطی کرنا۔ إِفْنَاد بکسر الہمزہ بھی مروی ہے۔ أَفْنَدَ۔ إِفْنَادًا : جھوٹ بولنا، فحش گوئی کرنا۔

«وذوی ضباب» : واؤ بمعنی رُبّ حرفِ جر «ذوی ضباب» موصوف «مظهرین» «قرحی ...» «معادی ...» یہ تینوں صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر لفظاً مجرور اور معنیً منصوب مفعول بہ ہے۔ دوسرے شعر میں «نَاسَيْتُهُمْ» کے لئے «ناسَيْتُ» لفظاً جوابِ رُبّ ہے اور معنیً «ذوی ضباب مظهرین ...» کے لئے ناصب ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔

نَاسَيْتُ : مناساةً : بھلانا، ونَسِيَ (س) نِسْيَانًا : بھولنا۔ أَعَادِي : أعداء

کی جمع ہے، أَعْدَاءٌ عَدُوٌّ کی جمع ہے: دشمن «أَعَادِی» «هُمْ» کی خبر ہے۔

(۳) کَیْ مَا أُعِدَّهُمْ لِأَبْعَدَ مِنْهُمْ ۔۔۔ وَلَقَدْ یُجَاءُ إِلَی ذَوِی الْأَحْقَادِ

تاکہ اُن کو میں اُن لوگوں کے لئے تیار رکھوں جو (دشمنی میں) ان سے زیادہ دور ہیں کیونکہ کبھی کینہ ور دشمنوں کیطرف (مدد لینے کے لئے) مجبور ہونا پڑتا ہے (یعنی بسا اوقات بڑے دشمن کو دفع کرنے کے لئے کینہ اور عداوت رکھنے والوں سے مدد کی التجا کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے میں ان کے کینہ اور عداوت سے چشم پوشی کرتا ہوں)

یُجَاءُ: صیغۂ مجہول، أَجَاءَهُ إِلَی کَذَا: مجبور کرنا۔ قال اللہ عزوجل «فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَی جِذْعِ النَّخْلَةِ» الْأَحْقَاد: مفردہ: حِقْدٌ: کینہ۔

وَقَالَ یَزِیدُ بْنُ الْحَکَمِ الْکِلَابِیُّ

(۱) دَفَعْنَاکُمْ بِالْقَوْلِ حَتَّی بَطِرْتُمْ ۔۔۔ وَبِالرَّاحِ حَتَّی کَانَ دَفْعُ الْأَصَابِعِ

بنی اعمام! ہم نے تم کو قول کے ذریعے دفع کیا تب تو تم اترانے لگے، پھر ہتھیلیوں سے یہاں تک کہ پھر انگلیوں (مکے) سے دفع کیا۔

بَطِرْتُمْ: (س) بَطَرًا: اترانا، اکڑانا۔ الرَّاحُ: مفردہ: راحة: ہتھیلی

(۲) فَلَمَّا رَأَیْنَا جَهْلَکُمْ غَیْرَ مُنْتَهٍ ۔۔۔ وَمَا غَابَ مِنْ أَحْلَامِکُمْ غَیْرَ رَاجِعِ

جب ہم نے دیکھا کہ تمھاری جہالت ختم ہونے والی نہیں اور تمھاری گئی ہوئی عقلیں واپس لوٹنے والی نہیں۔

أَحْلَامٌ: مفردہ: حِلْمٌ: عقل «وما غاب» کا عطف «جهلکم» پر ہے۔

(۳) مَسِسْنَا مِنَ الْآبَاءِ شَیْئًا وَکُلُّنَا ۔۔۔ إِلَی حَسَبٍ فِی قَوْمِهِ غَیْرِ وَاضِعِ

تو ہم نے آباء میں کچھ تلاش کیا (لیکن معلوم ہوا) کہ ہم اپنی قوم میں سب ایسے نسب کی طرف منسوب ہیں جو گرا ہوا نہیں ہے (بلکہ شریف و بلند ہے)

مَسِسْنَا: (س) مَسًّا: چھونا، لاحق ہونا، طلب کرنا۔ وَاضِعٌ: ذلیل، گرا ہوا، «إلی حَسَبٍ» کا متعلق «مَنْسُوبٌ» محذوف ہے «أَیْ کُلُّنَا مَنْسُوبٌ إِلَی حَسَبٍ» «غَیْرِ وَاضِعِ» «حَسَبٍ» کی صفت ہے۔

(۴) فَلَمَّا بَلَغْنَا الْأُمَّهَاتِ وَجَدْتُمْ ۔۔۔ بَنِی عَمِّکُمْ کَانُوا کِرَامَ الْمَضَاجِعِ

اور جب ہم ماؤں تک پہنچے تو تم نے اپنے چچازاد بھائیوں کو (یعنی ہم کو) شریف ماؤں

کی اولاد پایا۔(یعنی باپ کی جانب سے ہم ایک جیسے ہیں لیکن اُمہات کی طرف سے ہم تم پر فائق ہیں۔

المَضَاجِع : مفرد، مَضجَع: لیٹنے کی جگہ، یہاں امّہات مُراد ہیں۔

(۵) بَنِي عَمِّنَا لَا تَشْتِمُونَا وَدَافِعُوا   عَلَى حَسَبٍ مَا فَاتَ قِيدَ الْأَكَارِعِ

حمازاد بھائیو! ہمیں گالی نہ دو اور اس نسب کی شرافت کا دفاع کرو کہ جس کی عزت پنڈلی کی نالی کی بمقدار بھی فوت نہیں ہوئی (یعنی ہم سب شرفا ہیں، ہماری عزت پر ابھی تک کوئی حرف نہیں آیا۔اب اختلاف سے اس پر حرف نہیں آنا چاہیئے بلکہ صلح کر لینی چاہیئے۔)

قِيد : مقدار۔ الأَكَارِع : مفرد: كُرَاع: ٹخنوں سے نیچے کا حصہ، پنڈلی کی نالی، گائے بکری کے پائے، کہتے ہیں۔« لَا تُطْعِمِ الْعَبْدَ الْكُرَاعَ ، فَيَطْمَعُ فِي الذِّرَاعِ » غلام کو پائے نہ کھلایئے ورنہ وہ شانہ کے گوشت کا امیدوار بن جائے گا۔

مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے دَافِعُوا کا ترجمہ صَالِحُوا اور مَافَاتَ کا ترجمہ مَا سَبَقَ کیا ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں « لَا تَشْتِمُونَا ، وَصَالِحُونَا عَلَى حَسَبٍ مُشْتَرَكٍ فِينَا ، مَا سَبَقَ قَدْرَ الْكُرَاعِ فِي الْفَضْلِ عَلَى الْآخَرِ » یعنے ایسے مشترک آبائی شرف کی وجہ سے جو ایک نلی کے بقدر بھی دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتا ہم سے صلح کر لو۔

(۶) وَكُنَّا بَنِي عَمٍّ نَزَا الْجَهْلُ بَيْنَنَا   فَكُلٌّ يُوَفَّى حَقَّهُ غَيْرَ وَادِعِ

اور ہم چچازاد بھائی تھے مگر جہالت ہمارے درمیان کود پڑی، اب ہر ایک کو اُس کا حق پورا دیا جائے گا۔جس کو وہ نہیں چھوڑے گا (یعنے جس نے بھی جہالت سے کام لیا، اس کی سزا اس کو ملے گی۔)

نَزَا : (ن) نَزْوًا : کودنا۔يُوَفَّى : صیغہ مجہول از تفعیل۔تَوْفِيَةً : پورا حق دینا۔

وَادِع : چھوڑنے والا، سکون واطمینان والا۔(ف) وَدْعًا : چھوڑنا، مطمئن ہونا، یہاں دونوں معنے ہو سکتے ہیں۔دوسرے معنی کی صورت میں ترجمہ ہوگا " ہر ایک کو اس کا حق پورا دیا جائے گا، مطمئن کوئی بھی نہیں ہوگا " (بلکہ جنگ سب کو پریشان کرے گی)

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ رَأَلَانَ السَّنْبِسِیُّ

(۱) لَعَمْرُكَ مَا أُخْزٰی إِذَا مَا نَسَبْتَنِیْ ۔۔۔ إِذَا لَمْ تَقُلْ بُطْلًا عَلَیَّ وَمَیْنَا

تیری عمر کی قسم! جب تو میرا نسب بیان کریگا تو میں رسوا نہ ہوں گا بشرطیکہ تو میرے خلاف کوئی باطل اور جھوٹی بات نہ کہے۔

أُخْزٰی (س) خِزْیًا: رسوا ہونا۔ خَزَایَةً: شرم کرنا۔ بُطْلًا: مصدر (ن) بُطْلًا، بُطُوْلًا: باطل ہونا۔ مَیْنًا: مصدر، مَانَ (ض) مَیْنًا: جھوٹ بولنا۔

(۲) وَلٰكِنَّمَا یُخْزٰی امْرُؤٌ تَكْلِمُ اسْتَهٗ ۔۔۔ قَنَا قَوْمِهٖ إِذَا الرِّمَاحُ هَوَیْنَا

رسوا تو وہ آدمی ہوتا ہے جس کی سُرین زخمی کی ہو اس کی قوم کے نیزوں نے، جب نیزے (خوف اور بھگدڑ سے) گرتے ہوں۔ (چونکہ شاعر بنو جدیلہ سے مخاطب ہے اور وہ کئی مرتبہ جنگ سے بھاگے تھے اس وجہ سے ان کو عار دلاکر یہ کہا۔)

اِسْتٌ: جڑ، سُرین۔ هَوَیْنَ: بروزن رَمَیْنَ، هوی (ض) هُوِیًّا: گرنا۔ قال اللّٰہ تعالیٰ «وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰی»

(۳) فَإِنْ تُبْغِضُوْنَا بِغْضَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۔۔۔ فَإِنَّا جَدَعْنَا مِنْكُمْ وَشَرَیْنَا

چنانچہ اگر تم اپنے سینوں میں بغض رکھتے ہو (تو تم حق بجانب ہو) کیونکہ ہم نے تمہاری ناک کاٹی ہے (یعنی ذلیل کیا ہے) اور تمہیں (غلام بناکر) بیچا ہے۔

جَدَعْنَا: (ف) جَدْعًا: ناک کاٹنا۔

(۴) وَنَحْنُ غَلَبْنَا بِالْجِبَالِ وَعِزِّهَا ۔۔۔ وَنَحْنُ وَرِثْنَا غَیْثًا وَبُدَیْنَا

اور ہم پہاڑوں اور ان کی بلندی کی وجہ سے تم پر غالب ہیں اور ہم (نامور بزرگ غَیْث اور بُدَیْن کے وارث ہیں۔

عِزُّ الْجِبَالِ: پہاڑوں کی بلندی۔

(۵) وَأَیُّ ثَنَایَا الْمَجْدِ لَمْ نَطَّلِعْ لَهَا ۔۔۔ وَأَنْتُمْ غِضَابٌ تَحْرُقُوْنَ عَلَیْنَا

اور بزرگی کی وہ کون سی گھاٹیاں ہیں جن پر ہم چڑھے نہ ہوں اور تم غضب ناک ہوکر ہم پر دانت پیستے رہے۔

ثَنَایَا۔ گھاٹیاں، مفرد: ثَنِیَّةٌ۔ تَحْرُقُوْنَ: (ن، ض) علیه حَرْقًا، حُرُوْقًا: دانت پیسنا، شدتِ غضب کے لئے بطور کنایہ بولتے ہیں۔

وَقَالَ سَبْرَةُ بْنُ عَمْرٍو الْفَقْعَسِیُّ

تعارف : یہ جاہلی شاعر ہے، اس کے پاس کافی اُونٹ اور دیگر ساز و سامان تھا، ضمیرہ نہشلی نے اس کو بخل کا طعنہ دیا کہ مال کی یہ کثرت تمہارے بخیل ہونے کی علامت ہے کہ خرچ نہیں کرتے ہو، اس پر نہشلی سے کہتا ہے :

(۱) أَتَنْسٰى دِفَاعِیْ عَنْكَ إِذْ أَنْتَ مُسْلَمٌ ۔۔۔ وَقَدْ سَالَ مِنْ ذُلٍّ عَلَيْكَ قُرَاقِرُ

کیا تم اپنے آپ سے میرے دفاع کو بھولتے ہو، جب تو بے سہارا تھا اور تجھ پر ذلت کی وادی قراقر بہہ گئی تھی

مُسْلَمٌ : اسم مفعول: بے سہارا، جس کو دشمنوں کے حوالہ کیا گیا ہو۔ أَسْلَمَ إِلَيْهِ: حوالہ کرنا۔ قُرَاقِرُ : وادی کا نام۔

ترکیب میں «سال» کا فاعل ہے۔ سَالَ (ض) سَيْلًا : بہنا۔

(۲) وَنِسْوَتُكُمْ فِی الرَّوْعِ بَادٍ وُجُوهُهَا ۔۔۔ يُخَلْنَ إِمَاءً وَالْإِمَاءُ حَرَائِرُ

اور تمہاری عورتیں بوقتِ خوف چہرے ظاہر کئے ہوئے باندیاں معلوم ہوتی تھیں حالانکہ یہ باندیاں تمہاری آزاد عورتیں تھیں۔

يُخَلْنَ : صیغہ مجہول، خال (س) خَيْلَانًا وَخِيَالًا : خیال کرنا۔ إِمَاءٌ : باندیاں مفرد: أَمَةٌ۔ حَرَائِرُ : آزاد عورتیں، مفرد: حُرَّةٌ۔

(۳) أَعَيَّرْتَنَا أَلْبَانَهَا وَلُحُومَهَا ۔۔۔ وَذٰلِكَ عَارٌ يَا ابْنَ رَيْطَةَ ظَاهِرُ

کیا تو اُونٹوں کے دودھ اور اُس کے گوشت کا ہم پر عیب لگاتا ہے، اور یہ عیب اے ابن ریطہ! جاتا رہے گا (جب اس کا مصرف بیان کریں گے)

عَيَّرْتَنَا : تَعْيِيْرُ كَذَا وَبِكَذَا : عیب لگانا۔ ظَاهِرٌ : زائل

(۴) نُحَابِیْ بِهَا أَكْفَاءَنَا وَنُهِينُهَا ۔۔۔ وَنَشْرَبُ فِیْ أَثْمَانِهَا وَنُقَامِرُ

ہم اُس کے ذریعہ اپنے بھائیوں کو دیتے ہیں اور (مہمانوں کے لئے) ذبح کرتے ہیں اور ان کی رقم سے شراب پیتے اور جوا کھیلتے ہیں۔

نُحَابِیْ : مُحَابَاةً وَحِبَاءً : مدد کرنا۔ حَابَاهُ بِهِ : عطیہ دینا۔ وحَبَاهُ (ن) حَبْوًا : دینا، عطا کرنا۔ أَكْفَاء : ہم سر، مفرد: كُفْءٌ : نُهِينُهَا : أَهَانَ إِهَانَةً : ذلیل کرنا، مُراد ذبح کرنا ہے۔

وَقَالَ آخرُ من بَنِی فقعَسٍ

(۱) أَيَبْغِي آلُ شَدَّادٍ عَلَيْنَا وَمَا يُرْعَىٰ لِشَدَّادٍ فَصِيلُ

کیا آلِ شدّاد ہم پر فخر کرتے ہیں حالانکہ اُن کا تو اونٹنی کا ایک بچہ بھی چراگاہ میں چرایا نہیں جاتا۔

یَبْغیٰ : بَغیٰ عَلَیْہِ (ض) بَغْیًا : فخر کرنا۔ فَصِیل : وَلَدُ النَّاقَة إِذَا فُصِلَ عَنْ أُمِّهٖ : اُونٹنی کا بچہ، جمع : فُصْلَانٌ، فِصَالٌ۔ یُرْعیٰ : صیغہ مجہول، أَرْعَی الْمَاشِیَةَ : جانور کو چرانا، وَرَعیٰ (ف) رَعْیًا وَمَرْعیٰ : گھاس چرنا، بعض نسخوں میں یُرْغیٰ (بالغین) ہے، عرب میں کوئی محتاج ہوتا تو وہ قبائل کی طرف رسّی لے کر نکلتا، کوئی اُس کو اُونٹ دیتا اور کوئی بکری، اُونٹ دینے والے کے لئے أَرْغیٰ اور بکری دینے والے کے لئے «اَثْغیٰ» کا لفظ استعمال کرتے، بطور محاورہ کہتے ہیں :— «أَتَیْتُهٗ فَمَا أَرْغیٰ وَلَا أَثْغیٰ» میں اُس کے پاس آیا تو اُس نے نہ تو اُونٹ دیا اور نہ بکری! «وَمَا یُرْغیٰ» کی صورت میں ترجمہ ہوگا "شدّاد کو تو اُونٹنی کا بچہ بھی نہیں دیا جاتا" یعنے اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ لوگ اس کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے کہ اُسے اُونٹنی کا بچہ دیا جائے۔

(۲) فَإِنْ تَغْمِزْ مَفَاصِلَنَا تَجِدْهَا غِلَاظًا فِي أَنَامِلِ مَنْ يَصُولُ

اگر تو ہمارے جوڑوں کو دبا کر دیکھے تو تُو اُن کو حملہ آوروں کی انگلیوں میں سخت پائیگا

تَغْمِزْ : (ض) غَمْزًا : ٹٹولنا۔ آزمائش کے لئے دبانا، چبانا۔ مَفَاصِل : جوڑ، دو ہڈیوں کے ملنے کی جگہ، مفرد : مَفْصِلٌ، مادہ : (ف ص ل) غِلَاظًا، سخت، مفرد : غَلِیْظ۔ یَصُوْل : (ن) صَوْلًا : حملہ کرنا۔

وَقَالَ جَزْءُ بنُ كُلَيْبٍ الفَقْعَسِيُّ

یہ قحط کی وجہ سے یزید بن حذیفہ کے یہاں ٹھہرا، یزید نے اُس سے اس کی لڑکی کا رشتہ مانگا۔ اُس پر یہ ناراض ہوا اور مذکورہ شعر کہے

(۱) تَبَغَّى ابْنُ كُوزٍ وَالسَّفَاهَةُ كَاسْمِهَا لِيَسْتَادَ مِنَّا أَنْ شَتَوْنَا لَيَالِيَا

ابن کوز نے ظلم کیا۔ اور "سفاہت وبے وقوفی" اپنے نام کی طرح بُری ہے۔ تاکہ وہ

ہم سے سردارزادی کا رشتہ مانگے، اس لئے کہ ہم چند ایام سے قحط میں مبتلا ہیں۔
تَبَغّی : از تفعل : زور دار طریقے سے طلب کرنا۔ وَبَغٰی (ض) بَغْیًا : ظلم وزیادتی کرنا
قال اللّٰہُ تعالٰی «ولو بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ لَبَغَوا فِی الْأَرْضِ» بَغَی الشَّیْءُ بُغْیَۃً :
طلب کرنا ۔ قال اللّٰہُ عزّوجلَّ «وَلَأَوْضَعُوا خِلٰلَکُمْ یَبْغُونَکُمُ الْفِتْنَۃَ»
یہاں ظلم اور طلب دونوں معنے ہوسکتے ہیں ۔ لِیَسْتَادَ : از افتعال، اِسْتَادَ الرَّجُلُ
فِی بَنِی فُلَانٍ : سردارِ قوم کی لڑکی سے منگنی کرنا، سردار زادی کا رشتہ طلب کرنا۔
سَادَ قَوْمَہٗ (ن) سِیَادَۃً وَسُؤْدَدًا : سردار ہونا۔ مادہ : (س و د) شَتَوْنَا :
(ن) شَتْوًا : موسم سرما یا قحط سالی میں مبتلا ہونا، قحط زدہ ہونا «أَنْ شَتَوْنَا»
اصل میں لِأَنْ شَتَوْنَا ہے، ماقبل کے لئے علت ہے، لام سببیہ محذوف ہے۔

(۲) فَمَا أَکْبَرُ الْأَشْیَاءِ عِنْدِیْ حَزَازَۃً بِأَنْ أُبْتَ مَزْرِیًّا عَلَیْکَ وَزَارِیًا

اور دردِ دل کے اعتبار سے میرے نزدیک تمام اشیاء میں اس سے بڑھ کر کوئی شے نہیں کہ تو لوٹے اس حال میں کہ تجھ پر عیب لگایا گیا ہو اور تو بھی عیب لگانے والا ہو (یعنی یہ بات میرے نزدیک بڑی افسوسناک ہوگی کہ ہماری آپ کی جدائی کے وقت جانبین سے طعن وتشنیع اور عیب طرازی ہو۔)

حَزَازَۃً : غصہ وغیرہ کی وجہ سے دردِ دل، جمع : حَزَازَات : مادہ (ح ز ز)
أُبْتَ : بروزن قُلْتَ، آبَ (ن) أَوْبًا : لوٹنا ۔ مَزْرِیًّا : مَزْرِی کی طرف
منسوب ہے، مَزْرِی صیغہ ظرف ہے، عیب دار جگہ : زری علیہ (ض)
زِرَایَۃً : عیب لگانا۔ زَارِیًا : عیب لگانے والا۔ «مَزْرِیًّا» اور «زَارِیًا»
أُبْتَ کی ضمیر فاعل سے حال ہے، یعنے تو لوٹے اس حال میں کہ تجھ پر ہماری طرف سے عیب لگا ہو اور تو ہم پر عیب لگا رہا ہو۔
«حَزَازَۃً» تمیز ہے۔ «بِأَنْ» «مَا» مشبہ بلیس کی خبر ہے اور باء زائدہ ہے۔

(۳) وَإِنَّا عَلٰی عَضِّ الزَّمَانِ الَّذِیْ تَرٰی نُعَالِجُ مِنْ کُرْہِ الْمَخَازِیْ الدَّوَاہِیَا

اور ہم باوجود سختی زمانہ کے جس کو تو دیکھتا ہے۔ مصائب کو سہتے ہیں رسوائی کو ناپسند کرنے کی وجہ سے۔

عَضُّ الزَّمَانِ : زمانہ کی شدت عَضَّ (ن) عَضًّا : کاٹنا ۔ نُعَالِجُ : مُعَالَجَۃً :
سہنا، برداشت کرنا، علاج کرنا۔ الْمَخَازِیْ : مفردہ : مَخْزَاۃٌ : رسوائی ۔ وَقِیْلَ :

إِنَّهٗ جَمۡعُ خِزۡیٍ وخَزۡیٍ، کَالمَحَاسِنِ وَحُسۡنٍ ـ الدَّوَاهِی؛ مصائب، مفرد: دَاهِیَةٌ: «الدَّوَاهِیَا» «نُعَالِجُ» کا مفعول بہ ہے۔

(۴) فَلَاتَطۡلُبَنۡهَا یَا ابۡنَ کُوزٍ فَـاِنَّهٗ   غَدَا النَّاسُ مُذۡ قَامَ النَّبِیُّ الۡجَوَارِیَا

لہٰذا اے ابن کوز! اس لڑکی کا مطالبہ مت کر، کیونکہ جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں لوگ لڑکیاں بن گئے ہیں (یعنی زندہ درگور کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جس کی وجہ سے لڑکیوں کی قلت نہ رہی لہٰذا کسی اور کا انتخاب کرلے۔)

الجَوَارِی: لڑکیاں، مفرد: جَارِیَةٌ ۔ غَدَا: صار۔ بعض نسخوں میں غَذَا ہے غذا (ن) غِذَاءً: غذا، کھلانا۔ اس صورت میں مطلب ہوگا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی ہے۔ لوگ لڑکیوں کو غذا دینے لگے ہیں اور انھیں بوجھ سمجھ کر زندہ درگور نہیں کرتے۔ اس لئے قحط کے باوجود اپنی بچی کی غذا اور پرورش مجھ پر بار نہیں کہ اسے آپ کے حوالے کردوں۔

(۵) وَاِنَّ الَّتِیۡ حُدِّثۡتَهَا فِیۡ اُنُوۡفِنَا   وَاَعۡنَاقِنَا مِنَ الۡإِبَاءِ کَمَا هِیَا

پس (انکار کی) وہ خصلت جو تجھ سے بیان کی گئی ہے ہماری گردن و ناک میں باقی ہے جیسے کہ پہلے تھی۔ (ناک اور گردن کا ذکر اس لئے کیا کہ اکثر انکار ناک چڑھانے یا سر ہلانے سے ہوتا ہے۔)

«مِنَ الۡإِبَاءِ» «الَّتِی» اسم موصول کا بیان ہے «حُدِّثۡتَهَا» صیغہ مجہول ہے

وَقَالَ زِیَادَةُ الۡحَارِثِیُّ

یہ اسلامی شاعر ہے۔ ھدبہ بن خشرم نے اس کو قتل کیا تھا۔

(۱) لَمۡ اَرَ قَوۡمًا مِثۡلَنَا خَیۡرَ قَوۡمِهِمۡ   اَقَلَّ بِهٖ مِنَّا عَلٰی قَوۡمِهِمۡ فَخۡرًا

میں نے کوئی قبیلہ اپنی مانند جو قوم میں سب سے زیادہ بہتر ہو، نہیں دیکھا کہ وہ اپنی قوم پر ہم سے کم فخر کرنے والا ہو۔ (یعنی جیسے ہمارا قبیلہ باوجود فضیلت کے اپنی قوم پر فخر نہیں کرتا۔ ایسا کوئی دوسرا قبیلہ میں نے نہیں دیکھا کہ وہ اپنی عزت وشرافت کی وجہ سے ناز نہ کرتا ہو۔)

«قَوۡمًا» مفعول اوّل ہے «لَمۡ اَرَ» کے لئے «مِثۡلَنَا» مفعول ثانی ہے۔ «خَیۡرَ

قَوْمِهِمْ بیان ہے مِثْلَنَا کے لئے اور «مِثْلَنَا» «قَوْمًا» کی صفت بھی بن سکتا ہے۔ یہ اگرچہ مضاف ہے لیکن لفظ غَیْرَ کی طرح لفظ «مِثْلَ» بھی اضافت کی وجہ سے معرفہ نہیں بنتا، اس صورت میں «خَیْرَ قَوْمِهِمْ» مفعول ثانی ہوگا۔ اور «أَقَلَّ» بیان ہوگا۔ «به» «عزو شرف» کی طرف عائد ہے جو «خیر قومهم» سے سمجھ میں آرہا ہے اور یہ «فَخْرًا» سے متعلق ہے۔

(٢) وَمَا تَزْدَهِيْنَا الْكِبْرِيَاءُ عَلَيْهِمْ إِذَا كَلَّمُوْنَا أَنْ نُكَلِّمَهُمْ نَزْرًا

اور ان پر ہماری بزرگی ہمیں حقیر اور ذلیل نہیں کرتی کہ جب وہ ہم سے کلام کریں تو ہم اُن سے کم گفتگو کریں۔ (یعنی عزت و مرتبت کے باوجود ہم اُن سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے اور اچھی طرح بولتے ہیں اور اس کی وجہ سے ہماری عزت میں کوئی فرق نہیں آتا۔)

تَزْدَهِيْنَا : اِزْدَهَى الرَّجُلُ : مغرور بنانا، حقارت سے دیکھنا، حقیر سمجھنا، حقارت کرنا، اصل میں «تَزْتَهِيْنَا» تھا۔ فا کلمہ میں «زا» واقع ہونے کی وجہ سے تاءِ افتعال کو دال سے بدل دیا۔ وَزَهَا (ن) زَهْوًا، زُهُوًّا : تکبر کرنا، بڑھنا، روشن ہونا ابن فارس نے لکھا ہے کہ یہ مادہ دو معنوں پر دلالت کرنے کے لئے مستعمل ہے، ایک فخر و تکبر۔ دوسرے حسن و خوبصورتی۔ نَزْرًا : کم تر و معمولی، نَزَرَ الشیءَ (ن) نَزْرًا: کم سمجھنا۔ وَنَزُرَ (ك) نَزَارَةً : کم ہونا۔ «نَزْرًا» صفت ہے۔ موصوف محذوف ہے۔ «كَلَامًا نَزْرًا»

(٣) وَنَحْنُ بَنُوْ مَاءِ السَّمَاءِ فَلَا نَرَى لِأَنْفُسِنَا مِنْ دُوْنِ مَمْلِكَةٍ قَصْرًا

اور ہم آبِ سماوی کے بیٹے ہیں (یعنی آسمان کے پانی کی طرح صاف و شفاف نسب والے ہیں) اس لئے ہم اپنے لئے سلطنت کے سوا کوئی قصر سزاوار نہیں سمجھتے ہیں

وَقَالَ ابْنَةُ مِسْوَرٍ

تعارف : اِن اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر کے باپ زیادۃ کو ھُدبہ بن خشرم نے قتل کیا، زیادۃ کے بھائی قصاص لینے کے لئے عامل مدینہ سعید بن العاص کے پاس آئے، ھُدبہ تو گرفتار نہ ہوسکا، البتہ اس کے چچا اور دو رشتہ داروں کو گرفتار کیا گیا لیکن ھُدبہ نے دیت دے کر اُن کو چھڑا لیا، مقتول کے بھائی اس پر راضی نہ تھے۔ چنانچہ وہ

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس مقدمہ لے گئے، ہُدبہ اور اس کی جماعت بھی وہاں تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُس سے قتل کے بارے میں پوچھا، تو اس نے اقرار کر لیا۔ پھر دریافت کیا کہ مقتول (زیادۃ) کا کوئی بیٹا ہے؟ کہا گیا کہ ایک بیٹا ہے لیکن وہ ابھی چھوٹا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ فیصلہ اُس کے بیٹے پر موقوف کر دیا اور مدینہ سعید کے پاس حکم بھیجا کہ ہُدبہ کو اس وقت تک قید میں رکھو، جب تک اُس کا بیٹا بالغ نہ ہو جائے پھر قصاص یا دیت کا فیصلہ وہ خود کریگا۔ چنانچہ زیادۃ کا بیٹا مِسور جب بالغ ہو گیا تو قصاص لینے کے لئے مدینہ آیا۔ قریش کے بہت سے بزرگوں نے جن میں حضرت حسین بن علی، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل تھے۔ دُگنی دیت لینے اور قصاص چھوڑنے پر اصرار کیا، کیونکہ ہُدبہ ایک اچھے شاعر تھے لیکن مِسور نہ مانا اور یہ شعر کہے:—

(۱) أَبَعْدَ الَّذِي بِالنَّعْفِ نَعْفِ كُوَيْكِبٍ   رَهِيْنَةِ رَمْسٍ ذِي تُرَابٍ وَجَنْدَلِ

کیا بعد اُس شخص کے جو کوہ کویکب کی نشیبی ہموار جگہ میں پڑا ہے اور مٹی اور پتھر والی قبر میں مدفون ہے۔

النَّعْف: پہاڑ سے نیچے اور وادی سے بلند ہموار جگہ۔ مِنَ الرَّمْلَة: ریت کا اگلا و پتلا حصہ، جمع: نِعَاف۔ رَهِيْنَة: بمعنے مَرْهُوْن یعنی مدفون اس میں تاء اسمیت کی ہے، تانیث کی نہیں۔ رَمْس: قبر کی مٹی، قبر، جمع: رُمُوْس، أَرْمَاس۔ جَنْدَل: پتھر، چٹان، نہر و ندی میں پتھروں والی وہ جگہ جہاں پانی تیزی کے ساتھ بہتا ہے، جمع: جَنَادِل۔ کُوَيْكِب: پہاڑ کا نام ہے۔ «رَهِيْنَة» یا منصوب ہے «الَّذِي» سے حال ہونے کی وجہ سے یا مجرور ہے، «الَّذِي» سے بدل واقع ہونے کی وجہ سے۔

(۲) أُذَكَّرُ بِالْبُقْيَا عَلَى مَنْ أَصَابَنِي   وَبُقْيَايَ أَنِّي جَاهِدٌ غَيْرُ مُؤْتَلِ

مجھے اُس شخص پر شفقت کی تلقین کی جاتی ہے جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اب تو میرا رحم یہ ہے کہ میں (قصاص لینے میں) کوشش کروں اور کوتاہی کرنے والا نہ بنوں۔

الْبُقْيَا: إِبْقَاء کا اسم مصدر ہے۔ أَبْقَىٰ عَلَيْهِ: رحم کرنا۔ مُؤْتَلِي: باب افتعال سے صیغہ اسم فاعل ہے: کوتاہی کرنے والا۔ ائْتَلَى۔ ايْتِلَاءً، وَأَلَا

(ن) أَلْوًا: کوتاہی کرنا، سستی دکھلانا۔

(۳) فَإِنْ لَمْ أَنَلْ ثَأْرِیْ مِنَ الْيَوْمِ أَوْ غَدٍ بَنِيْ عَمِّنَا فَالدَّهْرُ ذُوْ مُتَطَوَّلِ

اگر میں آج کل میں اِنتقام نہ لے سکوں تو چچازاد بھائیو! زمانہ طویل ہے پھر سہی۔

مُتَطَوَّل: مصدر میمی ہے بمعنی تَطَوُّل۔ «مِنَ الْيَوْمِ» میں «مِنْ» بمعنی «فِیْ» ہے۔

(۴) فَلَا يَدْعُنِيْ قَوْمِيْ لِيَوْمِ كَرِيْهَةٍ لَئِنْ لَمْ أُعَجِّلْ ضَرْبَةً أَوْ أُعَجَّلِ

میری قوم جنگ کے دن مجھے نہ بلائے اگر ضرب میں جلدی نہ کروں یا جلدی نہ مارا جاؤں۔

(۵) أَنَخْتُمْ عَلَيْنَا كَلْكَلَ الْحَرْبِ مَرَّةً فَنَحْنُ مُنِيْخُوْهَا عَلَيْكُمْ بِكَلْكَلِ

تم نے لڑائی کا سینہ ہم پر ایک دفعہ رکھدیا ہے (اور میرے باپ کو قتل کیا ہے) تو ہم بھی اُس کا سینہ تم پر رکھنے والے ہیں (اور انتقام لے کر ہی دم لیں گے۔)

أَنَخْتُمْ: أَنَاخَ - إِنَاخَة: اونٹ کو بٹھانا۔ كَلْكَل: سینہ۔ مُنِيْخُوْهَا: اسم فاعل صیغہ جمع مِنَ الْإِنَاخَة۔ اصل میں مُنِيْخُوْنَ تھا، نونِ جمع اضافت کی وجہ سے گرگیا، «ها» ضمیر «حَرْب» کی طرف راجع ہے۔

(۶) يَقُوْلُ رِجَالٌ مَا أُصِيْبَ لَهُمْ أَبٌ وَلَا مِنْ أَخٍ أَقْبِلْ عَلَى الْمَالِ تُعْقَلِ

وہ لوگ جن کے باپ یا بھائی کو اس طرح قتل نہیں کیا گیا مجھے کہتے ہیں کہ مال کی طرف متوجہ ہو کہ تجھ کو دیت دی جائے۔

تُعْقَلُ: صیغہ مجہول (ض) عَقْلًا: دیت دینا «أَقْبِلْ عَلَى الْمَالِ» مقولہ ہے يَقُوْل کا۔

(۷) كَرِيْمٌ أَصَابَتْهُ ذِئَابٌ كَثِيْرَةٌ فَلَمْ يَدْرِ حَتّٰى جِئْنَ مِنْ كُلِّ مَدْخَلِ

وہ (مقتول) ایک کریم شخص تھا جس کو بہت سے بھیڑیے پہنچ گئے، پس وہ (اُن کو دفع کرنے کی کوئی تدبیر ناگہانی کی وجہ سے) نہ جان سکا حتّٰی کہ وہ ہر طرف سے آگئے۔

ذِئَابٌ: بھیڑیے، مفرد: ذِئْبٌ۔

(۸) ذَكَرْتُ أَبَا أَرْوٰى فَأَسْبَلْتُ عَبْرَةً مِنَ الدَّمْعِ مَا كَادَتْ عَنِ الْعَيْنِ تَنْجَلِيْ

مجھے اپنے باپ ابوارویٰ کی یاد آئی، پس میں نے آنسو کے ایسے قطرے بہائے جو میری آنکھوں سے الگ ہونے کا نام نہیں لیتے۔

أَسْبَلْتُ: إِسْبَالًا - الدَّمْعَ: آنسو بہانا۔ عَبْرَة: آنسو جب بہانہ ہو، جمع: عَبَرَات۔ تَنْجَلِيْ: از انفعال، انْجَلَى الشَّيْءُ عنه: زائل ہونا، الگ ہونا۔ وجَلَا (ن) جَلْوًا، جَلَاءً: ظاہر کرنا، واضح ہونا «تَنْجَلِيْ» «مَا كَادَتْ» فعل ناقص کی

خبر ہے۔ «عَنِ الْعَیْن» اسم ہے اور پورا جملہ «عَبْرَة» کی صفت ہے۔ آبُو اُرْوٰی شاعر کے باپ کی کنیت ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ جَرْمٍ مِّنْ طَیِّئٍ

(۱) إِخَالُكَ مُوْعِدِیْ بِبَنِیْ جُفَیْفٍ　　وَمَالَةَ أَنْنِیْ أَنْهَاكَ مَالَا

میرا خیال ہے کہ تو مجھے بنو جفیف اور بنو ہالہ سے ڈرانے والا ہے اور اے ہالہ! میں تجھ کو (دشمنوں کا ساتھ دینے سے) منع کرتا ہوں۔

إِخَالُكَ : صیغہ متکلم مضارع، خَالَ (س) خِیَالًا : گمان کرنا، خیال کرنا «إِخَال» ہمزہ کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ مستعمل ہے، قیاس فتحہ ہے، کسرہ افصح ہے۔ مَالَا: میں ترخیم ندا کی وجہ سے تاء حذف کر دی گئی، دوسرے مصرعہ میں غائب سے حاضر کیطرف التفات ہے۔

(۲) فَإِلَّا تَنْتَهِیْ یَا مَالَ عَنِّیْ　　أَدَعْكَ لِمَنْ یُّعَادِیْنِیْ نَكَالَا

اے ہالہ! اگر تو باز نہ آئے تو میں تجھ کو اپنے دشمن کیلئے عبرت بنا کر چھوڑ دونگا (سخت سزا دے کر)

أَدَعْكَ : صیغہ متکلم، وَدَعَ (ف) وَدْعًا : چھوڑنا۔ نَكَالًا : عبرت، سزا۔

(۳) إِذَا أَخْصَبْتُمْ كُنْتُمْ عَدُوًّا　　وَإِنْ أَجْدَبْتُمْ كُنْتُمْ عِیَالَا

جب تم خوش حالی میں مبتلا ہو جاتے ہو تو دشمن بن بیٹھتے ہو اور جب قحط سالی میں مبتلا ہوتے ہو تو پھر عیال بن جاتے ہو (کہ تمہارا بار سارا ہم پر آجاتا ہے۔)

أَخْصَبْتُمْ : إِخْصَابًا وَخَصَبَ (ض، س) خِصْبًا : خوش حال ہونا، سرسبز و زرخیز ہونا۔ أَجْدَبْتُمْ : إِجْدَابًا وَجَدَبَ (ض، ن، ك) جَدْبًا، جُدُوْبَةً : قحط زدہ ہونا، سختی و تنگی میں مبتلا ہونا۔

وَقَالَ اٰخَرُ

(۱) اَللُّؤْمُ أَكْرَمُ مِنْ وَّبْرٍ وَّوَالِدِهٖ　　وَاللُّؤْمُ أَكْرَمُ مِنْ وَّبْرٍ وَّمَا وَلَدَا

کنجوسی و کمینگی دور ہے وبر اور اس کے والد سے، کنجوسی دور ہے وبر اور اس کی اولاد سے

اَللُّؤْمُ : بخل، کمینہ پن، لَؤُمَ (ك) لُؤْمًا، لَآمَةً : بخیل ہونا، کمینہ ہونا۔ مادہ (ل ء م) أَكْرَمُ : اسم تفضیل، كَرُمَ مِنْهُ : دور ہونا۔

(۲) قَوْمٌ إِذَا مَاجَنَیٰ جَانِیهِمْ أَمِنُوا مِنْ لُؤْمِ أَحْسَابِهِمْ أَنْ یُقْتَلُوا قَوَدَا

وہ ایسی قوم ہیں کہ جب ان میں سے کوئی جنایت کرنے والا جنایت (قتل) کرے تو اپنی قومی شرافت کو عیب دار کرنے کی وجہ سے وہ اس بات سے بے خوف رہتے ہیں کہ وہ قصاصًا قتل کئے جائیں گے (یعنی قتل کا بدلہ قصاص سے نہیں دیتے بلکہ دیت سے دیتے ہیں یا پھر خون رائیگاں جاتا ہے تاکہ قومی عزت پر عیب نہ آئے)

قَوَدًا : قصاص

(۳) وَاللُّؤْمُ دَاءٌ لِوَبْرٍ یُقْتَلُونَ بِهِ لَا یُقْتَلُونَ بِدَاءٍ غَیْرِهِ أَبَدًا

کنجوسی ہی ایک ایسی بیماری ہے کہ جس سے وبر قتل ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور مرض سے وہ قتل نہیں کئے جاسکتے۔

مذکورہ ترجمہ وتشریح کے مطابق یہ اشعار وَبر کی تعریف میں کہے گئے ہیں، لیکن علامہ تبریزی نے ان اشعار کو وبر کی مذمت قرار دے کر ان کی تشریح اس طرح کی ہے : ——

"بخل وکمینگی (جیسی بُری خصلت بھی) وبر، اُس کے والد اور اُس کی اولاد سے بہتر ہے۔ یہ ایسے خسیس لوگ ہیں کہ جب اُن کا کوئی قصور وار قصور کرتا ہے (اور کسی کو قتل کردیتا ہے) تو یہ اپنی خاندانی کمینگی کے باعث اس بات سے بے خوف ہوجاتے ہیں کہ یہ بدلہ میں قتل کئے جائیں گے (کیونکہ یہ سب مل کر بھی ایک مقتول کا بدل نہیں بن سکتے۔ ایک کا تو ذکر ہی کیا ہے) بخل وکمینگی ہی ایک ایسی بیماری ہے کہ جس سے وَبر قتل کئے جارہے ہیں، اس کے علاوہ کسی دوسری بیماری سے وہ نہیں مرتے"

وَقَالَ آخَرُ

(۱) أَلَا أَبْلِغَا خُلَّتِي رَاشِدًا وَصِنْوِي قَدِیمًا إِذَا مَا اتَّصَلْ

اے میرے دو دوستو! تم یہ پیغام پہنچاؤ، میرے دوست اور پرانے ہم جولی راشد کو جب وہ مدد طلب کرے :

خُلَّتِي : خُلَّة : دوست، مذکر مؤنث اس میں برابر ہیں۔ جمع : خِلَال .... کَقُلَّةٍ وَقِلَال - صِنْوِي : صِنْوٌ وصَنْوٌ : حقیقی بھائی، بیٹا، چچا، ہم مثل، ایک ہی جڑ سے نکلی ہوئی شاخوں میں ہر شاخ کو بھی صِنْوٌ کہتے ہیں۔ جمع : أَصْنَاءٌ وصِنْوَانٌ تثنیہ : صِنْوَانِ - اِتَّصَل : فُلَان : کسی کو مدد کے لئے "یَالَفُلَان" کہہ کر پکارنا۔

اتَّصَلَ إِلٰى بَنِي فلانٍ: منسوب ہونا۔ اتصل بالشیٔ جڑنا۔ یہاں پہلے معنے بھی مراد ہوسکتے ہیں اور دوسرے بھی۔ «قديمًا» «صنوى» سے حال ہے۔

(٢) بِأَنَّ الدَّقِيقَ يَهِيجُ الجَلِيلَ ۔۔۔ وَأَنَّ العَزِيزَ إِذَا شَاءَ ذَلّ

چھوٹا امر بڑے معاملہ کو بھڑکا دیتا ہے اور یہ کہ معزز انسان جب چاہے اپنے آپ کو ذلیل کر دے (یعنے بسا اوقات معمولی سی بات بہت بڑے اختلاف کا سبب بن جاتی ہے اور انسان کی عزت اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے، اگر ایک معزز انسان بھی کوئی ایسا کام کرے جو اُس کے شایانِ شان نہیں تو ذلیل ہو جاتا ہے)

الدَّقِيق: باریک، پتلا، نازک، یہاں "چھوٹا معاملہ اور معمولی بات"، مراد ہے۔ دَقَّ (ض) دِقَّةً: باریک ہونا، چھوٹا ہونا۔ يَهِيجُ: (ض) هَيَجًا: اُبھارنا، برانگیختہ کرنا۔ «بِأَنَّ الدَّقِيقَ» میں با زائدہ ہے اور یہ پہلے شعر میں «ابلغا» کے لئے مفعول بہ ہے۔

(٣) وَأَنَّ الحَزَامَةَ أَنْ تَصْرِفُوا ۔۔۔ لِحَيٍّ سِوَانَا صُدُورَ الأَسَلْ

اور حزامت (یعنے عقل و تدبر و احتیاط) کی بات یہ ہے کہ تم اپنے نیزوں کی نوک ہمارے سوا کسی دوسرے قبیلہ کی جانب موڑ دو۔

الحَزَامَة: مصدر حَزُمَ (ك) حَزَامَةً: ہوشیاری و دوراندیشی سے کام لینا۔ الأَسَل: نیزے، ہر تیز تلوار اور چھری۔

(٤) فَإِنْ كُنْتَ سَيِّدَنَا سُدْتَنَا ۔۔۔ وَإِنْ كُنْتَ لِلْخَالِ فَاذْهَبْ فَخَلْ

چنانچہ اگر تم ہمارے سردار ہو تو سرداری (خدمت) کرو لیکن اگر تکبر کے لئے سردار بنتے ہو تو دفع ہو کر جو چاہو تکبر کرو (یعنے اگر سرداری کی خواہش ہے تو پھر خدمت کرو کیونکہ سردار قوم کا خادم ہوتا ہے لیکن اگر اترانے کے لئے سردار بننا چاہتے ہو تو پھر اپنا کام کرو)

سُدْتَنَا: سَادَ (ن) سِيَادَةً: سردار ہونا۔ الخَال: غرور، جمع: خِيلَانٌ۔ فَخَلْ: صیغہ امر حاضر، خَالَ (س) خَيْلًا: تکبر کرنا۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِي أَسَدٍ

ایک قوم کے دو فریق ایک کنویں پر لڑنے لگے اور جنگ کافی طویل ہو گئی، اس پر شاعر خیالات کا اظہار کر رہا ہے: ——————

(١) كِلَا أَخَوَيْنَا إِنْ يُرَعْ يَدْعُ قَوْمَهُ ۔۔۔ ذَوِي جَامِلٍ دَثْرٍ وَجَيْشٍ عَرَمْرَمِ

اگر ہمارے دونوں بھائیوں میں سے کوئی ڈرایا جائے تو وہ اپنی ایسی قوم کو بلائے گا جو بہت اُونٹوں والی اور بڑے لشکر والی ہے۔ (مقصد یہ ہے کہ یہ دو فریق جو ایک دوسرے کے لئے طالع آزما بنے ہیں۔ درحقیقت ایک ہی باپ کی اولاد ہیں۔ چنانچہ اگر اُن میں سے کسی ایک پر کوئی دوسرا قبیلہ حملہ آور ہو جائے تو یہ آپس کی جنگ ختم کر کے ایک ہو کر اس کے ساتھ لڑیں گے، تو پھر آپس کی اس جنگ سے کیا فائدہ؟)

یُرَعْ : صیغہ مجہول، رَاعَ (ن) رَوْعًا : ڈرانا۔ جَامِل : اُونٹوں کا ریوڑ چرواہوں کے ساتھ۔ دَثْرٌ : الکَثِیْرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ : بہت زیادہ، جمع : دُثُوْر ——— عَرَمْرَم : بڑا لشکر۔

(۲) کِلَا أَخَوَیْنَا ذُوْ رِجَالٍ کَأَنَّهُمْ أُسُوْدُ الشَّرٰی مِنْ کُلِّ أَغْلَبَ ضَیْغَمٍ

یہ دونوں بھائی ایسے لوگوں والے ہیں جیسے کہ شری جنگل کے شیر ہوں، مضبوط گردن اور سخت کاٹنے والے (یعنے یہ دونوں فریق بہادر لوگوں پر مشتمل ہیں)

أَغْلَب : موٹی گردن والا۔ ضَیْغَم : شیر، کاٹنے والا، جمع : ضَیَاغِم۔ «مِنْ کل» «أسود» کا بیان ہے۔

(۳) فَمَا الرُّشْدُ فِیْ أَنْ تَشْتَرُوْا بِنَعِیْمِکُمْ بَئِیْسًا وَلَا أَنْ تَشْرَبُوْا الْمَاءَ بِالدَّمِ

یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ تم مصیبت کو نعمت کے بدلے خرید لو، اور نہ یہ کوئی دانشمندی ہے کہ تم خون کے عوض پانی پیو (یعنے چین اور سکون کی زندگی جو کہ نعمت ہے اس کو چھوڑ کر جنگ میں مبتلا ہونا اور ایک دوسرے کا خون بہا کر اس کے عوض پانی پینا یا خونریزی کر کے پانی پینا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔

بَئِیْسًا : مصدر ہے بمعنی سخت حاجت، عَذَابٌ بَئِیْسٌ : سخت عذاب، بَئِسَ (س) بُؤْسًا، بَئِیْسًا : سخت حاجتمند ہونا، یہاں «نعیم» کے مقابلہ میں واقع ہے۔

وَقَالَ حُرَیْثُ بْنُ عَنَّابٍ النَّبْهَانِیُّ

تعارف : یہ اموی اسلامی شاعر ہے۔ قبیلہ بنو نبہان اور حاتم دونوں عمرو بن لغوث کی اولاد سے ہیں اور اعیا وفقعس طریف بن عمرو کی اولاد سے ہیں۔ نبہانی شاعر حاتم اور اعیا وفقعس کا تقابل کرا کر کہہ رہا ہے :

(۱) تَعَالَوْا أُفَاخِرْکُمْ أَأَعْیَا وَفَقْعَسٌ إِلَی الْمَجْدِ أَدْنٰی أَمْ عَشِیْرَةُ حَاتِمِ

اے بنی اسد ! آؤ میں تمہارے ساتھ فخر و مباہات میں مقابلہ کرتا ہوں کہ آیا قبیلۂ اعیا و فقعس " بزرگی کے زیادہ قریب ہیں یا (میرا) قبیلہ حاتم۔

تَعَالَوْا : امر حاضر بمعنے آجاؤ۔ تَعَالیٰ : بلند ہونا۔ وَعَلَا (ن) عُلُوًّا : بلند ہونا وَأَصْلُهُ أَنَّ الرَّجُلَ الْعَالِيَ كَانَ يُنَادِي السَّافِلَ، فَيَقُولُ : تَعَالَ، ثُمَّ كَثُرَ فِي اسْتِعْمَالِهِمْ حَتّٰى اسْتُعْمِلَ بِمَعْنٰى «هَلُمَّ» مُطْلَقًا۔ أُفَاخِرُ : مُفَاخَرَةً وَفِخَارًا : فخر میں مقابلہ کرنا۔ وفَخَرَ (ف) فَخْرًا : فخر کرنا۔ المَجْد : بزرگی، عظمت، جمع : أَمْجَاد۔

(۲) إِلٰى حَكَمٍ مِنْ قَيْسِ عَيْلَانَ فَيْصَلٍ وَآخَرَ مِنْ حَيَّيْ رَبِيعَةَ عَالِمِ

(آؤ) ایک قیس بن عیلان کے فیصلہ کرنے والے حاکم اور دوسرے ربیعہ کے دونوں قبیلوں کے عالم کے پاس (یہ دونوں فیصلہ کریں گے کہ بزرگی کے کون زیادہ قریب ہیں)

حَكَم : ثالث، فیصلہ کرنے والا۔ قال الله عزّ وجل: «وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا» جمع : حَكَمَةٌ : فيصل: الَّذِي يَفْصِلُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ : حاکم، قاضی، جمع : فَيَاصِل، «فيصل» «حَكَم» کی صفت ہے اور «عالم» «اخر» کی صفت ہے۔ «حيّي ربيعة» ربیعہ کے دو قبیلے، نونِ تثنیہ اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ «إلیٰ حكم» پہلے شعر میں «تَعَالَوْا» کے متعلق ہے۔ أَيْ تَعَالَوْا إِلٰى حَكَمٍ فَيْصَلٍ مِنْ قَيْسٍ وَرَجُلٍ آخَرَ عَالِمٍ مِنْ رَبِيعَة۔

(۳) ضَرَبْنَاكُمْ حَتّٰى إِذَا قَامَ مَيْلُكُمْ ضَرَبْنَا الْعِدَا عَنْكُمْ بِبِيضٍ صَوَارِمِ

ہم نے تمہیں مارا یہاں تک کہ جب تمہاری کجی درست ہوگئی تو ہم نے تم سے دشمنوں کو دور کیا کاٹنے والی سفید تلواروں کے ذریعے (جب حالت یہ ہے تو تم ہماری برابری کا دعویٰ کس طرح کرسکتے ہو)

مَيْل : مصدر بمعنے کجی، مَالَ (ض) مَيْلًا : جھکنا، مائل ہونا۔ ضَرَبْنَا : عنه : پھیرنا، دور کرنا۔ العِدَا : مفرده : عَدُوٌّ ۔ بِيضٌ : سفید تلواریں، مفرد : أَبْيَضُ صَوَارِمُ : مفرده : صَارِم : کاٹنے والی۔

(۴) فَحُلُّوا بِأَكْنَافِي وَأَكْنَافِ مَعْشَرِي أَكُنْ حِرْزَكُمْ فِي الْمَأْقِطِ الْمُتَلَاحِمِ

سو تم ہمارے اور ہمارے قبیلہ کے پہلو میں اتر جاؤ، میں تمہارے لئے جنگ کی تنگی (اور سخت مصیبت) میں پناہ گاہ بنوں گا۔

فُلُوًا : (ض،ن) حُلُوْلًا : اُترنا ، قال الله عزوجلّ «أَوْتَحُلُّ قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ» أَكْنَاف: مفرده كَنَفٌ: پہلو ، جانب ۔ حِرْز : مضبوط پناہ گاہ (ن) حَرْزًا : حفاظت کرنا ۔ المَأْقِط : جنگ میں تنگ جگہ ، وہ جگہ جہاں قتال ہوتا ہے جمع: مَآقِط، مادہ : (ء ق ط) المُتَلَاحِم : متصل اور ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی یعنی تنگ جگہ، تَلَاحَمَ : جڑنا، ایک دوسرے کے ساتھ مل جانا ۔

⑤ فَقَدْ كَانَ أَوْصَانِي أَبِي أَنْ أُضِيفَكُمْ — إِلَيَّ وَأَنْهَى عَنْكُمْ كُلَّ ظَالِمِ

میرے والد نے مجھے اس بات کی وصیت کی تھی کہ میں تمھیں اپنے ساتھ ملاؤں اور ہر قسم کا ظالم تم سے روکوں ۔

اُضيفكم : أَضَافَهُ إِلَيْهِ ۔ إِضَافَةً : ساتھ ملانا

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ كُنَيْفٍ

① تَعَزَّ فَإِنَّ الصَّبْرَ بِالْحُرِّ أَجْمَلُ — وَلَيْسَ عَلَى رَيْبِ الزَّمَانِ مُعَوَّلُ

(اے نفس ! حوادث زمانہ پر) صبر کر کیونکہ صبر شریف آدمی کے لئے زیادہ مناسب ہے اور گردش زمانہ پر اعتماد (نہ کر کیونکہ اس کا کوئی بھروسہ) نہیں ہے ۔

تَعَزَّ : امر حاضر از تَعَزِّيًا : صبر کرنا، تسلی پانا ۔ وعَزِيَ (س) عَزَاءً : مصیبت پر صبر کرنا ۔ رَيْبٌ : شک : رَيْبُ الزَّمَانِ : گردش دوران ، حوادث زمانہ ۔ مُعَوَّلٌ : صیغہ اسم مفعول از تفعیل : جس پر اعتماد کیا جائے، جس سے فریاد کی جائے ۔ عَوَّلَ عَلَى فلانٍ : بھروسہ کرنا، مدد مانگنا ۔ کہتے ہیں ۔ عَوَّلْنَا عَلَى فُلَانٍ فِي حَاجَةٍ فَوَجَدْنَاهُ نِعْمَ المُعَوَّلُ یہاں مُعَوَّل سے مطلقًا مصدری معنی "اعتماد" مراد ہے

② فَلَوْ كَانَ يُغْنِي أَنْ يُرَى الْمَرْءُ جَازِعًا — لِحَادِثَةٍ أَوْكَانَ يُغْنِي التَّذَلُّلُ

اگر یہ بات مفید ہوتی کہ کسی حادثہ کی وجہ سے کوئی آدمی جزع و فزع کرتے ہوئے دیکھا جائے یا ذلیل ہونا مفید ہوتا ۔ (یعنی بے صبری اور ذلت اگر مفید بھی ہوتی)

يُغْنِي : إِغْنَاءً : نافع ہونا ۔ «أَنْ يُرَى» «يُغْنِي» کا فاعل ہے ۔

③ لَكَانَ التَّعَزِّي عِنْدَ كُلِّ مُلِمَّةٍ — وَنَائِبَةٍ بِالْحُرِّ أَوْلَى وَأَجْمَلُ

تب بھی ہر مصیبت اور حادثہ کے وقت صبر کرنا شریف آدمی کیلئے بہتر اور اچھا ہوتا ۔

نَائِبَةٌ : حادثہ ، جمع : نَوَائِب

(۴) فَكَيْفَ وَكُلٌّ لَيْسَ يَعْدُو حِمَامَهُ ۔۔۔ وَمَا لِامْرِئٍ عَمَّا قَضَى اللّٰهُ مَزْحَلُ

اور صبر کیونکر اچھا نہ ہوتا حالانکہ کوئی بھی اپنی موت سے نہیں بھاگ سکتا اور نہ اللہ تعالٰی کے فیصلے سے آدمی کے لئے کوئی مفر ہے۔

حِمَامٌ : موت ۔ مَزْحَل : صیغۂ ظرف: ہٹنے کی جگہ، جائے فرار۔ زَحَلَ عن مَكَانِهِ (ف) زحلًا: ہٹنا ۔ يَعْدُو : (ن) عَدْوًا : بھاگنا۔

(۵) فَإِنْ تَكُنِ الْأَيَّامُ فِينَا تَبَدَّلَتْ ۔۔۔ بِنُعْمَى وَبُؤْسَى وَالْحَوَادِثُ تَفْعَلُ

چنانچہ اگر ایام ہمارے درمیان نرمی و آرام اور سختی و مشقت کے ساتھ پلٹ رہے ہیں اور حوادثِ زمانہ طبع آزمائی کر رہے ہیں۔

نُعْمَى : آرام و خوش عیشی ۔ البُؤْسَى : فقر و مشقت

(۶) فَمَا لَيَّنَتْ مِنَّا قَنَاةً صَلِيبَةً ۔۔۔ وَلَا ذَلَّلَتْنَا لِلَّتِي لَيْسَ تَجْمُلُ

تو ان ایام نے نہ ہمارا مضبوط نیزہ نرم کیا ہے اور نہ ہمیں کسی ایسی خصلت کے تابع بنایا ہے جو اچھی نہ ہو (بلکہ گردشِ ایام اور مصائبِ زمانہ کے باوجود ہم شجاع اور معزز ہیں)۔

لَيَّنَتْ : از تفعیل: نرم کرنا۔ قَنَاةً صَلِيبَةً : مضبوط نیزہ، یہاں اس سے بطورِ کنایہ عزت مراد ہے۔ «لِلَّتِي» أَيْ «لِلْخَصْلَةِ الَّتِي» تَجْمُلُ : (ك) جَمَالًا : خوبصورت ہونا۔

(۷) وَلٰكِنْ رَحَلْنَاهَا نُفُوسًا كَرِيمَةً ۔۔۔ تُحَمَّلُ مَا لَا يُسْتَطَاعُ فَتَحْمِلُ

لیکن ہم نے ایام کی اذیت پر اس طرح صبر کیا کہ ہماری جانوں پر لادا جاتا ہے اتنا بوجھ جس کی طاقت نہیں رکھی جاتی (اور ناقابلِ برداشت ہوتا ہے) تاہم اس کو بھی وہ اٹھا لیتی ہیں۔

رَحَلْنَاهَا : رَحَلَ (ف) رَحْلًا : کجاوا باندھنا، سوار ہونا ۔ رَحَلَ لَهُ نَفْسَهُ : اس کی اذیت پر صبر کرنا۔ یہاں بھی بقول تبریزی «رَحَلْنَاهَا» اصل میں «رَحَلْنَا لَهَا» ہے۔ اور «ها» ضمیر «أَيَّام» کی طرف راجع ہے، ترجمہ اُسی کے مطابق کیا گیا۔ بعض نے کہا «ها» ضمیر مبہم ہے اور «نُفُوسًا كَرِيمَةً» اس کی تفسیر ہے أَيْ «رَحَلْنَا نُفُوسًا كَرِيمَةً» اس صورت میں ترجمہ ہوگا "ہم نے اپنی شریف جانوں پر کجاوا باندھا (اور ان کو ایسی مطیع سواریاں بنا کر چھوڑا کہ) ان پر ناقابلِ برداشت بوجھ لادا جاتا ہے تو اس کو بھی اُٹھا لیتی ہیں" مطلب یہ ہے کہ ذلت و رسوائی کی صورت میں ہمیں قبول نہیں، اپنی عزت کے تحفظ کے لئے جتنے ہی مصائب کا ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ سب ہم برداشت کر لیتے ہیں۔ تُحَمَّلُ : صیغۂ مجہول ۔ تَحْمِيلًا : بوجھ لادنا

وحَمَل (ض) حَمْلًا: بوجھ اٹھانا۔

⑧ وَقَيْنَا بِحُسْنِ الصَّبْرِ مِنَّا نُفُوسَنَا　فَصَحَّتْ لَنَا الْأَعْرَاضُ وَالنَّاسُ هُزَّلُ

اور ہم نے صبرِ جمیل کے ساتھ اپنی جانوں کی حفاظت کی، چنانچہ ہماری عزتیں برقرار اور سالم رہیں جب کہ لوگ کمزور رہے (یعنی اُن کی عزتیں کمزور پڑگئیں)۔

وَقَيْنَا: (ض) وِقَايَةً: حفاظت کرنا۔ هُزَّل: دُبلے، کمزور، مفرد هَازِلٌ (ن) هُزْلًا، هُزَالًا: کمزور ہونا۔ وهَزَل (ض) هُزْلًا: دُبلا و کمزور ہونا۔

وَقَالَ آخَرُ

شاعر پر کوئی مصیبت آپڑی، رشتہ داروں نے کوئی مدد نہیں کی، اس پر کہہ رہا ہے

① وَكَمْ دَهَمَتْنِي مِنْ خُطُوبٍ مُلِمَّةٍ　صَبَرْتُ عَلَيْهَا ثُمَّ لَمْ أَتَخَشَّعِ

اور مجھ پر نازل ہونے والے کتنے ہی حوادث اچانک آپڑے، جن پر میں نے صبر کیا اور اُن کے سامنے عاجز نہیں ہوا۔

دَهَمَتْنِي: (ف، س) دَهْمًا: اچانک آپڑنا۔ مُلِمَّةٍ: اسم فاعل: نازل ہونے والی، أَلَمَّ بِهِ: نازل ہونا "کَمْ" خبریہ ہے۔

② فَأَدْرَكْتُ ثَأْرِي وَالَّذِي قَدْ فَعَلْتُمْ　قَلَائِدُ فِي أَعْنَاقِكُمْ لَمْ تَقَطَّعِ

سو میں نے دشمن سے اپنا انتقام لے لیا اور وہ کام جو تم نے کیا وہ تمہاری گردنوں میں ہار ہیں جو قطع نہیں ہوں گے (مقصد یہ ہے کہ دشمن سے میں نے اپنا بدلہ لے لیا جو میرے لئے قابلِ فخر بات ہے۔ لیکن چونکہ تم نے دشمن کے خلاف میری مدد نہیں کی، اس لئے یہ مدد نہ کرنا عیب کے طور پر تمہارے ساتھ چمٹا رہے گا۔)

قَلَائِد: ہار، مفرد: قِلَادَة، والعرب تَسْتَعِيرُ الْقِلَادَةَ لِلْعَار۔

وَقَالَ عُوَيْفُ الْقَوَافِيّ

تعارف: یہ اسلامی اموی شاعر ہے۔ اس کی بہن "عُیَیْنَہ" نامی ایک شخص کے پاس تھی، عیینہ نے اُس کو طلاق دی، شاعر کو جب علم ہوا کہ اُس کی بہن کو طلاق دی گئی ہے تو عیینہ کا مخالف ہوگیا، دریں اثنا۔ حجاج بن یوسف نے کسی وجہ سے عیینہ کو گرفتار کرلیا، گرفتاری کی اطلاع شاعر کو ہوئی چونکہ عیینہ ایک سخی اور شجاع آدمی تھا۔ اس لئے شاعر کو اس کے ساتھ اختلاف

کے باوجود اس اطلاع سے بڑا صدمہ ہوا، اسی صدمہ وغم کا اظہار ان اشعار میں ہے۔

(۱) ذَهَبَ الرُّقَادُ فَمَا يُحَسُّ رُقَادُ　　مِمَّا شَجَاكَ وَنَامَتِ العُوَّادُ

نیند جاتی رہی (پس اے نفس!) نیند کا احساس ہی نہیں رہا اس صدمہ کی وجہ سے جس نے تجھے غمگین کیا اور بیمار پُرسی کرنے والے سو گئے۔ (یعنے غم کی وجہ سے نیند ختم ہوگئی اور بیماری اتنی طویل ہوگئی کہ اب بیمار پرسی کرنے والے سو گئے ہیں کیونکہ جب بیماری طویل ہوجاتی ہے تو تیمار داری میں لوگ سست پڑجاتے ہیں اور بعض نسخوں میں "نَامَتْ" کی جگہ "قَامَتْ" ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ بیمار پُرسی کرنے والے نا امید ہوکر کھڑے ہوگئے۔)

الرُّقَاد: مصدر بمعنی نیند، رَقَدَ (ن) رُقُوْدًا، رُقَادًا: سونا۔ يُحَسّ: صیغہ مجہول (ض) حَسًّا، حِسًّا: محسوس کرنا۔ العُوَّاد: عیادت کرنے والے، مفرد: عائد۔ عَادَ (ن) عِيَادة: عیادت کرنا۔ شَجَاكَ: (ن) شَجْوًا: رنج دینا، غمگین ہونا۔

(۲) خَبَرٌ أَتَانِي مِن عُيَيْنَةَ مُوجِعٌ　　كَادَتْ عَلَيْهِ تَصَدَّعُ الأَكْبَادُ

عیینہ کے بارے میں ایک دردناک خبر آئی جس کی وجہ سے قریب ہے کہ جگر پارہ پارہ ہوجائے۔

مُوجِع: دردناک، تَصَدَّعَ: از تفعل اصل میں "تتصدع" تھا، ایک تاء تخفیفاً حذف کردی گئی۔ پھٹنا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ صَدَعَ (ف) صَدْعًا: پھاڑنا، چاک کرنا الأَكْبَاد: جگر، مفرد: كَبِدٌ "عَلَی" بمعنے "مِنْ" ہے۔

(۳) بَلَغَ النُّفُوسَ بَلَاءُهُ فَكَأَنَّنَا　　مَوْتَى وَفِينَا الرُّوحُ وَالأَجْسَادُ

اس خبر کی تکلیف (اور سختی) جانوں کو پہنچی تو گویا ہم مُردے ہوگئے، حالانکہ ہمارے اندر رُوح اور جسم دونوں ہیں (یعنے خبر کا صدمہ اس قدر شدید تھا کہ زندہ ہوکر بھی احساس زندگی نہ رہا۔)

بَلَاءُهُ: شِدَّتُهُ، ضمیر "خبر" کیطرف راجع ہے اور یہ "بَلَغَ" کا فاعل ہے۔ مَوْتَى: مفرد: مَيِّت

(۴) يَرْجُونَ عَثْرَةَ جَدِّنَا وَلَوَ انَّهُمْ　　لَا يَدْفَعُونَ بِنَا الْمَكَارِهَ بَادُوا

وہ ہماری قسمت کی لغزش چاہتے ہیں حالانکہ اگر یہ لوگ ہماری وجہ سے مصائب دفع نہ کرتے تو ہلاک ہوجاتے (یعنی یہ دشمن ہماری بدبختی کے خواہاں ہیں، حالانکہ ان پر ہمارے احسانات کا حال یہ ہے کہ اگر ہماری مدد اور نصرت سے اُن کی مصیبتیں نہ ٹلتیں تو یہ

تباہ ہو جاتے لیکن یہ احسان فراموش بن گئے ہیں۔)

عَثْرَۃ : لغزش، ٹھوکر، جمع : عَثَرات ۔ جَد : قسمت : «عَثْرَۃُ جَد» مال وخوش بختی کے زوال سے کنایہ ہے۔ بَادُوْا : (ض) بَیْدًا : ہلاک ہونا۔

۵ لَمَّا أَتَانِیْ مِنْ عُیَیْنَۃَ أَنَّہٗ ۔۔۔ أَمْسٰی عَلَیْہِ تَظَاہَرَ الْأَقْیَادُ

جب عیینہ کے بارے میں مجھے یہ اطلاع ملی کہ وہ تہ بہ تہ بیڑیوں میں گرفتار ہے

تَظَاہَرَ : ظاہر ہونا، تَظَاہَرَ الْأَقْیَادُ : اوپر نیچے بیڑیوں کا ہونا۔ ومنہُ قولھم : ظَاہَرَ بَیْنَ الثَّوْبَیْنِ: اوپر نیچے کپڑے پہننا، ترکیب میں یہ «أَمْسٰی» فعل ناقص کی خبر ہے۔ أَقْیَاد : بیڑیاں، مفرد : قَیْدٌ

۶ نَخَلَتْ لَہٗ نَفْسِی النَّصِیْحَۃَ أَنَّہٗ ۔۔۔ عِنْدَ الشَّدَائِدِ تَذْہَبُ الْأَحْقَادُ

تو میرے نفس نے اس کے لئے نصیحت (خیر خواہی) خالص کر دی کیونکہ مصیبت کے وقت عداوت ختم ہو جاتی ہے (تو اس مصیبت کے وقت بھی میرا نفس اس کا خیر خواہ ہوا اور گذشتہ اختلاف بھول گیا۔)

نَخَلَتْ : (ن) الدَّقِیْقَ نَخْلًا: آٹا چھاننا۔ نَخَلَ الشَّیْءَ : صاف کرنا۔ نَخَلَ النَّصِیْحَۃَ لِفُلَانٍ : سچی خیر خواہی کرنا الْأَحْقَاد : مفردہٗ : حِقْدٌ : کینہ و عداوت

۷ وَذَکَرْتُ أَیُّ فَتًی یَسُدُّ مَکَانَہٗ ۔۔۔ بِالرِّفْدِ حِیْنَ تَقَاصَرَ الْأَرْفَادُ

اور مجھے یہ بات یاد آئی کہ اب کون سا نوجوان عطیہ (اور سخاوت کرنے) میں اس کا قائم مقام بنے گا۔ جس وقت عطیات کم ہو جائیں گے (اور لوگ سخاوت اور دوسروں کے ساتھ تعاون کرنا چھوڑ دیں گے۔)

رِفْدٌ : عطیہ، مدد، جمع : أَرْفَاد ۔ تَقَاصَرَ: کوتاہی ظاہر کرنا۔ تَقَاصَرَ الرِّفْدُ وَالْعَطِیَّۃُ : کم ہونا۔ وقَصر (ن) قُصُوْرًا : ناقص ہونا۔ اصل میں تَتَقَاصَرُ تھا، ایک تاء حذف ہوگئی۔

۸ أَمْ مَنْ یُہِیْنُ لَنَا کَرَائِمَ مَالِہٖ ۔۔۔ وَلَنَا إِذَا عُدْنَا إِلَیْہِ مَعَادُ

اور اب کون ہے؟ جو ہمیں اپنا عمدہ مال دے اور کون ہے ایسا کہ جب ہم اس کی طرف جائیں تو وہ ہمارے لئے مرجع اور پناہ گاہ ہو۔

یُہِیْنُ : إِہَانَۃ : ذلیل کرنا «إِہَانَۃُ الْمَالِ» خرچ کرنے اور ذبح کرنے سے کنایہ ہے۔ کَرَائِم : مفردہٗ : کَرِیْمَۃ : خالص، عمدہ ۔ مَعَاد : لوٹنے کی جگہ، پناہ گاہ، مادہ: (ع و د) مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے اور ظرف بھی

وَقَالَ بِشْرُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ

تعارف : یہ اسلامی شاعر ہے۔ اس کے چچا اور والد دونوں حکومت میں عہدوں پر فائز تھے۔ شاعر نے بھی اپنے لئے عہدہ کی فرمائش کی لیکن اس کی بات کیطرف توجہ نہیں دی گئی۔ مذکورہ اشعار میں اسی عدم التفات کا گلہ ہے

① جَفَانِي الْأَمِيْرُ وَالْمُغِيْرَةُ قَدْ جَفَا ۔۔۔ وَأَمْسٰى يَزِيْدُ لِيْ قَدِ ازْوَرَّ جَانِبُهْ

امیر (چچا) نے مجھ سے بے رُخی کی اور مغیرہ (والد) نے بھی بے رُخی کی اور یزید (چچا زاد بھائی) نے بھی پہلوتہی کی۔

جَفَانِي : (ن) جَفَاءً ، جَفًا ، جَفْوًا : اِعراض و بے رُخی کرنا۔ اِزْوَرَّ : اِزْوِرَارًا : انحراف کرنا۔ وزَوِرَ (س) زَوَرًا : کج ہونا، ٹیڑھا ہونا۔

② وَكُلُّهُمْ قَدْ نَالَ شِبْعًا لِبَطْنِهِ ۔۔۔ وَشِبْعُ الْفَتٰى لُؤْمٌ إِذَا جَاعَ صَاحِبُهْ

اُن میں سے ہر ایک نے پیٹ کی سیری حاصل کر لی ہے جوان کی شکم سیری کمینگی ہے جب کہ اُس کا ساتھی بھوکا ہو۔

شِبْعًا : کھانے کی اتنی مقدار جس سے سیری حاصل ہو۔ شَبِعَ (س) شِبَعًا : شکم سیر ہونا۔ لُؤْمٌ : کمینگی، لَؤُمَ (ك) لُؤْمًا : کمینہ ہونا۔ بعض نسخوں میں «لَوْمٌ» ہے بمعنے ملامت لَامَ (ن) لَوْمًا : ملامت کرنا۔

③ فَيَا عَمِّ مَهْلًا وَاتَّخِذْنِيْ لِنَوْبَةٍ ۔۔۔ تَنُوْبُ فَإِنَّ الدَّهْرَ جَمٌّ عَجَائِبُهْ

اے چچا جان! کچھ تو نرمی کرو اور مجھے پیش آنے والے حادثہ کے لئے اپنا لو، کیونکہ زمانہ کے عجائب (اور حوادثات) بہت ہیں (تو اگرچہ اب تمہاری حالت اچھی ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی بھی وقت تم پر مصیبت آئے کیونکہ گردش دوراں کے حوادث بسیار ہیں اور پھر تمہارا کوئی مددگار نہ ہو، اس لئے ابھی سے مجھے اپنا لو۔)

نَوْبَةٌ : نَائِبَةٌ، حادثہ۔ تَنُوْبُ (ن) نَوْبَةً : پیش آنا۔ جَمٌّ : بہت، زیادہ (ن) جَمًّا : زیادہ ہونا۔

④ أَنَا السَّيْفُ إِلَّا أَنَّ لِلسَّيْفِ نَبْوَةً ۔۔۔ وَمِثْلِيْ لَا تَنْبُوْ عَلَيْكَ مَضَارِبُهْ

میں تلوار ہوں مگر (فرق یہ ہے کہ) تلوار اُچٹ جاتی ہے لیکن میری جیسی تلوار کی دھاریں اُچٹتی نہیں ہیں (یعنے اکثر تلواریں کند ہو جاتی ہیں مگر میں کند نہیں ہوتا ہوں بلکہ حوادثا

کے مقابلے کے لئے ہر وقت جگر دار رہتا ہوں)

نَبْوَةً : مصدر نَبَا (ن) نَبْوَةً : تلوار کا اُچٹ جانا۔ مَضَارِب : مفرد:
مَضْرِبٌ : مارنے کی جگہ، تلوار کی دھار۔

وقَالَ بَعْضُ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ

① یَا أَیُّهَا الرَّاكِبَانِ السَّائِرَانِ مَعًا قُوْلَا لِسِنْبِسَ فَلْتَقْطِفْ قَوَافِيْمَا

اے دو ساتھ چلنے والے سوارو! بنو سنبس سے کہہ دو کہ وہ اپنے اشعار کو ختم کر دیں (یعنے ہماری مذمت میں اشعار کہنا چھوڑ دیں۔)

فَلْتَقْطِفْ : (ض) قَطْفًا : کاٹنا، پھل چننا۔ وقَطَفَ (ن) قِطَافًا : آہستہ چلنا، یہاں ضرب اور نصر دونوں سے ہو سکتا ہے، اُوپر ترجمہ ضرب سے کیا گیا جس میں «قوافیها» مفعول اور «تَقْطِفْ» میں ضمیر فاعل ہے جو سنبس کی طرف عائد ہے اور نصر کی صورت میں «قَوَافِيْهَا» فاعل ہوگا۔ ترجمہ ہوگا۔ "بنو سنبس کے اشعار آہستہ چلیں" قَوَافِيْهَا : مفرد: قافية : بیت کے آخری حرف سے لے کر اس متحرک حرف تک کے تمام حروف قافیہ کہلاتے ہیں جو اول حرفِ ساکن سے پہلے واقع ہو۔ مثلاً مذکورہ شعر میں «فیها» قافیہ ہے یہاں اس سے اشعار مراد ہیں

② إِنِّی امْرُءٌ مُكْرِمٌ نَفْسِیْ وَمُتَّئِدٌ مِنْ أَنْ أُقَاذِعَهَا حَتّٰی أُجَازِيْهَا

میں ایک بُردبار و باوقار آدمی ہوں اور اپنے نفس کو فحش گوئی میں ڈالنے سے دُور رکھنے والا ہوں کہ میں اس کا بدلہ حاصل کروں۔ (ہجو کرنے والے سے یعنی میں ایک شریف انسان ہوں، اپنے نفس کو ہجوگوئی کا بدلہ لینے کے لئے فحش گوئی میں مبتلا ہونے سے دُور رکھتا ہوں۔)

مُتَّئِدٌ : صیغہ اسم فاعل از باب افتعال : باوقار، سنجیدہ، متحمل مزاج۔ اِتَّأَدَ : باوقار ہونا وَأَدَ (ض) وَأْدًا : لڑکی کو زندہ دفن کرنا، مادہ (وءد) أُقَاذِعُهَا : مُقَاذَعَةً : گالی گلوچ کرنا۔ وقَذَعَ (ف) قَذْعًا : گالی دینا۔ مُكْرِمٌ : دور رکھنے والا، كَرُمَ منه: دُور ہونا۔ أَكْرَمَ مِنْهُ : دُور کرنا۔ یہاں بھی اس کے صلہ میں «مِنْ» لایا ہے، اہل عرب کہتے۔ «إِنِّی امْرُءٌ مُتَّئِدٌ و مُكْرِمٌ (مُبْعِدٌ) نَفْسِیْ مِنْ أَنْ أُقَاذِعَهَا» «حتیٰ» «کئی» کے معنے میں ہے۔

③ لَمَّا رَأَوْهَا مِنَ الْأَجْزَاعِ طَالِعَةً شُعْثًا فَوَارِسُهَا شُعْثًا نَوَاصِیْهَا

اور جب بنوسنبس نے ہمارے گھوڑوں کو گھاٹیوں کے موڑوں سے اس حال میں نکلتے ہوئے دیکھا کہ ان کے شہسواروں کی پیشانیاں پراگندہ تھیں۔

الأَجْزَاع : مفرده : جَزْع : وادی کا موڑ ؛ شُعْثًا : مفرده : أَشْعَث : پراگندہ اور غبار آلود بال والا۔ نَوَاصِيهَا : مفرده : نَاصِيَة : پیشانی۔

۴ لَاذَتْ هُنَالِكَ بِالْأَشْعَافِ عَالِمَةً　　أَنْ قَدْ أَطَاعَتْ بِلَيْلٍ أَمْرَ غَاوِيهَا

تو پناہ لینے لگے وہاں پہاڑ کی چوٹیوں پر یہ بات جانتے ہوئے کہ انھوں نے رات کو اپنے ایک گمراہ سردار کے حکم کی اطاعت کی (یعنے جب سنبس نے ہمارے گھوڑے اور اس پر شہسوار دیکھے تو جان گئے کہ وہ غلطی پر ہیں اور انھوں نے اپنے سردار کی بات مان کر خطا کھائی کیونکہ انھیں ہمارے گھڑ سوار اور گھوڑے بڑے شجاع اور جفاکش معلوم ہوئے۔)

لَاذَتْ : (ن) لَوْذًا : پناہ لینا۔ الْأَشْعَاف : مفردہ : شَعَفَة : پہاڑ کی چوٹی۔ غَاوِيهَا : غاوی : گمراہ، مراد گمراہ سردار ہے ضمیر سنبس کیطرف راجع ہے۔ غَوَى (ض) غَوَايَةً : گمراہ ہونا۔

وَقَالَ آخَرُ فِي ابْنٍ لَهُ

شاعر کا بیٹا حُنْدُج اس کی باندی سے تھا۔ شاعر کی بیوی اس کو اذیت دیتی تھی، اس پر شاعر اپنی بیوی سے ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے :—

۱ لَا تَعْذِلِي فِي حُنْدُجٍ إِنَّ حُنْدُجًا　　وَلَيْثَ عِفِرِّينٍ لَدَيَّ سَوَاءُ

بیگم ! تو مجھے حُنْدُج کے بارے میں ملامت نہ کر کیونکہ میرے نزدیک حُنْدُج اور عفرین مقام کے شیر برابر ہیں۔

لَا تَعْذِلِي : (ن) عَذْلًا : ملامت کرنا۔ عِفِرِّين : ایک جنگل کا نام ہے، جہاں کے شیر مشہور تھے۔

۲ حَمَيْتُ عَلَى الْعُهَّارِ أَطْهَارَ أُمِّهِ　　وَبَعْضُ الرِّجَالِ الْمُدَّعِينَ غُثَاءُ

میں نے اس کی ماں (جو کہ باندی ہے) کے طہر کی حفاظت زانیوں سے کی، اور بعض لوگ جو دعوٰی کرتے ہیں (کہ یہ کسی اور سے ہے) ان کا قول پھسپھسا ہے۔

حَمَيْتُ : (ض) حَمْيًا، حِمَايَةً : بچانا، حفاظت کرنا، حماهُ عليه : اس کو اس سے بچانا۔ العُهَّار : مفردہ : عَاهِرٌ : زانی۔ أَطْهَار : مفردہ : طُهْرٌ۔ غُثَاءٌ :

جھاگ، جھاگ سے ملا ہوا کوڑا کرکٹ۔ یہاں یہ لغو او رفضول اور بے حقیقت ہونے سے کنایہ ہے

(۳) فَجَاءَتْ بِهٖ سَبْطَ الْبَنَانِ كَأَنَّمَا عِمَامَتُهٗ بَيْنَ الرِّجَالِ لِوَاءُ

چنانچہ اس کی ماں نے اسکو جنا۔ اس حال میں کہ اس کے پورے سیدھے تھے۔ (یعنی وہ سخی تھا) گویا کہ اس کا عمامہ لوگوں کے درمیان (جب وہ میں کھڑا ہو جاتا ہے بلند قامت ہونے کی وجہ سے ایسا لگتا ہے کہ وہ) جھنڈا ہے۔

سَبْطُ الْبَنَانِ : علامہ تبریزیؒ لکھتے ہیں۔ «تقولُ العَرَب : فُلَانٌ سَبْطُ الجِسْمِ إِذَا كَانَ حَسَنَ القَد، مُعْتَدِلَ القَامَة، وفلانٌ سَبْطُ البنانِ واليدين إِذَا كَانَ سخيا كريمًا، وقوله : "عِمَامَته بين الرِّجَالِ لِوَاءٌ" كنى بذلك عن طُولِه، يَمْدَحُهُ بالكرم وبالطُّول» یعنی : سبط البنان سے سخی ہونا مراد ہے، بعض نے کہا سَبْطُ البنان سے طویل القامۃ ہونا مراد ہے، سَبَطَ (ن) سُبُوطَةً سے ہے۔ جس کے معنی طویل ہونے کے ہیں۔ لِوَاءٌ : جھنڈا، جمع : أَلْوِيَة۔ عِمَامَة : پگڑی، جمع : عَمَائِم

وَقَالَ آخَرُ

(۱) رَأَيْتُ رِبَاطًا حِيْنَ تَمَّ شَبَابُهٗ وَوَلّٰى شَبَابِيْ لَيْسَ فِيْ بِرِّهٖ عَتْبُ

میں نے اپنے بیٹے رباط کو دیکھا جب اس کی جوانی مکمل ہوئی اور میری جوانی ختم ہوگئی کہ اس کی فرمانبرداری میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہے۔

بِرّ : فرمانبرداری واطاعت بَرَّ (س ض) بِرًّا : اطاعت کرنا۔ عَتْبٌ : (بسکون التاء) مصدر بمعنے ناراضگی۔ العَتَب (بفتح التاء) کمی اور فساد۔ یہاں دونوں معنی ہوسکتے ہیں عَتَبٌ کی صورت میں ترجمہ ہوگا : "اس کی اطاعت میں کوئی کمی اور کوتاہی نہیں ہے۔" عَتَبَ عليه (ن) عَتْبًا وعَتِبَ (س) عَتَبًا : ناراض ہونا «وليس في برّه...» «رِبَاطًا» سے حال ہے۔

(۲) إِذَا كَانَ أَوْلَادُ الرِّجَالِ حَزَازَةً فَأَنْتَ الْحَلَالُ الْحُلْوُ وَالْبَارِدُ الْعَذْبُ

جب کہ لوگوں کی اولاد ان کے لئے درد دل ہے اور تو میرے واسطے حلال میٹھا ٹھنڈا شیریں ہے

حَزَازَة : درد دل

(۳) لَنَا جَانِبٌ مِنْهُ دَمِيْثٌ وَجَانِبٌ إِذَا رَامَهُ الْأَعْدَاءُ مُمْتَنِعٌ صَعْبُ

اُس کی نرم جانب ہماری ہے اور دوسری جانب سخت اور شدید ہے جب
دشمن اُس کا قصد کریں ۔

دَمِیثٌ : نرم (س) دَمَثًا : نرم ہونا۔ رامہ : (ن) رَوْمًا : قصد کرنا۔
«مُمْتَنِعٌ صَعْبٌ» «جانب» کی صفت ہے۔

④ وَتَأْخُذُهُ عِنْدَ الْمَكَارِمِ هِزَّةٌ كَمَا اهْتَزَّ تَحْتَ الْبَارِحِ الْغُصْنُ الرَّطْبُ

اچھے کاموں کے وقت خوشی وشادمانی اُس کو آلیتی ہے (جس کی وجہ سے وہ
ایسا جھومتا ہے) جس طرح گرم ہوا میں تر شاخ جھومتی ہے۔

هِزَّةٌ : نشاط و شادمانی (ن) هَزًّا : ہلانا۔ اِهْتَزَّ : ہلنا، جھومنا۔ اَلْبَارِحُ :
گرم ہوا۔ جمع : بَوَارِحُ۔

وَقَالَ آخَرُ

① وَفَارَقْتُ حَتّٰى مَا أُبَالِيْ مِنَ النَّوٰى وَإِنْ بَانَ جِيْرَانٌ عَلَيَّ كِرَامُ

اور میں (اپنے دوستوں اور محبوبوں سے) جدا ہوا ہوں، یہاں تک کہ اب مجھے
فراق کی کوئی پرواہ نہیں ہے اگرچہ میرے عزیز پڑوسی مجھ سے جدا ہو جائیں۔

النَّوٰى : مصدر بمعنے دُوری وجدائی، نَوٰى (ض) نَوًى : دور ہونا۔ جِيْرَانٌ : پڑوسی
مفرد : جار۔ بَانَ (ض) بَيْنًا : جدا ہونا۔

② فَقَدْ جَعَلَتْ نَفْسِيْ عَلَى النَّأْيِ تَنْطَوِيْ وَعَيْنِيْ عَلٰى فَقْدِ الْحَبِيْبِ تَنَامُ

میرا نفس فراق کا عادی بن گیا۔ فراقِ یار کے وقت بھی میری آنکھ سوتی ہے

النَّأْيُ : مصدر: دُوری، نَأٰى (ف) نَأْيًا : دُور ہونا۔ قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ «وَإِذَا
أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ» تَنْطَوِيْ : اِنْطِوَاءٌ : مشتمل ہونا۔ و
طَوٰى (ض) طَيًّا : لپیٹنا۔

وَقَالَ آخَرُ

① رُوِّعْتُ بِالْبَيْنِ حَتّٰى مَا أُرَاعُ لَهٗ وَبِالْمَصَائِبِ فِيْ أَهْلِيْ وَجِيْرَانِيْ

میں جدائی سے اور گھر والوں اور پڑوسیوں پر مصائب سے ڈرایا گیا ہوں، یہاں
تک کہ اب میں فراق سے نہیں ڈرتا۔

رُوِّعْتُ : صیغہ مجہول : رَوَّعَهٗ و رَاعَهٗ (ن) رَوْعًا : ڈرانا۔ «بِالْمَصَائِبِ»

کا عطف «بالبَیْنِ» پر ہورہا ہے۔

(۲) لَمْ یَتْرُكِ الدَّهْرُ لِی عِلْقًا أَضَنُّ بِهِ　　إِلَّا اصْطَفَاهُ بِنَأْیٍ أَوْ بِهِجْرَانِ

زمانے نے کوئی ایسی نفیس شئے جس میں میں بخل کروں نہیں چھوڑی مگر یہ کہ اُس کو مجھ سے جُدا اور دُور کرنے کے لئے منتخب کر دیا۔

عِلْقٌ : نفیس شئ، جمع : أَعْلَاق - أَضَنُّ : (س) ضَنًّا : بخل کرنا - اصْطَفَاهُ : اصْطِفَاءً : چننا، منتخب کرنا۔ وصَفَا (ن) صَفَاءً : خالص وصاف ہونا۔

وَقَالَ طُفَیْلُ الْغَنَوِیُّ

یہ شاعر جاہلی ہے :

(۱) وَمَا أَنَا بِالْمُسْتَنْکِرِ الْبَیْنَ إِنَّنِی　　بِذِی لَطَفِ الْجِیرَانِ قِدْمًا مُفَجَّعُ

میں جدائی سے ناواقف (اور نامانوس) نہیں ہوں (اس لئے کہ) میں بہت پہلے سے مہربان پڑوسیوں کے فراق کا دردمند ہوں۔

الْمُسْتَنْکِر : ناواقف، ناآشنا، اسْتَنْکَرَ : ناواقف ہونا۔ لَطَف : اسم مصدر مہربانی ونرمی، ہدیہ، جمع : أَلْطَاف۔ مُفَجَّعٌ : اسم مفعول : بہت دردمند : فَجَّعَهُ تَفْجِیعًا : سخت تکلیف دینا۔ وفَجَعَ (ف) فَجْعًا : تکلیف دینا، دل دکھانا۔ «بِذِی لَطَفٍ» «مُفَجَّعٌ» سے متعلق ہے۔ اور «الجِیرَان» کی طرف مضاف ہے۔ أی ذِی لَطَفٍ مِنَ الْجِیرَانِ۔ قِدْمًا : پرانا زمانہ، یہ ظرف ہے «مُفَجَّعٌ» کے لئے۔

(۲) جَدِیرٌ بِهِ مِنْ کُلِّ حَیٍّ صَحِبْتُهُمْ　　إِذَا أَنَسٌ عَزُّوا عَلَیَّ تَصَدَّعُوا

میں ہر ایسی قوم کے ساتھ جُدائی کا سزاوار ہوں جس کے ساتھ میں رہا ہوں (کیونکہ) جب کوئی جماعت مجھ کو عزیز اور پیاری ہوئی تو مجھ سے الگ ہوگئی۔

أَنَسٌ : بڑی جماعت، انس وبشر، وہ شخص جس سے اُنس حاصل ہو، جمع : آنَاس

تَصَدَّعُوا : تَصَدُّعًا : پھٹنا۔ الْقَوْمُ : متفرق وجُدا ہونا۔ الْحَیُّ : قوم، قبیلہ، جمع : أَحْیَاءٌ

(۳) وَإِنِّی بِالْمَوْلَی الَّذِی لَیْسَ نَافِعِی　　وَلَا ضَائِرِی فُقْدَانُهُ لَمُمَتَّعُ

اور اب مجھے اپنے چچا زاد بھائی سے لُطف اندوز ہونے کا موقع دیا گیا ہے کہ جس کا وجود میرے لئے نفع بخش ہے نہ اس کا فقدان میرے لئے نقصان دہ ہے (یعنی اُس بیچارے کا وجود اور عدم دونوں میرے لئے برابر ہیں)

مُمَتَّعٌ : صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل: جس کو لطف اندوز ہونے کا موقع دیا گیا ہو، فائدہ پہنچایا گیا ہو، مَتَّعَ بہ ومنہ: لطف اندوز ہونے کا موقع دینا، فائدہ پہنچانا۔ مادہ (م ت ع) «مُمَتَّعٌ» «إِنِّی» کی خبر ہے «بِالْمَوْلٰی» «مُمَتَّع» سے متعلق ہے «مَوْلٰی» سے چچازاد بھائی مُراد ہے۔

وَقَالَ الرَّاعِی

تعارف: یہ اسلامی اموی شاعر ہے۔ اُونٹوں کے بارے میں کثرت سے اشعار کہنے کی وجہ سے «راعی» سے مشہور ہوا:

(۱) وَقَدْ قَادَنِی الْجِیرَانُ حِیناً وَقُدْتُهُمْ وَفَارَقْتُ حَتّٰی مَا تَحِنُّ جِمَالِیَا

اور ایک زمانہ تک پڑوسیوں نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور میں نے ان کو اپنی طرف کھینچا اور میں اُن سے جدا ہو گیا۔ حتّٰی کہ اب میرے اونٹوں کو (ملنے کا) شوق نہیں رہا۔

تَحِنُّ : (ض) حَنِیناً : مشتاق ہونا۔ جِمَالِیَا : اُونٹ، جمع : جَمَلٌ، یائے متکلم اور الف اشباع کا ہے۔

(۲) رَجَاؤُكَ أَنْسَانِی تَذَكُّرَ إِخْوَتِی وَمَالُكَ أَنْسَانِی بِوَهْبِینَ مَالِیَا

آپ کے ساتھ وابستہ امیدوں نے مجھ سے بھائیوں کا تذکرہ بھلا دیا، اور آپ کے مال (عطیات) نے مقام «وهبین» میں مجھ سے اپنا مال بُھلا دیا۔

وَقَالَ آخَرُ

(۱) وَإِنَّا لَتُصْبِحُ أَسْیَافُنَا إِذَا مَا اصْطَبَحْنَ بِیَوْمٍ سَفُوكٍ

(۲) مَنَابِرُهُنَّ بُطُونَ الْأَكُفِّ وَأَغْمَادُهُنَّ رُؤُوسُ الْمُلُوكِ

جب ہماری تلواریں خون گرانے والے دن شراب صبح پی لیتی ہیں تو!!

ان کے منبر ہتھیلیوں کے اندرونی حصے اور انکے نیام بادشاہوں کے سر ہوتے ہیں

اصْطَبَحْنَ : اِصْطِبَاحًا : صبح کے وقت شراب پینا۔ سَفُوكٌ : بہت خون گرانے والا۔ (ض) سَفْكًا : خون گرانا "یوم سفوک" سے خونریزی اور جنگ کا دن مراد ہے۔

أَغْمَادُ : نیام، میان، مفرد : غِمْدٌ «مَنَابِرُهُنَّ بُطُونَ الْأَكُفِّ» «تُصْبِحُ» کی خبر ہے اور پھر یہ شرط کے لئے جزاء ہے۔ اصل عبارت ہے۔ «لَتُصْبِحُ مَنَابِرُ أَسْیَافِنَا بُطُونَ الْأَكُفِّ إِذَا مَا اصْطَبَحْنَ بِیَوْمٍ سَفُوكٍ»

وَقَالَ آخَرُ

(۱) لَا یَمْنَعَنَّكَ خَفْضَ الْعَیْشِ فِی دَعَةٍ نُزُوْعُ نَفْسٍ إِلٰی أَهْلٍ وَأَوْطَانِ

تجھ کو ہرگز نہ روکے راحت میں خوشگوار زندگی بسر کرنے سے اھل خانہ اور وطن کا شوق (یعنی اھل وعیال کی ملاقات اور وطن کی زیارت کا شوق چین کی پرلطف زندگی گذارنے سے تجھے روک نہ دے۔)

خَفْضَ الْعَیْشِ : خوشگوار زندگی۔ خَفُضَ (ك) خَفْضًا : زندگی کا آسودہ ہونا۔
دَعَةٌ : مصدر : سکون وراحت، وَدُعَ (ك) یَوْدُعُ ، دَعَةً : ساکن ومطمئن ہونا۔
نُزُوْعٌ : مصدر : اشتیاق۔ نَزَعَ (ف) نُزُوْعًا إِلٰی أَهْلِهٖ : مشتاق ہونا۔
«نُزُوْعُ» «لَا یَمْنَعَنَّكَ» کا فاعل ہے اور «خَفْضَ الْعَیْشِ» منصوب بنزع الخافض ہے، أَیْ لَا یَمْنَعَنَّكَ مِنْ خَفْضِ الْعَیْشِ۔

(۲) تَلْقٰی بِكُلِّ بِلَادٍ إِنْ حَلَلْتَ بِهَا أَهْلًا بِأَهْلٍ وَجِیْرَانًا بِجِیْرَانِ

ہر وہ شہر جس میں تو سفر کرکے اُترے گا وہاں تو اہل کے بدلے اھل اور پڑوسیوں کے بدلے پڑوسیوں سے ملے گا (مقصد یہ ہے کہ گھر اور وطن کا میلان، سفر سے تجھ کو نہ روک لے کیونکہ سفر میں اگرچہ مشقت ہوتی ہے لیکن دیس غیر میں بھی مانوس لوگ مل جاتے ہیں) بقول آتش ؎

تھکیں جو پاؤں تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش
گل مراد ہے منزل میں خار راہ میں ہے

وَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ أَسَدٍ

(۱) إِلَّا أَكُنْ مِمَّنْ عَلِمْتِ فَإِنَّنِیْ إِلٰی نَسَبٍ مِمَّنْ جَهِلْتِ كَرِیْمِ

اگر میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جن کو تو جانتی ہے (تو کوئی حرج نہیں) کیونکہ میں ایسے شریف نسب کی طرف منسوب ہوں جس کو تو نہیں جانتی۔

إِلَّا أَكُنْ : اصل میں «إِنْ لَمْ أَكُنْ» ہے۔ «كَرِیْمٍ» «نَسَبٍ» کی صفت ہے۔ «إِلٰی نَسَبٍ» «مَنْسُوْبٌ» محذوف سے متعلق ہے۔ أَیْ «إِنَّنِیْ مَنْسُوْبٌ إِلٰی نَسَبٍ»

(۲) وَإِلَّا أَكُنْ كُلَّ الْجَوَادِ فَإِنَّنِیْ عَلَی الزَّادِ فِی الظَّلْمَاءِ غَیْرُ شَتِیْمِ

اور اگر میں مکمل طور پر سخی نہیں ہوں (تو کوئی مُضائقہ نہیں) کیونکہ تاریک رات میں توشہ کے بارے میں مجھے گالی نہیں دی جاتی (یعنی رات کو آنے والا مہمان مہمان نوازی نہ کرنے کی وجہ سے مجھے گالی نہیں دیتا۔)

الزَّاد: توشہ، جمع: أَزْوِدَة: یہاں اس سے مہمان نوازی مُراد ہے۔ الظَّلْمَاء: تاریک: مُراد تاریک رات ہے۔ الشَّتِیْم: بمعنی مَشْتُوْم: جس کو گالی دیجائے۔

(٣) وَإِلَّا أَكُنْ كُلَّ الشُّجَاعِ فَإِنَّنِي ۔۔۔ بِضَرْبِ الطُّلَى وَالْهَامِ حَقٌّ عَلِيْمٌ

اور اگر میں مکمل بہادر نہیں ہوں (تو کوئی خوف نہیں) کیونکہ میں گردنوں اور کھوپڑیوں کو کما حقہ مارنا اچھی طرح جانتا ہوں۔

اَلطُّلَى: گردن، مفرد: طُلْيَةٌ، طُلَاءٌ۔ حَقٌّ عَلِيْمٌ: أَيْ عَلِيْمٌ جِدًّا: اچھی طرح جاننے والا۔

وقَالَ عَمْرُو بْنُ شَاس

یہ مخضرمی شاعر ہے۔ اس کے بیٹے ”عرار“ کے ساتھ اس کی بیوی کا سلوک اچھا نہیں تھا۔ یہ اس پر تنبیہ کر رہا ہے۔

(١) أَرَادَتْ عِرَارًا بِالْهَوَانِ وَمَنْ يُرِدْ ۔۔۔ عِرَارًا لَعَمْرِيْ بِالْهَوَانِ فَقَدْ ظَلَمْ

میری بیوی نے عرار کے ساتھ حقارت کا ارادہ کیا اور جو بھی عرار کے ساتھ حقارت کا ارادہ کرے گا وہ ظالم ہوگا۔

(٢) فَإِنْ كُنْتِ مِنِّيْ أَوْ تُرِيْدِيْنَ صُحْبَتِيْ ۔۔۔ فَكُوْنِيْ لَهُ كَالسَّمْنِ رُبَّتْ لَهُ الْأَدَمُ

پس اگر تو میرے ساتھ تعلق یا میری صحبت چاہتی ہے تو عرار کیلئے اس گھی کی طرح بن جا، جس کے لئے چمڑے کے برتنوں پر شیرہ لگایا گیا ہو (کیونکہ ایسے برتنوں میں گھی خراب نہیں ہوتا لہٰذا تو بھی اس غیر فاسد گھی کی طرح غیر فاسد بن جا۔)

رُبَّتْ: صیغہ مجہول، رَبَّ (ن) رُبًّا۔ اَلرَّبُّ: مشک پر کھجور کا شیرہ ملنا تاکہ بُو اچھی ہو جائے اور گھی اُس میں خراب نہ ہو۔ رُبّ: پکی کھجور کا شیرہ۔ اَلْأَدَمُ: مفردہ: أَدِيْمٌ پکا اور دباغت دیا ہوا چمڑہ۔ یہاں اس سے ایسے برتن مُراد ہیں جو گھی وغیرہ رکھنے کے لئے اس قسم کے چمڑے سے بنائے جاتے ہیں۔ اَلسَّمْنُ: گھی، جمع: أَسْمُن، سُمُوْنٌ «رُبَّتْ لَهُ الْأَدَمُ» ترکیب میں «السَّمْنُ» کی صفت ہے اور «السَّمْنُ» پر الف لام عہد

ذہنی ہے، تعریف کا نہیں۔

③ وَإِن كُنتِ تَهْوِينَ الْفِرَاقَ ظَعِينَتِي فَكُونِي لَهُ كَالذِّئْبِ ضَاعَتْ لَهُ الْغَنَمُ

اور اگر بیگم! تو میرا فراق چاہتی ہے تو پھر اُس کے لئے اس بھیڑیا کی طرح بن جا جس سے بکری کھوگئی ہو (یعنی: جس طرح بکری کھونے والا بھیڑیا غضب ناک ہوتا ہے اگر تو فرقت چاہتی ہے تو پھر تو بھی اُس کے ساتھ سختی اور غضب کا معاملہ کر۔)

ظَعِينَة : عورت، بیوی، ہودج، جمع : ظَعَائِن۔ الغنم: بکریاں، اسم مؤنث مَوْضُوعٌ لِلْجِنْسِ، يَقَعُ عَلَى الذُّكُورِ وَالإِنَاثِ۔ «ظعينتي» منصوب علی النداء ہے۔ «ضَاعَتْ» «الذِّئب» کی صفت ہے اس پر الف لام عہد ذہنی ہے)

④ وَإِلاَّ فَسِيرِي مِثْلَ مَا سَارَ رَاكِبٌ تَجَشَّمَ خِمْسًا لَيْسَ فِي سَيْرِهِ أَمَمْ

ورنہ تو اُس شتر سوار کی مانند چل جس نے پانچویں دن اُونٹ کے پانی پر آنے کی تکلیف اُٹھائی ہو اس حال میں کہ اُس کی چال میں میانہ روی (اور سستی) نہ آئی ہو (مطلب یہ ہے کہ جس طرح کسی شتر سوار کا اُونٹ پانچویں دن پانی پینے آئے اور تین دن تک وہ پانی نہ پی سکا ہو تو ایسا شتر سوار بڑی تیزی کے ساتھ اپنا اُونٹ پانی پر لاتا ہے اور اُس کی چال میں بڑی تیزی ہوتی ہے، ایسے ہی تو بھی اپنی چال میں کسی قسم کی سستی و کوتاہی کا مظاہرہ نہ کر، تیز اور سیدھی چال چل)

تَجَشَّمَ : وَجَشِمَ (س) جَشْمًا : مشقت اُٹھانا، تکلیف برداشت کرنا۔
خِمْسًا : أن ترد الإبلُ الماءَ في اليوم الخامس من ورودها السابق، فيكون بين الوردين ثلاثة أيام۔ یعنے اُونٹ پانچویں دن پانی پینے آئے تو اُس کو "خِمْس" کہتے ہیں، اس طرح کہ ایک دن پانی پئے، پھر تین دن پیاسا رہے، پھر اگلے دن پانی پئے تو یہ آخری دن پہلے کے مقابلے میں پانچواں ہے۔ أَمَمٌ : قربت، کہتے ہیں «أخذته من أَمَمٍ» أي مِن قُرْبٍ، شيئٌ قليل، کہتے ہیں «مَا طَلَبْتُ إِلاَّ شَيْئًا أَمَمًا»، وسط و میانہ روی۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں۔

⑤ وَإِنَّ عِرَارًا إِنْ يَكُنْ ذَا شَكِيمَةٍ تُقَاسِينَهَا مِنْهُ فَمَا أَمْلِكُ الشِّيَمْ

اور اگر عرار سخت مزاج ہے جس کی سختی تو جھیلتی ہے تو میں خصلتوں (کی درستگی) پر قادر نہیں ہوں (کہ اس کی طبیعت میں نرمی پیدا کروں)

شَكِيمَة : بڑائی، خودداری، سخت مزاجی، جمع : شَكَائِم۔ تُقَاسِينَهَا : مُقَاسَاة؛

جھیلنا، برداشت کرنا۔ الشِّیَم : عادت، مفرد : شِیمَة ۔

(۶) وَاِنَّ عِرَارًا اِنْ یَکُنْ غَیْرَ وَاضِحٍ فَاِنِّیْ اُحِبُّ الْجَوْنَ ذَا الْمَنْکِبِ الْعَمَمْ

اور اگر عرار خوبصورت (اور گورا) نہیں ہے تو میں ایسے کالے کو بھی پسند کرتا جو چوڑے شانوں والا (اور قوی) ہو

الجَوْن : سفید، بہت کالا، اضداد میں سے ہے، جمع : جُوْن ۔ جان (ن) جَوْنًا: کالا ہونا۔ المَنْکِب : شانہ، جمع : مَنَاکِب : العَمَم : کثرت، کامل۔

وَقَالَ آخَرُ وَهُوَ اِسْحٰقُ بْنُ خَلَفٍ

(۱) لَوْلَا اُمَیْمَةُ لَمْ اَجْزَعْ مِنَ الْعَدَمِ وَلَمْ اُقَاسِ الدُّجٰی فِیْ حِنْدِسِ الظُّلَمِ

اگر میری بچی اُمیمہ نہ ہوتی تو میں فوت ہونے اور فقر سے نہ ڈرتا اور نہ تاریک راتوں میں گھٹا ٹوپ اندھیرے جھیلتا ۔

العَدَم : ضِدُّ الْوُجُوْدِ، وَالفَقْرُ۔ الدُّجیٰ : تاریکیاں، مفرد : دُجْیَة: حِنْدِس : سخت تاریک رات، تاریکی، جمع : حَنَادِس۔ الظُّلَم : مفردہ : ظُلْمَة: تاریکی «حِنْدِس» کی اضافت «الظُّلَم» کی طرف ایسی ہے جیسے بعض کی اضافت کل کی طرف ہوتی ہے۔ مُراد "تاریک راتیں" ہیں ۔

(۲) وَزَادَنِیْ رَغْبَةً فِی الْعَیْشِ مَعْرِفَتِیْ ذُلَّ الْیَتِیْمَةِ یَجْفُوْهَا ذَوُو الرَّحِمِ

لیکن اس بات کی معرفت نے زندگی میں میری رغبت کو بڑھا دیا کہ یتیم لڑکی کو ذلیل سمجھا جاتا ہے اس حال میں کہ رشتہ دار اُس سے بے رُخی برتتے ہیں ۔

«مَعْرِفَتِیْ» «زادنی» کا فاعل ہے۔ «ذُلَّ» «مَعْرِفَتِیْ» کا مفعول ہے «یَجْفُوْهَا» «الیتیمة» سے حال واقع ہو رہا ہے ۔

(۳) اُحَاذِرُ الْفَقْرَ یَوْمًا اَنْ یُلِمَّ بِهَا فَیَهْتِكَ السِّتْرَ عَنْ لَحْمٍ عَلٰی وَضَمٍ

مجھے ڈر اور اندیشہ ہے کہ کسی دن اُس پر فقر آپڑے گا اور اس کی ضعیفی کا پردہ چاک کر دیگا

یُلِمُّ : بِهٖ اِلْمَامًا : نازل ہونا۔ یَهْتِكُ : (ض) هَتْكًا : پردہ دری کرنا۔ رُسوا کرنا۔ وَضَم : وہ تختہ جس پر گوشت رکھا جاتا ہے۔ «لَحْمٌ عَلٰی وَضَمٍ» ضعیف و ذلیل ہونے سے کنایہ ہے۔ لفظی ترجمہ ہے "میں ڈرتا ہوں کہ کسی دن اُس پر فقر آپڑے گا اور ہٹا لے گا پردے کو اس گوشت سے جو تختہ پر ہے" «اَنْ یُلِمَّ بِهَا» «الفقر»

سے بدل اشتمال ہے۔ «فَیَهْتِکَ» کا عطف «یُلِمّ» پر ہے۔ اس لئے منصوب ہے۔

۴ تَهْوَی حَیَاتِی وَأَهْوَی مَوْتَهَا شَفَقًا وَالْمَوْتُ أَکْرَمُ نَزَّالٍ عَلَی الْحُرَمِ

وہ میری زندگی کو پسند کرتی ہے اور میں اس کی موت پسند کرتا ہوں شفقت اور خوف کی بنا پر کیونکہ موت عورتوں کے لئے سب سے معزز مہمان ہے۔ (یعنی اگر عورت زندگی کی آلودگیوں سے پہلے پہلے پاک دامنی کے ساتھ ختم ہو تو یہ بہت بہتر ہے۔)

شَفَقًا : مصدر بمعنے : شفقت و مہربانی، خوف۔ شَفِقَ (س) شَفَقًا : شفقت کرنا، ڈرنا۔ یہاں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ نَزَّال : مفرده : نازِلٌ : آنے والا، مہمان۔ الحُرَم، مفرده : حُرْمَةٌ : عورت، قابلِ حفاظت چیز جس کی پردہ دری حرام ہو۔

۵ أَخْشٰی فَظَاظَةَ عَمٍّ أَوْ جَفَاءَ أَخٍ وَکُنْتُ أُبْقِی عَلَیْهَا مِنْ أَذَی الْکَلِمِ

مجھے (اپنی موت کے بعد) چچا کی تند خوئی اور بھائی کی بے رُخی کا خوف ہے۔ حالانکہ مجھے اس پر ترس آتا ہے کلمات کی اذیت سے (یعنی میں اس کو تکلیف دینے والا کوئی کلمہ نہیں سن سکتا تو اس کے متعلق کسی کی تند خوئی بے رخی کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔)

فَظَاظَة : مصدر بمعنے : سختی و تند خوئی، درشت کلامی، فَظَّ (س) فَظَاظَةً : بد اخلاقی و سختی کرنا۔ أُبْقِی : إِبْقَاءٌ علیہ : شفقت و رحم کرنا۔ الکَلِم : مفرده : کَلِمَةٌ :

وَقَالَ آخَرُ وَهُوَ حَطَّانُ

۱ أَنْزَلَنِی الدَّهْرُ عَلٰی حُکْمِهٖ مِنْ شَامِخٍ عَالٍ إِلٰی خَفْضِ

زمانے نے مجھے بلندی سے پستی کی جانب اپنے فیصلے کے مطابق اُتار دیا۔

شَامِخ : بلند، جمع : شُمَّخ۔ الخَفْض : مصدر بمعنے المَخْفُوض : پست، زیریں۔ خفض (ض) خَفْضًا : پست کرنا

۲ وَغَالَنِی الدَّهْرُ بِوَفْرِ الْغِنٰی فَلَیْسَ لِی مَالٌ سِوٰی عِرْضِی

اور زمانے نے مجھے مع کثیر مال کے ہلاک کر دیا چنانچہ اب میرے لئے عزت کے علاوہ کوئی مال نہیں ہے۔

غَالَنِی : (ن) غَوْلًا : ہلاک کرنا۔ بِوَفْرٍ : مال کثیر "با" بمعنی "مع" ہے۔

۳ أَبْکَانِی الدَّهْرُ وَیَا رُبَّمَا أَضْحَکَنِی الدَّهْرُ بِمَا یُرْضِی

زمانے نے مجھے رُلایا (بھی) اور بسا اوقات پسندیدہ شئ دیکر ہنسایا بھی۔

یُرْضِیْ : ارضاءٌ: راضی کرنا، مفعول محذوف ہے۔ أَیْ یُرْضِیْنِیْ" یا" حرف نداء کا منادی "قومی" محذوف ہے۔

④ لَوْلَا بُنَیَّاتٌ کَزُغْبِ الْقَطَا رُدِدْنَ مِنْ بَعْضٍ إِلٰی بَعْضِ

اگر قطا (پرندہ) کے چوزوں کی طرح میری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں نہ ہوتیں جو ایک دوسرے پر لوٹائی جائیں گی (یعنے اگر چوزوں کی مانند میری چھوٹی بچیاں نہ ہوتیں جن کے بارے میں مجھے خوف ہے کہ وہ میرے بعد ایک دوسرے پر دھکیل دی جائیں گی۔)

بُنَیَّاتٌ : بَنَاتٌ کی تصغیر ہے۔ زُغْبٌ : مفردہ : أَزْغَبُ : قطا پرندہ کا چوزا۔ قَطَا : کبوتر کے برابر ایک ریگستانی پرندہ جس کو اُردو میں "بھٹ تیتر" کہتے ہیں۔ مفردہ: قَطَاۃٌ

⑤ لَکَانَ لِیْ مُضْطَرَبٌ وَاسِعٌ فِی الْأَرْضِ ذَاتِ الطُّوْلِ وَالْعَرْضِ

تو میرے لئے ایک کشادہ جولان گاہ ہوتی لمبی چوڑی زمین میں (اور میں بے قید و بند آزاد ہوکر چکر لگاتا)

مُضْطَرَبٌ : حرکت کی جگہ، جولان گاہ

⑥ وَإِنَّمَا أَوْلَادُنَا بَیْنَنَا أَکْبَادُنَا تَمْشِیْ عَلَی الْأَرْضِ

ہماری اولاد ہمارے دل کے ٹکڑے ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔

⑦ لَوْ هَبَّتِ الرِّیْحُ عَلٰی بَعْضِهِمْ لَامْتَنَعَتْ عَیْنِیْ مِنَ الْغُمْضِ

اگر اُن میں سے بعض پر بادِ مخالف چلے تو میری آنکھ بند ہونے سے (یعنی نیند سے) رُک جاتی ہے۔

الغُمْضُ : آنکھ کا بند ہونا۔

وَقَالَ حَیَّانُ بْنُ رَبِیْعَةَ

① لَقَدْ عَلِمَ الْقَبَائِلُ أَنَّ قَوْمِیْ ذَوُوْ جِدٍّ إِذَا لُبِسَ الْحَدِیْدُ

تمام قبائل جانتے ہیں کہ میری قوم جفاکش ہے۔جب لوہے کا لباس (ہتھیار) پہنا جائے (اور جنگ کی تیاری ہو رہی ہو)

جِدٌّ : جدوجہد۔ ذَوُوْ جِدٍّ : جفاکش، اصحابِ جُہد۔

② وَأَنَّا نِعْمَ أَحْلَاسُ الْقَوَافِیْ إِذَا اسْتَعَرَ التَّنَافُرُ وَالنَّشِیْدُ

اور یہ کہ ہم اشعار کے لئے بہترین ٹاٹ ہیں، جب تفاخر اور اشعار کی آگ بھڑکائی جائے

("بہترین ٹاٹ ہیں" کنایہ ہے شدتِ تعلق سے یعنی اشعار کے ساتھ ہمارا تعلق قوی اور موروثی ہے۔)

أَحْلَاس : ٹاٹ، مفرد: حِلْسٌ، و فی الحدیث «کُن حِلْسَ بَیْتِكَ»

التَّنَافُرُ : تَنَافَرَ الرَّجُلَانِ : باہم فخر کرنا۔ اَلنَّشِیْدُ : آواز کی بلندی، اشعار و ترانہ، جمع : أَنَاشِید۔ استعرَ : از باب افتعال : بھڑکنا، حروف اصلیہ (س ع ر)

(٣) وَ أَنَّا نَضْرِبُ الْمَلْحَاءَ حَتّٰی ... تَوَلّٰی وَالسُّیُوفُ لَنَا شُهُوْدُ

اور یہ کہ ہم بڑے لشکر پر ضرب لگاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ پھر جاتا ہے، اس حال میں کہ ہماری تلواریں (ہماری شجاعت اور دشمن کی شکست پر) ہمارے لئے گواہ ہوتی ہیں

المَلْحَاء : أملَح کی تانیث ہے : سفید و سیاہ رنگ والی، بڑا لشکر، جمع : مَلحَاوَات۔

وَقَالَ الأَعْرَجُ الْمَعْنِيُّ

(١) أَنَا أَبُوْ بَرْزَةَ إِذْ جَدَّ الْوَهَلْ ... خُلِقْتُ غَيْرَ زُمَّلٍ وَلَا وَكَلْ

میں ابو برزہ (یعنی دشمنوں کو دعوت مبارزت دینے والا) ہوں۔ جب خوف و ہراس بڑھ جائے۔ میری پیدائش اس حالت میں ہوئی کہ میں کمزور اور عاجز نہیں تھا۔

الوَهَل : گھبراہٹ، خوف، وَهِلَ (س) وَهَلًا : گھبرانا۔ زُمَّل : الضَّعِيفُ الَّذِي يَتَزَمَّلُ ثِيَابَهُ وَيَنَامُ : کمزور و بزدل۔ وَكَل : هُوَ الَّذِيْ يَتَّكِلُ عَلٰى غَيْرِهِ : عاجز آدمی جو اپنے کام دوسرے کے سپرد کرے اور اس پر بھروسہ کرے۔

(٢) ذَا قُوَّةٍ وَذَا شَبَابٍ مُقْتَبَلْ ... لَا جَزَعَ الْيَوْمَ عَلٰى قُرْبِ الْأَجَلْ

قوت والا اور چڑھتی جوانی والا (جس کا نتیجہ یہ ہے کہ) آج موت کی قربت سے گھبراہٹ نہیں ہے

مُقْتَبَل : اسم مفعول : نیا، جدید۔ اقْتَبَلَ الْأَمْرَ : از سر نو کرنا، شَبَابٌ مُقْتَبَلٌ : نوجوانی، چڑھتی جوانی۔

(٣) اَلْمَوْتُ أَحْلٰى عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلْ ... نَحْنُ بَنِيْ ضَبَّةَ أَصْحَابُ الْجَمَلْ

موت ہمارے نزدیک شہد سے زیادہ میٹھی ہے ہم یعنی بنو ضبہ یوم جمل والے ہیں۔

«نحن» مبتدا ہے «أصحابُ الجمل» خبر ہے «بَنِيْ ضَبَّةَ» منصوب علی المدح یا منصوب علی الاختصاص ہے۔ «الجمل» سے جنگ جمل مراد ہے۔

(٤) نَحْنُ بَنُو الْمَوْتِ إِذَا الْمَوْتُ نَزَلْ ... نَنْعَى ابْنَ عَفَّانَ بِأَطْرَافِ الْأَسَلْ

ہم موت والے ہیں جب موت آجائے، ہم نیزوں کی لوکوں سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی موت کی خبر دیتے ہیں (نیزوں کی لوکوں سے موت کی خبر دینے کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ ہمارے نیزے دیکھیں گے جو خون سے تر ہوں گے تو سمجھ جائیں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں اور ہم نے بدلہ لے لیا ہے۔)

نَنْعیٰ : (ف) نَعْیًا : موت کی خبر دینا۔ الْأَسَلُ : نیزے۔

⑤ رُدُّوْا عَلَیْنَا شَیْخَنَا ثُمَّ بَجَلْ

ہم پر ہمارے شیخ (حضرت عثمانؓ) لوٹا دو (قصاص لے کر) اور بس ہمیں یہی کافی ہے۔ (اس کے علاوہ ہمارا کوئی مطالبہ نہیں۔)

بَجَلْ : حرف جواب بمعنی نَعَمْ، اسم فعل بمعنے : حَسْبُ کافی بَجَلُكَ: آپ کے لئے کافی ہے۔ «بَجَلْ» مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے۔ أی بَجَلُنَا ذٰلِكَ۔

وَقَالَ آخَرُ

① دَاوِ ابْنَ عَمِّ السُّوْءِ بِالنَّأْیِ وَالْغِنٰی ‏ ‏ ‏ ‏ كَفٰی بِالْغِنٰی وَالنَّأْیِ عَنْهُ مُدَاوِیَا

میرے بُرے چچازاد بھائی کا علاج اس سے دُوری اور بے رُخی کے ساتھ کرو (کیونکہ) بے رُخی اور دُوری اس کے علاج کے لئے کافی ہیں۔

دَاوِ : أَمْرٌ مِّنَ الْمُدَاوَاةِ : علاج کرنا۔ السَّوْءِ : (سین کے فتحہ کے ساتھ) مَصدر ہے۔ برائی، سَاءَ (ن) سَوْءً : بُرا ہونا۔ اور السُّوْءَ (سین کے ضمہ کے ساتھ) اسم ہے بُرا۔ الْغِنٰی : مَصدر : بے رُخی و استغناء، غَنِیَ (س) غِنیً : مستغنی ہونا۔ النَّأْیُ: دُوری، نَأیٰ (ف) نَأْیًا : دُور ہونا۔ «بِالْغِنٰی» «كَفٰی» کا فاعل ہے۔ «با» زائدہ ہے «مُدَاوِیًا» حال یا تمیز ہے، کقولہ تعالیٰ «وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا»

② جَزَی اللّٰهُ عَنِّیْ مُحْصَنًا بِبَلَائِهٖ ‏ ‏ ‏ ‏ وَإِنْ كَانَ مَوْلَایَ الْقَرِیْبَ وَخَالِیَا

اللہ تعالےٰ میری طرف سے محصن کو مجھے ستانے اور تکلیف دینے کا بدلہ دیں اگرچہ وہ میرا قریبی چچازاد بھائی اور ماموں ہے (یعنی ماں باپ دونوں جانب سے رشتہ دار ہے)

③ یَسُلُّ الْغِنٰی وَالنَّأْیُ أَدْوَاءَ صَدْرِهٖ ‏ ‏ ‏ ‏ وَیُبْدِی التَّدَانِیْ غِلْظَةً وَّتَقَالِیَا

اس سے بے رُخی اور دوری اس کے امراضِ قلب کو نکالے گی اور اس کے ساتھ قُربت بغض و عداوت کو ظاہر کرے گی۔

یَسُلّ : (ن) سَلًّا : کھینچنا ۔ اَدْوَاءٌ : بیماریاں، مفرد : دَاءٌ ۔ اَلتَّدَانِی : مصدر از باب تفاعل : قربت و نزدیکی ۔ تَقَالِیَا : مصدر از تفاعل : دشمنی و عداوت، قَلِیَ (س) قِلیً : دشمنی رکھنا ۔

(۴) أَعَانَ عَلَیَّ الدَّھْرَ إِذْ حَکَّ بَرْکَہُ کَفَی الدَّھْرُ لَوْ وَکَّلْتَہُ بِیْ کَافِیَا

اس نے میرے خلاف زمانہ کی مدد کی جب زمانہ نے (میرے ساتھ) سینہ رگڑا، اور (اے محسن!) اگر تو زمانے کو میرے خلاف وکیل بنالیتا تو وہی کافی ہوتا۔ (یعنے میرے ستانے کے لئے حوادثاتِ زمانہ ہی کافی تھے۔ مزید تمھاری ستم ظریفی اور ستم بالائے ستم کی ضرورت نہ تھی۔)

حَکَّ : (ن) حَکًّا : رگڑنا، گھسنا ۔ بَرْکٌ : سینہ ۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِی کَلْبٍ

(۱) وَحَنَّتْ نَاقَتِی طَرَبًا وَشَوْقًا إِلَی مَنْ بِالْحَنِیْنِ تُشَوِّقِیْنِی

میری اونٹنی شوق اور مستی کی وجہ سے روئی (اے اونٹنی!) تو اپنے رونے کے ساتھ مجھے کس کا شوق دلاتی ہے؟

حَنَّتْ : (ض) حَنِیْنًا : رونا، مشتاق ہونا ۔ طَرَبًا : مصدر، مستی، خوشی، طَرِبَ (س) طَرَبًا : خوش و مست ہونا، خوشی سے جھومنا ۔ تُشَوِّقِیْنِی : تَشْوِیْقًا : شوق دلانا، اصل میں «تُشَوِّقِیْنَنِی» ہے ۔ ایک نون کو تخفیفًا حذف کردیا ۔ دوسرے مصرعہ میں غائب سے حاضر کی طرف التفات ہے ۔ «طَرَبًا وَشَوْقًا» مفعول لہٗ ہے ۔

(۲) فَإِنِّی مِثْلُ مَا تَجِدِیْنَ وَجْدِیْ وَلٰکِنْ أَصْحَبَتْ عَنْھُمْ قَرُوْنِیْ

میرا غم بھی تیرے غم کی مانند ہے لیکن میرے نفس نے اُن سے اعراض کرکے اور لوگوں کو دوست بنایا۔

تَجِدِیْنَ : (ض) وَجْدًا : غمگین ہونا ۔ وَجْدٌ : غم ۔ أَصْحَبَتْ : إِصْحَابًا : ساتھی والا ہونا، ساتھی بنانا، یہاں اس کے صلہ میں «عن» آیا ہے ۔ اس لئے "اعراض" کے معنے بھی ہیں ۔ یعنی میرے نفس نے ان سے اعراض کرکے دوسرے لوگوں کو دوست اور ساتھی بنایا ۔ أَصْحَبَ کے معنی انقیاد و اتباع کے بھی آتے ہیں، اس صورت میں ترجمہ ہوگا "میرے نفس نے ان سے اعراض کرکے ۔ (اور مایوس ہوکر) میری اطاعت کی"۔

قَرُوْنٌ : نفس، حاجت - مؤنث استعمال ہوتا ہے۔

«وجدی» مبتدا مؤخر ہے۔ «مثلُ مَا تَجِدِيْنَ» خبر مقدم ہے، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ «إِنِّی» کے لئے خبر ہے «إِنَّ» کا اسم ضمیر متکلم ہے۔ ترکیبی عبارت ہوگی۔ «إِنِّيْ وَجْدِيْ مِثْلُ مَا تَجِدِيْنَ» اور یہ بھی احتمال ہے کہ «وَجْدِیْ» «إِنِّی» میں ضمیر متکلم سے بدل ہو۔ اور «مِثْلُ مَا تَجِدِيْنَ» «إِنِّی» کی خبر ہو۔ ترکیبی عبارت ہوگی «إِنَّ وَجْدِیْ مِثْلُ مَا تَجِدِيْنَ» «مِثْلُ مَا تَجِدِيْنَ» میں «مَا» موصولہ بھی ہوسکتا ہے۔ «تَجِدِيْنَ» اس کا صلہ ہوگا اور اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ضمیر محذوف ہوگی۔ أی «مِثْلُ مَا تَجِدِيْنَهٗ» اور «ما» مصدریہ بھی ہوسکتا ہے۔ أی (مِثْلُ وَجْدِكَ)

۳) رَأَوْا عَرْشِيْ تَثَلَّمَ جَانِبَاهُ فَلَمَّا أَنْ تَثَلَّمَ أَفْرَدُوْنِيْ

انہوں نے دیکھا میرے عرش کو کہ اسکی دونوں جانب کُند ہوگئی ہیں۔ (اور اس میں رخنے پڑ گئے ہیں) جب ایسا ہوگیا تو انھوں نے مجھے تنہا چھوڑ دیا (یعنے میری عزت کے وقت مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر خوش تھے لیکن جب دبدبہ ختم ہوا تو مجھے تنہا چھوڑ گئے)

تَثَلَّمَ : وثَلِمَ (س) ثَلْمًا : رخنہ پڑنا، کُند ہونا۔ أَفْرَدُوْنِیْ : إِفْرَادًا: اکیلا چھوڑنا۔ دوسرے «تَثَلَّمَ» میں ضمیر «عرش» کی طرف عائد ہے۔

۴) هَنِيْئًا لِابْنِ عَمِّ السَّوْءِ أَنِّيْ مُجَاوِرَةٌ بَنِيْ ثُعَلٍ لَبُوْنِيْ

میرے بُرے چچازاد بھائی کو مبارک ہو کہ میری دودھ والی اونٹنی بنی ثعل کی پڑوسی ہے (بطور طنز کہا ہے)

لَبُوْنِیْ : دودھ والی اونٹنی، بکری وغیرہ؛ جمع: لِبَان، لُبُن۔

«هَنِيْئًا» «کان» محذوف کی خبر ہے۔ «أَنِّیْ مُجَاوِرَةٌ» «کان» کا اسم ہے۔ «لَبُوْنِیْ» «مُجَاوِرَةٌ» کا فاعل ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ أَسَدٍ

۱) وَمَا أَنَا بِالنِّكْسِ الدَّنِيِّ وَلَا الَّذِیْ إِذَا صَدَّ عَنِّیْ ذُو الْمَوَدَّةِ أَحْرَبُ

اور میں کمزور اور خسیس نہیں ہوں اور نہ وہ ہوں کہ جب دوست مجھ سے اعراض کرے تو میں غضبناک ہوجاؤں اور واویلا کرنے لگوں (یعنی دوستوں کی بے رُخی پر مجھے غصہ نہیں آتا)

اَلنِّكْسُ : کمزور و بے برکت، پستہ قد، سخاوت میں کوتاہی کرنے والا، جمع : أَنْكَاس
صَدَّ : (ن) عَنْهُ صَدًّا : اعراض کرنا۔ الدَّنِيُّ : صیغہ صفت : گھٹیا، کمینہ، جمع :
أَدْنِيَاء : دَنِيَ (س) دَنَايَةً : گھٹیا ہونا۔ أَحْرَبُ : (س) حَرَبًا : سخت غضب
ناک ہونا، واویلا کرنا۔

(۲) وَلٰكِنَّنِي إِنْ دَامَ دُمْتُ وَإِنْ يَكُنْ لَهُ مَذْهَبٌ عَنِّي فَلِي عَنْهُ مَذْهَبُ
اور اگر وہ دوستی قائم رکھنا چاہتے تو میں بھی دوستی قائم رکھتا ہوں اور اگر وہ اپنی راہ الگ کرنا
چاہیں تو میں بھی الگ راہ اختیار کرلیتا ہوں۔

(۳) أَلَا إِنَّ خَيْرَ الْوُدِّ وُدٌّ تَطَوَّعَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا وُدٌّ أَتَى وَهُوَ مُتْعِبُ
سنیئے : بہترین محبت وہ ہوتی ہے جس کے لئے آدمی کا جی آمادہ ہو نہ کہ وہ محبت
جو آئے اس حال میں کہ وہ تھکا دینے والی ہو (یعنے اصل محبت وہ ہوتی ہے جو
بطیب خاطر ہو اور اس میں کسی قسم کا تکلف اور تصنع نہ ہو۔)
تَطَوَّعَتْ : لَهُ : آمادہ کرنا، اطاعت کرنا۔ طَاعَ (ن) طَوْعًا : فرمانبردار
ہونا۔ مُتْعِبٌ : اسم فاعل : تھکانے والا۔ أَتْعَبَهُ : تھکا دینا۔

وَقَالَ أَبُو حَنْبَلِ الطَّائِيُّ

تعارف : مذکورہ اشعار ابو حنبل الطائی کی طرف منسوب ہیں لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ یہ اشعار عمار بن جوین کے ہیں۔ ہوا یوں کہ سیّار نامی شخص عدی بن اغلب کے ساتھ جوا کھیلتے ہوئے اپنا سارا مال کھو گیا، عدی نے اس کا سارا مال لے لیا، البتہ سیار نے دو باندیاں خفیہ طور پر عمار بن جوین کے پاس بھیج دی تھیں، عدی کو اُس کا علم ہوا تو وہ عامر کے پاس گیا اور اُن کا مطالبہ کیا، عامر نے کہا یہ تو نہیں دے سکتا۔ کیونکہ امانت ہیں، ہاں ان کے بدلے اُونٹ قبول کرلو، چنانچہ وہ اُونٹ لے کر آگیا۔ پھر شعراء کی محفل منعقد ہوئی جس میں امرؤ القیس بھی تھا۔ اس تقریب میں عامر اپنے اس کارنامے کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے :

(۱) لَقَدْ بَلَانِي عَلَى مَا كَانَ مِنْ حَدَثٍ عِنْدَ اخْتِلَافِ زِجَاجِ الْقَوْمِ سَيَّارُ
سیار نے مجھے آزمایا، باوجود ان حوادث کے (جو مجھ پر آپڑے تھے) قوم (یعنی بنی طی)
کے آپس میں نیزے چلنے کے وقت۔
اختلاف : آنا جانا۔ زِجَاجٌ : مفرد : زُجٌّ : نیزے کا نچلا لوہا۔ اس کے

مقابلے میں اُوپر کے لوہے کو «سِنَان» کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مطلقاً نیزے مُراد ہیں۔
«عند» «حَدَثٍ» کے لئے بھی ظرف بن سکتا ہے اور «بلانی» کے لئے بھی۔ «بلانی» کے لئے ظرف ہو تو ترجمہ ہوگا: "سیار نے مجھے آزمایا قوم کے نیزے چلتے وقت پیش آنے والے حادثہ میں"۔ سَیَّار: آدمی کا نام ہے اور ترکیب میں «بلانی» کا فاعل ہے۔

۲ حَتّٰی وَفَیْتُ بِمَا دُهْمًا مُعَقَّلَةً　　كَالْقَارِ أَرْدَفَهُ مِنْ خَلْفِهِ قَارُ

حتیٰ کہ میں نے (سیار کے) اُونٹوں کے عوض (عدی کو) بندھے ہوئے ایسے سیاہ اُونٹ دیئے (جن کا رنگ ایسا سیاہ تھا) جیسے کہ تہہ بہ تہہ سیاہ تارکول ہوتا ہے۔

وَفَیْتُ: (ض) وَفَاءٌ: پورا پورا دینا۔ بِهَا: باء عوض کے لئے ہے اور ضمیر «إبل» کیطرف راجع ہے۔ دُهْمًا: مفرده: دَهْمَاء: سیاہ، سیاہ اونٹنی۔ مُعَقَّلَةً: اسم مفعول: رسّی سے بندھے ہوئے۔ القَار: تارکول، سیاہ رنگ کا ایک روغن جس کو کشتی وغیرہ پر ملتے ہیں۔ مفرد: قَارَةٌ: أَرْدَفَ: إِرْدَافًا: پے درپے ہونا، ایک چیز کے پیچھے دوسری چیز کو کرنا۔ رَدِفَهُ (ن) رَدْفًا: تابع ہونا، پیچھے سوار ہونا۔

۳ قَدْ كَانَ سَيْرٌ فَحُلُّوا عَنْ حَمُولَتِكُمْ　　إِنِّي لِكُلِّ امْرِءٍ مِنْ جَارِهِ جَارُ

(جب) سفر مکمل ہوگیا (تو میں نے مہمانوں سے کہا) تم اپنی سواری سے اُترو، میں ہر آدمی کے واسطے اُس کے پڑوسی کے بدلے پڑوسی ہوں۔

كَانَ: بمعنے تَمَّ، كَانَ سیر: سیر و سفر مکمل ہوگیا۔ حَمُولَةٌ: الإبل التی يُحْمَلُ عليها: باربرداری کا اُونٹ اور جانور، جمع: حَمُولَات «مِنْ جَارِهِ» میں «مِنْ» عوض اور بدلیت کے لئے ہے۔

وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ حِمَارٍ يَوْمَ ذِي قَار

یوم ذی قار سے وہ جنگ مُراد ہے جو کسریٰ اور عرب کے قبیلہ بنو شیبان کے درمیان ہوئی تھی۔ مشہور ہے کہ یہ عرب کی عجم سے پہلی جنگ تھی۔

۱ إِنِّي حَمِدْتُ بَنِي شَيْبَانَ إِذْ خَمَدَتْ　　نِيرَانُ قَوْمِي وَفِيهِمْ شُبَّتِ النَّارُ

میں نے بنو شیبان کی تعریف کی کیونکہ میری قوم کی آگ (سخاوت) بجھ (ختم ہو) گئی ہے اور اُن میں آگ بھڑکائی جانے لگی۔

خَمِدَتْ (ن س) خَمْدًا، خُمُودًا: بجھنا۔ نِيرَان: آگ، مفرد: نَارٌ:

شُبَّتْ : ماضی مجہول (ن) شَبًّا ۔ آگ لگانا، بھڑکانا۔

(۲) وَمِنْ تَكَرُّمِهِمْ فِي الْمَحْلِ أَنَّهُمْ ۔۔۔ لَا يَعْلَمُ الْجَارُ فِيهِمْ أَنَّهُ الْجَارُ

قحط کے زمانے میں ان کی کرم نوازیوں میں سے ایک کرم یہ بھی ہے کہ ان میں رہتا ہوا پڑوسی یہ نہیں جانتا کہ وہ ان کا پڑوسی ہے (بلکہ اپنے کو اسی کنبہ کا آدمی سمجھتا ہے۔)

مَحْل : بارش کا نہ ہونا اور زمین کا خشک ہونا، قحط ۔ جمع : مُحُول : أَمْحَال

(۳) حَتّٰى يَكُونَ عَزِيزًا مِنْ نُفُوسِهِمْ ۔۔۔ أَوْ أَنْ يَبِينَ جَمِيعًا وَهُوَ مُخْتَارُ

وہ پڑوسی اُن کے نفوس سے زیادہ عزیز ہو جاتا ہے تاوقتیکہ وہ ان سب سے اپنے اختیار سے جدائی اختیار کرے (یعنی جب تک ساتھ رہتا ہے تو وہ اس کو جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں)

«عَزِيزًا» «أَعَزَّ» اسم تفضیل کے معنی میں ہے ۔ أی أعزّ من نفوسهم "أو" «إلیٰ أن» کے معنیٰ میں ہے ۔ «جمیعًا» حال ہے ۔

(۴) كَأَنَّهُ صَدَعٌ فِي رَأْسِ شَاهِقَةٍ ۔۔۔ مِنْ دُونِهِ لِعِتَاقِ الطَّيْرِ أَوْكَارُ

گویا کہ وہ (پڑوسی اپنی عزت اور تکریم اور محفوظ و مامون ہونے میں) پہاڑی بکرا ہے، جو بلند پہاڑ کی ایسی چوٹی میں ہے جس سے عمدہ پرندوں کے آشیانے بھی نیچے ہوتے ہیں (اور وہ ہر قسم کے شکاری سے محفوظ ہوتا ہے۔)

صَدَعٌ : زنگ، جوان، یہاں اس سے پہاڑی جوان بکرا مراد ہے ۔ شَاهِقَةٌ : بلند، مراد بلند پہاڑ ہے ۔ شَهَقَ الْجَبَلُ (ف) شُهُوقًا : بلند ہونا۔ عِتَاق : مفردہٗ : عَتِيق: عمدہ، خوش منظر، عِتَاقُ الطَّيْرِ : عمدہ و خوش منظر پرندے ۔ أَوْكَار: مفردہٗ : وَكْرٌ: گھونسلا، آشیانہ ۔ «من دونه ۔۔۔» جملہ ظرفیہ «رَأْسٌ» کی صفت ہے ۔

وَقَالَ آخَرُ

(۱) نَزَلْتُ عَلٰى آلِ الْمُهَلَّبِ شَاتِيًا ۔۔۔ غَرِيبًا عَنِ الْأَوْطَانِ فِي زَمَنٍ مَحْلِ

میں موسم سرما میں آلِ مہلب کا مہمان بنا اپنے وطن سے اجنبی اور مسافر ہو کر قحط کے وقت

شَاتِيًا : شتا یعنی موسم سردی میں داخل ہونے والا ۔ شَتَا (ن) شَتْوًا : موسم سرما میں داخل ہونا، زمانہ سرما میں قیام کرنا ۔ زَمَنٍ مَحْلٍ : زمانہ قحط ۔

(۲) فَمَا زَالَ بِي إِكْرَامُهُمْ وَافْتِقَادُهُمْ ۔۔۔ وَإِلْطَافُهُمْ حَتّٰى حَسِبْتُهُمْ أَهْلِي

ان کا اکرام اور ان کا مجھے اپنے ساتھ مخصوص کرنا اور مجھ پر ان کی مہربانی اس قدر رہی کہ میں اُن کو اپنا اھل سمجھنے لگا۔

اَقتِفَاء : اتباع کرنا، اختیار کرنا، مخصوص کرنا اور بعض کے نزدیک یہاں اِس سے حالات کا تفحص اور مزاج پرسی وغیرہ مُراد ہے۔ اِلطَاف : بھلائی و مہربانی کرنا۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ الثَّعْلَب

(۱) وَقَامَ إِلَيَّ الْعَاذِلَاتُ يَلُمْنَنِي   يَقُلْنَ أَلَا تَنْفَكُّ تَرْحَلُ مَرْحَلَا

ملامت کرنے والی عورتیں کھڑی ہوکر مجھے یہ کہتی ہوئی ملامت کرنے لگیں کہ کیا تو ہمیشہ اُونٹوں پر کجاوا کستا رہے گا۔ (اور سفر میں زندگی برباد کرتا رہے گا۔)

العَاذِلَات : ملامت کرنے والی عورتیں۔ تَرْحَل : (ف) رَحْلًا : اُونٹ پر کجاوا کسنا «مَرْحَلًا» مصدر میمی ہے «يَلُمْنَنِي» حال ہے۔ «يَقُلْنَ» حال ثانی یا «يَلُمْنَنِي» سے بدل ہے۔ «أ» ہمزہ استفہامیہ ہے «لَا تَنْفَكُّ» فعل ناقص ہے۔

(۲) فَإِنَّ الْفَتَى ذَا الْحَزْمِ رَامٍ بِنَفْسِهِ   جَوَاشِنَ هٰذَا اللَّيْلِ كَيْ يَتَمَوَّلَا

(میں نے جواباً کہا) تجربہ کار نوجوان درمیانِ شب اپنے آپ کو کام پر ڈالتا ہے تاکہ مال دار ہو جائے۔

جَوَاشِنَ : مفردہ : جَوْشَن : رات کا وسط یا ابتدائی حصہ۔ يَتَمَوَّلَا : تَمَوُّلًا : مال دار ہونا، مال جمع کرنا۔ مَالَ (ن) مَوْلًا : مالدار ہونا۔

(۳) وَمَنْ يَفْتَقِرْ فِي قَوْمِهِ يَحْمَدِ الْغِنَى   وَإِنْ كَانَ فِيهِمْ وَاسِطَ الْعَمِّ مُخْوِلَا

اور جو شخص اپنی قوم میں غریب ہوتا ہے وہ مالداری کی تعریف کرتا ہے اگرچہ وہ چچا اور ماموں کے اعتبار سے شریف (اور نجیب الطرفین) ہو۔

وَاسِطُ العَمِّ : کریمُ العَمِّ۔ مُخْوِلًا : کریمُ الخَالِ

(۴) وَيُزْرِي بِعَقْلِ الْمَرْءِ قِلَّةُ مَالِهِ   وَإِنْ كَانَ أَسْرَى مِنْ رِجَالٍ وَأَحْوَلَا

اور قلتِ مال انسان کی عقل کو عیب دار بناتی ہے اگرچہ وہ (صلاحیت کے اعتبار سے) لوگوں میں زیادہ صاحب شرف اور مدبّر ہو۔ (یعنے غریب باصلاحیت ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کو منصب کا اھل نہیں سمجھا جاتا۔)

يُزْرِي : بِهِ إِزْرَاءً، وزَرَى (ض) زَرْيًا : عیب لگانا۔ أَسْرَى : اسم

تفضیل، سَرُوَ (ك) سَرَاوَةً : صاحبِ شرافت ہونا۔ أَحْوَلَا : صیغۂ تفضیل: زیادہ حیلہ کرنے والا۔ حَال (ن) حِيلَةً : حیلہ کرنا۔

(۵) كَأَنَّ الْفَتَى لَمْ يَعْرَ يَوْمًا إِذَا اكْتَسَى ۔۔۔ وَلَمْ يَكُ صُعْلُوكًا إِذَا مَا تَمَوَّلَا

جس دن آدمی لباس پہن لے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دن ننگا ہوا ہی نہیں (اگرچہ برہنہ رہ چکا ہو) اور آدمی مالدار بن جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ کبھی فقیر نہیں رہا۔

لَمْ يَعْرَ : (س) عُرْيَةً : ننگا ہونا۔ صُعْلُوكٌ : فقیر و محتاج، جمع : صَعَالِيكُ

(۶) وَلَمْ يَكُ فِي بُؤْسٍ إِذَا بَاتَ لَيْلَةً ۔۔۔ يُنَاغِي غَزَالًا فَاتِرَ الطَّرْفِ أَكْحَلَا

اور وہ آدمی بدحالی میں رہا ہی نہیں جب وہ کوئی رات نرم و نازنین و سُرمہ گین آنکھوں والی ہرنی کے ساتھ دل لگی کی باتیں کرتے گذارے (یعنے عاشق کے درد و فراق کی تکلیف اور ہجرِ یار کی سوزش، وصال سے اس طرح ختم ہوجاتی ہے کہ گویا کبھی یہ سوزش تھی ہی نہیں جیسا کہ پانی سے شدّتِ پیاس ختم ہونے کے بعد احساسِ عطش رہتا ہی نہیں یہ ان کا خیال ہے ورنہ بعض نے تو یہ بھی کہا کہ ؎

تھی وصل میں بھی فکر جدائی کی، سامنے !
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام رات

يُنَاغِي : مُنَاغَاةً : دل لگی کی باتیں کرنا، عشق بازی کرنا۔ ونغی (ص) نَغْيًا : بات کرنا، ایسا کلام کرنا جو سمجھ میں نہ آئے۔ غَزَالًا : ہرن، جمع : غِزْلَة، غِزْلَانٌ۔ فَاتِر : نرم و کمزور۔ فَتَرَ (ن ض) فُتُورًا : نرم پڑنا۔ الطَّرْف : آنکھ، فَاتِرُ الطَّرْفِ : اس میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے : نرم و کمزور آنکھ، چشمِ بیمار یہ ترکیب، نرم نازنین آنکھوں کے لئے بطور کنایہ استعمال ہوتی ہے۔ أَكْحَل : جس کی آنکھوں میں سُرمہ ہو، سُرمہ گین آنکھوں والا۔ «يناغي» «بات» کی ضمیرِ فاعل سے حال واقع ہو رہا ہے۔

(۷) إِذَا جَانِبٌ أَعْيَاكَ فَاعْمِدْ لِجَانِبٍ ۔۔۔ فَإِنَّكَ لَاقٍ فِي بِلَادٍ مُعَوَّلَا

جب ایک طرف تجھے عاجز کردے تو دوسری طرف کا قصد کر، اس لئے کہ کسی شہر میں ضرور تجھے کوئی معتمد آدمی ملے گا۔

أَعْيَاكَ : إِعْيَاءٌ : تھکانا، عاجز بنانا۔ عَيِيَ (س) عَيًّا، عَيَاءٌ : تھکنا، عاجز ہونا۔ اعْمِدْ : (ض) إِلَيْهِ عَمْدًا : قصد کرنا۔ مُعَوَّل : اسم مفعول : جس پر اعتماد کیا

جاتے، اور اسم مفعول بمعنے ظرف بھی ہوسکتا ہے۔ اعتماد کی جگہ، اس صورت میں ترجمہ ہوگا "کسی شہر میں ضرور کوئی معتمد جگہ مل جائے گی"۔

وَقَالَ بَعضُ بَنِی طَیّ

(۱) إِنْ أَدَعِ الشِّعْرَ فَلَمْ أُكْدِهِ ... إِذْ أَزَمَ الْحَقُّ عَلَى الْبَاطِلِ

اگر میں شعر گوئی چھوڑ دوں تو میں اس سے عاجز (اور اس میں ناکام) نہیں ہوں۔
جب کہ حق (بڑھاپے) نے باطل (جوانی) کو کاٹ (کر ختم کر) دیا۔

أُكْدِهْ : أَكْدَى الرَّجُلَ - إِكْدَاءً : ناکام رہنا، کھودتے کھودتے سخت زمین پر پہنچنا جہاں سے آگے نہ کھود سکے، یہاں اس سے عاجز اور ناکام ہونا مراد ہے، آخر میں ضمیر منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں ہے «لَمْ أُكْدِ فِيهِ» «فِی» حرف جار کو حذف کر کے «لَمْ أُكْدِهِ» کر دیا گیا۔ أَزَمَ : (ض) أَزْمًا - أُزُومًا : دانت سے کاٹنا "حق" سے بڑھاپا اور "باطل" سے جوانی مُراد ہے

(۲) قَدْ كُنْتُ أُجْرِيهِ عَلَى وَجْهِهِ ... وَأُكْثِرُ الصَّدَّ عَنِ الْجَاهِلِ

میں شعر کو اس کے مناسب طریقہ پر جاری رکھتا تھا اور اکثر جاہل سے اعراض کر لیا کرتا (یعنی اشعار میں کسی کی مذمت نہیں کی کہ پھر وہ میری مذمت کرتا تو نہ میں نے کسی کی مذمت کی اور نہ میری مذمت ہوئی۔)

أُكْثِرُ : صیغہ متکلم من الإکثار : زیادہ کرنا۔

وَقَالَ آخَرُ

یہ اشعار جندب بن عمار طائی کے ہیں یہ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہ شریک جنگ نہیں ہیں۔ اس کی تردید کرتے ہیں۔

(۱) زَعَمَ الْعَوَاذِلُ أَنَّ نَاقَةَ جُنْدَبٍ ... بِجُنُوبِ خَبْتٍ عُرِّيَتْ وَأُجِمَّتِ

ملامت کرنے والی عورتیں یہ خیال کر رہی ہیں کہ جندب کی اونٹنی صحرائے خبت کے جنوب میں بغیر زین اور بغیر سوار کے بے کار کھڑی ہیں۔

الْعَوَاذِلُ : ملامت کرنے والی عورتیں، مفرد : عَاذِلَةٌ۔ خَبْتٌ : مکہ اور حجاز کے

درمیان ایک صحراء کا نام ہے۔ عُرِّیَتْ : ماضی مجہول : عُرِّیَ الفَرَسُ۔ تَعْرِیَۃٌ : گھوڑے کا زین اور پالان سے خالی ہونا، یہاں یہ لفظ «ناقة» کے لئے استعمال کیا گیا۔ أُجِمَّتْ : کوتل چھوڑنا، سواری نہ کرنا۔ أَجَمَّ ، أُجِمَّ (معروف و مجہول) الفَرَسُ : گھوڑے کو چھوڑ کر سواری نہ کرنا۔

(۲) كَذَبَ العَوَاذِلُ لَوْرَأَيْنَ مُنَاخَنَا بِالْقَادِسِيَّةِ قُلْنَ لَجَّ وَجُنَّتِ

ان عورتوں نے جھوٹ بولا، اگر یہ قادسیہ میں ہمارا پڑاؤ دیکھتیں تو یہ کہہ اٹھتیں کہ وہ (جندب) لڑائی میں (داخل ہوکر) ثابت قدم رہا تھا اور اُس کی اونٹنی (جنگ کی وجہ سے) پاگل ہوگئی تھی۔ (اور راستہ بھول گئی تھی۔)

مُنَاخٌ : اُونٹ کے بیٹھنے کی جگہ، اقامت گاہ، پڑاؤ۔ لَجَّ : فِی الأَمْرِ (ض) لَجَاجًا، لَجَاجَةً : لازم پکڑنا اور باز رہنے سے انکار کرنا۔ ثابت قدم رہنا۔ وفی التنزیل العزیز «وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ من ضُرٍّ لَلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ» بعض نسخوں میں «وَلَجَ» ہے۔ وَلَجَ (ض) وُلُوجًا : داخل ہونا۔ جُنَّتْ : ماضی مجہول، جَنَّ (ن) جَنًّا : دیوانہ ہونا۔ جُنَّتِ النَّاقَةُ : جب حواس باختہ ہونے کی وجہ سے اُس کو معلوم نہ ہو کہ کس طرف جانا ہے۔

وَقَالَ الرَّاعِي

(۱) كَفَانِي عِرْفَانُ الْكَرَى وَكَفَيْتُهُ كُلُوْءَ النُّجُوْمِ وَالنُّعَاسُ مُعَانِقُهُ

عرفان میری طرف سے سونے کے لئے کافی ہوا اور میں اُس کی طرف سے ستاروں کی نگرانی کے لئے کافی ہوا، اس حال میں کہ نیند نے اس سے معانقہ کیا ہوا تھا۔ (یعنی میں جاگتا رہا اور وہ سوتا رہا)

كُلُوْءٌ : حفاظت، نگرانی، كَلَأَ (ف) كَلَاءً : حفاظت کرنا۔ الكَرَى : نیند، یہ «كفانی» کے لئے مفعول ثانی ہے۔

(۲) فَبَاتَ يُرِيْهِ عِرْسَهُ وَبَنَاتِهِ وَبِتُّ أُرِيْهِ النَّجْمَ أَيْنَ مَخَافِقُهُ

اس نے رات گذاری جبکہ نیند اُس کو اس کی بیوی بیٹیاں دکھا رہی تھی اور میں نے رات گذاری جبکہ میں اُس کو تارے دکھا رہا تھا کہ اُن کے غروب ہونے کی جگہیں کہاں ہیں۔

یُرِیۡہِ : إِرَاءَۃٌ : دکھانا، اس میں ضمیر فاعل «الکری» کیطرف اور ضمیر مفعول «عِرۡفَان» کی طرف راجع ہے۔ عِرۡسٌ : بیوی، جمع : أَعۡرَاس۔ مَخَافِق : مفردہ : مَخۡفِق : غروب ہونے کی جگہ

وقال آخر

(۱) فَلَسۡتُ بِنَازِلٍ إِلَّا أَلَمَّتۡ بِرَحۡلِی أَوۡ خَیَالَتُہَا الکَذُوبُ

میں کسی منزل میں نہیں ٹھہرتا مگر یہ کہ وہ محبوبہ میری قیام گاہ میں آجاتی یا اُس کا جھوٹا خیال (آجاتا)

أَلَمَّتۡ : إِلۡمَامًا : نازل ہونا : رَحۡلٌ : کجاوہ، منزل، جمع : رِحَال، أَرۡحُلٌ

(۲) وَقَدۡ جَعَلَتۡ قَلُوصُ ابۡنَیۡ سُہَیۡلٍ مِنَ الأَکۡوَارِ مَرۡتَعُہَا قَرِیۡبُ

(محبوبہ اور اُس کا خیال آتا رہا) اس حال میں کہ سہیل کے دونوں بیٹوں کی اونٹنی کی چراگاہ کجاؤں کے قریب ہوگئی ہے (یعنی طویل سفر کی وجہ سے وہ اُونٹنی اتنی تھک گئی کہ اَب وہ چرنے کے لئے دُور نہیں جاسکتی بلکہ جہاں کجاوے رکھے جاتے ہیں اور قیام کیا جاتا ہے۔ وہیں قریب میں چرتی ہے۔ طویل سفر کی اس حالت میں محبوبہ کا خیال ہر منزل پر آتا رہا۔)

قَلُوصٌ : اُونٹنی، جمع : قَلَائِصُ، قِلَاص۔ الأَکۡوَار : کجاوے، مفرد : کُوۡرٌ۔ مَرۡتَعٌ : چراگاہ، جمع : مَرَاتِع «مِنَ الأَکۡوَارِ» «قریب» سے متعلق ہے، اصل عبارت ہے۔ مَرۡتَعُہَا قَرِیۡب مِنَ الأَکۡوَار۔ چراگاہ کا کجاؤوں سے قریب ہونا تھک جانے سے کنایہ ہے۔ یہ پورا شعر پہلے شعر میں «بِرَحۡلِی» کی یائے متکلم سے حال ہے۔

(۳) کَأَنَّ لَہَا بِرَحۡلِ القَوۡمِ بَوًّا وَمَا إِنۡ طِبُّہَا إِلَّا اللُّغُوبُ

گویا کہ قوم کی قیام گاہ کے پاس اس کا بُھس بھرا بچہ ہے حالانکہ بجز تھکاوٹ کے اس کی اور کوئی شان اور حالت نہیں ہے۔

رَحۡلٌ : قیام گاہ، کجاوہ۔ بَوًّا : جب اونٹنی کا بچہ مر جاتا ہے تو اس کی کھال نکال کر اس میں گھاس اور بُھس بھر دیتے ہیں جس کو بَوًّا کہتے ہیں، اُسے دیکھ کر اُونٹنی دُودھ دینا شروع کر دیتی ہے تو قیامگاہ کے پاس بَوًّا ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اُونٹنی قیام گاہ

سے الگ نہیں ہوتی، قیام گاہ بُس بھرے بچے کیطرح اُس کو محبوب ہے۔ کہ وہ کثرتِ سفر کی وجہ سے اب آرام کی طرف مائل ہے۔ طِبٌّ : علاج، عادت، حال، شان، یہاں یہ آخری دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اللُّغُوب : مصدر : تھکاوٹ۔ لغب (ن) لُغُوبًا : تھکنا۔

وَقَالَ آخَرُ وَضَرَبَ مَوْلَاهُ

شاعر کے غلام حوشب کو اس کے چچازاد بھائیوں نے قتل کر دیا تھا، اسکے متعلق کہتا ہے۔

① إِنْ كُنْتُ لَا أُرْمَى وَتُرْمَى كِنَانَتِي ... تُصِبْ جَانِحَاتُ النَّبْلِ كَشْحِي وَمَنْكِبِي

اگر مجھے تیر نہ مارا جائے اور میرے ترکش (غلام) کو مارا جائے تو وہ بازو شکن تیر میرے ہی پہلو اور شانے میں لگیں گے (غلام کو ترکش کے ساتھ تشبیہ دیگئی ہے کیونکہ جس طرح ترکش تیروں کا مخزن ہوتا ہے اسی طرح غلام اسرار اور رازوں کا مخزن ہوتا ہے۔)

كِنَانَة : ترکش، جمع : كَنَائِن۔ جَانِحَات : كَاسِرَاتٌ لِلْجَنَاحِ : بازو اور پہلو کو توڑنے والے، جَنَحَ (ض) جَنْحًا : بازو کو توڑنا۔ جَانِحَاتُ النَّبْلِ : بازو کو توڑنے والے تیر۔ كَشْحٌ : پہلو، جمع : كُشُوحٌ۔

② فَقُلْ لِبَنِي عَمِّي فَقَدْ وَأَبِيهِمْ ... مُنُوا بِهَرِيتِ الشِّدْقِ أَشْوَسَ أَغْلَبِ

میرے ان چچازاد بھائیوں سے کہہ دیجئے کہ ان کے باپ کی قسم! وہ ایک کھلی باچھ (منہ) والے، متکبر، موٹی گردن والے کے ساتھ مبتلا کئے گئے ہیں (کھلے باچھوں والا ہونا فصیح اللّسان ہونے سے کنایہ ہے کیونکہ عرب کا تجربہ تھا کہ جس کا منہ بڑا ہوتا ہے وہ فصیح ہوتا ہے اور فصیح سردار بنتا۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا معاملہ ایک ایسے شخص کے ساتھ پڑا ہے کہ وہ قوی اور غالب ہے۔ اپنا بدلہ لے سکتا ہے۔)

فَقَدْ وَأَبِيهِمْ : واؤ قسمیہ ہے جو «قَدْ» اور فعل کے درمیان حائل ہے، اصل عبارت ہے۔ «وَأَبِيهِمْ فَقَدْ مُنُوا» مُنُوا : ماضی مجہول، مَنَاهُ (ض) مَنْيًا : آزمائش کرنا، مبتلا کرنا۔ مُنِيَ بِكَذَا : مبتلا کیا جانا۔ هَرِيت : فعیل کے وزن پر صیغہ صفت معنی: کشادہ۔ هَرِتَ (س) هَرَتًا : کشادہ ہونا۔ الشِّدْق : طَرَفُ الْفَمِ : باچھ، جمع: أَشْدَاق، شُدُوق : هَرِيتُ الشِّدْق : کشادہ باچھ والا۔ أَشْوَس : متکبر۔ أَغْلَب : شیر، موٹی گردن والا

③ أَفِيقُوا بَنِي حَزْنٍ وَأَهْوَاؤُنَا مَعًا وَأَرْحَامُنَا مَوْصُولَةٌ لَمْ تَقَضَّبِ

بنی حزن ! ہوش سنبھالو ! ہماری اور آپ کی خواہشات ایک ہیں اور ہماری رشتہ داریاں جڑی ہوئی ہیں کٹ نہیں سکتی ہیں۔

أَفِيقُوا : إِفَاقَةٌ مِنَ السُّكْرِ : ہوش میں آنا۔ فَاقَ (ن) فَوْقًا۔ بلند ہونا۔ لَمْ تَقَضَّبْ : ازباب تفعّل، کٹنا، ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ قَضَبَ (ض) قَضْبًا : کاٹنا۔
«وَأَهْوَاؤُنَا مَعًا وأَرْحَامُنَا» میں متکلم کو مخاطب پر غالب کرکے کہا ہے، اصل عبارت ہے۔ «وأَهْوَاؤُنَا وَأَهْوَاؤُكُمْ . . . . وَأَرْحَامُنَا وَأَرْحَامُكُمْ»

④ وَلَا تَبْعَثُوهَا بَعْدَ شَدِّ عِقَالِهَا ذَمِيمَةَ ذِكْرِ الْغِبِّ فِي الْمُتَعَقِّبِ

اور لڑائی کو نہ اٹھاؤ، اس کی رسّی کے باندھنے (یعنی جنگ ختم ہونے) کے بعد کیونکہ انجام کا ذکر برا ہوگا، چھان بین کی مجلس میں (یعنی اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔)

عِقَال :: رسی۔ جنگ کو اونٹنی کے ساتھ تشبیہ دے کر «بعث» اور «عقال» کی تعبیر اس کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ الغِبّ : نتیجہ، انجام، جمع : أَغْبَاب۔ المُتَعَقِّب : اسم فاعل از باب تفعل : تلاش وتتبع کرنے والا۔ یہاں اس سے وہ مجلس مراد ہے جس میں انجام وعاقبت کے اسباب کا تتبع اور چھان بین ہو رہی ہے۔
«ذمیمة» «ذکر» کی طرف مضاف ہے اور «تبعثوها» میں ضمیر مفعول سے حال ہے۔

⑤ فَإِنْ تَبْعَثُوهَا تَبْعَثُوهَا ذَمِيمَةً قَبِيحَةَ ذِكْرِ الْغِبِّ لِلْمُتَغَبِّبِ

اگر تم جنگ کو اٹھاؤ گے تو بری حالت میں اٹھاؤ گے، برا ہوگا اس کے انجام کا ذکر، انجام کے متعلق تفتیش کرنے والے کے نزدیک۔

مُتَغَبِّب : انجام کے متعلق تفتیش کرنے والا۔ تَغَبَّبَ الرَّجُلُ : : إِذَا تَفَحَّصَ عَنْ غِبِّ الشَّيْءِ «ذَمِيمَةً» اور «قَبِيحَةً» دونوں «تَبْعَثُوهَا» میں ضمیر مفعول سے حال ہے۔

⑥ سَآخُذُ مِنْكُمْ آلَ حَزْنٍ بِحَوْشَبٍ وَإِنْ كَانَ لِي مَوْلًى وَكُنْتُمْ بَنِي أَبِ

میں عنقریب تم سے حوشب (کا بدلہ) لوں گا اگرچہ وہ میرا غلام تھا اور تم میرے باپ کے بیٹے (یعنی چچازاد بھائی) ہو (لیکن بدلہ بہرحال لوں گا)

وَقَالَ آخَرُ

(۱) أَبُوكَ أَبُوكَ أَرْبَدُ غَيْرَ شَكٍّ　أَحَلَّكَ فِي الْمَخَازِي حَيْثُ حَلَّا

تیرا باپ بلاشبہ اربد ہی ہے جس نے تم کو رسوائیوں میں اتارا جہاں وہ خود اترا تھا۔

المَخَازِي : مفرده : مَخْزَاة : رسوائی ۔ أَحَلَّكَ : إِحْلَالًا : اُتارنا ۔ حَلَّ بالمكان (ن) حَلًّا : اُترنا۔ «حَلَّا» میں الف تشبیع کا ہے ۔ پہلا «أَبُوكَ» مبتدا اور دوسرا تاکید ہے۔ «أَرْبَد» خبر اول ہے ۔ «أَحَلَّكَ» خبر ثانی ہے۔ «غَيْرَ شَكٍّ» منصوب علی المصدریہ ہے ما قبل کے لئے تاکید ہے۔

(۲) فَمَا أَنْفِيكَ كَيْ تَزْدَادَ لُؤْمًا　لِأَلْأَمَ مِنْ أَبِيكَ وَلَا أَذَلَّا

چنانچہ میں (تیرے باپ سے) تیری نفی نہیں کرتا (کہ تجھے منسوب کروں) تیرے باپ سے بھی زیادہ کمینہ اور ذلیل کی طرف (اور یہ اس لئے) تاکہ تو کمینگی کے اعتبار سے بڑھ جاتے (یعنے تیرے باپ سے زیادہ کوئی خسیس آدمی نہیں ہے اسلئے میں تیری کمینگی میں اضافہ کرنے کے لئے تجھے کسی دوسرے کمینہ کی طرف منسوب نہیں کروں گا، تیرے باپ کی طرف تیری نسبت بیان کرونگا کہ وہ خساست کی انتہاء پر ہے)

أَلْأَمَ : اسم تفضیل ، لَؤُمَ (ك) لُؤْمًا : کمینہ ہونا ۔ «لُؤْمًا» «تَزْدَادُ» سے تمیز واقع ہو رہا ہے ۔ «لِأَلْأَمَ» فعل مضمر «أَدْعُوكَ» یا «أَنْسُبُكَ» سے متعلق ہے اور حال واقع ہو رہا ہے ۔ پورے شعر کی اصل عبارت ہے «فَمَا أَنْفِيكَ مِنْ أَبِيكَ ، وَأَنْسُبُكَ لِأَلْأَمَ وَأَذَلَّ مِنْ أَبِيكَ ، كَيْ تَزْدَادَ لُؤْمًا»

وَقَالَ جَمِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

جمیل مشہور عاشق گذرے ہیں، تبریزی لکھتے ہیں «وكان جميل إمام المحبين، وسيد العاشقين، لم يكن في زمنه أرق نسيبًا منه بشهادة أهل عصره» بثینہ نامی عورت پر عاشق تھا، دونوں کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ عذراء سے تھا، جس کی خمیر ہی عشق و محبت پر اٹھائی گئی تھی۔ "لیلیٰ و مجنوں" کی طرح ان کا نام بھی ساتھ لیا جاتا ہے، کہتے ہیں "جمیل بثینہ" بثینہ سے ملنے کے وقت جمیل کے یہ اشعار بڑے مشہور ہیں: ———

وَخَبَّرْتُمَانِي أَنَّ تَيْمَاءَ مَنْزِلٌ لِلَيْلَى إِذَا مَا الصَّيْفُ أَلْقَى الْمَرَاسِيَا
فَهٰذِي شُهُورُ الصَّيْفِ عَنَّا قَدِ انْقَضَتْ فَمَا لِلنَّوَى تَرْمِي بِلَيْلَى الْمَرَامِيَا
وَمَا زِلْتُ يَا بُثْنَ حَتَّى لَوْ أَنَّنِي مِنَ الشَّوْقِ أَسْتَبْكِي الْحَمَامَ بَكَى لِيَا
وَمَا زَادَنِي الْوَاشُونَ إِلَّا صَبَابَةً وَلَا كَثْرَةُ النَّاهِينَ إِلَّا تَمَادِيَا
لَقَدْ خِفْتُ أَنْ أَلْقَى الْمَنِيَّةَ بَغْتَةً وَفِي النَّفْسِ حَاجَاتٌ إِلَيْكِ كَمَا هِيَا

علامہ ابن خلکان نے وفیاتُ الاعیان (جلد اوّل صفحہ ۲۷۰) میں جمیل کا یہ واقعہ لکھا ہے کہ عباس بن سہل ساعدی اُن کے مرض وفات میں عیادت کے لئے حاضر ہوئے، جمیل نے ان سے کہا کہ:۔

"یا ابن سَہل: مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ، لَمْ يَشْرَبِ الْخَمْرَ قَطُّ، وَلَمْ يَزْنِ، وَلَمْ يَقْتُلِ النَّفْسَ، وَلَمْ يَسْرِقْ، يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟

یعنے: ایسے آدمی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جس نے نہ کبھی شراب پی ہو، نہ زنا کیا ہو اور نہ ہی کسی کو قتل کیا ہو اور نہ چوری کی ہو اور وہ کلمۂ توحید کی گواہی دیتا ہو؟"

عباس بن سہل نے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ ایسا آدمی صاحب نجات ہے اور میں اس کے لئے جنت کی امید رکھتا ہوں لیکن ایسا آدمی کون ہے؟" جمیل نے کہا "میں ہوں" تو عباس بولے، آپکے پاکدامن رہ جانے کے متعلق تو مجھے یقین نہیں آتا کیونکہ آپ تو بیس سال سے بُثینہ کے بارے میں تشبیب کے اشعار کہہ رہے ہیں، تو اس پر جمیل نے جواب دیا:

«لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَفِي أَوَّلِ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الْآخِرَةِ، وَآخِرِ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا، إِنْ كُنْتُ وَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهَا لِرِيبَةٍ» آج جبکہ میرا آخرت کی زندگی کا پہلا دن اور دنیوی زندگی کا آخری دن ہے، میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ مجھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں نے بُثَینہ پر گناہ کے خیال سے ہاتھ رکھا ہو۔"

اس کے کچھ دیر کے بعد ان کا انتقال ہوگیا، بُثَینہ کو وفات کی خبر ہوئی تو بے ہوش ہو کر گری اور ہوش میں آنے کے بعد یہ دو شعر کہے:

وَإِنَّ سُلُوِّي عَنْ جَمِيلٍ لِسَاعَةٍ مِنَ الدَّهْرِ مَا حَانَتْ وَلَا حَانَ حِينُهَا
سَوَاءٌ عَلَيْنَا يَا جَمِيلَ بْنَ مَعْمَرٍ إِذَا مُتَّ بَأْسَاءُ الْحَيَاةِ وَلِينُهَا

جمیل کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی ہے۔ عباس العقاد نے «جمیل بثینہ» کے نام سے

مستقل کتاب لکھی ہے جو چھپ چکی ہے۔

(۱) أَبُوكَ حُبَابٌ سَارِقُ الضَّيْفِ بُرْدَهُ ۔۔۔ وَجَدِّي يَا حَجَّاجُ فَارِسُ شَمَّرَا

تیرے باپ حُباب نے اپنے مہمان سے چادر چرائی تھی اور میرا دادا اے حجاج! شمر نامی مشہور گھوڑے کا شہسوار تھا۔

شَمَّرَا : گھوڑے کا نام «حُبَاب» «أبُوكَ» کے لئے عطف بیان ہے۔«بُرْدَهُ» «الضَّيْفِ» سے بدل اشتمال واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ «الضيف» محلاً منصوب ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ «بُرْدَه» مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہو اور «الضيف» «مِن» حرف جار مقدر ہونے کی وجہ سے مجرور! أي: سارق من الضَّيْفِ بُرْدَهُ»

(۲) بَنُو الصَّالِحِينَ الصَّالِحُونَ وَمَنْ يَكُنْ ۔۔۔ لِآبَاءِ صِدْقٍ يَلْقَهُمْ حَيْثُ سَيَّرَا

نیکوں کی اولاد نیک ہوتی ہے اور جو نیک اور سچے آباء کی اولاد ہوتی ہے وہ اُن سے جا ملتی ہے جہاں جائیں (یعنے آباء کی طرح نیک سیرت اور سچی ہوتی ہے۔)

آبَاءُ الصِّدْقِ : نیک و شریف آباء: يقالُ : فلان ابن صِدْقٍ إذا كَانَ كريمًا مَرْضِيًّا، وليس لِصِّدْقِ هُنا ضِدُّ الكذب۔

(۳) فَإِنْ تَغْضَبُوا مِنْ قِسْمَةِ اللهِ حَظَّكُمْ ۔۔۔ فَلَلّهُ إِذْ لَمْ يُرْضِكُمْ كَانَ أَبْصَرَا

اگر تم اللہ کی تقسیم سے اپنے حصہ پر راضی نہیں ہو (کہ تم ذلیل آباء کی اولاد ہو) تو اللہ تعالٰے تم کو خوب جانتے ہیں اس لئے تمھیں خوش نہیں کیا۔

حَظّ : حصہ: «فَلَلّه» میں لام ابتدائیہ ہے «أَبْصَرَا» اسم تفضیل ہے۔

وَقَالَ أَبُو النَّشْنَاشْ

(۱) إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَسْرَحْ سَوَامًا وَلَمْ يُرِحْ ۔۔۔ سَوَامًا وَلَمْ تَعْطِفْ عَلَيْهِ أَقَارِبُهُ

جب آدمی صبح کو جانور چراگاہ نہ لے چلے اور شام کو گھر نہ لاتے اور رشتہ دار اُس کے ساتھ کرم نوازی نہ کریں۔

لَمْ يَسْرَحْ : (ف) سَرْحًا : جانوروں کو صبح کے وقت چراگاہ کی طرف لے جانا

لَمْ يُرِحْ : إِرَاحَةً : اذا رَدَّهَا بالرَّوَاحِ من المَرْعىٰ : یعنی شام کے وقت جانوروں کو چراگاہ سے واپس لانا۔ قال الله عزوجلّ: «وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ

حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ » سَوَامًا : اسم جمع للإبل السائمة : چرنے والے اونٹوں کے لئے بطور جمع استعمال ہوتا ہے۔ جمع : سَوَائِم۔

② فَلَلْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْفَتٰى مِنْ قُعُوْدِهِ عَدِيْمًا وَمِنْ مَوْلًى تَدِبُّ عَقَارِبُهُ

تو ایسے نوجوان کے لئے فقر کی حالت میں بیٹھنے سے اور چغلخور رشتہ داروں سے موت بہتر ہے

تَدِبُّ : (ض) دَبِيْبًا : رینگنا « دَبِيْبُ العَقَارِب » بچھوؤں کا رینگنا چغل خوری سے کنایہ ہے۔ عَدِيْم : فقیر « فَلَلْمَوْت » میں فاء جزائیہ ہے، لام ابتدائیہ ہے۔ « عَدِيْمًا » حال ہے۔ « تَدِبُّ عَقَارِبُه » « مولی » کی صفت ہے۔ « مولی » سے یہاں رشتہ دار مراد ہیں۔ پورا شعر پہلے شعر میں « إذا » کا جواب ہے

③ وَنَائِيَةِ الْأَرْجَاءِ طَامِسَةِ الصُّوٰى خَدَتْ بِأَبِي النَّشْنَاسِ فِيْهَا رَكَائِبُهُ

اور بہت سے دُور کناروں اور مٹے ہوئے نشانوں والے صحرا ہیں جنہیں ابو النشناس کو اس کی سواریاں تیز دوڑاتی رہیں۔

نَائِيَة : اسم فاعل ، دور۔ نَأٰى (ف) نَأْيًا : دُور ہونا۔ الْأَرْجَاء : کنارے مفرد : رَجَا۔ مادہ : (ر ج و) طَامِسَة : مٹنے والی ، مٹی ہوئی۔ طَمَسَ (ن ض) طَمْسًا : مٹنا۔ الصُّوٰى : نشانِ راہ کے پتھر، مفرد : صُوَّة ، طَامِسَةُ الصُّوٰى : مٹے ہوئے نشانوں والے صحراء۔ خَدَتْ : (ض) خَدْيًا ، خَدَيَانًا : تیز دوڑنا ، یہاں باء حرف جر کی وجہ سے متعدی ہے۔ رَكَائِب : سواریاں : مفرد : رَكُوْبَة « ونائية » میں واؤ بمعنے « ربّ » ہے « رکائبه » « خدت » کا فاعل ہے۔

④ لِيَكْسِبَ مَجْدًا أَوْ لِيُدْرِكَ مَغْنَمًا جَزِيْلًا وَهٰذَا الدَّهْرُ جَمٌّ عَجَائِبُهُ

تاکہ بزرگی حاصل کرلے یا بہت غنیمت پالے اور عجائباتِ زمانہ بہت ہیں (کیا عجب کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتے)

مَغْنَم : غنیمت ، جمع : مَغَانِم۔ « جزيلًا » « مَغْنَمًا » کی صفت ہے۔

⑤ وَسَائِلَةٍ بِالْغَيْبِ عَنِّيْ وَسَائِلٍ وَمَنْ يَسْأَلُ الصُّعْلُوْكَ أَيْنَ مَذَاهِبُهُ

(اور میں بڑا آدمی ہوں کیونکہ) میری عدم موجودگی میں کتنی ہی عورتیں اور مرد ہیں جو میرے بارے میں پوچھتے رہتے ہیں حالانکہ مسکین کے بارے میں کون پوچھتا ہے کہ وہ کہاں گیا؟

الصُّعْلُوْك : فقیر، جمع : صَعَالِيْك۔ یہ منصوب بنزع الخافض ہے۔ « عن » حرف

جر محذوف ہے۔ أی : مَن يَّسْأَلُ عَنِ الصُّعْلُوْكِ ۔ مَذَاهِبُ : مفرد: مَذْهَبٌ: راستہ، طریقہ «أينَ مَذاهِبُهُ» اس کے راستے کہاں ہیں؟ یعنی وہ کہاں گیا ہے «سَائلة» میں «واؤ» بمعنے «رب» ہے۔

(۶) فَلَمْ أَرَ مِثْلَ الْفَقْرِ ضَاجَعَهُ الْفَتٰى وَلَا كَسَوَادِ اللَّيْلِ أَخْفَقَ طَالِبُهُ

میں نے افلاس وتنگدستی کیطرح کوئی مذموم چیز نہیں دیکھی جس کو نوجوان نے لازم پکڑا ہو (اور اُس پر راضی ہوا ہو) اور نہ رات کی تاریکی جیسی منحوس شئی میں نے دیکھی ہے جس میں طالب ناکام ونامُراد ہوتا ہو (مطلب یہ ہے کہ افلاس آدمی کے لئے بہت بُری شئی ہے اور رات کی تاریکی بڑی منحوس کہ اُس میں آدمی اپنے مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔)

ضَاجَعَه : مُضَاجَعَةٌ: ساتھ لیٹنا، لازم ہونا۔ کہتے ہیں: ضَاجعه الهَمُّ: اُس کو غم لازم ہے۔ أَخْفَقَ : إِخْفَاقًا: محروم ونامُراد ہونا «طَالِبُه» میں «ہ» ضمیر منصوب بنزع الخافض ہے۔ أی «الطالب فيه» «ضاجعه الفتی» «مِثْلَ الفَقْر» کی صفت ہے اور «مِثْلَ الفقر» «لَمْ أَرَ» کے لئے مفعول بہ اوّل ہے۔ اور مفعول بہ ثانی «مَذْمُوْمًا» محذوف ہے۔ «وَلَا كَسَوَادِ اللَّيْلِ» کا عطف «لَمْ أَرَ» پر ہے۔ أی «لَمْ أَرَ كَسَوَادِ اللَّيْلِ شَيْئًا مَنْحُوْسًا»

(۷) فَعِشْ مُعْدِمًا أَوْ مُتْ كَرِيْمًا فَإِنَّنِيْ أَرَى الْمَوْتَ لَا يَنْجُوْ مِنَ الْمَوْتِ هَارِبُهُ

بس افلاس کی حالت میں زندہ رہ یا دولتمند ہوکر موت کو لبیک کہہ (بہرحال) میں سمجھتا ہوں کہ موت سے بھاگنے والا موت سے نجات نہیں پا سکتا۔

مُعْدِمًا : اسم فاعل از باب افعال: فقیر، أَعْدَمَ الرَّجُلُ فقیر ہونا۔

(۸) وَلَوْ كَانَ حَيٌّ نَاجِيًا مِنْ مَنِيَّةٍ لَكَانَ أَثِيْرًا حِيْنَ جَدَّتْ رَكَائِبُهُ

اور اگر کوئی زندہ موت سے نجات پانے والا ہوتا تو ابُوالنشناس اس نجات کا زیادہ مستحق ہوتا کیونکہ اُس کی سواریاں زیادہ دوڑ دھوپ کرتی ہیں (لیکن موت سے راہِ فرار ممکن نہیں ہے)

أَثِيْرًا : المُفَضَّلُ عَلٰى غيرهٖ: جس کو دوسرے کے مقابلہ میں ترجیح دی گئی ہو، مستحق و سزاوار، جمع، أُثَرَاءُ ۔ جَدَّتْ : (ض ن) جِدًّا: کوشش کرنا۔ رَكَائِبُهُ: سواریاں، مفرد: رَكُوْبَةٌ «لَكَانَ أَثِيْرًا» میں ضمیر «أَبُو النَّشْنَاس» کی طرف راجع ہے۔

وقالَ آخرُ

(۱) أَلَا قَالَتِ الْعَصْمَاءُ يَوْمَ لَقِيتُهَا ... أَرَاكَ حَدِيثًا نَاعِمَ الْبَالِ أَفْرَعَا

سنیئے! عصماء کہنے لگی جس دن میں نے اس سے ملاقات کی کہ پہلے میں تجھے نوجوان خوشدل اور گھنی زلفوں والا دیکھا کرتی تھی (اَب کیا ہوگیا کہ تو گنجا اور ضعیف ہوگیا ہے۔)

حَدِيثًا : نوجوان : نَاعِمَ الْبَالِ : خوشدل ؛ نَعِمَ (س) نَعْمًا و نَعْمَةً: خوش حال ہونا، نَعِمَ بِهٖ: خوش ہونا۔ أَفْرَعَا : صیغہ صفت : گھنے بالوں والا، جمع: فُرْعٌ فَرِعَ (س) فَرَعًا : گھنے بالوں والا ہونا۔

(۲) فَقُلْتُ لَهَا لَا تُنْكِرِينِي فَقَلَّمَا ... يَسُودُ الْفَتَى حَتَّى يَشِيبَ وَيَصْلَعَا

میں نے اس سے کہا کہ مجھے نا آشنا مت جانیو کیونکہ جوان آدمی بہت کم سردار بنتا ہے۔ تاوقتیکہ وہ بوڑھا اور (زیادہ عمر کی وجہ سے) اس کے سر کے اگلے حصے کے بال گرجائیں

يَسُودُ : (ن) سِيَادَةً: سردار ہونا۔ يَشِيبَ : (ض) شَيْبًا : بالوں کا سفید ہونا، بوڑھا ہونا۔ يَصْلَعَا : الف تشبیع کا ہے۔ صَلِعَ (س) صَلَعًا: سر کے اگلے حصہ کے بال کا گرجانا۔

(۳) وَلَلْقَارِحُ الْيَعْبُوبُ خَيْرٌ عُلَالَةً ... مِنَ الْجَذَعِ الْمُزْجَى وَأَبْعَدُ مَنْزَعَا

اور عمر رسیدہ تیز رفتار گھوڑا رفتار کے لحاظ سے زیادہ اچھا اور میدان (میں چلنے) کے اعتبار سے زیادہ دور نکل جانے والا ہوتا ہے اس نوجوان گھوڑے سے جس کو ہنکایا جاتا ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ بعض بوڑھے نوجوانوں سے بہتر ہوتے ہیں، اس لئے اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں تاہم بہت سے نوجوانوں سے بہتر ہوں۔)

الْقَارِحُ : گھوڑا وغیرہ جس کے پورے دانت نکل آئے ہوں۔ جمع: قُرَّحٌ ۔ الْيَعْبُوبُ : تیز رفتار گھوڑا، جمع: يَعَابِيبُ الْجَذَعُ: بچھڑا، بچہ، نوجوان گھوڑا، جمع: جِذَاعٌ۔ عُلَالَةٌ : بہلاوا، دوڑ کے بعد دوڑ، ہر چیز کا باقی حصہ یہاں اس سے رفتار مراد ہے۔ مَنْزَعًا : صیغہ ظرف : کھینچنے اور جانے کی جگہ یعنی میدان۔ جمع: مَنَازِعُ۔ نَزَعَ (ف) نَزْعًا : کھینچنا۔ إِلَى الشَّيْءِ نِزَاعًا: جانا «لَلْقَارِحُ» میں لام ابتدائیہ ہے۔ «عُلَالَةً» «خَيْرٌ» کے لئے تمیز ہے۔ «مَنْزَعًا» «أَبْعَدُ» سے تمیز ہے۔ شعر کی اصل عبارت ہے۔ «وَلَلْقَارِحُ الْيَعْبُوبُ خَيْرٌ عُلَالَةً، وَأَبْعَدُ مَنْزَعًا مِنَ الْجَذَعِ الْمُزْجَى»

وَقَالَ آخَرُ

① أَلَا قَالَتِ الْخَنْسَاءُ يَوْمَ لَقِيتُهَا عَهِدْتُكَ دَهْرًا طَاوِيَ الْكَشْحِ أَهْضَمَا

خنساء کہنے لگی جس دن اس سے میں ملا کہ میں نے تجھ سے اس زمانے میں ملاقات کی ہے کہ جب تو پھرتیلا، نازک کمر اور پتلے پیٹ والا تھا (اور آج تم اتنے بھاری بھر کم کیوں کر؟)

عَهِدْتُكَ : عَهِدَ فُلَانًا بِمَكَانِ كَذَا (س) عَهْدًا : ملاقات کرنا۔ الكَشْحُ : پہلو، جمع : كُشُوحٌ ۔ طَاوِي الْكَشْحِ : لپٹے ہوئے پہلو والا یعنے پھرتیلا ، باریک کمر والا۔ أَهْضَمَا : صیغۂ صفت : نازک کمر اور پتلے پیٹ والا۔ هَضِمَ (س) هَضَمًا : نازک کمر اور پتلے پیٹ والا ہونا۔

② فَإِمَّا تَرَيْنِي الْيَوْمَ أَصْبَحْتُ بَادِنًا لَدَيْكِ وَقَدْ أُلْفَى عَلَى الْبُزْلِ مِرْجَمَا

(میں نے کہا) اگر تو آج مجھے دیکھ رہی ہے کہ میں بھاری بدن ہوگیا ہوں (تو یہ کوئی خاص بات نہیں کیونکہ) میں اونٹوں پر (بھاری نہیں بلکہ) طاقت ور پایا جاتا ہوں (یعنی بدن کی تبدیلی سے توانائی میں تبدیلی نہیں آئی ہے)

بَادِنًا : صیغۂ صفت : موٹے بدن والا، جمع : بُدْنٌ ۔ بَدَنَ (ن) بَدْنًا : موٹے بدن والا ہونا۔ أُلْفَى : مضارع مجہول - إِلْفَاءٌ: پانا - الْبُزْلُ : جوان اونٹ جو آٹھویں یا نویں سال میں داخل ہوں۔ مفرد : بَازِلٌ ۔ مِرْجَمًا : مضبوط، قوی ۔ كَأَنَّهُ يُرْجَمُ بِهِ عَدُوَّهُ «فَإِمَّا» اصل میں «فَإِنْ مَا» ہے۔ «ما» زائدہ ہے۔ «تَرَيْنِي» اصل میں «تَرَيْنَنِي» ہے، ایک نون کو ضرورت شعری کی بنا پر حذف کردیا۔

وَقَالَ شَبِيبُ بْنُ عَوَانَةَ

شاعر کا مقدمہ مروان کے پاس گیا۔ اس نے فیصلہ اس کے خلاف کیا، اس پر کہتا ہے۔

① قَضَى بَيْنَنَا مَرْوَانُ أَمْسِ قَضِيَّةً فَمَا زَادَنَا مَرْوَانُ إِلَّا تَنَائِيَا

مروان نے کل ہمارے درمیان فیصلہ کیا، مروان نے ایک دوسرے سے دوری کے علاوہ ہم میں کسی اور شئے کا اضافہ نہیں کیا۔ (یعنے مروان کے فیصلے سے ہم میں صلح نہیں

ہوئی بلکہ اور دُوری اور نفرت پیدا ہو گئی۔)

تَنَائِیًا : مصدر از باب تفاعل : ایک دوسرے سے دوری۔ مادہ (ن ء ی)

(۲) فَلَوْ کُنْتُ بِالْأَرْضِ الْفَضَاءِ لَعِفْتُهَا وَلٰكِنْ أَتَتْ أَبْوَابُهُ مِنْ وَرَائِیَا

چنانچہ اگر میں (بوقت فیصلہ) کھلی زمین میں ہوتا تو میں اس فیصلہ کو ناپسند کرنے کی وجہ سے چھوڑ دیتا (اور بھاگ جاتا) لیکن اس کے دروازے میرے پیچھے بند کر دیئے گئے۔ (اور فرار کا موقع نہ ملا۔)

لَعِفْتُهَا : بروزن بِعْتُهَا۔ عَافَ (ض) عَیْفًا : کراہت کی وجہ سے چھوڑ دینا۔ اس میں ضمیر "ھا" "قَضِیَّۃٌ" کی طرف راجع ہے۔ "أَبْوَابُه" کی ضمیر "مَروان" کی طرف عائد ہے۔

وَقَالَ جَمِیلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

شاعر اپنی محبوبہ سے مخاطب ہے کہ رقیب میری مرگ کے درپے ہیں لیکن ناکام ہو رہے ہیں

(۱) فَلَیْتَ رِجَالًا فِیكِ قَدْ نَذَرُوا دَمِی وَهَمُّوا بِقَتْلِی یَا بُثَیْنَ لَقُونِی

اے بثینہ! کاش کہ وہ لوگ مجھ سے ملاقات کریں، جنھوں نے تیرے بارے میں میرے خون کی نذر مانی ہے اور میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ (یعنی رقیب)

بُثَیْنَ : نام ہے، ترخیم ندا کی وجہ سے "بُثَیْنَة" کی "ۃ" حذف کر دی گئی۔

(۲) إِذَا مَا رَأَوْنِی طَالِعًا مِنْ ثَنِیَّةٍ یَقُولُونَ مَنْ هٰذَا وَقَدْ عَرَفُونِی

جب وہ کسی گھاٹی پر سے چڑھتے ہوئے مجھے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ کون ہے! حالانکہ مجھے پہچانتے ہیں۔

ثَنِیَّةٍ : گھاٹی، جمع : ثَنَایَا۔

(۳) یَقُولُونَ لِی أَهْلًا وَسَهْلًا وَمَرْحَبًا وَلَوْ ظَفِرُوا بِی سَاعَةً قَتَلُونِی

اور وہ مجھے بظاہر مرحبا اور خوش آمدید کہتے ہیں حالانکہ اگر ایک لمحہ بھی وہ مجھ پر غالب آجائیں تو مجھ کو قتل کر دیں گے۔

ظَفِرُوا : (س) ظَفَرًا : کامیاب ہونا، غالب ہونا۔

(۴) وَکَیْفَ وَلَا تُوفِی دِمَاءُهُمْ دَمِی وَلَا مَالُهُمْ ذُو نَدْهَةٍ فَیَدُونِی

اور وہ کیسے مجھے قتل کر سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کا خون میرے خون کے مساوی نہیں ہے، اور نہ اُن کا مال کچھ زیادہ ہے کہ میری دیت ادا کر سکیں (یعنی اگر وہ لوگ مجھے قتل کر دیں تو خون بہا قصاص سے بھی ادا نہیں کیا جاسکتا کہ میرا اور ان کا خون برابر نہیں اور زرِ کثیر سے بھی، کہ یا تو مال اُن کے پاس ہے ہی نہیں یا ہے تو کم ہے)۔

لَاتُوفِي : إِيْفَاءٌ: پورا کرنا کہتے ہیں: فُلَانٌ يُوْفِي دَمُهُ دَمَ فُلَانٍ یعنی فلاں کا خون فلاں کے مساوی ہے۔ نَدْهَة : مال کی کثرت، بہت پوشی۔ فَيَدُوْنِي : فاجزانہ ہے۔ وَدَى (ض) وَدْيًا، دِيَةً : خون بہا دینا۔

وَمِنْ هٰذِهِ الْقِطْعَةِ

(۱) لَحَا اللهُ مَنْ لَّا يَنْفَعُ الْوُدُّ عِنْدَهُ وَمَنْ حَبْلُهُ إِنْ مُدَّ غَيْرُ مَتِيْنِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کا بُرا کرے جس کی محبت دوستی نافع نہ ہو اور جس کی رسّی اگر کھینچی جائے تو مضبوط نہ ہو (یعنی اس کے رشتہ اور تعلق کی رسّی پائدار نہ ہو)۔

لَحَا اللهُ : فُلَانًا (ض) لَحْيًا : اللہ اس کا بُرا کرے، لعنت برسائے۔

(۲) وَمَنْ هُوَ إِنْ تُحْدِثْ لَهُ الْعَيْنُ نَظْرَةً يُقَضِّبُ لَهَا أَسْبَابَ كُلِّ قَرِيْنِ

اور اللہ تعالیٰ بُرا کرے اس شخص کا بھی جس کو آنکھ اگر ایک نئی نگاہ سے دیکھ لے (یعنی اس کے ساتھ کوئی خلافِ معمول معاملہ کیا جائے) تو وہ اس کی وجہ سے ہر قسم کی دوستی کے تعلقات ختم کر دے۔ (مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی کام اس کے خلافِ طبع کیا جائے تو وہ دوستی اور گذشتہ محبت کی کسی قسم کی پاسداری نہیں کرے اور اس غیر موافق طبع کام پر ایک اجنبی سے جو کرنے کا اندیشہ ہوتا ہے وہی کر ڈالے)۔

يُقَضِّبُ : تَقْضِيْبًا وقَضَبَ (ض) قَضْبًا : کاٹنا۔ أَسْبَابٌ : مفردہ : سَبَبٌ ۔ مُراد تعلقات ہیں۔

(۳) وَمَنْ هُوَ ذُوْ لَوْنَيْنِ لَيْسَ بِدَائِمٍ عَلٰى خُلُقٍ خَوَّانُ كُلِّ أَمِيْنِ

اور اللہ تعالیٰ بُرا کرے اس شخص کا جو دو رنگا ہو اور اپنی ایک خصلت پر قائم نہ ہو اور ہر امانت دار کے ساتھ خیانت کرنے والا ہو (یعنی دو رنگا، غیر مستقل مزاج اور خائن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو)۔

خَوَّانٌ : صیغۂ مبالغہ : بہت خیانت کرنے والا۔

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَنْصُورٍ

① وَجَدْنَا أَبَانَا كَانَ حَلَّ بِبَلْدَةٍ … سُوًى بَيْنَ قَيْسٍ قَيْسِ عَيْلَانَ وَالْفِزْرِ

ہم نے اپنے جدامجد کو ایک ایسے شہر میں اُترتے ہوئے پایا جو قیس عیلان اور فزر کے درمیان واقع ہے۔ (أبانا سے دادا مُراد ہے)

سُوًى : درمیان، برابر۔ قال اللہ تعالیٰ: «فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى» جمع : أَسْوَاء۔ ترکیب میں یہ «بلدة» کی صفت ہے۔ «قیس غیلان» پہلے «قیس» سے بدل ہے۔

② فَلَمَّا نَأَتْ عَنَّا الْعَشِيرَةُ كُلُّهَا … أَنَخْنَا فَحَالَفْنَا السُّيُوفَ عَلَى الدَّهْرِ

پس جب ہم سے سارا قبیلہ دُور ہوگیا تو ہم نے پڑاؤ ڈالا اور زمانے کے خلاف تلواروں سے معاہدہ کیا۔

نَأَتْ : (ف) نَأْيًا ، دُور ہونا۔ أَنَخْنَا : إِنَاخَةً : پڑاؤ ڈالنا۔ حَالَفْنَا: مُحَالَفَةً : معاہدہ کرنا۔

③ فَمَا أَسْلَمَتْنَا عِنْدَ يَوْمِ كَرِيهَةٍ … وَلَا نَحْنُ أَغْضَيْنَا الْجُفُونَ عَلَى وِتْرِ

چنانچہ ان تلواروں نے جنگ کے دن ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑا اور نہ ہم نے انتقام کے وقت کسی قسم کی چشم پوشی کی۔

أَسْلَمَتْنَا : إِسْلَامًا : بے سہارا چھوڑنا، دشمنوں کے حوالہ کرنا۔ أَغْضَيْنَا: إِغْضَاءً : آنکھ بند کرنا، چشم پوشی کرنا۔ الجُفُون : پلکیں، مفرد: جَفْنٌ ۔ وِتْرٌ: کینہ وعداوت، انتقام، جمع : أَوْتَار «أسْلَمَتْنَا» کی ضمیرِ فاعل پہلے شعر میں «السُّيوف» کی طرف عائد ہے۔

وَقَالَ أَبُو صَخْرٍ الْهُذَلِيُّ

① رَأَيْتُ فُضَيْلَةَ الْقُرَشِيَّ لَمَّا … رَأَيْتُ الْخَيْلَ تُشْجَرُ بِالرِّمَاحِ

میں نے فضیلہ قرشی کو دیکھا / یا میں نے فضیلہ قرشی کو آنتوں میں مارا جس وقت میں نے گھوڑوں کو دیکھا کہ وہ نیزوں سے مارے جا رہے ہیں۔

رَأَيْتُ : أىْ ضَرَبْتُ رِئَتَهٗ، كما تقولُ : «بَطَنْتُهٗ» أى ضَرَبْتُ بَطْنَهٗ - رِئَةٌ : آنت - رَأَيْتُ : میں نے اس کی آنت کو مارا - اور یہ بھی احتمال ہے کہ «رَأَيْتُ» «رُؤْيَةُ عين» سے ماخوذ ہو یعنے میں نے دیکھا - تُشْجَرُ : فعل مضارع مجہول مِنْ شَجَرَ الرَّجُلَ بِالرُّمْحِ (ن) شَجْرًا : نیزہ مارنا «تُشْجَرُ» میں ضمیر «الخیل» کی طرف عائد ہے -

(۲) وَرَنَّقَتِ الْمَنِيَّةُ فَهِيَ ظِلٌّ عَلَى الْأَبْطَالِ دَانِيَةُ الْجَنَاحِ

اور موت قریب آگئی تھی چنانچہ وہ بہادروں پر سایہ (کی طرح منڈلا رہی) تھی، اس کے پر قریب ہو گئے تھے -

رَنَّقَتْ : اَلْمَنِيَّةُ - تَرْنِيقًا : موت کا قریب ہونا - رَنَّقَ الطَّائِرُ : پرندہ کا پر پھڑپھڑانا - رَنِقَ الْمَاءُ (ن) رَنْقًا - (س) رَنَقًا - گدلا ہونا -

«فهی» مبتدا ہے «ظِلٌّ عَلَى الْأَبْطَالِ» خبر اول ہے «دانية الجناح» خبر ثانی ہے - «رَنَّقَتِ» کا عطف پہلے شعر میں «رأیتُ الخیل» پر ہو رہا ہے -

(۳) فَكَانَ أَشَدَّهُمْ قَلْبًا وَبَأْسًا وَأَصْبَرَ فِي الْحُرُوبِ عَلَى الْجِرَاحِ

اس وقت فضیلہ قرشی دل اور جنگ کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ سخت اور جنگوں میں زخموں پر سب سے زیادہ صبر کرنے والا تھا -

«فکان» یہ «لَمَّا» کی جزا ہے - بَأْسًا : بہادری، جنگ میں شدت - بُؤْسٌ (ک) بَأْسًا : بہادر ہونا، جنگ میں سخت ہونا -

وَقَالَ بَعْضُ بَنِي عَبْسٍ

(۱) أَرِقُّ لِأَرْحَامٍ أُرَاهَا قَرِيبَةً لِحَارِ بْنِ كَعْبٍ لَا لِجَرْمٍ وَرَاسِبٍ

میں رحم کرتا ہوں ان رشتہ داریوں پر جنھیں میں حارث بن کعب ہی کی جہت سے قریب سمجھتا ہوں - بنو جرم اور بنو راسب کی جہت سے نہیں (کیونکہ یہ دوسری قوم ہیں جب کہ عبس اور حارث دونوں نزار کی اولاد سے ہیں)

أَرِقُّ : مضارع متکلم - رَقَّ (ض) رِقَّةً : پتلا ہونا - رَقَّ لَه : رحم کرنا - أُرَاهَا : مجہول بمعنے : أَظُنُّ - حَارِبْنِ كَعْبٍ : حارث بن کعب ہے - «ثا» حذف کر دی گئی،

شعر میں نداء کے بغیر بھی ضرورتاً ترخیم جائز ہے۔ «أراهَا قريبَة» «أرحَام» کی صفت ہے «الحَارِبن كَعب» «قريبَةً» سے متعلق ہے۔

(٣) وَأَنَّا نَرَى أَقْدَامَنَا فِي نِعَالِهِمْ وَآنُفَنَا بَيْنَ اللِّحَى وَالْحَوَاجِبِ

اور ہم اپنے قدموں کو اُن کی جوتیوں میں دیکھتے ہیں اور اپنی ناک کو اُن کے جبڑوں اور پلکوں کے درمیان (یعنی جسمانی ساخت اور قدو قامت کے اعتبار سے ہم ایک جیسے ہیں)

اَللِّحٰی : داڑھیاں، مفرد : لِحيَةٌ : اَلحَوَاجِب : مفرد : حَاجِب : پلک۔ آنف : مفردہ : أَنفٌ : ناک۔

(٤) وَأَخلَاقَنَا إِعطَاءَنَا وَإِبَاءَنَا إِذَا مَا أَبَينَا لَا نَدِرُّ لِعَاصِبِ

اور ہم (ان میں) اپنے (جیسے) اخلاق دیکھتے ہیں یعنے عطا کرنے اور انکار کرنے کے لحاظ سے، جب ہم کسی بات سے اِنکار کر بیٹھتے ہیں تو پھر ہم دودھ نہیں دیتے ہیں۔ پاؤں باندھنے والے کو بھی (یعنی جس طرح ہم جسمانی لحاظ سے ایک دوسرے کے مُشابہ ہیں، اسی طرح لینے دینے کے سِلسلہ میں اخلاق بھی ہمارے ایک جیسے ہیں، جب ایک مرتبہ ہم انکار کردیتے ہیں تو پھر چاہے کوئی کتنی ہی زبردستی کیوں نہ کرے ہم اس کی بات کی اتباع نہیں کرتے، اپنے انکار پر برقرار رہتے ہیں۔)

لَا نَدِرُّ (ض، ن) دَرًّا : دودھ کا زیادہ ہونا۔ دودھ دینا۔ عَاصِب : دودھ دوہنے کے لئے اونٹنی کی رانیں باندھنے والا۔ عَصَبت الناقةَ (ض) عَصْبًا : دوہنے کے لئے اُونٹنی کی رانیں باندھنا۔ لَا نَدِرُّ لِعَاصِبٍ : أی لَا نُعطِی علی القَسرِ بَل بِرِضَانَا۔ یعنی ہم زبردستی پر کسی کو کوئی چیز نہیں دیتے ہیں اگر دیتے ہیں تو اپنی رضا ہی سے دیتے ہیں۔

«أَخلَاقَنَا» پہلے شعر میں «نرٰی» کا مفعول ہے «إِعطَاءَنَا، إِبَاءَنَا» «أَخلَاقَنَا» سے بدل ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِّن حِمیَرَ

ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنو عبد مناۃ قحط سالی میں مبتلا ہوگئے تو اپنا علاقہ چھوڑکر صنعاء یمن کی جانب گئے، وہاں پڑاؤ ڈال کر اپنے مویشیوں کو حمیر کی چراگاہ میں چرانے لگے، حمیر نے انھیں منع کیا، لیکن یہ رُکے نہیں جس کی وجہ سے جنگ چھڑگئی، اس جنگ میں حمیر کا ایک بادشاہ بھی قتل کیا گیا۔ آخرکار بنو عبد مناۃ غالب آئے کیونکہ ان کے ساتھ دو قبیلے بنو لیثؔ اور کلب بھی مل گئے تھے، شاعر حمیری

ہے جس نے ان اشعار میں اپنی اور دشمنوں دونوں کی شجاعت بیان کی ہے۔ اس وجہ سے یہ اشعار منصفانہ شمار ہوتے ہیں۔

① مَنْ رَأَى يَوْمَنَا وَيَوْمَ بَنِي التَّيْمِ إِذَا الْتَفَّ صِيقُهُ بِدَمِهْ

کس نے ہماری اور بنو تیم کی جنگ دیکھی ہے جس میں غبار خون کے ساتھ مل گیا تھا (یعنی کثرت قتال کی وجہ سے خون اُڑ اُڑ کر فضا میں تیرنے والی غبار میں شامل ہو رہا تھا۔)

اَلْتَفَّ : التفافًا : لپٹنا، اکٹھا و گنجان ہونا، خلط ملط ہونا۔ ولف (ن) لَفًّا: لپیٹنا ملانا۔ صِیْقٌ : وہ غبار جو فضائے آسمانی میں چکر لگائے، جمع : صِیَقٌ۔

«من رَأَى» میں «مَنْ» استفہامیہ ہے اور اس سے واقعہ کی ہولناکی بیان کرنا مقصود ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ «مَنْ» موصولہ ہو اور فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہو۔ أي «سائِلْ مَنْ رَأَى يَوْمَنَا» یعنے آپ اس شخص سے پوچھئے جس نے ہماری اور بنو تیم کی جنگ دیکھی ہو۔

② لَمَّا رَأَوْا أَنَّ يَوْمَهُمْ أَشِبٌ شَدُّوا حَيَازِيمَهُمْ عَلَى أَلَمِهْ

جب انھوں نے دیکھا کہ ان کا دن سخت ہے تو اس دن کی تکلیف و الم پر اپنے سینوں کو کس کر باندھا (یعنے حوادث کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔)

أَشِبٌ : صیغہ صفت : گنجان۔ أَشِبَ الشجرُ (س) أَشَبًا : گنجان ہونا، یہاں اس سے سخت ہونا مراد ہے۔ حَيَازِيمُ : مفردہ : حَيْزُوم : سینہ۔ لأنہ موضع الحَزْم «شَدُّ الحيازيم» سینوں کو باندھنا" صبر کے لئے بطور محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

③ كَأَنَّمَا الْأُسْدُ فِي عَرِينِهِمُ وَنَحْنُ كَاللَّيْلِ جَاشَ فِي قَتَمِهْ

گویا کہ وہ شیر تھے کچھار میں اور ہم اس رات کی طرح تھے جو جوش مارتی ہے اپنی تاریکی میں (یہ کنایہ ہے مصائب کی کثرت سے یعنی ہم مصیبت میں تھے۔)

عَرِيْنٌ : کچھار، جمع : عَرَائِن۔ قَتَمٌ : غبار، تاریکی۔ قَتَمُ اللَّيْلِ: رات کی تاریکی۔ قَتِمَ (س) قَتَمًا : غبار کا بلند ہونا، سیاہی مائل ہونا۔

«الأُسد» مبتدا محذوف «هُمْ» کی خبر ہے «جاش» «اللّیل» سے حال ہے اور «اللَّیل» کے لئے صفت بھی بن سکتا ہے جبکہ «اللَّیل» پر لام تعریف کا نہیں عہد ذہنی کا مانا جائے

④ لَا يُسْلِمُونَ الْغَدَاةَ جَارَهُمُ حَتَّى يَزِلَّ الشِّرَاكُ عَنْ قَدَمِهْ

وہ جنگ کی صبح کو اپنے پڑوسی کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ تسمہ اُن کے قدم سے جدا ہو جائے (یعنے اپنے ہمسایہ پر کسی قسم کی افتاد پڑنے نہیں دیتے بلکہ جب تک ان کی جانوں میں زندگی کی رمق باقی رہتی ہے اس وقت تک ساتھ دیتے ہیں" تسمہ کا پاؤں سے الگ ہونا" مرجانے سے کنایہ ہے)

الشِراك : جوتے کا تسمہ، جمع : أَشْرُكٌ ۔ شُرُكٌ

⑤ وَلَا يَخِيْمُ اللِّقَاءَ فَارِسُهُمْ حَتّٰى يَشُقَّ الصُّفُوْفَ مِنْ كَرَمِهْ

اور ان کا شہسوار جنگ سے اِعراض نہیں کرتا حتّٰی کہ اپنی شرافت (وشجاعت) سے دشمن کی صفوں کو چیر دیتا ہے۔

وَلَا يَخِيْمُ : (ض) عن القِتال، وفي القتال ۔ خَيْمًا، خِيَامًا : بزدل ہونا، رُوگردانی و اِعراض کرنا، واپس ہونا، یہاں یہ سب معنے ہو سکتے ہیں ۔

"اللّقاء" منصوب بنزع الخافض ہے ۔ اصل عبارت ہے ۔ "لَا يَخِيْمُ عَنِ اللِّقاء" "عن" کو حذف کر دیا۔

⑥ مَا بَرِحَ التَّيْمُ يَعْتَزُوْنَ وَزُرْقٌ فِي الْخَطِّ تَشْفِي السَّقِيْمَ مِنْ سَقَمِهْ

اور بنو تیم اپنے آباء کیطرف اپنی نسبت کرتے رہے (اور نسب پر فخر کرتے ہوئے لڑتے رہے) اور مقام خط کے نیلگوں نیزے بیمار کو بیماری سے شفاء دے رہے تھے (یعنی زخمی کو زخمی نہیں چھوڑتے بلکہ نیزے سے اس کا کام تمام کر دیتے اور زخموں سے اس کو شفاء اور نجات دے دیتے یا بیماری سے مُراد" نفاق اور دشمنی" ہے کہ نیزوں کے ذریعے منافق کا نفاق اور دشمن کی دشمنی ختم کرتے رہے۔)

مَا بَرِحَ : بمعنے مَازَال ۔ يَعْتَزُوْنَ : اِعْتِزَاءٌ، وعزا (ن) عَزْوًا : منسوب ہونا۔ کسی کیطرف اپنی نسبت کرنا۔ زُرْقٌ : مفرده : أَزْرَق : نیلا، مراد نیلگوں نیزے ہیں ۔ الخَطُّ : بحرین میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں کے نیزے مشہور تھے ۔

⑦ حَتّٰى تَوَلَّتْ جُمُوْعُ حِمْيَرَ وَالْفَلُّ سَرِيْعًا يَهْوِي إِلٰى أُمَمِهْ

حتی کہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگیں حمیر کی جماعتیں اور شکست خوردہ انسان اپنی قریب پناہ گاہ کی طرف جلدی جلدی جانے لگا۔

جُمُوْع : مفرده : جَمْعٌ ۔ الْفَلُّ : مصدر بمعنے المَفْلُوْل، شکست خوردہ

فَلَّ (ن) فلاًّ : تلوار کو دندانہ دار کرنا۔ فَلَّ القَوْمَ: قوم کو شکست دینا۔ یَهْوِی : (ض) هُوِیًّا، هَوَیَانًا : اوپر سے نیچے گرنا۔ هَوَی فُلَانٌ فِی السَّیرِ : جلدی جانا، شعر میں یہی معنے ہیں۔ أَمَمٌ : قصد، قرب، کہتے ہیں : أَخَذْتُهُ من أَمَمٍ : میں نے قریب سے لیا، واضح، درمیان، یہاں اس کا موصوف محذوف ہے "اَلْمَکَانُ الْأَمَمُ" یا "الْمَرْجِعُ الْأَمَمُ" یعنی قریبی پناہ گاہ۔ یہ بھی احتمال ہے کہ "أُمَمٌ" (بِضَمِّ الهمزة) ہو جو "أُمَّةٌ" کی جمع ہے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ "اور شکست خوردہ آدمی اپنی جماعتوں کی طرف جلدی جلدی بھاگنے لگا"

(۸) وَكَمْ تَرَكْنَا هُنَاكَ مِنْ بَطَلٍ ... تَسْفِی عَلَیْهِ الرِّیَاحُ فِی لِمَمِهْ

اور ہم نے کتنے بہادر وہاں چھوڑے جن کے بالوں پر ہوائیں غبار اڑا رہی تھیں۔

تَسْفِی : (ض) سَفْیًا : خاک اڑانا، غبار اڑانا۔ لِمَمٌ : بالوں کی وہ زلفیں جو کانوں سے متجاوز ہوں۔ مفرد : لِمَّةٌ۔

وقَالَ حَسَّانُ بْنُ نُشْبَةَ

(۱) نَحْنُ أَجَرْنَا الْحَیَّ كَلْبًا وَقَدْ أَتَتْ ... لَهَا حِمْیَرٌ تُزْجِی الْوَشِیجَ الْمُقَوَّمَا

ہم نے قبیلۂ کلب کو پناہ دی اس حال میں کہ حمیر ان کے پاس آئے سیدھے نیزے کھینچے ہوئے۔

أَجَرْنَا : إِجَارَةً أی أَدْخَلْنَا فِی جِوَارِنَا : پناہ دینا۔ جَارَ عَلَیْهِ (ن) جَوْرًا : ظلم کرنا۔ اَلْوَشِیجُ : درخت جس سے نیزے بنائے جاتے ہیں، یہاں نیزے مراد ہیں۔ اَلْوَشِیجُ الْمُقَوَّمُ : سیدھے نیزے

(۲) تَرَكْنَا لَهُمْ شِقَّ الشِّمَالِ فَأَصْبَحُوا ... جَمِیعًا یُزَجُّونَ الْمَطِیَّ الْمُخَزَّمَا

ہم نے ان کے لئے جانب شمال چھوڑ دی سو وہ نکیل ڈالی ہوئی سواریاں ہنکانے لگے۔
(یعنی جانب شمال سے ہم ہٹ گئے تاکہ وہ جمع ہو سکیں اور پھر ہم حملہ کریں چنانچہ وہ آگئے)

یُزَجُّونَ : تَزْجِیَةً وَزَجَا (ن) زَجْوًا : ہانکنا۔ اَلْمُخَزَّمُ : اسم مفعول از باب تفعیل : خَزَّمَ وخَزَمَ (ض) خَزْمًا : سوراخ کرنا۔ ناک میں نکیل ڈالنا، باندھنا، تابع بنا لینا۔ المَطِیُّ الْمُخَزَّمُ : ناک میں نکیل ڈالی ہوئی سواریاں، تابع بنائی ہوئی سواریاں یہ سب معنے ہو سکتے ہیں۔ اردو مترجمین اور شراح عربی نے اس کا ترجمہ کیا ہے "تھکی ہوئی سواریاں"

لیکن لغت سے اس کی تائید نہیں ہوتی ہے۔ «المُخَزَّم» «المَطِی» کی صفت ہے «المَطِی» «مَطِیَّة» کی جمع ہے بمعنے سواری، جمع غیر ذوی العقول کی صفت مفرد مؤنث آتی ہے، اس لئے «المَطِیَّ المُخَزَّمَة» ہونا چاہیئے۔ مولانا اعزاز علی صاحب نوراللہ مرقدہٗ اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں «وَتَذکیرُہٗ باعتبار أنَّ المَطِیَّ علی وَزنِ مُفرَدٍ، وَإنْ کانَ جَمعًا لِأنّہٗ من الجُمُوعِ التی یُفَرَّقُ بینہ وبین واحدہٖ بالتَّاء» یعنی «المُخَزَّم» «المَطِی» کے لئے بطور صفت مذکر اس لئے لائے ہیں کہ «المَطِی» اگرچہ جمع ہے لیکن مفرد کے وزن پر ہے کیونکہ اسکے مفرد اور جمع میں صرف «تا» کا فرق ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ «المُخَزَّمَة» مؤنث ہو، وزن شعری کی رعایت سے «تا» کو الف سے بدل دیا ہو۔

(۳) فَلَمَّا دَنَوْا صُلْنَا فَفَرَّقَ جَمْعَهُمْ سَحَابَتُنَا تَنْدَى أَسِرَّتُهَا دَمَا

اور جب وہ قریب ہوگئے تو ہمارے بادل (لشکر) نے ان کی جماعت متفرق کردی، اس حال میں کہ اس کی لکیریں خون سے تر تھیں۔ (لشکر کو سحاب سے تعبیر کیا یعنی اس سختی کے ساتھ حملہ کیا کہ ہماری صفوں سے خون کی بارش برستی ہوئی معلوم ہو رہی تھی)

صُلْنَا : علی وزن قُلْنَا۔ صَالَ (ن) صَوْلًا : حملہ کرنا۔ تَنْدَی : (س) نَدًی، نَدَاوَةً : تر ہونا۔ أَسِرَّةٌ : مفرد : سِرَارٌ : لکیریں۔ سِرَارُ الوادی : وادی کا درمیان یہاں اس سے بادل کے درمیان واقع لمبی دراڑیں اور لکیریں مُراد ہیں۔

«تَنْدَی أَسِرَّتُهَا» «سَحَابَتُنَا» سے حال ہے۔ «دَمًا» «تَنْدَی» سے تمیز واقع ہو رہا ہے

(۴) فَغَادَرْنَ قَیْلًا مِنْ مَقَاوِلِ حِمْیَرٍ کَأَنَّ بِخَدَّیْهِ مِنَ الدَّمِ عَنْدَمَا

چنانچہ گھوڑوں نے حمیر کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کو اس طرح چھوڑا، جیسے کہ اس کے رخساروں پر خون کی وجہ سے عندم لگا دیا گیا ہو (عندم ایک سُرخ پودا ہے یعنے اُس کو قتل کرکے اس پر گھوڑے دوڑا دیئے گئے جس کی وجہ سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اُس کے چہرے پر کسی نے عندم کا پودا لیپا ہو، کیونکہ زخموں کی وجہ سے اُس کا چہرہ خون آلود ہوکر سُرخ ہوگیا تھا۔)

غَادَرْنَ : مُغَادَرَةٌ : چھوڑنا۔ قَیْلًا : رئیس، حمیر کے بادشاہ کا لقب۔ جمع: أَقْیَال۔ مادہ (ق و ل) مَقَاوِل : مفرد : مِقْوَل : بادشاہ، رئیس، اَلَّذی یُنْفِذُ قَوْلَہٗ۔

مادہ (ق و ل) عَنْدَم : ایک پودا ہے اُس کو دَمُ الأَخَوَيْن اور بَقَمْ بھی کہتے ہیں اس کی لکڑی سُرخ ہوتی ہے جو کپڑے رنگنے میں کام آتی ہے۔

⑤ أَمَرَّ عَلَىٰ أَفْوَاهِ مَنْ ذَاقَ طَعْمَهَا ۔۔۔ مَطَاعِمُنَا يَمْجُجْنَ صَابًا وَعَلْقَمَا

ہماری خوراکیں کڑوی رہی ان لوگوں کے منہ میں جنھوں نے ان کا ذائقہ چکھا اس حال میں کہ وہ، درخت صاب اور علقم کی کلی کرنے لگے (یعنے جس طرح صاب اور علقم کا ذائقہ انتہائی کڑوا ہوتا ہے، اسی طرح ہماری جنگی خوراک کے ذائقے بھی دشمن کے لئے انتہائی کڑوے اور جان لیوا ثابت ہوئے۔)

أَمَرَّ : إِمْرَارًا، ومَرَّ (س) مَرَارَةً : کڑوا ہونا۔ طَعْم : ذائقہ، جمع: طُعُومٌ۔ مَطَاعِمُنَا : مفردہ : مَطْعَمٌ۔ ظرف بھی ہو سکتا ہے بمعنی: کھانا کھانے کی جگہ۔ اور مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے بمعنے خوراک۔ یہاں اسی معنی میں ہے۔ يَمْجُجْنَ : (ن) مَجًّا : کُلی کرنا۔ صَاب، عَلْقَم : یہ دونوں کڑوے ذائقے والے درخت ہیں۔

«طَعْمَها» کی ضمیر «مَطَاعِمُنَا» کی طرف راجع ہے «مَطَاعِمُنَا» لفظاً اگرچہ بعد میں ہے لیکن رُتبتاً مقدم ہے کیونکہ یہ «أَمَرَّ» کا فاعل ہے «يَمْجُجْنَ» «أَفْوَاه» سے حال ہے۔ «صَابًا وعَلْقَمًا» «يَمْجُجْنَ» کا مفعول بہ ہے۔

وَقَالَ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا

① إِنِّي وَإِنْ لَمْ أَفْدِ حَيًّا سِوَاهُمُ ۔۔۔ فِدَاءٌ لِتَيْمٍ يَوْمَ كَلْبٍ وَحِمْيَرَا

میں اگرچہ قبیلہ تیم کے سوا کسی پر فدا نہیں ہوا (لیکن بنو تیم کی شجاعت دیکھ کر کہنا پڑا) قربان جاؤں بنو تیم پر جس دن کلب اور حمیر کا معرکہ ہوا کہ اُس دن تیم نے شجاعت کے زبردست جوہر دکھائے۔)

«سِوَاهُمُ» کی ضمیر «تَيْم» کی طرف راجع ہے، اصل عبارت ہے «إِنِّي فِدَاءٌ لِتَيْمٍ يَوْمَ كَلْبٍ وحِمْيَرَ وإِنْ لَمْ أَفْدِ حَيًّا سِوَاهُمْ»

② أَبَوْا أَنْ يُبِيحُوا جَارَهُمْ لِعَدُوِّهِمْ ۔۔۔ وَقَدْ ثَارَ نَقْعُ الْمَوْتِ حَتّٰى تَكَوْثَرَا

بنو تیم نے اس بات سے انکار کر دیا کہ وہ اپنے پڑوسی کو دشمنوں کے لئے مباح کر دیں جبکہ موت کا غبار بلند ہوا اور بکثرت پھیل گیا (یعنے بنو تیم نے میدانِ جنگ میں اپنے

ہمسایہ بنو کلب کو بے سہارا اور دشمنوں یعنی حمیر کے لئے مباح کر کے نہیں چھوڑا۔)

ثار : الغُبَارُ (ن) ثَوْرًا : بلند ہونا۔ نَقْع : غبار۔ جمع : نِقَاعٌ ، نُقُوْعٌ۔

تَکَوْثَرًا : علیٰ وزنِ تَدَحْرَجَ : بہت زیادہ ہونا۔ وکَثُرَ (ك) کَثْرَةً : زیادہ ہونا۔

③ سَمَوْا نَحْوَ قَيْلٍ لِقَوْمٍ يَبْتَدِرُوْنَهُ ۔۔۔ بِأَسْيَافِهِمْ حَتّٰى هَوٰى فَتَقَطَّرَا

وہ قوم (حمیر) کے سردار کی جانب بڑھے، اس حال میں کہ ہر شخص تلوار لے کر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں جلدی کر رہا تھا چنانچہ وہ گر گیا اور پہلو کی جانب چت گیا

يَبْتَدِرُوْنَ : ابْتِدَارًا : ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں جلدی کرنا۔ هَوٰى : (ض) هُوِيًّا۔ نیچے گرنا۔ تَقَطَّرَا : إِذَا سَقَطَ عَلٰى أَحَدِ أَقْطَارِهِ : کسی ایک جانب پر گرنا۔

سَمَوْا : (ن) سُمُوًّا : بلند ہونا۔

④ وَكَانُوْا كَأَنْفِ اللَّيْثِ لَا شَمَّ مَرْغَمًا ۔۔۔ وَلَا نَالَ قَطُّ الصَّيْدَ حَتّٰى تَعَفَّرَا

اور وہ (تمیم) شیر کی ناک کی طرح ہیں جو ذلت کو نہیں سونگھتی، اور کبھی کسی شکار پر نہیں پہنچا، یہاں تک کہ اُسے خاک آلود کر دیا (یعنے تمیم سے دشمن بھاگ نہیں سکتا اور "کانوا" میں ضمیر "حمیر" کی طرف بھی ہو سکتی ہے۔ پھر ترجمہ ہوگا۔ "اور وہ حمیر شیر کی ناک کی مانند تھے جس نے کبھی ذلت کی بُو تک نہیں سونگھی تھی اور وہ شیر کبھی کسی شکار کو نہیں پہنچا تھا مگر اس کو (گرا کر) خاک آلودہ کر لیتا" (لیکن یہ پہلی بار ہے کہ تمیم کے مقابلے میں اُنھیں ذلت اُٹھانی پڑی۔)

شَمَّ : (س) شَمًّا ، شَمِيْمًا : سونگھنا۔ مَرْغَمًا : مصدر میمی۔ رغم (س) رَغْمًا : ذلیل ہونا۔ تَعَفَّرَا : از باب تفعّل : خاک آلود ہونا۔ وعَفِرَ (س) عَفَرًا : خاک آلود ہونا۔

"حَتّٰى" بمعنے "إِلَّا" ہے۔

وَقَالَ فِيْ ذٰلِكَ هِلَالُ بْنُ رَزِيْنٍ

① وَبِالْبَيْدَاءِ لَمَّا أَنْ تَلَاقَتْ ۔۔۔ بِهَا كَلْبٌ وَحَلَّ بِهَا النُّذُوْرُ

اور مقام بیداء میں جب کلب کی مڈبھیڑ ہوئی اور نذریں پوری ہو گئیں (کہ لوگوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنے کی منتیں مانی تھیں سو ایک دوسرے کو قتل کر کے وہ پوری کی گئیں)

«لَمَّا» کا جواب اگلے شعر میں «فَحَانَتْ» ہے یا «وحلّ بها النُّذُور» اس کا جواب ہے، لیکن یہ ان نحویوں کے نزدیک جواب بن سکتا ہے جن کے ہاں جزاء پر 'واؤ' داخل ہو سکتا ہے۔ جیسے حَتّٰی إذَا جَاءُوْهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا میں «وَفُتِحَتْ» جزاء ہے اور اس پر واؤ داخل ہے، جزاء پر واؤ زائد ہوتا ہے۔

(۲) فَحَانَتْ حِمْيَرٌ لَمَّا الْتَقَيْنَا وَكَانَ لَهُمْ بِهَا يَوْمٌ عَسِيْرٌ

تو حمیر ہلاک ہو گئے جب ہماری اُن سے مڈبھیڑ ہوئی اور مقام بَیدا میں ان کے لئے سخت دن تھا (کہ اس میں وہ قتل کئے گئے)

حَانَتْ : (ض) حَيْنًا : ہلاک ہونا۔

(۳) وَأَيْقَنَتِ الْقَبَائِلُ مِنْ جَنَابٍ وَعَامِرُ أَنْ سَيَمْنَعُهَا نَصِيْرٌ

جناب اور عامر کے قبائل نے یقین کر لیا تھا کہ کوئی مددگار (تیم) ان کی حمایت کریگا (۔ اور دشمنوں کے حملہ سے انہیں بچالے گا۔)

سَيَمْنَعُهَا : مَنَعَ جَارَهُ (ف) مَنْعًا : حمایت کرنا، تکلیف سے بچانا۔ «مِنْ» بیانیہ ہے۔ «أَنْ» مخففہ من المثقلة ہے اور اس کا اسم ضمیرِ شان محذوف ہے۔

(٤) أَجَادَتْ وَبْلَ مُدْجِنَةٍ فَدَرَّتْ عَلَيْهِمْ صَوْبَ سَارِيَةٍ دَرُوْرُ

برساؤ بادل نے پانی سے لبریز بادل کی بارش برسائی چنانچہ وہ بادل اُن پر رات کو آنے والے بادل کی بارش کی طرح برسی۔

أَجَادَتْ : أَجَادَ السَّحَابُ - إِجَادَةً - إِذَا أَتَى بِالْجَوْدِ : بارش برسانا۔ الجَوْد: موسلا دھار بارش۔ وَبْل : بارش۔ مُدْجِنَة : بہت بارش والا بادل، پانی سے لبریز بادل۔ دَجَنَ الْيَوْمُ (ن) دَجْنًا۔ بادل و بارش والا ہونا۔ وَبْلُ مُدْجِنَةٍ: پانی سے لبریز بادل کی بارش۔ دَرَّتْ : (ن، ض) دَرًّا : زیادہ ہونا۔ دَرَّتِ السَّمَاءُ بِالْمَطَرِ : زیادہ بارش برسانا، یہاں لازم ہے۔ دَرَّتْ دَرُوْرٌ : برساؤ بادل برسا۔ صَوْبٌ : مصدر، صَابَ (ن) صَوْبًا : بارش ہونا۔ سَارِيَة : رات کو آنیوالا بادل، جمع : سَوَار۔ دَرُوْرٌ : صیغۂ صفت، مذکر و مؤنث دونوں کے لئے صفت بن سکتا ہے۔ السَّحَابُ الدَّرُوْرُ، السَّحَابَةُ الدَّرُوْرُ : بہت برسنے والا بادل۔

«دَرُوْر» «أَجَادَتْ» اور «دَرَّتْ» کا فاعل ہے۔ اصل عبارت ہے «أَجَادَتْ

دَرُوْرٌ وَبَلَ مُدْ جِنَة فَدَرَّتْ عَلَيْهِمْ صَوْبَ سَارِيَة ۔ یہ شعر تمثیل و استعارہ پر مبنی ہے، بادل سے لشکر اور بارش سے خون مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ ہمارے لشکر نے خوب خون ریزی کی۔

⑤ فَوَلَّوْا تَحْتَ قِطْقِطِهَا سِرَاعًا تَكُبُّهُمُ الْمُهَنَّدَةُ الذُّكُوْرُ

چنانچہ بنو حمیر پیٹھ پھیر کر اس بادل کی بارش کے نیچے جلدی جلدی بھاگنے لگے اس حال میں کہ ہندی فولادی تلواریں ان کو پچھاڑ رہی تھیں۔

قِطْقِطِهَا : ضمیر پہلے شعر میں «دَرُوْر» کی طرف عائد ہے، قِطْقِط : اولہ یا چھوٹے قطرہ کی بارش۔ سِرَاعًا : مفردہ : سَرِيْعٌ ۔ تَكُبُّهُمْ : (ن) كَبًّا : اوندھا کرنا۔ كَبَّ الرَّجُلُ عَلٰى وَجْهِه ؛ پچھاڑنا۔ الْمُهَنَّدَة : ہندی تلواریں، جو ہندوستان کے لوہے سے بنائی گئی ہوں یا وہاں کے انداز سے بنائی گئی ہوں۔ الذُّكُوْر : مفردہ : ذَكَرٌ : فولادی تلوار۔ المُهَنَّدَةُ الذُّكُوْر : ہندی فولادی تلواریں۔

«سریعًا» اور «تکبهم» «فولوا» سے حال ہے۔

وَقَالَ جَزْءُ بْنُ ضِرَارٍ

یہ مازنی مخضرمی شاعر ہے، سفر پر تھا، اطلاع ملی کہ اس کی قوم پر کسی نے ڈاکا ڈالا، اس پر تاثرات کا اظہار کر رہا ہے۔

① أَتَانِيْ فَلَمْ أُسْرَرْ بِهٖ حِيْنَ جَاءَنِيْ حَدِيْثٌ بِأَعْلَى الْقُنَّتَيْنِ عَجِيْبُ

مجھے ایک عجیب خبر «قنتین» پہاڑ کی چوٹی پر ملی جس کی وجہ سے میں خوش نہیں ہوا۔

فَلَمْ أُسْرَرْ بِهٖ : میں اس خبر سے خوش نہیں ہوا «بہ» ضمیر «حدیث» کی طرف عائد ہے جو لفظاً مؤخر ہے اور رتبتاً «أَتَانِي» کے فاعل ہونے کی وجہ سے مقدم ہے «عجیب» «حدیث» کی صفت ہے۔

② تَصَامَمْتُهٗ لَمَّا أَتَانِيْ يَقِيْنُهٗ وَأَفْزَعَ مِنْهُ مُخْطِئٌ وَمُصِيْبُ

تو میں نے (اولاً) اس خبر سے اپنے آپ کو بہرا بنا دیا لیکن جب مجھے اس کا یقین ہوگیا اور اس خبر کی تصدیق اور تکذیب کرنے والا (اس کی ہولناکی سے) ڈرانے لگا۔

تَصَامَمْتُهٗ : تَصَامُمًا : بتکلف بہرا بننا۔ صَمَّ (س) صَمَمًا : بہرا بننا۔ آخر

میں ضمیر منصوب بنزع الخافض ہے، اصل میں «تَصَامَمْتُ منه» ہے «من» حرف جار کو حذف کر دیا۔ أَفْزَعَ : إِفْزَاعًا: ڈرانا، خوف دلانا۔ مُخْطِئٌ : اسم فاعل ازافعال : غلطی کرنے والا، مراد اس خبر کی تکذیب کرنے والا ہے۔ مُصِيبٌ : ضد المخطئ، یہاں اس سے اس خبر کی تصدیق کرنے والا مُراد ہے۔ «أَفْزَعَ» کا ترجمہ بعضوں نے لازم کیا ہے: ڈرنا، گھبرانا اس صُورت میں معنے ہوں گے "اس خبر کی تکذیب اور تصدیق کرنے والا گھبرا گیا"

(۳) وَحُدِّثْتُ قَوْمِي أَحْدَثَ الدَّهْرُ فِيهِمُ وَعَهْدُهُمُ بِالْحَادِثَاتِ قَرِيبُ

اور اپنی قوم کے بارے میں مجھے یہ بھی بتلایا گیا کہ زمانہ نے اُن پر مصائب ڈال دئے ہیں اور اس قوم کا زمانہ مصائب کے قریب ہے (یعنی وہ مصائب ابھی ابھی نازل ہوئے ہیں)

«حُدِّثْتُ» ماضی مجہول، متعدی بہ سہ مفعول ہے، پہلا مفعول ضمیر متصل نائب فاعل ہے دوم مفعول «قومی» ہے اور سوم مفعول جملہ «أَحْدَثَ الدَّهْرُ» ہے «أَحْدَثَ» کا مفعول محذوف ہے۔ أی «أَحْدَثَ الدَّهْرُ فِيهِمُ الْمَصَائِبَ»

(۴) فَإِنْ يَكُ حَقًّا مَا أَتَانِي فَإِنَّهُمْ كِرَامٌ إِذَا مَا النَّائِبَاتُ تَنُوبُ

سو اگر واقعی یہ خبر ہے (تو کوئی بات نہیں) کیونکہ میری قوم شریف ہے، جب مصائب آپڑیں (اور مصائب کے وقت صبر کرنا شریف لوگوں کی خصلت ہے لہٰذا وہ ہمت نہیں ہاریگی)

(۵) فَقِيرُهُمُ مُبْدِي الْغِنَى وَغَنِيُّهُمْ لَهُ وَرَقٌ لِلسَّائِلِينَ رَطِيبُ

(وہ ایسی قوم ہے کہ) ان کا فقیر دولت مندی ظاہر کرتا ہے اور ان کے مالدار کا پتہ (مال ودولت) ضرورت مندوں کے لئے تر (فائدہ بخش) رہتا ہے۔

«وَرَق» سے مال و دولت مُراد ہے اور «رَطِيبٌ» سے اس مال و دولت کا نفع بخش ہونا مُراد ہے «غَنِيُّهُمْ» مبتدا ہے «له» خبر مقدم «ورق» مبتدا مؤخر۔ مبتدا خبر مل کر پورا جملہ پھر خبر ہے «غَنِيُّهُمْ» کے لئے «رَطِيبٌ» «ورق» کے لئے صفت اوّل ہے اور «لِلسَّائِلِينَ» «ثابت» سے متعلق ہو کر صفت ثانی ہے۔

(۶) ذَلُولُهُمُ صَعْبُ الْقِيَادِ وَصَعْبُهُمْ ذَلُولٌ بِحَقِّ الرَّاغِبِينَ رَكُوبُ

ان کے مطیع آدمی کو (دشمنوں کے لئے) تابع بنانا مشکل ہے اور ان کا سخت ترین آدمی حاجت مندوں کے حق میں مطیع (اور ان کی) سواری ہے (کہ حاجت مند جب بھی مطالبہ کرے تو منظور کرتا ہے۔)

اَلْقِیَاد : جانور کو کھینچنے کی رسّی، کہتے ہیں فُلَانٌ سَلِسُ الْقِیَاد : فلاں تمہاری خواہشات کا فرمانبردار ہے، فلانٌ صَعْبُ الْقِیَاد : فلان نافرمان ہے۔ اس کو تابع بنانا مشکل ہے مادہ : (ق و د) ذَلُولٌ : تابع فرماں۔ الرَّاغِبِیْن : رغبت کرنے والے، مُراد ضرورت وحاجت مند ہیں۔ رَکُوبٌ : مصدر بمعنی المَرْکُوب : سواری۔

(۷) إِذَا رَنَّقَتْ أَخْلَاقَ قَوْمٍ مُصِیْبَةٌ تَصَفّٰی لَهَا أَخْلَاقُهُمْ وَتَطِیْبُ

جب کسی قوم کے اخلاق کو کوئی مصیبت گدلا کر دے تو میری قوم کے اخلاق اس کی وجہ سے (بجائے خراب ہونے کے) اور زیادہ صاف ہو جاتے ہیں۔

رَنَّقَتْ : تَرْنِیْقًا : گدلا کرنا۔ ورنق (ن) رَنْقًا (س) رَنَقًا : گدلا ہونا۔ تَصَفّٰی از باب تفعّل : اچھی طرح صاف ہونا۔ وصَفَا (ن) صَفْوًا : صاف ہونا۔

"مُصِیْبَةٌ" "رَنَّقَتْ" کا فاعل ہے۔ "لَهَا" میں ضمیر "مُصِیْبَة" کی طرف راجع ہے "أَخْلَاقُهُمْ" "تَصَفّٰی" کا فاعل ہے۔

(۸) وَمَنْ یَغْمُرُوْا مِنْهُمْ بِفَضْلٍ فَإِنَّهٗ إِذَا مَا انْتَمٰی فِی اٰخَرِیْنَ نَجِیْبُ

اور ان میں سے وہ شخص جس کو وہ (اس کی غربت کی وجہ سے) فضل و احسان سے ڈھانپتے ہیں وہ اگر دوسروں کے مقابلے میں منسوب ہو تو شریف معلوم ہوتا ہے۔ (یعنی ان کے غریب و فقیر آدمی کا تقابل اگر دوسرے لوگوں سے کرایا جائے تو ان کے مقابلے میں وہ معزز لگتا ہے، ان کا مفضول دوسری قوم کے تناسب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔)

یَغْمُرُوْا : غَمَرَ فُلَانًا بِفَضْلِهٖ (ن) غَمْرًا : اس نے فلاں کو فضل و احسان سے ڈھانپ لیا۔ اس کا مفعول محذوف ہے۔ أی "وَمَنْ یَغْمُرُوْہُ"

وقال لقطامیؒ

(۱) مَنْ تَكُنِ الْحَضَارَةُ أَعْجَبَتْهُ فَأَیَّ رِجَالِ بَادِیَةٍ تَرَانَا

جس شخص کو شہری زندگی اور تمدن پسند ہو (تو وہ شہر میں رہے لیکن ہمیں دیہات پسند ہے) سو تو ہمیں دیہاتی لوگوں میں کیسے سمجھتا ہے (یعنی ہم دیہات میں بلند مقام والے ہیں)

الحَضَارَة : شہری زندگی، تمدن : جمع : الحَضَارَات : بَادِیَة : دیہات : جمع:

بَوَادِی ، بادِیات۔

(۲) وَمَنْ رَبَطَ الْجِحَاشَ فَإِنَّ فِينَا   قَنًا سُلُبًا وَأَفْرَاسًا حِسَانَا

اور جو لوگ (دیہات میں) گدھے کے بچوں کو باندھتے (اور پالتے) ہیں (تو پالیں) ہمارے پاس تو طویل نیزے اور خوب صورت گھوڑے ہیں۔

رَبَطَ : (ن ض) رَبْطًا : باندھنا۔ الْجِحَاش : گدھے کے بچے ، مفرد: جَحْشٌ۔ سَلِبًا : بروزن کَتِف : طویل ۔ قَنًا سَلِبًا : لمبے نیزے۔ «قنا» جمع ہے اور اُس کی صفت «سَلِبًا» مفرد مذکر ہے ، موصوف صفت میں مطابقت نہیں ہے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ «قنا» اگرچہ جمع ہے لیکن مفرد کے وزن پر ہے (کیونکہ اس کی جمع اور مفرد میں صرف تاء کا فرق ہے «قَنًا» کا مفرد «قَنَاةٌ» ہے) اس لئے صفت مفرد مذکر لائے ہیں۔

بعض نسخوں میں «سُلُبًا» (بضمتین) جمع ہے۔ مفردہٗ : سَلُوْبٌ : صیغۂ صفت : بہت کھینچنے والا۔ سَلَبَ (ن) سَلْبًا : زبردستی کھینچنا۔ قَنًا سُلُبًا : جانوں کو کھینچنے والے نیزے أَفْرَاسًا حِسَانًا : خوبصورت گھوڑے۔

(۳) وَكُنَّ إِذَا أَغَرْنَ عَلَى جَنَابٍ   وَأَعْوَزَهُنَّ نَهْبٌ حَيْثُ كَانَا

اور وہ گھوڑے جب قبیلۂ جناب پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور لوٹ مار ان گھوڑوں کو محتاج وعاجز بنا دے جہاں بھی وہ ہو (یعنے قبیلہ جناب پر جب لوٹ مار سے ان کے ہاتھ کچھ نہ آئے اور ان پر لوٹ مار کر کے بھی وہ محتاج رہے۔)

أَغَرْنَ : إِغَارَةً : ڈاکہ ڈالنا۔ لوٹ مار کرنا۔ أَعْوَزَهُنَّ : إِعْوَازًا : عاجز کرنا، محتاج کرنا۔ وعَازَ (ن) عَوْزًا : محتاج ہونا۔ نَهْبٌ : مصدر : لوٹ ، جمع: نِهَاب۔ نَهَبَ (ف) نَهْبًا : لوٹنا۔

«نَهْبٌ» «أَعْوَزَهُنَّ» کا فاعل ہے «حَيْثُ كَانَ» میں ضمیر «نَهْبٌ» کی طرف راجع ہے۔

(۴) أَغَرْنَ مِنَ الضِّبَابِ عَلَى حُلُولٍ   وَضَبَّةَ إِنَّهُ مَنْ حَانَ حَانَا

تو پھر وہ قبیلۂ ضباب اور ضبہ پر ڈاکہ ڈال دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ دونوں ایک جگہ فروکش ہوں (اس لوٹ مار میں) جو ہلاک ہو جائے ، ہو جائے (کسی کی کوئی پرواہ نہیں)

حُلُوْل : الذين يَحُلُّوْن بمكان واحد : جو لوگ ایک جگہ رہتے ہوں۔ مفرد: حَالٌّ

اسم فاعل ، حَلَّ بالمکان (ن) حُلُولًا : اُترنا ، رہنا ۔ حَانَ (ض) حَیْنًا : ہلاک ہونا ۔
«عَلٰی حُلُوْل» «الضِّبَاب» سے حال ہے «ضَبَّة» کا عطف «الضِّبَاب» پر ہے ۔

⑤ وَأَحْیَانًا عَلٰی بَکْرٍ أَخِیْنَا   إِذَا مَا لَمْ نَجِدْ إِلَّا أَخَانَا

اور بسا اوقات اپنے بھائی بکر پر ٹوٹ پڑتے ہیں جب ہم (لوٹ مار کیلئے) اپنے بھائی کے سوا کسی کو نہ پائیں (یعنی لوٹ کسوٹ کی عادت ایسی ہے کہ اگر کوئی اور ہاتھ نہ آئے تو اپنوں پر ہی ہاتھ صاف کر لیتے ہیں)
«علٰی بَکْرٍ» «أَغَرْنَ» فعل محذوف سے متعلق ہے ۔

وَقَالَ الْأَعْرَجُ الْمُغْنِیُّ

یہ اپنی اونٹنی کا دودھ اپنے گھوڑے کو پلاتا تھا جس کی وجہ سے اس کی بیوی ناراض ہوتی تھی ۔ اسی ناراضگی پر یہ اشعار کہے : ـــــــــ

① أَرَی أُمَّ سَهْلٍ مَا تَزَالُ تَفَجَّعُ   تَلُوْمُ وَمَا أَدْرِیْ عَلَامَ تَوَجَّعُ

مَیں اُمِّ سہل کو دیکھتا ہوں کہ وہ ہمیشہ دردناک ہے اور ملامت کرتی رہتی ہے اور مَیں نہیں سمجھ پاتا کہ وہ کیوں غمگین رہتی ہے ۔

تَفَجَّعُ ، تَوَجَّعُ : غمگین ہونا ، دردناک ہونا ۔ اصل میں «تَتَفَجَّعُ» ، «تَتَوَجَّعُ» ہے ، ایک تاء حذف کر دی گئی ۔ عَلَامَ : «علٰی» حرفِ جر ہے «ما» استفہامیہ ہے ، الف اس سے حذف کر دیا ۔

② تَلُوْمُ عَلٰی أَنْ أَمْنَحَ الْوَرْدَ لِقْحَةً   وَمَا تَسْتَوِیْ وَالْوَرْدُ سَاعَةَ تَفْزَعُ

کیا وہ ملامت کرتی ہے اس بات پر کہ مَیں اپنے گھوڑے ورد کو اونٹنی کا دودھ دیتا ہوں (اور اُمِّ سہل کو نہیں دیتا) اور حال یہ ہے کہ اُمِّ سہل اور ورد خوف کی گھڑی میں مساوی نہیں ہیں ۔

أَمْنَحُ : (ف) مَنْحًا = دینا ۔ لِقْحَةٌ : بہت دودھ دینے والی اونٹنی ، جمع : لِقَحٌ ، لِقَاحٌ : یہاں اس سے اونٹنی کا دودھ مراد ہے ۔
«تلوم» سے پہلے ہمزۂ استفہام محذوف ہے «والورد» مفعول معہ ہے ۔

③ إِذَا هِیَ قَامَتْ حَاسِرًا مُشْمَعِلَّةً   نَخِیْبَ الْفُؤَادِ رَأْسُهَا مَا یُقَنَّعُ

کیونکہ خوف کی گھڑی میں) جب جب اُمِّ سہل برہنہ سر ، تیز دوڑنے والی ، بزدل ،

ہے اوڑھنی کھڑی ہوگی۔

حَاسِرًا : برہنہ سر، حَسَرَ (ن) حُسُوْرًا : کھل جانا۔ یہاں سر کا کھل جانا مراد ہے
مُشْعِلَةً: اسمِ فاعل از باب اِشْتَعَلَ : متفرق اور جدا ہونے والی، تیز دوڑنے والی۔ نَخِیْب : کمزوردل، بزدل۔ جمع : نُخُب۔ نَخِبَ (س) نَخَبًا : بزدل ہونا۔ یُقَنَّعَ : از باب تفعیل، قَنَّعَ الْمَرْأَةَ : عورت کو دوپٹہ اوڑھانا۔ قَنَّعَ الرَّأْسَ : سر ڈھانپنا۔

«حَاسِرًا» «قَامَتْ» سے حال ہے، اصل میں «حَاسِرَةً» ہے۔ تاءِ تانیث ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کر دی گئی «نَخِیْبَ الْفُؤَادِ» بھی حال ہے، یہ بھی «نَخِیْبَةَ الْفُؤَادِ» ہونا چاہیئے۔ تاء ضرورتًا حذف کر دی گئی۔ «إِذَا ہِیَ» پہلے شعر میں «سَاعَةً» سے بدل ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ «إِذَا ہِیَ» بدل نہ ہو بلکہ الگ کلام ہو، اس صورت میں یہ پورا شعر شرط ہوگا۔ اور اگلے شعر میں «ھنالك» جزاء ہوگا۔ «إِنَّمَا» مبتداء «مَا یُقَنَّعُ» خبر ہے۔

۲ وَقُمْتُ إِلَيْهِ بِاللِّجَامِ مُيَسَّرًا   هُنَالِكَ يَجْزِيْنِيْ بِمَا كُنْتُ أَصْنَعُ

اور میں اُس گھوڑے کی طرف لگام لے کر کھڑا ہوں گا اس حال میں کہ میں لڑائی کے لئے تیار ہوں گا۔ یا۔ اس حال میں کہ مجھے لڑائی کی توفیق دی گئی ہوگی تو اس وقت وہ گھوڑا مجھے بدلہ دے گا اس سلوک کا جو میں اُس کے ساتھ کرتا تھا۔

مُيَسَّرًا : اسمِ مفعول از بابِ تفعیل : أَیْ مُوَفَّقًا لِلْحَرْبِ : مجھے جنگ کی توفیق دی گئی ہوگی۔ یَسَّرَهُ : توفیق دینا، آسان کرنا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ «مُیَسِّرًا» اسم فاعل ہو بمعنے مُتَیَسِّر : تیار۔ تَیَسَّرَ لِلْقِتَالِ : جنگ کے لئے تیار ہونا۔ «مُیَسَّرًا» «قُمْتُ» کی ضمیر متکلم سے حال ہے۔ «یَجْزِیْنِیْ» میں ضمیر «وَرْدٌ» کی طرف راجع ہے۔

وَقَالَ حُجْرُ بْنُ خَالِدٍ

بیوی کی یاد میں مرثیہ خواں ہے کہ سفر میں بیوی یاد آگئی۔

۱ كَلْبِيَّةٌ عَلِقَ الْفُؤَادُ بِذِكْرِهَا   مَا إِنْ تَزَالُ تَرَى لَهَا أَهْوَالَا

(وہ) کلبیہ (بنو کلب سے تعلق رکھتی) ہے میرا دل اس کی یاد میں بندھا ہوا ہے، اور (اے نفس) ہمیشہ تو اس کے لئے آفتیں دیکھتا ہے (یعنے یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں اس پر مصیبت نہ آئی ہو، یک عشق است و ہزار بدگمانی!)

«کَلْبِیَّۃ» مبتدا محذوف «ھی» کی خبر ہے۔

(۲) فَاقْنَیْ حَیَاءَکِ لَا أَبَالَکِ إِنَّنِیْ ۔۔۔ فِیْ أَرْضِ فَارِسَ مُوْثَقٌ أَحْوَالاَ

پس اپنی حیا کو لازم پکڑ، تیرا باپ نہ رہے۔ میں ارضِ فارس میں مختلف حالات میں قید ہوں «لا أبا لکِ» (تیرا باپ نہ رہے) جملہ دُعائیہ بھی بن سکتا ہے مطلب یہ ہوگا کہ باپ کی طرف سے مستغنی ہوکر خود اپنی حفاظت کی تجھے توفیق ہو اور بد دعا بھی ہو سکتا ہے کہ تیرا باپ مر جائے۔

فَاقْنِیْ : قَنَی فُلَانٌ الْحَیَاءَ (ض) قَنْیًا، وقَنِیَ الْحَیَاءَ (س) قُنُوًّا، حیا لازم پکڑنا۔ («لا أبا لکَ» «لَا» کی خبر محذوف ہے۔ أی «لا أباکِ موجودٌ»)

(۳) وَإِذَا هَلَکْتُ فَلَا تُرِیْدِیْ عَاجِزًا ۔۔۔ غُسًّا وَلَا بَرَمًا وَلَا مِعْزَالَا

اور جب میں مر جاؤں تو کسی عاجز، کمزور، بخیل اور احمق کا ارادہ نہ کرنا (کہ اُس کے ساتھ تیری شادی ہو)

غُسًّا : کمزور، نالائق۔ بَرَمًا : وہ شخص جو بخل کی وجہ سے جوا نہ کھیلے، یہاں اس سے بخیل مُراد ہے۔ جمع : أَبْرَام۔ مِعْزَالًا : سفر میں علیحدہ اُترنے والا، بے ہتھیار، احمق، جمع : مَعَازِیْل : مادہ (ع ز ل)

(۴) وَاسْتَبْدِلِیْ خَتَنًا لِأَھْلِکِ مِثْلُهُ ۔۔۔ یُعْطِی الْجَزِیْلَ وَیَقْتُلُ الْأَبْطَالَا

اور اپنے خاندان کے لئے میرے بدلے (کہ فی الحال تو میں تیرے خاندان کا داماد ہوں) ایسا داماد ڈھونڈنا کہ اس جیسا آدمی بہت مال دیتا ہو اور بہادروں کو مارتا ہو۔ یعنے سخی اور بہادر ہو۔

خَتَنًا : داماد، جمع : أَخْتَانٌ «مِثْلُهُ» مبتدا ہے۔ «یُعْطِی» خبر ہے، مبتداء خبر مل کر پورا جملہ «خَتَنًا» کی صفت ہے۔

(۵) غَیْرَ الْجَدِیْرِ بِأَنْ تَکُوْنَ لَقُوْحُهُ ۔۔۔ رَبًّا عَلَیْهِ وَلَا الْفَصِیْلُ عِیَالَا

اور اس بات کا عادی نہ ہو کہ اسکی دودھ والی اونٹنی اسکی مالکہ ہو اور نہ ایسا آدمی کہ اونٹنی کا بچہ اس کا عیال ہو (کہ مہمانوں کو دودھ دینے کے بجائے سارا دودھ اونٹنی کے بچے کو دے کہ وُہ جلد کام آئے کیونکہ یہ بخل کی علامت ہے۔)

لَقُوْحٌ : دودھ والی اُونٹنی، مادہ منویہ قبول کرنے والی اُونٹنی : جمع : لُقُحٌ۔ اَلْفَصِیْلُ:

اونٹنی کا بچہ۔ ‹‹غَیْرَ الْجَدِیْ›› پہلے شعر میں ‹‹خَتَنًا›› کی صفت ہے۔

وَقَالَ رَشِیْدُ بْنُ رَمِیْضُ

تعارف : یہ جاہلی شاعر ہے بعض لوگوں نے اس کو مخضری کہا۔ مذکورہ اشعار میں شریح بن شرحبیل کی تعریف کر رہا ہے۔ اس کا پس منظر یوں ہے کہ شریح نے یمن پر ڈاکہ ڈالا، غارت گری کے دوران ربیعہ بن معدیکرب کو قتل کیا اور قیس بن معدیکرب کی لڑکی کو گرفتار کیا۔ لڑکی کے بھائی اشعث بن قیس کو بہن کی گرفتاری پر سخت افسوس ہوا اور شریح کے پاس جاکر اس کی آزادی کا مطالبہ بلکہ درخواست کی اور کہا کہ میری بہن کے سر میں بالوں کی جتنی چوٹیاں ہیں، ہر چوٹی کے عوض میں اُونٹ دوں گا لیکن شریح لڑکی حوالے کرنے پر راضی نہ ہوا اور قید ہی میں اپنے پاس رکھا حتیٰ کہ وہ لڑکی پیاس کی شدت سے اُس کے پاس مرگئی۔ شاعر اس ڈاکو کی بہادری کی تعریف کرکے کہتا ہے :

(۱) بَاتُوْا نِیَامًا وَابْنُ هِنْدٍ لَمْ یَنَمْ ۔۔۔ بَاتَ یُقَاسِیْهَا غُلَامٌ کَالزَّلَمْ

لوگوں نے سوتے ہوئے رات گذاری اور ابن ہند (شریح) نہیں سویا وہ (رات بھر) غارت گری کی مشقت اُٹھاتا رہا۔ وہ بے ریش تیر کی طرح (سیدھا اور چھریرے بدن کا) لڑکا ہے

نِیَامًا : مصدر، نَامَ (ن) نِیَامًا : سونا۔ زَلَمٌ : بے پَر کا تیر۔ جمع : اَزْلَام ‹‹یقاسینها›› کی ضمیر مفعول ‹‹غَارَةٌ›› کی طرف عائد ہے۔

(۲) خَدَلَّجُ السَّاقَیْنِ خَفَّاقُ الْقَدَمْ ۔۔۔ قَدْ لَفَّهَا اللَّیْلُ بِسَوَّاقٍ حُطَمْ

وہ لڑکا پُرگوشت پنڈلیوں والا، قدموں کو حرکت دینے والا ہے۔ بے شک رات نے اس غارت گری کو ایک ایسے شخص کے لئے جمع کر دیا ہے جو اُونٹوں کو ہنکاتا ہے اور دشمنوں کو توڑ ڈالتا ہے۔

خَدَلَّجُ السَّاقَیْن : موٹی پنڈلیوں والا۔ خَفَّاقُ القدم : متحرک قدم والا۔ لفّ (ن) لَفًّا : جمع کرنا۔ حُطَمٌ : صیغۂ مبالغہ توڑنے والا۔ حَطَمَ (ض) حَطْمًا : توڑنا۔

(۳) لَیْسَ بِرَاعِیْ اِبِلٍ وَّلَا غَنَمٍ ۔۔۔ وَلَا بِجَزَّارٍ عَلٰی ظَهْرِ وَضَمْ

وہ غلام اُونٹ اور بکریوں کو چرانے والا نہیں اور نہ وہ قصّاب ہے جو گوشت تختہ کی پشت پر رکھ کر بیچتا ہے۔ یعنے ذلیل پیشہ نہیں ہے۔

جَزَّارٌ : ذبح کرنے والا، قصاب، جَزَرَ (ن ض) جَزْرًا: ذبح کرنا۔ وَضَمٌ: تختہ جس پر گوشت رکھ کر بیچتے ہیں۔

(۴) مَن يَلْقَنِي يُوْدِ كَمَا أُوْدَتْ إِرَمْ

(اور وہ کہتا ہے) جو شخص مجھ سے لڑے گا ہلاک ہوگا جیسے ارم لڑکی ہلاک ہوگئی۔ (ارم لڑکی کا نام ہے یا ارم سے مُراد قوم عاد ہے یعنے جس طرح قوم عاد ہلاک ہوگئی اس طرح میرا دشمن ہلاک ہوگا۔)

يُوْدِ : أَوْدَى يُوْدِيْ إِيْدَاءً : ہلاک ہونا۔ مادہ : (ودی)

«يُوْدِ» اصل میں «يُوْدِيْ» ہے۔ «مَنْ» شرطیہ کے لئے جزا واقع ہونے کی وجہ سے آخر سے «یاء» حرف علت کو حذف کر دیا۔

وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عُلْبَةَ

(۱) أَلَا لَا أُبَالِيْ بَعْدَ يَوْمِ بِسَحْبَلٍ ... إِذَا لَمْ أُعَذَّبْ أَنْ يَجِيْءَ حِمَامِيَا

مقام سحبل کے معرکے کے بعد میں پرواہ نہیں کرتا کہ موت آجائے۔ بشرطیکہ (بعد الموت) مجھے عذاب نہ دیا جائے۔

حِمَامٌ : موت «أَنْ يَجِيْءَ» «لَا أُبَالِيْ» کا مفعول بہ ہے۔

(۲) تَرَكْتُ بِجَنْبَيْ سَحْبَلٍ وَتِلَاعِهِ ... مُرَاقَ دَمٍ لَا يَبْرَحُ الدَّهْرَ ثَاوِيَا

میں نے وادی سحبل کی دونوں جانب اور اس کے ٹیلوں پر ایسا بہایا ہوا خون چھوڑا ہے جو ایک زمانے تک وہاں رہے گا۔

تِلَاعٌ : ٹیلے، مفرد : تَلْعَةٌ۔ مُرَاقٌ : اسم مفعول مِنْ أَرَاقَهُ۔ إِرَاقَةً : بہانا۔ مُرَاقُ دَمٍ : بہایا ہوا خون۔ ثَاوِيًا : ثوى بالمكان وفيه (ض) ثَوَاءً، ثُوِيًّا : قیام کرنا، ٹھہرنا۔ قال الله تعالیٰ: «وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا»۔ لَا يَبْرَحُ : فعل ناقص بمعنے «لَا يَزَالُ»

«مُرَاقَ دَمٍ» «تركت» کا مفعول بہ ہے۔ «لا يبرح» «دَمٍ» کی صفت ہے۔

(۳) إِذَا مَا أَتَيْتَ الْحَارِثِيَّاتِ فَانْعَنِيْ ... لَهُنَّ وَخَبِّرْهُنَّ أَنْ لَا تَلَاقِيَا

اور (اے مخاطب) جب تو حارثی عورتوں کے پاس آوے تو انھیں میری موت کی

خبر سُنا دیجیو اور اُن سے کہہ دو کہ اب میری اور تمہاری ملاقات نہ ہوگی۔

فَانْعَيَنِي : موت کی خبر سُنا دو۔ نَعیٰ (ف) نَعْیًا : موت کی اطلاع دینا۔

«تَلَاقِيَا» «لا» نفی جنس کا اسم ہے، خبر «لنا» محذوف ہے۔ أی «لا تلاقِيَ لنا»

(٤) وَقَوِّدْ قَلُوصِي بَيْنَهُنَّ فَإِنَّمَا ۔۔۔ سَتُضْحِكُ مَسْرُورًا وَتُبْكِي الْبَوَاكِيَا

اور میری اُونٹنی کو ان میں کھینچ کر لیجاؤ کیونکہ وہ خوش ہونے والے کو ہنسائے گی اور رونے والیوں کو رُلائے گی۔ (یعنے دشمن ہنسیں گے کہ اچھا ہوا مر گیا اور عزیز روئیں گے کیونکہ اونٹنی کا خالی جانا دلیل ہوگی اس بات کی کہ اُونٹنی والا مر گیا ہے)

قَلُوصٌ : اُونٹنی، جمع : قَلَائِصُ، قِلَاصٌ ۔ قَوِّدْ : از باب تفعیل۔ قَوَّدَ تَقْوِيدًا : کھینچنا، کھینچ کر لے جانا۔ قَادَ فُلَانًا إِلَيْهِ (ن) قَوْدًا : لے جانا۔ بَوَاكِي : رونے والی عورتیں، مفرد : بَاكِيَةٌ۔

وَقَالَ آخَرُ

(١) لَعَمْرِي لَرَهْطُ الْمَرْءِ خَيْرٌ بَقِيَّةً ۔۔۔ عَلَيْهِ وَإِنْ عَالَوْا بِهِ كُلَّ مَرْكَبِ

میری عمر کی قسم! آدمی کا قبیلہ اُس پر شفقت کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے اگرچہ وہ اُس کو ہر طرح کی سواری پر سوار کرے۔ (اور طرح طرح کی تکالیف دے)

بَقِيَّةً عَلَيْهِ : شَفَقَةً وَرَحْمَةً عَلَيْهِ ۔ عَالَوْا بِهِ : مُعَالَاةٌ : سوار کرنا۔

«بَقِيَّةً» «خَيْرٌ» سے تمیز ہے۔

(٢) مِنَ الْجَانِبِ الْأَقْصَى وَإِنْ كَانَ ذَا غِنًى ۔۔۔ جَزِيلٍ وَلَمْ يُخْبِرْكَ مِثْلُ مُجَرِّبِ

اجنبی دُور اور بعید سے اگرچہ وہ اجنبی بہت مال و ثروت والا ہو اور تجھ کو تجربہ کار کی طرح خبر کوئی نہیں دے گا (یعنی ایسی حکیمانہ بات تجربہ کار آدمی بتا سکتا ہے کوئی اور نہیں بتا سکتا۔)

«مِنَ الْجَانِبِ الْأَقْصَى» پہلے شعر میں «خَيْرٌ» سے متعلق ہے۔ أی : لَرَهْطُهُ خَيْرٌ مِنَ الْبَعِيدِ الْأَقْصَى۔

(٣) إِذَا كُنْتَ فِي قَوْمٍ وَلَمْ تَكُ مِنْهُمُ ۔۔۔ فَكُلْ مَا عُلِفْتَ مِنْ خَبِيثٍ وَطَيِّبِ

جب تو کسی قوم میں وارد ہو اور تو ان میں سے نہ ہو (یعنی وہ تیرے رشتہ دار نہ ہوں) تو جو برا بھلا تجھ کو دیا جائے وہ (بغیر چوں وچرا کے) کھالے (یعنی ان کی نامرافق عادات و خصلتوں پر صبر کیا کر اور ان کی مخالفت نہ کر)

عُلِفْتَ : ماضی مجہول عَلَفَ (ض) عَلْفًا : چارہ دینا۔ ماعُلِفْتَ : جو چارہ تجھے دیا گیا۔ «من خبیث» «مَا» کا بیان ہے۔

وَقَالَ لُبُرْجُ بْنُ مُسْهِرٍ الطَّائِیُّ

تعارف : شاعر کا تعلق قبیلہ جدیلہ طئی سے ہے یہ حضرات نشیبی علاقے میں رہتے تھے ان کا دوسرا قبیلہ غوث بن طئی جو پہاڑی علاقہ میں رہائش پذیر تھا۔ جدیلہ بن طئی کا ایک شخص جس کی اُونٹنی غوث بن طئی کے ایک آدمی پر کسی معاملہ پر آگئی تھی۔ اپنی اونٹنی کا مطالبہ کرنے لگا۔ تو وہ دینے سے انکار کرگیا۔ جس کی وجہ سے جنگ شروع ہوگئی جو تیس سال تک رہی۔ آخرکار جدیلہ کو شکست فاش ہوئی اور وہ بنوکلب کے پاس پناہ گزین ہونے پر مجبور ہوگئے، ان کی پناہ میں غالبًا وہ بیس سال رہے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بنوکلب کی طرف سے ان کی جانب لاپرواہی اور بے رُخی ہونے لگی اور بعض ایسے واقعات پیش آئے جو اُن کے باہمی ربط اور تعلق کے لئے خلفشار کا باعث تھے۔ شاعر انہی کیطرف اشارہ کرکے کہہ رہا ہے :

(١) فَنِعْمَ الْحَیُّ کَلْبٌ غَیْرَ أَنَّا ۔۔۔ رَأَیْنَا فِی جِوَارِهِمِ هَنَاتِ

قبیلہ بنوکلب بڑا اچھا قبیلہ ہے، سوائے اس کے کہ اُن کے قرب و جوار میں ہم نے ناپسندیدہ اُمور دیکھے ہیں (جن کا تذکرہ اچھا نہیں ہے۔)

هَنَاتٌ : ناپسندیدہ عادات و اُمور، مفرد : هَنَةٌ : مادہ (ھ ن و)

(٢) وَنِعْمَ الْحَیُّ کَلْبٌ غَیْرَ أَنَّا ۔۔۔ رُزِئْنَا مِنْ بَنِیْنَ وَمِنْ بَنَاتِ

قبیلہ کلب اچھا قبیلہ ہے مگر ہمیں (اُن سے) لڑکوں اور لڑکیوں کی بابت تکلیف پہنچی (یعنی ہمارے بچے اور بچیاں ان میں بہت ضائع ہوئیں۔)

رُزِئْنَا : متکلم ماضی مجہول : رَزَأَ (ف) رُزْءًا : مصیبت پہنچنا۔ رَزِیْئَةٌ : مصیبت۔

(٣) فَإِنَّ الْغَدْرَ قَدْ أَمْسٰی وَأَضْحٰی ۔۔۔ مُقِیْمًا بَیْنَ خَبْتٍ إِلَی الْمَسَاتِ

(اور یہ جو کچھ ہوا) اس لئے کہ دھوکہ بازی ان کے مقام خبت اور مسات کے درمیان صبح و شام مقیم رہتی ہے۔

(٤) تَرَکْنَا قَوْمَنَا مِنْ حَرْبِ عَامٍ ۔۔۔ أَلَا یَا قَوْمِ لِلْأَمْرِ الشَّتَاتِ

ہم نے اپنی قوم کو جنگ کے سال سے خیرباد کہا۔ آگاہ ! اے میری قوم ! عجب

کرو اُس اَمر پر اگندہ (اور متفرق) پر (جس کی وجہ سے ہمارا شیرازہ بکھر گیا)

«لِلْأَمْرِ» میں لام تعجب کا ہے ۔

۵) وَأَخْرَجَنَا الْأَيَامَىٰ مِنْ حُصُوْنٍ ... بِهَا دَارُ الْإِقَامَةِ وَالثَّبَاتِ

اور ہم کو ان قلعوں سے عورتوں نے نکالا جن میں ہمارا دارُ الاقامہ تھا (کہ ہم ان کی حفاظت قلعوں میں نہ کر سکے جس کی وجہ سے پناہ لینے کے لئے نکلنا پڑا، اگر عورتیں نہ ہوتیں تو ہم نہ نکلتے ۔)

الْأَيَامَىٰ : وہ عورتیں جن کے شوہر نہ ہوں، وہ مرد جن کی بیویاں نہ ہوں۔ مفرد : أَيِّم ۔ یہاں مطلقاً عورتیں مُراد ہیں ۔

« أَخْرَجَنَا » اس میں « نَا » ضمیر مفعول بہ ہے اور « الْأَيَامَىٰ » فاعل ہے ۔ اوپر ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے اور ایک صُورت یہ بھی ممکن ہے کہ « أَخْرَجْنَا » صیغہ جمع متکلم ماضی ہو اور « الْأَيَامَىٰ » مفعول بہ ہو یعنی " ہم نے عورتوں کو قلعوں سے نکالا جہاں ہماری رہائش تھی " (اور آپ کے پاس آ گئے)

۶) فَإِنْ نَرْجِعْ إِلَى الْجَبَلَيْنِ يَوْمًا ... نُصَالِحْ قَوْمَنَا حَتَّى الْمَمَاتِ

چنانچہ اب اگر ہم دو پہاڑوں (آجا و سلمیٰ) کی جانب لوٹیں گے۔ تو ہم اپنی قوم سے مرتے دم تک صلح رکھیں گے (کبھی لڑائی کا نام ہی نہ لیں گے کہ لڑائی کا مزہ چکھ لیا۔)

وَقَالَ مُوسَىٰ بْنُ جَابِرٍ

۱) لَا أَشْتَهِي يَا قَوْمِ إِلَّا كَارِهًا ... بَابَ الْأَمِيرِ وَلَا دِفَاعَ الْحَاجِبِ

مَیں امیر کے دَروازے پر آنے اور (وہاں) دربان کے دھکا دینے کو پسند نہیں کرتا مگر بکراہت (اور بوجہ مجبوری وہاں جانا پڑتا ہے۔)

۲) وَمِنَ الرِّجَالِ أَسِنَّةٌ مَذْرُوبَةٌ ... وَمُزَنَّدُونَ حُضُورُهُمْ كَالْغَائِبِ

اور لوگوں میں سے بعض تیز نیزے ہیں (کہ تیز نیزوں کی طرح عزم پر عمل کر گزرتے ہیں) اور بعض بخیل یا جھوٹے ہیں کہ ان کی موجودگی مثل غائب کے ہے (یعنے اُن کا وجود و عدم دونوں برابر ہیں)

مَذْرُوبَة : تیز دھار ۔ ذَرَبَ (ن) ذَرْبًا : تیز کرنا۔ أَسِنَّة مَذْرُوبَة : تیز دھار نیزے

مُزَنَّدُونَ : بُخل والے ۔ رَجُلٌ مُزَنَّد : بخیل ۔ اور یہ « مُزَنِّدُونَ » اسم فاعل بھی ہو سکتا

ہے۔ یعنے جھوٹ بولنے والے۔ زَنَّدَ الرَّجُلُ: جھوٹ بولنا۔

(۳) مِنْهُمْ لُيُوثٌ لَا تُرَامُ وَبَعْضُهُمْ مِمَّا قَمَشْتَ وَضَمَّ حَبْلُ الْحَاطِبِ

ان میں سے بعض شیر ہیں کہ (اُن کی ہیبت کی وجہ سے) ان کا قصد نہیں کیا جاتا اور بعض وہ ہیں جن کو تو نے (بے سوچے سمجھے) جمع کیا اور جن کو لکڑی جمع کرنے والے کی رسّی نے ملا دیا۔ (یعنی جیسے لکڑیاں جمع کرنے والا رطب و یابس، ردی و جید بلکہ بسا اوقات سانپ کو بھی رسّی میں باندھ کر اُٹھا لیتا ہے، ٹھیک اسی طرح بعض لوگ بھی رطب و یابس کا مجموعہ ہوتے ہیں کہ سب پر اچھے ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔)

قَمَشْتَ: (ن ض) قَمْشًا: جمع کرنا۔ اَلْحَاطِب: لکڑیاں جمع کرنے والا حَطَبَ (ض) حَطْبًا: لکڑیاں چننا۔

وَقَالَ آخَرُ مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ

یہ اشعار جنگ یمامہ میں کہے گئے ہیں۔ یمامہ وہ جنگ ہے جو مدعی نبوت مسیلمہ کذّاب کے ساتھ لڑی گئی جس میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو سپہ سالار مقرر فرمایا تھا:——

(۱) أَقُوْلُ لِنَفْسِيْ حِيْنَ خَوَّدَ رَأْلُهَا مَكَانَكِ لَمَّا تُشْفِقِيْ حِيْنَ مُشْفَقِ

مَیں نے نفس سے کہا جب اس کے شتر مرغ کا بچہ بدکنے لگا (یہ حواس باختہ ہونے سے کنایہ ہے، یعنی جب نفس حواس باختہ ہوا) ثابت قدم رہ۔ تو تو خوف کے وقت کبھی نہیں ڈرا ہے (اب گھبرانے کی کیا وجہ ہے؟)

خَوَّدَ: تَخْوِيْدًا: تیز چلنا۔ رَأْلٌ: شتر مرغ کا بچہ، جمع: رِئَالٌ، أَرْؤُلٌ۔ مَكَانَكِ: اسم فعل بمعنے: خُذْ مَكَانَكِ۔ تُشْفِقِيْ: إِشْفَاقًا: ڈرنا۔ اصل میں "تُشْفِقِيْنَ" تھا۔ نون کو ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کر دیا۔ مُشْفَق: مصدر میمی، بمعنے خوف

(۲) مَكَانَكِ حَتّٰى تَنْظُرِيْ عَمَّ تَنْجَلِيْ غَمَايَةُ هٰذَا الْعَارِضِ الْمُتَأَلِّقِ

اپنی جگہ پر رہ، یہاں تک کہ تو دیکھ لے کہ اس چمکدار بادل کی ظلمت کس چیز سے ظاہر ہوتی ہے (یعنے جب تک شکست و فتح واضح طور پر معلوم نہ ہو اس وقت تک ثابت قدمی سے جنگ میں رہ۔)

عَمَايَة : مصدر: گمراہی واصرار۔ عَمِیَ (س) عَمَايَة : إصرار کرنا، یہاں اس سے ظلمت وتاریکی مراد ہے۔ العَارِض : بادل۔ المُتَأَلِّق : چمکدار

(۳) وَكَوْنِي مَعَ التَّالِي سَبِيلَ مُحَمَّدٍ وَإِنْ كَذَّبَتْ نَفْسُ المُقَصِّرِ فَاصْدُقِ

اور تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلنے والے کے ساتھ ہوجا اور اگر کوتاہی کرنے والے کا نفس کمزور رہو تو تو (کمزور نہ ہو بلکہ) ثابت قدم رہ۔

اَلتَّالِي : پیچھے چلنے والا، اتباع کرنے والا۔ تَلَا (ن) تُلُوًّا : پیچھے چلنا۔ فَاصْدُقِ: فَاثْبُتِ۔ شعر میں "کذب" سے ضعف وکوتاہی اور "صدق" سے ثابت قدمی وجوانمردی مراد ہے۔

(۴) إِذَا قَالَ سَيْفُ اللهِ كُرُّوا عَلَيْهِمِ كَرَرْنَا وَلَمْ نَحْفِلْ بِقَوْلِ المُعَوِّقِ

جب سیف اللہ (حضرت خالد بن ولیدؓ) کہیں گے اُن پر حملہ کرو تو ہم حملہ کردیں گے اور کسی رکاوٹ ڈالنے والے کے قول کی پرواہ نہیں کریں گے۔

لَمْ نَحْفِلْ: أَيْ لَا نُبَالِي ۔ حَفَلَ بِهٖ (ض) حُفُولًا : پرواہ کرنا۔ المُعَوِّقُ : منع کرنے والا، رکاوٹ ڈالنے والا۔

وَقَالَ مُوسٰى بْنُ جَابِرٍ

(۱) قُلْتُ لِزَيْدٍ لَا تُتَرْتِرْ فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ المَنَايَا دُوْنَ قَتْلِكَ أَوْ قَتْلِي

میں نے زید سے کہا کہ جلدی نہ کیجیئے کیونکہ وہ (دشمن) میرے اور آپ کے قتل سے پہلے کئی اموات دیکھیں گے (یعنی ہم آسانی کے ساتھ قتل نہیں ہوں گے ان کے کافی آدمی مارنے کے بعد مریں گے۔)

لَا تُتَرْتِرْ : از باب بَعْثَرَ ، تَرْتَرَ۔ تَرْتَرَةً : جلدی جلدی بولنا، جلدی کرنا۔

(۲) فَإِنْ وَضَعُوا حَرْبًا فَضَعْهَا وَإِنْ أَبَوْا فَعُرْضَةُ عَضِّ الحَرْبِ مِثْلُكَ أَوْ مِثْلِي

اگر وہ جنگ ختم کرنا چاہتے ہیں تو تو بھی ختم کر اور اگر وہ (جنگ بندی سے) انکار کرتے ہیں تو شدتِ جنگ کا ہدف مجھ اور تجھ جیسے لوگ ہوتے ہیں (لہٰذا جنگ تو بھی جاری رکھ۔)

وَضَعَ : اَلْحَرْبَ (ف) وَضْعًا : جنگ چھوڑنا، ختم کرنا عُرْضَة : نشانہ، ہدف۔ عَضُّ الْحَرْبِ : جنگ کی شدت

(۳) وَاِنْ رَفَعُوا الْحَرْبَ الْعَوَانَ الَّتِیْ تَرٰی ... فَشُبَّ وَقُوْدَ الْحَرْبِ بِالْحَطَبِ الْجَزْلِ

اور اگر وہ گھمسان کا رن (سخت جنگ) چاہتے جس کو تو دیکھ رہا ہے تو تو بھی جنگ کی آگ کو بڑی موٹی لکڑی کے ساتھ بھڑکا دے۔ (یعنی اگر وہ زبردست جنگ کے خواہشمند ہیں تو تو بھی اس کے لئے تیار رہ)

اَلْحَرْبُ الْعَوَانُ: سخت جنگ۔ شُبَّ: امر حاضر۔ شَبَّ (ن) شَبًّا، آگ روشن کرنا۔ وَقُوْدُ: ایندھن جس سے آگ سلگائی جائے۔ اَلْحَطَبُ: لکڑی، جمع: اَحْطَاب۔ اَلْجَزْلُ: صیغہ صفت: موٹا، بڑا۔ جمع۔ جِزَالٌ۔ جَزُلَ (ك) جَزَالَةً: بڑا ہونا۔ اَلْحَطَبُ الْجَزْلُ: بڑی لکڑی، خشک لکڑی

وَقَالَ مُوْسٰی بْنُ جَابِرٍ اَیْضًا

(۱) اِذَا ذُکِرَ ابْنَا الْعَنْبَرِیَّةِ لَمْ تَضِقْ ... ذِرَاعِیْ وَاَلْقٰی بِاسْتِهٖ مَنْ اُفَاخِرُ

جب عنبریہ کے دو بیٹوں (مرداس اور عامر) کا تذکرہ ہو تو میرا بازو تنگ نہیں ہوتا اور میں اس شخص کی پیٹھ سے ملتا ہوں جس کے ساتھ میں فخر میں مقابلہ کرتا ہوں (یعنی وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگتا ہے اور میں غالب رہتا ہوں۔)

ذِرَاعٌ: بازو۔ جمع: اَذْرُعٌ۔ ضَاقَ ذَرْعُهٗ: کمزور وضعیف ہونے کے لئے بطور کنایہ استعمال کرتے ہیں "ذراعی" "لَمْ تَضِقْ" کا فاعل ہے۔ "ذراع" مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے "بِاسْتِهٖ" میں ضمیر "مَنْ" کی طرف راجع ہے۔ اصل عبارت ہے "وَاَلْقٰی مَنْ اُفَاخِرُهٗ بِاسْتِهٖ"

(۲) هُمَا لَاثْنَانِ حَمَّالَانِ فِیْ کُلِّ شَتْوَةٍ ... مِنَ الثِّقْلِ مَا لَا تَسْتَطِیْعُ الْاَبَاعِرُ

وہ دونوں چاند (کی طرح) ہیں (شہرت اور سخاوت میں) کہ ہر زمانہ قحط میں وہ بوجھ کی اتنی مقدار اٹھاتے ہیں کہ اونٹ بھی اس کی استطاعت نہیں رکھ سکتے۔

حَمَّالَانِ: تثنیہ: بوجھ اٹھانے والے۔ شَتْوَةٌ: قحط۔ اَلْاَبَاعِرُ: اونٹ، مفرد: بَعِیْرٌ "مِنَ الثِّقْلِ" "ما" کا بیان ہے "لَا تستطیع" میں ضمیر محذوف "ما" کی طرف راجع ہے۔ ترکیب عبارت ہے "حَمَّالَانِ مَا لَا تستطیعه مِنَ الثِّقْلِ الْاَبَاعِرُ"

وَقَالَ أَيضًا

(۱) أَلَمْ تَرَيَا أَنِّي حَمَيْتُ حَقِيقَتِي وَبَاشَرْتُ حَدَّ المَوْتِ وَالمَوْتُ دُونَهَا

اے میرے دونوں دوستو! کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس شئے کی حفاظت میرے ذمّہ ضروری تھی، مَیں نے اس کی حفاظت کی (اس حفاظت میں) میں موت کی سرحد تک پہنچ گیا اور موت (سختی میں) اس (حفاظت) سے کم تھی (لیکن اس کے باوجود مَیں نے حفاظت کی)

حَمَيْتُ (ض) حِمَايَةً: حفاظت کرنا۔ حَقِيقَةً: واجبُ الحفاظت شئ۔
بَاشَرْتُ: أی: لَامَسَتْ بَشَرَتِي بَشَرَةَ حَدِّ المَوْتِ۔ بَاشَرَ الأَمْرَ۔ مُبَاشَرَةً: خود انجام دینا۔ بَاشَرَ الشَّيْءَ بِالشَّيْءِ: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملا دینا۔ و فی الحدیث: «اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا تُبَاشِرُ بِهِ قَلْبِي» بَاشَرَ المَرْأَةَ: عورت کے بشرہ کے ساتھ بشرہ کا ملانا، جماع کرنا۔ و فی التنزیل: «وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي المَسَاجِدِ»
باشرت حدّ الموت: میں موت کی سرحد تک براہِ راست پہنچ گیا۔

(۲) وَجُدْتُ بِنَفْسٍ لَا يُجَادُ بِمِثْلِهَا وَقُلْتُ اطْمَئِنِّي حِينَ سَاءَتْ ظُنُونُهَا

اور مَیں نے (اس حفاظت کے وقت) ایسے نفس کی سخاوت کی جس کی سخاوت نہیں کی جاتی جس وقت اس نفس کے گمان بُرے ہونے لگے (کہ بزدلی اور راہِ فرار چاہتا تھا) تو مَیں نے اُس سے کہا کہ صبر و اطمینان سے کام لے۔

جُدْتُ: جَادَ (ن) جُودًا: سخاوت کرنا، جَادَ بِنَفْسِهِ (ن) جُودًا: مرنے کے قریب ہونا۔ «لَا يُجَادُ» «نفس» کی صفت ہے۔

(۳) وَمَا خَيْرُ مَالٍ لَا يَقِي الذَّمَّ رَبَّهُ وَنَفْسِ امْرِئٍ فِي حَقِّهَا لَا يُهِينُهَا

اور اُس مال میں کوئی خیر نہیں، یا کیا خیر ہے اس مال میں جو اپنے مالک کو مذمّت سے نہ بچا سکے اور (کوئی خیر نہیں / یا۔ کیا خیر ہے) اس آدمی کے نفس میں جس کو وہ اپنی عزّت کے بچاؤ میں ذلیل (اور استعمال) نہ کرے۔

«ما» استفہامیہ ہے اور یہ استفہام انکاری بمعنیٰ نفی میں ہے۔ أی «لا خیر فی مالٍ»
لَا يَقِي: (ض) وِقَايَةً: حفاظت کرنا۔ «الذّمّ» «لا یقی» کے لئے مفعول اوّل اور «ربّه»

مفعول ثانی ہے۔ «لایقی» «مَال» کی صفت ہے۔ «نفسٌ» کا عطف «مَال» پر ہے۔
«لَایُهِینُهَا» «امْرِءٍ» کی صفت ہے۔

وَقَالَ أَیضًا

(۱) ذَهَبْتُمْ وَلُذْتُمْ بِالْأَمِیرِ وَقُلْتُمْ ... تُرِكْنَا أَحَادِیثًا وَلَحْمًا مُوَضَّعَا

تم نے جاکر امیر کی پناہ لی اور کہا، ہم باتیں اور کٹا ہوا گوشت بنا دیئے گئے (یعنی ہم پر اتنا ظلم ہوا کہ زبان خلق پر ہماری مظلومیت کی داستانیں ہیں اور کٹے ہوئے گوشت کی طرح ذلیل ہو کر رہ گئے ہیں۔)

لُذْتُمْ : (ن) لَوْذًا : پناہ لینا۔ مُوَضَّعًا : مُقَطَّعًا مُفَرَّقًا فِی مَوَاضِعَ۔ تُرِكْنَا: ماضی مجہول۔ تُرِكْنَا أَحَادِیثًا: ہم باتیں بنا کر چھوڑے گئے اور تَرَكْنَا معروف بھی ہو سکتا ہے۔ ترجمہ ہوگا: "تم نے جاکر امیر کی پناہ لی اور کہا کہ ہم باتیں ہی باتیں اور کٹا ہوا گوشت چھوڑ آئے ہیں" یعنی ایسے لوگوں کو چھوڑ آئے ہیں جو صرف باتیں بنانا جانتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے، وہ کٹے ہوئے گوشت کی طرح کمزور و ذلیل ہیں۔

(۲) فَمَا زَادَنِی إِلَّا سَنَاءً وَّرِفْعَةً ... وَمَا زَادَكُمْ فِی النَّاسِ إِلَّا تَخَضُّعَا

سو تمہاری اس شکایت نے مجھے علو مرتبت و رفعت کے اور تمہیں لوگوں میں بجز ذلت کے کسی چیز میں زیادہ نہیں کیا (کہ تم امیر کے پاس شکایت اسلئے لے گئے تھے کہ خود بدلہ لینے پر قادر نہ تھے جب کہ یہ ہماری رفعت کا سبب بنا کہ یہ شکایت ظلم اور زیادتی کی نفی جو شجاعت اور بہادری سے۔)

سَنَاءً : مصدر: بلندی، سَنِیَ (س) سَنَاءً : بلند ہونا۔

(۳) فَمَا نَفَرَتْ جِنِّی وَلَا فُلَّ مِبْرَدِی ... وَلَا أَصْبَحَتْ طَیْرِی مِنَ الْخَوْفِ وُقَّعَا

پس نہ میرا جن بھاگا ہے اور نہ میرا سوہان کند ہوا اور نہ خوف کی وجہ سے میرے طوطے اڑے ہیں (عرب میں جو فصیح اور بلند پایہ اشعار پڑھتا تھا اس کے متعلق عرب کا خیال تھا کہ اس کے پاس جن آکر یہ سکھاتا ہے، جب کوئی ناسازیٔ طبیعت کی وجہ سے شعر نہ کہہ سکتا تو کہتے «نفرت منه جنة» اس کا جن بھاگ گیا۔ مذکورہ شعر میں «میرا جن بھاگا نہیں» اسی قبیل سے ہے کہ میں عاجز اور کمزور نہیں بلکہ اشعار پر قادر ہوں۔)

مِبْرَد : ریتی، سوہان۔ یہاں یہ زبان سے کنایہ ہے وَلَافُلَّ مِبْرَدِیْ : میرا سوہان کند نہیں ہوا۔ یعنی : میری زبان بولنے سے عاجز نہیں ہوئی۔ وُقَّعًا : مفرد : واقِعٌ
علامہ تبریزی رحمہ اللہ اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں۔ : «یقال : نفرت جنه، إذا ضعف أمره وفل مبرده، إذا تعذر عليه مراده؛ وأصبحت طيره من الخوف وقعا۔ إذا ارتاع وانهزم فقد اشتمل هذا البيت على ثلاث جمل، كلها أمثال لثباتة في وجه العدو»
«أصبحت طيره ....» اردو میں کہتے ہیں : اس کے طوطے اُڑ گئے، یعنی وہ گھبرا گیا

وَقَالَ حُرَيْثُ بْنُ جَابِرٍ

شاعر سے کسی نے کہا کہ تجھے اپنے مولیٰ (آزاد کردہ غلام یا چچازاد بھائی) سے محبت نہیں اس پر ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے۔

(۱) لَعَمْرُكَ مَا أَنْصَفْتَنِيْ حِيْنَ سُمْتَنِيْ   هَوَاكَ مَعَ الْمَوْلٰى وَأَنْ لَا هَوَالِيَا

تیری عمر کی قسم! آپ نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ جب مجھے یہ (کہہ کر) تکلیف پہنچائی کہ تجھے اپنے مولیٰ سے محبت نہیں اور مجھے ہے

(۲) إِذَا ظُلِمَ الْمَوْلٰى فَزِعْتُ لِظُلْمِهِ   فَحَرَّكَ أَحْشَائِيْ وَهَرَّتْ كِلَابِيَا

جب میرے غلام پر ظلم کیا جاتا ہے تو میں اس ظلم سے پریشان ہو جاتا ہوں، چنانچہ یہ ظلم میرے اندرونی اعضاء (دل وغیرہ) کو ہلا دیتا ہے۔ اور میرے کتے بھونکنے لگتے ہیں (یعنے مجھے غلام سے محبت ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اس پر ظلم کے وقت میں بے تاب رہتا ہوں اور پھر اس کا بدلہ لینے کے لئے زرہ پہن کر اور شمشیر لے کر چلتا ہوں تو بھیس اور ہیئت بدلنے کی وجہ سے میرے کتے مجھے اجنبی سمجھ کر بھونکنے لگتے ہیں۔)

سُمْتَنِيْ : سَامَهُ (ن) سَوْمًا : تکلیف دینا۔ أَحْشَاءٌ : پیٹ کے اندر کی چیزیں، مفرد : حَشَا۔ مادہ (ح ش و) هَرَّتْ : (ض) هَرِيْرًا : کتے کا بھونکنا۔

وَقَالَ لُبَعِيْثُ بْنُ حُرَيْثٍ

(۱) خَيَالٌ لِأُمِّ السَّلْسَبِيْلِ وَدُوْنَهَا   مَسِيْرَةُ شَهْرٍ لِلْبَرِيْدِ الْمُذَبْذَبِ

(میری محبوبہ) اُمِّ السّلسبیل کا مجھے خیال آیا، حالانکہ اس کے درمیان تیز رفتار قاصد کے ایک ماہ کا سفر تھا

البَرِیدُ : قاصد، ڈاکخانہ، تقریباً بارہ میل کی مسافت، جمع : بُرُدٌ۔ مُذَبْذَبٌ : متردد، حرکت کرنے والا۔ وفی التنزیل: «مُذَبْذَبِینَ بَیْنَ ذَلِكَ لَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ» ذَبْذَب : متردد ہونا، حرکت کرنا۔ یہاں «مُذَبْذَب» سے تیز چلنے والا مراد ہے۔ البُرِیدُ المُذَبْذَب : تیز رَو قاصد۔ «خیال» مبتدا ہے اور خبر «أتانی» محذوف ہے۔

(۲) فَقُلْتُ لَهُ أَهْلًا وَسَهْلًا وَمَرْحَبًا فَرَدَّتْ بِتَأْهِيلٍ وَسَهْلٍ وَمَرْحَبِ

تو میں نے اس کو خوش آمدید کہا اور اس نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔

(۳) مَعَاذَ الْإِلَٰهِ أَنْ تَكُونَ كَظَبْيَةٍ وَلَا دُمْيَةٍ وَلَا عَقِيلَةِ رَبْرَبِ

خدا کی پناہ اس بات سے کہ وہ محبوبہ ہرنی یا مورتی یا نیل گایوں کے گلہ کی حسین ترین گائے جیسی ہو (یعنے حسن وجمال میں ان سب سے بڑھ کر ہے کہ ان کے ساتھ مشابہت دے کر اس کے حُسن کو بیان کرنے سے خدا کی پناہ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں کوئی مناسبت نہیں ہے، محبوبہ ان سب سے زیادہ خوب صُورت ہے۔ جیسا کہ اگلے شعر میں ہے)

ظَبْیَة : ہرنی، جمع : ظِبَاء، ظَبَیَاتٌ۔ دُمْیَة : مُورتی، بُت، گڑیا، جمع: دُمیٰ، عقیلة : شریف وحسین عورت، ہر چیز کا عمدہ حصّہ، جمع : عَقَائِل۔ رَبْرَب: نیل گایوں کا ریوڑ۔ عَقِیلَة رَبْرَب : نیل گایوں کے ریوڑ کی حسین ترین گائے۔ «مَعَاذَ الإلٰه» مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل «أعُوذُ» محذوف ہے۔

(٤) وَلَٰكِنَّهَا زَادَتْ عَلَى الْحُسْنِ كُلِّهِ كَمَالًا وَمِنْ طِيبٍ عَلَىٰ كُلِّ طَيِّبِ

لیکن محبوبہ کمالِ حُسن میں سب حسینوں سے بڑھ کر ہے اور خوشبو میں سب خوشبوداروں سے آگے ہے۔

«الحُسن» مضاف الیہ ہے، مضاف محذوف ہے۔ «أهلَ الحُسن» «کمالا» «زادت» سے تمییز ہے «مِنْ طِیب» کا عطف «علی الحُسن» پر ہے۔ أیْ «زادتْ مِنْ طِیبٍ ....» طَیِّب : اچھا، خوشبودار۔

(۵) وَإِنَّ مَسِيرِي فِي الْبِلَادِ وَمَنْزِلِي لَبِالْمَنْزِلِ الْأَقْصَىٰ إِذَا لَمْ أُقَرَّبِ

میری سیرگاہ مختلف شہروں میں ہوگی اور میری قیام گاہ سب سے زیادہ دُور منزل میں ہوگی

جب (تعظیم و تکریم کے طور پر) مجھے قریب نہ کیا جائے (یعنے جب میری قوم میری عزت نہیں کرے گی تو میں اُن سے الگ ہو کر دُور چلا جاؤں گا۔)

لَمْ اُقَرَّبْ : مجہول : مجھے قریب نہیں کیا جائے یعنے میری عزت نہ کی جائے۔

(٦) وَلَسْتُ وَاِنْ قُرِّبْتُ یَوْمًا بِبَائِعٍ خَلَاقِیْ وَلَا دِیْنِیْ ابْتِغَاءَ التَّحَبُّبِ

اور میں کسی بھی وقت اپنے حصہ (درجہ و رُتبہ) اور دین کو محبت حاصل کرنے کے لئے فروخت کرنے والا نہیں ہوں اگرچہ مجھے مقرب بنایا جائے (یعنی میں بکاؤ مال نہیں ہوں کہ چند ٹکوں کی خاطر اپنے رُتبے اور دینی اقدار کو پسِ پشت ڈال کر ہر قسم کے کام کے لئے تیار ہو جاؤں بلکہ دینی منصب کو پیشِ نظر رکھ کر معاملہ کرتا ہوں، اگرچہ اس کا تعلق کسی قریبی سے ہی کیوں نہ ہو۔)

(٧) وَیَعْتَدُّهٗ قَوْمٌ كَثِیْرٌ تِجَارَةً وَیَمْنَعُنِیْ مِنْ ذَاكَ دِیْنِیْ وَمَنْصِبِیْ

اور بہت سے لوگوں نے اس (دین و منصب فروشی) کو تجارتی کاروبار سمجھ لیا ہے (لیکن) مجھے میرا دین اور میرا منصب اس سے روکتا ہے۔

(٨) دَعَانِیْ یَزِیْدُ بَعْدَ مَا سَاءَ ظَنُّهٗ وَعَبْسٌ وَقَدْ كَانَا عَلٰی حَدِّ مَنْكِبِ

یزید اور عبس نے مجھے سُوءِ ظن کے بعد بلایا حالانکہ وہ دونوں مجھ سے پھرے ہوئے تھے۔ (یعنے اُن دونوں کی مجھ سے ناچاقی ہو گئی تھی اور میرے بارے میں بُرے گمان کرنے لگے تھے لیکن اس کے بعد مجبور ہو کر مجھے اپنی مدد کے لئے بلایا)

وقد کانا علٰی منکب : وہ دونوں مجھ سے کنارہ کش تھے، یعنی دونوں نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہوا تھا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ «مَنْكِب» سے «مَنْكِبِ المَوْتِ» مُراد لیا جائے۔ یعنی انھوں نے مجھے اپنی مدد کے لئے بلایا جبکہ وہ موت و ہلاکت کی سرحد پر پہنچ گئے تھے۔

(٩) وَقَدْ عَلِمَا اَنَّ الْعَشِیْرَةَ كُلَّهَا سِوٰی مَحْضَرِیْ مِنْ خَاذِلِیْنَ وَغُیَّبِ

اور اُن دونوں کو معلوم تھا کہ میری موجودگی کے بغیر سارا قبیلہ (اُن کی) مدد چھوڑ دے گا اور غائب ہو جائے گا (اس لئے ان دونوں نے اپنی مدد کے لئے مجھے بلانا ضروری سمجھا)

خَاذِلِیْنَ : مدد چھوڑنے والے۔ خَذَلَهٗ (ن) خِذْلَانًا : مدد چھوڑ دینا۔ غُیَّبِ : مفرد : غَائِبٌ۔ «خَاذِلِیْنَ» «اَنَّ» کی خبر ہے «غُیَّبِ» کا عطف «خَاذِلِیْنَ» پر ہے۔

(١٠) فَكُنْتُ اَنَا الْحَامِیْ حَقِیْقَةَ وَائِلٍ كَمَا كَانَ یَحْمِیْ عَنْ حَقَائِقِهَا اَبِیْ

میں نے اپنے جدّ امجد وائل کی لاج کی حفاظت کی، جس طرح میرے باپ نے اُن لاجوں کی حفاظت کی تھی۔

حَقِیْقَة : لاج ، واجبُ الحفاظت چیز

وَقَالَ لُشَلَمُ بْنُ رِیَاحٍ

یہ جاہلی شاعر ہے۔ اس کا تعلق بنو مرہ سے ہے، اپنے رشتہ دار قبیلہ حارث بن ظالم مری کے حلیف کو قتل کیا اور پھر حصین بن حمام کے پاس پناہ گزین ہوا۔ ان اشعار میں اپنی قوم سے مختلف باتوں کا خطاب کیا :

(۱) مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّیْ سِنَانًا رِسَالَةً وَشَجْنَةَ أَنْ قُوْمَا خُذَا الْحَقَّ أَوْ دَعَا

سنان اور شجنہ (دونوں سرداروں) کو میرا یہ پیغام کون پہنچائے گا کہ تم دونوں کھڑے ہو جاؤ حق وصول کرو یا چھوڑ دو۔

(۲) سَأَكْفِیْكَ جَنْبِیْ وَضْعَهٗ وَوِسَادَهٗ وَأَغْضَبُ إِنْ لَّمْ تُعْطِ بِالْحَقِّ أَشْجَعَا

(دونوں میں سے ہر ایک سے خطاب کر کے کہتا ہے) میں اپنے پہلو کے لئے، یعنے اس کو رکھنے اور تکیہ اور سہارا دینے کے لئے کافی ہوں (تمہاری مدد کی ضرورت نہیں لیکن) اگر تم نے قبیلہ بنو اشجع کو اس کا حق نہیں دیا تو میں سخت ناراض ہوں گا۔ (اس شعر میں شاعر اپنی قوم کو بنو اشجع کی مدد پر برانگیختہ کرتا ہے کہ میری مدد کرو نہ کرو، میں خود کافی ہوں لیکن بنو اشجع جو کہ تمہارے حلیف ہیں، اگر اُن کی مدد نہ کی تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔)

« وَضْعَهٗ وَوِسَادَهٗ » « جَنْبِیْ » سے بدل ہے « بالحقّ » لفظاً مجرور اور محلاً منصوب ہے کیونکہ « تُعْطِ » کے لئے مفعول ثانی ہے « أَشْجَعَا » اس کے لئے مفعول اوّل ہے۔

(۳) تَصِیْحُ الرُّدَیْنِیَّاتُ فِیْنَا وَفِیْهِمْ صِیَاحَ بَنَاتِ الْمَاءِ أَصْبَحْنَ جُوَّعَا

ہمارے اور اُن کے درمیان ردینی نیزے اس طرح شور مچائیں گے۔ جیسے بھوکے مینڈک شور مچاتے ہیں۔

بَنَاتُ الْمَاءِ : مینڈک۔ جُوَّعَا : مفرد ، جَائِعٌ : بھوکا
« أَصْبَحْنَ » « بَنَاتُ الْمَاءِ » سے حال یا اس کی صفت ہے۔

(٤) لَعَفْنَا الْبُیُوْتَ بِالْبُیُوْتِ فَأَصْبَحُوْا بَنِیْ عَمِّنَا مَنْ یَّرْمِهِمْ یَرْمِنَا مَعَا

ہم نے ان کے گھر اپنے گھروں سے ملا دیئے ہیں اب تب وہ ہمارے چچازاد بھائی ہوگئے، جو اُن کو تیر مارے گا وہ ہم سب کو تیر مارے گا۔

لفغنا : (ن) لَفًّا، ملانا، جمع کرنا، لپیٹنا۔

وَقَالَ حُصَيْنُ بْنُ حُمَامٍ الْمُرِّيُّ

ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ قبیلہ بلی بن عنی کے ایک آدمی نے اپنی قوم کے کسی شخص کی ناک کاٹی اور پھر بھاگ کر "بنومرہ" کے ہاں پناہ گزیں ہوا۔ قبیلہ والے اس کی تلاش میں نکلے، تلاش کرتے کرتے بنومرہ کے ہاں اس کو دیکھ لیا، بنومرہ سے انہوں نے کہا کہ اسے ہمارے حوالے کر دو، لیکن بنومرہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس آدمی سے تمہارے قبیلے کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بنو بلی بن عنی نے کہا کہ تم اس بات پر حلف اٹھا سکتے ہو کہ اس کے ساتھ ہمارے قبیلہ کا تعلق نہیں۔ بنومرہ نے حلف اُٹھالیا اور نتیجتًا ان کے درمیان جنگ شروع ہوگئی۔ ذیل کے اشعار میں شاعر اپنی قوم بنومرہ کو جنگ کے لئے اُبھار رہا ہے۔

(۱) فَقُلْتُ لَهُمْ يَا آلَ ذُبْيَانَ مَا لَكُمْ ... تَفَاقَدْتُمُ لَا تُقْدِمُونَ مُقَدَّمَا

مَیں نے اُن (بنومرّہ) سے کہا کہ اے آلِ ذبیان! تمہیں کیا ہوا؟ (خدا کرے تم ایک دوسرے کو گم کر دو کہ تم آگے نہیں بڑھتے (حالانکہ تم کمزور نہیں ہو، مالی اور جانی قوت تمہارے پاس ہے)

مُقَدَّمًا : مصدر میمی، مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے أی "لَا تُقْدِمُونَ إِقْدَامًا" "تفاقدتم" جملہ معترضہ ہے، بددعا کے طور پر کہا ہے۔

(۲) مَوَالِيكُمْ مَوْلَى الْوِلَادَةِ مِنْهُمُ ... وَمَوْلَى الْيَمِينِ حَابِسٌ قَدْ تَقُسِّمَا

تمہارے دوست (مددگار) چچازاد بھائی ہیں اور تمہارے حلیف بھی ہیں کہ ان میں ہر ایک اپنے آپ کو قتال کے لئے روکنے والا (یعنی جنگ کے لئے تیار) اور ہر ایک (اپنے اپنے مورچے میں) تقسیم ہے۔ (یعنی تمہارے بنی اعمام اور حلیف جنگ میں تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں تو تم کیوں نہیں لڑتے!)

مَوْلَى الْوِلَادَةِ : چچازاد بھائی۔ مَوْلَى الْيَمِين : حلیف۔ حَابِسٌ : روکنے والا، قید کرنے والا۔ حَبَسَ نَفْسَهُ لِلْقِتَال (ض) حَبْسًا۔ اپنے آپ کو قتال کے لئے روکنا۔

تَقَسَّمَ : از باب تفعّل : جُدا جُدا ہونا۔ یہاں الگ الگ مورچوں میں تقسیم ہونا مُراد ہے ۔
«حابس» مبتدا محذوف «کُلٌّ منهم» کی خبر ہے ۔

(۳) وَقُلْتُ تَبَيَّنْ هَلْ تَرَى بَيْنَ ضَارِجٍ وَنَهْيِ الْأَكُفِّ صَارِخًا غَيْرَ أَعْجَمَا

اور میں نے (ہر ایک سے) کہا کہ ذرا غور کرو کیا تم کو مقام ضارج اور نہی الاکف کے درمیان چیخنے والے غیر اعجم (ناطق یعنے گھوڑے) نظر نہیں آتے (یعنی تمہاری مالی طاقت بھی مضبوط ہے کہ مقام ضارج اور نہی الاکف کے درمیان تمہارے مویشی اور تمہارے گھوڑے بکثرت موجود ہیں تو پھر جنگ سے اعراض کیوں ؟)

تَبَيَّنْ : تَأَمَّلْ ۔ صَارِخًا : چیخنے والا ۔ غیر أعجم : أعجم ناطق کی ضد ہے ۔ غَيْرَ أَعْجَم : جو گونگا نہ ہو یعنے بولنے والا ہو، مُراد گھوڑے ہیں کہ وہ مالِ ناطق ہیں جبکہ درہم وغیرہ غیر ناطق ہیں ۔

(۴) مِنَ الصُّبْحِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ لَا تَرَى مِنَ الْخَيْلِ إِلَّا خَارِجِيًّا مُسَوَّمَا

ان مقامات میں پھرتے ہوئے صبح سے لے کر شام تک تو صرف عمدگی میں نکلے ہوئے نشان دار گھوڑے دیکھے گا ۔

خَارِجِيًّا : عمدہ و بہادر گھوڑا ۔ علامہ تبریزی لکھتے ہیں « وكانوا قبل الإسلام، يُسَمُّوْنَ مَنْ خَرَجَ شُجَاعًا أَوْ كَرِيْمًا، وهو ابن جُبَانٍ أَوْ بَخِيْلٍ، خارجيًا، وكذلك يقولون للفرس الجواد إذا برزن، وأبواه ليسا كذالك خارجي» یعنی زمانہ جاہلیت میں کسی بزدل یا بخیل کا بیٹا، بہادر یا سخی نکل آتا تو اس کا نام " خارجی " رکھتے تھے ۔ اسی طرح کسی بے کار نسل میں کوئی گھوڑا اچھا نکل آتا تو اس کو بھی " خارجی " کہتے تھے ۔ مُسَوَّمًا : الَّذِي عَلَيْهِ سِمَةٌ، أَي عَلَامَةٌ : جس پر نشان لگایا گیا ہو، عمدہ گھوڑے پر عرب نشان لگاتے تھے ۔ « مِنَ الصُّبْحِ » پہلے شعر میں « تَبَيَّنْ » سے متعلق ہے

(۵) عَلَيْهِنَّ فِتْيَانٌ كَسَاهُمْ مُحَرِّقٌ وَكَانَ إِذَا يَكْسُوْا أَجَادَ وَأَكْرَمَا

ان گھوڑوں پر ایسے جوان ہوتے ہیں، جن کو محرق بادشاہ نے پہنایا ہے اور جب وہ کسی کو پہناتا تھا تو اچھا اور عمدہ پہناتا تھا ۔

فِتْيَان : جوان، مفرد : فَتًى ۔ كَسَا : (ن) كَسْوًا : پہنانا ۔ جَادَ : (ن) جَوْدَةً : عمدہ کام کرنا ۔

(٦) صَفَائِحَ بُصْرٰی أَخْلَصَتْهَا قُيُوْنُهَا وَمُطَّرِدًا مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ مُبْهَمًا

(محرق نے) مقام بصریٰ کی ایسی چوڑی تلواریں (پہنائیں) جنھیں بصریٰ کے لوہاروں نے خالص کرکے بنایا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی بُنی ہوئی مسلسل کڑیوں اور چھوٹے حلقوں والی زرہ پہنائی۔

صَفَائِحُ : چوڑی تلواریں، مفرد : صَفِيْحَة ؛ قُيُوْنٌ : لوہار، مفرد : قَيْنٌ

مُطَّرِدًا : مسلسل کڑیوں والی زرہ۔ مِنْ اطَّرَدَ الْأَمْرُ اِذَا تَبِعَ بَعْضُهٗ بَعْضًا، وَأَرَادَ بِهِ الدِّرْعَ الْمُتَتَابِعَ النَّسْجِ : یعنی ایسی زرہ جس کے حلقے پے در پے ہوں۔ اطَّرَدَ الْأَمْرُ: ایک دوسرے کے پیچھے ہونا۔ نَسْجٌ : بمعنی مَنْسُوْج نَسْجُ دَاوُد : حضرت داؤد علیہ السلام کا بنا ہوا، نَسَجَ (ض ن) نَسْجًا : بُننا۔ مُبْهَمًا : پوشیدہ، یہاں اِس سے زرہ مُراد ہے جس کے حلقے بہت چھوٹے ہونے کی وجہ سے پوشیدہ ہوں۔

«صَفَائِحَ بُصْرٰی» پہلے شعر میں «كَسَاهُمْ» کا مفعول ثانی ہے «مُطَّرِدًا» کا عطف «صَفَائِحَ» پر ہے۔

(٧) وَلَمَّا رَأَيْنَا الصَّبْرَ قَدْ حِيْلَ دُوْنَهٗ وَإِنْ كَانَ يَوْمًا ذَا الْكَوَاكِبِ مُظْلِمَا

اور جب ہم نے صبر (جنگ میں ثابت قدمی) کو دیکھا کہ اس کے ورے رکاوٹ حائل کی گئی ہے اور دن ستاروں والا، تاریک تھا (یعنی جب ہم سمجھ گئے کہ میدان جنگ میں رہنا اَب مشکل ہے اور دن ایسا سخت اور تاریک ہوا کہ تارے نظر آنے لگے۔)

حِيْلَ : فعل مجہول «دُوْنَهٗ» ظرف نائب فاعل «إِنْ» مخففہ من المثقلہ ہے۔

(٨) صَبَرْنَا وَكَانَ الصَّبْرُ مِنَّا سَجِيَّةً بِأَسْيَافِنَا يَقْطَعْنَ كَفًّا وَمِعْصَمَا

توہم نے صبر کیا۔ اور صبر ہماری (پرانی) عادت ہے، اپنی تلواروں کو لے کر اس حال میں کہ وہ ہتھیلی اور کلائی کو کاٹتی ہیں (یعنی ہم بھاگے نہیں بلکہ ثابت قدم رہے)

سَجِيَّة : طبیعت، عادت، جمع : سَجَايَا، سَجِيَّات ۔ مِعْصَمٌ : کلائی، جمع: مَعَاصِم : «صبرنا» پہلے شعر کے لئے جواب شرط ہے۔ «وَكَانَ الصَّبْرُ مِنَّا سَجِيَّةً» جملہ معترضہ ہے۔ «بِأَسْيَافِنَا» «صَبَرْنَا» سے متعلق ہے «يَقْطَعْنَ» «أَسْيَافِنَا» سے حال ہے۔

(٩) نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعِزَّةٍ عَلَيْنَا وَهُمْ كَانُوْا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

ہم ان لوگوں کی بھی کھوپڑیاں پھاڑ دیتے ہیں جو ہمارے لئے قابلِ احترام ہوں جبکہ وہ زیادتی اور ظلم کرنے والے ہوں۔

(۱۰) وَلَمَّا رَأَيْتُ الْوُدَّ لَيْسَ بِنَافِعِي ۔۔۔ عَمَدْتُ إِلَى الْأَمْرِ الَّذِي كَانَ أَحْزَمَا

اور جب میں نے دیکھا کہ محبت (اور دوستی) مجھے نفع دینے والی نہیں تو میں نے ایک ایسے امر (جنگ) کا ارادہ کیا جو ہوشیاری اور دُور اندیشی کے زیادہ موافق تھا۔

أَحْزَمَا : اسم تفضیل؛ زیادہ ہوشیار و دُور اندیش۔ حَزُمَ (ک) حَزَامَةً محتاط و دُور اندیش ہونا۔ یہاں "الأمر" پر مجازاً "أحزم" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ لفظی ترجمہ ہے "میں نے ارادہ کیا اس امر کیطرف جو زیادہ ہوشیار و دور اندیش تھا یعنی دُور اندیشی کے زیادہ موافق تھا۔"

(۱۱) فَلَسْتُ بِمُبْتَاعِ الْحَيَاةِ بِذِلَّةٍ ۔۔۔ وَلَا مُرْتَقٍ مِنْ خَشْيَةِ الْمَوْتِ سُلَّمَا

میں ذلت کے ساتھ زندگی خریدنے والا نہیں ہوں اور نہ موت کے خوف سے (بچاؤ کی) سیڑھی پر چڑھنے والا ہوں (یعنی نہ ذلت کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں اور نہ موت سے ڈر کر بھاگتا ہوں۔)

مُرْتَقٍ : اسم فاعل از ارتقاء؛ چڑھنا۔ اصل میں مُرْتَقِيٌ تھا، یا۔ حرفِ علت کو حذف کر دیا مُرْتَقٍ بنا؛ چڑھنا۔ سُلَّمَ : سیڑھی۔

وَقَالَ ابْنُ دَارَةَ

شاعر نے قسم اٹھائی تھی کہ جب تک زمیل بن اُبیر کو قتل نہ کر دے اس وقت تک نہ وہ گوشت کھائیگا نہ سر دھوئیگا اور نہ اپنی بیوی کے پاس آئے گا۔ چنانچہ زمیل سے مخاطب ہو کر کہتا ہے:

(۱) يَا زِمْلُ إِنِّي إِنْ تَكُنْ لِي حَادِيًا ۔۔۔ أُعْكِرْ عَلَيْكَ وَإِنْ تَرُغْ لَا تَسْبِقِ

اے زمیل! اگر تو میرے پیچھے ہوگا تو میں مڑ کر تجھ پر حملہ کروں گا اور اگر مکر و فریب سے (آگے کی جانب) راستہ کترا کر چلے گا تو مجھ سے بڑھ نہیں سکے گا (یعنی تو میری پشت کی جانب ہو یا سامنے ہو کسی بھی صورت میں مجھ سے بچ نہیں سکے گا۔)

حَادِيًا : اسم فاعل؛ پیچھے سے ہانکنے والا۔ حَدَا الْإِبِلَ (ن) حَدْوًا۔ ہانکنا۔ إن تكن لي حَادِيًا يعني إِنْ تَخَلَّفْتَ عَنِّي حتى يكون مكانك مِنِّي مكان

الحَادِی مِنَ الإبل : اگر تو میرے پیچھے ہوگا جیسے اُونٹ ہانکنے والا پیچھے ہوتا ہے
أَعْكُرُ : عَكَرَ علیه (ن ض) عَكْرًا ، عُكُورًا : حملہ کرنا، پھرنا، مُڑنا۔ تَرُوغُ : راغ الرجُل عَنِ الطریق (ن) رَوْغًا ، رَوَغَانًا . مکروفریب سے راستہ سے کترا کر چلنا۔ راغ اِلیٰ شیئٍ : مائل ہونا۔ تسبق : (ن ض) سَبْقًا : بڑھ جانا۔

(۲) إِنِّی امْرُؤٌ تَجِدُ الرِّجَالُ عَدَاوَتِی وَجْدَ الرِّکَابِ مِنَ الذُّبَابِ الأَزْرَقِ
میں وہ شخص ہوں جس کی عداوت لوگ (اپنے دلوں میں) اس طرح پاتے ہیں جس طرح اُونٹ نیلی مکھی کی دشمنی (اپنے دلوں میں) پاتے ہیں (یعنے جس طرح اُونٹ نیلی مکھی کے ستانے کے باوجود کچھ نہیں کرسکتے اسی طرح میرے دشمن میری طرف سے تکلیف پہنچنے کے باوجود میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے)
الرِّکَابُ : سواری، اُونٹ۔ الذُّبَابُ الأَزْرَق : نیلی مکھی جو اُونٹ کو کاٹتی ہے۔

وَقَالَ بَشَامَةُ بْنُ حَزْنٍ

ان اشعار کی نسبت ان کی طرف غلطی سے کی گئی ہے درحقیقت یہ اشعار بشامہ بن عزیر کے ہیں۔

(۱) وَلَقَدْ غَضِبْتُ لِخِنْدِفٍ وَلِقَيْسِهَا لَمَّا وَنَى عَنْ نَصْرِهَا خُذَّالُهَا
اور میں (دشمنوں پر) غصہ ہوا، قبیلہ خندف اور قیس کی خاطر جب مدد ترک کرنے والے اُن کی مدد سے عاجز آگئے۔
وَنَى : (ض) وَنْيًا : سست و کمزور ہونا، عاجز ہونا۔ وَنَى عَنْ كَذا : مہمل چھوڑ دینا۔ خُذَّال : مفردہٗ : خَاذِلٌ : مدد چھوڑنے والا۔
"قَيْسِهَا" کی ضمیر "خِنْدِف" کی طرف ادنیٰ ملابست کی وجہ سے راجع ہے، خندف اور قیس دونوں قبیلہ مضر کی شاخیں ہیں۔

(۲) دَافَعْتُ عَنْ أَعْرَاضِهَا فَمَنَعْتُهَا وَلَدَيَّ فِي أَمْثَالِهَا أَمْثَالُهَا
اور میں نے ان کی عزتوں کا دفاع کیا۔ پس اُن کو (دشمنوں کے ہاتھوں تباہ ہونے سے) بچایا۔ میرے پاس ان جیسے اقدامات ہیں اس طرح (مدافعت کی) کئی مثالیں ہیں۔ (یعنی ہمیشہ میں اس طرح کے حالات میں دوستوں کی عزت اور ناموس کی حفاظت کرتا رہا ہوں)

(۳) إِنِّی امْرُؤٌ أَسِمُ القَصَائِدَ لِلْعِدَا إِنَّ القَصَائِدَ شَرُّهَا أَغْفَالُهَا

(یہ تھی تلوار کی طاقت اور اُس کے ساتھ میرے پاس زبان کی طاقت بھی ہے کہ) میں ایسا آدمی ہوں کہ قصیدوں کو دشمنوں کے لئے نشان زدہ کرتا ہوں (کہ جس کی ہجو بیان کی گئی ہو اُس کا نام قصیدے میں صراحتًا مذکور ہوتا ہے اور یہ بہادری کی علامت ہے) بلاشبہ بدترین ہیں وہ قصیدے جو نشان زدہ نہ ہوں (کہ شاعر کا نام بھی نہ ہو اور جس کی مذمت بیان کی گئی ہے اس کا نام بھی نہ ہو۔ کیونکہ یہ بزدلی کی علامت ہے۔)

أَسِمُ ، (ض) وَسْمًا : علامت لگانا۔ عِدَا : دشمن ، مفرد : عَدُوٌّ أَغْفَال : مفرد : غَفَلٌ : جس پر کوئی علامت نہ ہو۔

④ قَوْمِي بَنُو الْحَرْبِ الْعَوَانِ بِجَمْعِهِمْ وَالْمَشْرَفِيَّةُ وَالْقَنَا إِشْعَالُهَا

میری پوری قوم سخت جنگ والی ہے اور مشرفی تلواریں اور نیزے اس جنگ کو بھڑکانے کا سامان ہیں۔

إِشْعَالٌ : بھڑکانا یہاں مضاف «أسباب» محذوف ہے۔ أَيْ «والمَشْرَفِيَّة و القَنَا أَسْبَابُ إِشْعَالِهَا»

⑤ مَا زَالَ مَعْرُوفًا لِمُرَّةَ فِي الْوَغَى عَلُّ الْقَنَا وَعَلَيْهِمِ إِنْهَالُهَا

بنی مرہ کے لئے جنگ میں نیزوں کو (دشمنوں کا خون) بار بار پلانا مشہور ہے ، اور پہلی مرتبہ پلانا تو اُن پر واجب ہے (یعنی نیزوں کو بار بار دشمنوں کا خون پلانا ان کی مشہور عادت ہے اور کم از کم ایک بار پلانا تو یہ اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔)

الوَغَىٰ : جنگ ۔ عَلٌّ : مصدر (س) : دوسری بار پلانا۔ إِنْهَال : پہلی بار پلانا۔

⑥ مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا أَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

عاد کے زمانہ (یعنی زمانہ قدیم) سے بادشاہوں کو قید کرنا اور ان کے ساتھ قتل و قتال کرنا ہمارے ہاں ایک معروف بات ہے۔

وَقَالَ أَرْطَاةُ بْنُ سُهَيَّةَ

یہ مخضری شاعر ہے۔ چچازاد بھائیوں میں بغض و عداوت کو بیان کرتا ہے :

① وَنَحْنُ بَنُو عَمٍّ عَلَىٰ ذَاتِ بَيْنِنَا زَرَابِيُّ فِيهَا بِغْضَةٌ وَتَنَافُسُ

ہم چچازاد بھائی ہیں باوجود اس حقیقت کے جو ہمارے درمیان ہے (یعنی قربت و

رشتہ داری) کچھ عداوتیں پیدا ہوگئیں ہیں، جن میں (بعضوں کے لئے) نفرت اور (بعض کے لئے) رغبت ہے۔ (یعنے بعض ان کو پسند کرتے ہیں اور بعض ناپسند کرتے ہیں)

ذَاتَ : یہاں بمعنے حقیقت ہے۔ یقالُ : علیٰ ذات بَیۡنِکُم أَیۡ: علیٰ حقیقة بَینکم۔ زَرَابِیُّ : عداوتیں، مفرد : زُرۡبِیَّةٌ : وَهِیَ العَدَاوَةُ الدّاخِلِیّة، مَنۡسُوۡبَةٌ إِلَی الزَّرۡبِ، وهوالدُّخُول، زُرۡبِیَّةٌ اصل میں مسند، گدے اور بستر کو کہتے ہیں، وقال اللّٰہ تعالیٰ: «وَزَرَابِیُّ مَبۡثُوۡثَةٌ» یہاں اس سے کنایۃً عداوت اور دشمنی مُراد ہے۔ بِغۡضَةٌ : شدّتِ بغض ونفرت۔ تَنَافُس : رغبت۔

«زرابی» مبتدا مؤخر ہے۔ «علیٰ ذات بیننا» خبر مقدم۔ مبتدا خبر مل کر پورا جملہ «بنوعَمّ» کی صفت ہے۔ «فیها» خبر مقدم «بِغۡضَةٌ وتنافس» مبتدا مؤخر ترکیبی عبارت ہے: «ونحن بنوعمّ، زَرَابِیُّ علیٰ ذات بَینِنا، فِیۡهَا بِغۡضَةٌ وتَنَافُسُ»

علّامہ تبریزی نے اس شعر کا ایک اور مطلب لکھا ہے، فرماتے ہیں: ——

الزرابی : البُسُطُ ذواتِ الأَلۡوان ---- وذوات البَیۡنِ هِیَ العَدَاوَةُ فیقولُ : نحن علیٰ عداوتنا غَطَاء حسَنٍ، والعداوة تحتهُ کامنة۔ یعنے زرابی رنگین بچھونوں کو کہتے ہیں اور «ذاتُ البَیۡن» کے معنے "عداوت" کے ہیں، شاعر کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپس کی عداوت کے باوجود ہم پر خوب صورت پردہ پڑا ہے اور عداوت اس پردے کے نیچے پوشیدہ اور دبی ہوئی ہے۔

بعضوں نے «تنافس» سے حسد مراد لیا ہے اور شعر کا ترجمہ کیا ہے۔ "ہم آپس میں چچازاد بھائی ہیں لیکن ہمارے شر و فساد کے بستر بچھے ہوئے ہیں جن میں بغض و حسد بھرا ہوا ہے"

(۲) وَنَحۡنُ کَصَدۡعِ العُسِّ إِنۡ یُعۡطَ شَاعِبًا یَدَعۡهُ وَفِیۡهِ عَیۡبُهٗ مُتَشَاخِسُ

اور ہم بڑے پیالے کے اس شگاف کی طرح ہیں کہ اگر وہ پیالہ ساز کو دیا جائے، تو وہ اس کو (اس طرح بناکر) چھوڑے کہ اس کا عیب ظاہر ہو۔ (یعنی جس طرح پیالہ جوڑنے کے بعد اس کے شگاف کی دراڑ کا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح عداوت پیدا ہونے کے بعد اگر صلح ہو بھی جائے لیکن پھر بھی دلوں کے ٹوٹے ہوئے آبگینوں کا شگاف نظر آتا ہے)

صَدۡعٌ : شگاف : قَالَ اللّٰہُ عزوجلّ «والأَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ»

العُسّ : بڑا پیالہ۔ جمع : عِسَاس، عُسُس۔ شَاعِبًا : درست کرنے والا، پیالہ

ساز۔ شَعَبَ (ف) شَعْبًا : درست کرنا۔ مُتَشَاخِسٌ : کھلا ہوا، واضح نمایاں۔ تشاخس الحِمَار : گدھے کا منہ کھولنا۔ تَشَاخَسَتْ أَسْنَانُه : دانتوں کا بے ترتیب ہونا۔ مجرد میں باب فَتَحَ سے بھی یہی معنے ہیں۔

(۳) کَفیٰ بَیْنَنَا أَنْ لَا تُرَدَّ تَحِیَّةٌ　　عَلیٰ جَانِبٍ وَلَا یُشَمَّتَ عَاطِسٌ

یہ بات (ہماری عداوت کے لئے) کافی ہے کہ طرفین سے سلام کا جواب نہیں دیا جاتا اور نہ چھینک لینے والے کو یرحمک اللہ کہہ کر دعا دی جاتی ہے (یعنی اگر چھینک لینے والا الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہنے کی توفیق کسی کو نہیں ہوتی۔)

لا یُشَمَّتُ عَاطِسٌ : چھینک لینے والے کو یرحمک اللہ کہہ کر دعا نہیں دی جاتی۔ شَمَّتَ العَاطِسَ : یرحمک اللہ کہہ کر دعا کرنا و شَمِتَ (س) شَمَاتَةً : کسی کی مصیبت پر خوش ہونا۔ عَاطِسٌ : (ن ض) عَطْسًا : چھینکنا۔ «لَا یُشَمَّتَ» مضارع منصوب ہے کیونکہ اس کا عطف «لَا تُرَدَّ» پر ہے جس پر «أن» ناصبہ داخل ہے۔

وَقَالَ عَقِیلُ بْنُ عُلَّفَةَ

(۱) تَنَاهَوْا وَاسْأَلُوا ابْنَ أَبِي لَبِیدٍ　　أَأَعْتَبَهُ الضُّبَارِمَةُ النَّجِیدُ

باز آؤ۔ اور ابن ابی لبید سے (جس پر تم نازاں ہو) پوچھو کہ کیا مضبوط شیر نے کبھی اس کو راضی کیا (یعنے میں نے تمہارے سردار کی رضامندی اور ناراضگی کا خیال نہیں رکھا تم تو دعایا ہو۔)

تَنَاهَوْا : باز آجاؤ۔ مادہ : (ن ہ ی) أَعْتَبَ : إِعْتَابًا : راضی کرنا۔ عتاب ختم کرنا۔ اس میں سلب ماخذ کی خاصیت ہے۔ الضُّبَارِمَةُ : مضبوط و قوی، شیر، مادہ (ض ب ر) النَّجِیدُ : ذُوالنَّجْدَة، وَهِيَ البَأْسُ وَالقُوَّة : قوت والا۔

(۲) وَلَسْتُمْ فَاعِلِینَ إِخَالُ حَتّٰی　　یَنَالَ أَقَاصِیَ الحَطَبِ الوُقُودُ

اور میرا خیال ہے کہ تم کرنے والے نہیں ہو (یعنی باز آنے والے نہیں ہو) جب تک (جنگ کا بھڑکنا دور کی لکڑیوں تک نہ پہنچے (یعنے جب تک خوب شر و فساد نہ ہو اس وقت تک تم باز نہیں آؤ گے۔)

أَقَاصِی : مفردہٗ : أَقْصٰی : دور۔ الوُقُودُ : (واؤ کے ضمہ کے ساتھ) مصدر

ہے۔ وَقَدَ (ض) وُقُودًا: آگ کا بھڑکنا۔ وَقُود: (واؤ کے فتحہ کے ساتھ) ایندھن یہاں بضمۃ الواو مصدر ہے۔

(۳) وَأَبْغَضُ مَنْ وَضَعْتُ إِلَيَّ فِيهِ لِسَانِي مَعْشَرٌ عَنْهُمْ أَذُودُ

اور جن لوگوں کی میں نے ہجو بیان کی ہے اُن میں سے سب سے زیادہ مبغوض قبیلہ میرے نزدیک وہ قبیلہ ہے جس کا دفاع میں کرتا تھا (یعنے میں نے بہت سارے لوگوں کی ہجو بیان کی ہے لیکن ان میں سے زیادہ متنفر اب میں اس قبیلہ سے ہوں جس کی عزت کی میں حفاظت کرتا تھا کیونکہ اُس نے میرے ساتھ ناسپاسی کا برتاؤ کیا۔)

مَنْ وَضَعْتُ فِيهِ لِسَانِي: جن لوگوں میں میں نے اپنی زبان رکھی یعنی جن کی میں نے ہجو بیان کی۔ وَضَعَ فِيهِ لِسَانَه: عیب لگانا، ہجو بیان کرنا

«أَبْغَضُ» مبتدا ہے۔ «مَعْشَرٌ» خبر ہے «عنهُمْ أَذُودُ» «معشر» کی صفت ہے۔ «إِلَيَّ» «أَبْغَضُ» سے متعلق ہے۔ شعر میں تعقید ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے۔ «وأَبْغَضُ مَنْ وَضَعْتُ فيه لسانِي إِلَيَّ معشر أَذُودُ عَنْهُمْ»

(۴) وَلَسْتُ بِسَائِلٍ جَارَاتِ بَيْتِي أَغُيَّابٌ رِجَالُكَ أَمْ شُهُودُ

اور میں اپنے گھر کی ہمسایہ عورتوں سے یہ نہیں پوچھتا کہ تمہارے مرد غائب ہیں یا حاضر؟ (کہ یہ تو وہ پوچھے جو فساد کا خیال رکھتا ہو اور میں ایسا نہیں)

(۵) وَلَسْتُ بِصَادِرٍ عَنْ بَيْتِ جَارِي صُدُورَ الْعَيْرِ غَمَّرَهُ الْوُرُودُ

اور نہ میں پڑوسی کے گھر سے اس طرح لوٹتا ہوں جیسے کہ وہ جنگلی گدھا وہ گھاٹ سے لوٹتا ہے جس کو گھاٹ پر وارد ہونے نے نیم سیراب چھوڑا ہو (یعنے جس طرح حمار وحشی کسی خوف کی وجہ سے گھاٹ پر سے نیم سیرابی اور بے اطمینانی کی حالت میں خوف زدہ ہو کر لوٹتا ہے۔ میں پڑوسی کے گھر سے اس طرح خوف زدہ ہو کر نہیں لوٹتا کہ میں وہاں کسی فاسد نیت اور واردات کے لئے جاتا ہی نہیں کہ خوف زدہ ہو کر لوٹوں۔)

العَيْر: گدھا، گورخر، جمع: أَعْيَار، عِيَار۔ غَمَّرَ: تَغْمِيرًا: شدائد میں ڈالنا، نیم سیراب کرکے چھوڑنا۔ الوُرُودُ: گھاٹ پر آنا۔ صُدُور: گھاٹ سے واپس لوٹنا۔

(۶) وَلَامُلْقٍ لِذِی الْوَدَعَاتِ سَوْطِی ۔۔۔ أُلَاعِبُهٗ وَرِیْبَتَهٗ أُرِیْدُ

اور میں کوڑیوں والے (یعنی بچے) کے رُوبرو اپنا کوڑا نہیں ڈالتا کہ اس کو کھیل میں لگا لوں اور میں اُس کی ماں سے بدکاری کا ارادہ کرلوں ۔ (یعنی ان تمام حرکات رذیلہ سے میں مبرا ہوں ۔)

الوَدَعَات : مفرده : وَدْعَةٌ، وَدَعَةٌ : کوڑی، خَرمُہرہ، ایک خاص قسم کی تعویذ نما گھنٹی جو بچوں کے گلے یا پاؤں میں ڈالی جاتی ہے ۔ ذُوالوَدَعَۃ : کوڑی والا یعنی بچہ، کیونکہ بچہ کے گلے میں اس کو باندھتے ہیں ۔ سَوْطٌ : کوڑا ۔ جمع : أَسْوَاطٌ، سِیَاطٌ ۔ رِیْبَۃٌ : شک وتہمت مُراد زنا ہے ۔ جمع : رِیَبٌ یہاں مضاف محذوف ہے ۔ رِیْبَۃَ أُمِّہٖ أُرِیْدُ «رِیْبَۃ» «أُرِیْدُ» کے لیے مفعول بہ مقدم ہے ۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

(۱) لَا أَدْفَعُ ابْنَ الْعَمِّ یَمْشِی عَلٰی شَفَا ۔۔۔ وَإِنْ بَلَغَتْنِی مِنْ أَذَاهُ الْجَنَادِعُ

میں اپنے چچا کے لڑکے کو دھکا نہیں دیتا جب وہ گڑھے کے کنارے پر چل رہا ہو اگرچہ اُس کی طرف سے مجھے اذیتیں پہنچی ہیں ۔

شَفَا : کنارہ ۔ قَالَ اللهُ تعالیٰ : «وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ» جمع : أَشْفَاء : مادہ (ش ف و) اَلْجَنَادِعُ : مفرده : جُنْدُعَۃ : زمین کے کیڑے مکوڑے، بارش کے پانی کا بُلبُلا ۔ یہاں اس سے تکالیف و مصائب مُراد ہیں ۔

(۲) وَلٰکِنْ أُوَاسِیْهِ وَأَنْسٰی ذُنُوْبَہٗ ۔۔۔ لِتَرْجِعَهٗ یَوْمًا إِلَی الرَّوَاجِعُ

لیکن میں اُس کی غمخواری کرتا ہوں اور اُس کے گناہ (غلطیاں) بھلاتا ہوں تاکہ کسی دن رجوع پر اُبھارنے والے اسباب (حاجتیں) اس کو میری طرف لوٹا دیں

اَلرَّوَاجِعُ : مفرده : رَاجِعَۃٌ : لوٹانے والی، یہاں موصوف محذوف ہے أَیْ الْأَسْبَابُ الرَّوَاجِعُ : لوٹانے والے اسباب، رجوع پر اُبھارنے والے اسباب وحاجات ۔

(۳) وَحَسْبُكَ مِنْ ذُلٍّ وَسُوْءِ صَنِیْعَۃٍ ۔۔۔ مُنَاوَاۃُ ذِی الْقُرْبٰی وَأَنْ قِیْلَ قَاطِعُ

قریبی رشتہ داروں سے عداوت رکھنا تیرے لئے ذلت اور بدکرداری کے اعتبار سے کافی ہے اور یہ کہ "قاطع" تجھے کہا جائے (یعنی رشتہ داروں سے عداوت اور صلہ رحمی کو قطع کرنے والا ہونا تیری برائی کے لئے کافی ہے ۔)

مُنَاوَاة : مصدر مفاعلہ، نَاوَاهُ۔ مُنَاوَاةً : دشمنی کرنا، اس کی اصل ہمزہ سے ہے۔
أَيْ نَاوَأَهُ.......... وناءَ النَّجمُ (ن) نَوْءًا : گرنا
"وَأَنْ قيل ...." کا عطف "مناواة" پر ہے۔

وقَالَ آخَرُ

(١) إنْ يَحْسُدُونِيْ فَإنِّيْ غَيْرُ لَائِمِهِمْ ۔۔۔ قَبْلِيْ مِنَ النَّاسِ أَهْلُ الْفَضْلِ قَدْ حُسِدُوْا

اگر یہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں اُن کو ملامت نہیں کرتا ہوں اس لئے کہ مجھ سے پہلے بھی اہلِ فضل کے ساتھ حسد کیا گیا ہے۔

(٢) فَدَامَ لِيْ وَلَهُمْ مَابِيْ وَمَابِهِمْ ۔۔۔ وَمَاتَ أَكْثَرُنَا غَيْظًا بِمَا يَجِدُ

چنانچہ ہمیشہ میرے لئے فضل اور ان کے لئے حسد رہا اور ہم میں سے اکثر اس گھٹن کی وجہ سے مر گئے جو وہ (حسد کی وجہ سے) پا رہے تھے۔

بعض حضرات نے اس شعر کو جملہ دُعائیہ قرار دیا ہے، چنانچہ انھوں نے ترجمہ کیا ہے "خدا کرے میرا وصف (فضل) میرے ساتھ ہمیشہ رہے اور ان کا وصف (حسد) اُن کے ساتھ، ہم میں سے زیادہ غصہ کرنے والا اپنے رنج (حسد) کی وجہ سے مر جائے" أَكْثَرُنَا: کا ترجمہ بعضوں نے "أَكْبَرُنَا" کیا ہے۔ یعنی ہم میں سے بڑا غضب ناک غصہ کی وجہ سے مر گیا۔

(٣) أَنَا الَّذِيْ يَجِدُوْنِيْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ ۔۔۔ لَا أَرْتَقِيْ صَدَرًا مِنْهَا وَلَا أَرِدُ

مَیں وہ شخص ہوں کہ میرے دشمن مجھے اپنے سینوں میں (جما ہوا) پاتے ہیں کہ نہ اُوپر ہوتا ہوں اُن سے لوٹ کر نہ نیچے جاتا ہوں (یعنی میرا خیال ہر وقت ان حاسدوں کے قلوب میں رہتا ہے۔ ان سے اِدھر اُدھر نہیں ہوتا۔)

"صَدَرًا" بمعنے "صَادِرًا" "أَرْتَقِيْ" کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ "يَجِدُوْنِيْ" اصل میں "يَجِدُوْنَنِيْ" ہے، ایک نون ضرورتِ شعری کی وجہ سے گر گیا۔

وقَالَ آخَر

(١) أَلشَّرُّ يَبْدَؤُهُ فِي الْأَصْلِ أَصْغَرُهُ ۔۔۔ وَلَيْسَ يَصْلَىٰ بِنَارِ الْحَرْبِ جَانِيْهَا

شر سے پہلے پہل چھوٹے شر کی ابتداء ہوتی ہے یعنی لڑائی کی ابتدا چھوٹی اور

معمولی بات سے ہوتی ہے) اور لڑائی کی آگ میں تخریب کار داخل نہیں ہوتا (بلکہ وہ تخریب کاری کرکے بھاگ جاتا ہے اور باقی لوگ جنگ کا آغاز کرلیتے ہیں)

یَصْلیٰ : (س) صَلّی، صِلِیّ : داخل ہونا۔ جَانِیْھَا : جنایت وجرم کرنے والا جَنیٰ (ض) جِنَایَۃً : جرم کرنا "جَانِیْھَا" "یَصْلیٰ" کا فاعل ہے۔ فِی الْأَمْسَل : فی أَوَّلِ الْأَمْرِ۔ یَبْدَؤُہٗ : أَیْ یَبْدَؤُ مِنْہُ۔

(۲) اَلْحَرْبُ یَلْحَقُ فِیْھَا الْکَارِھُوْنَ کَمَا تَدْنُو الصِّحَاحُ إِلَی الْجَرْبیٰ فَتُعْدِیْھَا

لڑائی کو ناپسند کرنے والے اس میں اس طرح آپڑتے ہیں جیسے کہ تندرست اُونٹ خارش زدہ اُونٹ کے قریب ہوجائیں اور وہ (خارش زدہ) اپنی خارش تندرست کی طرف متعدی کردیں (یعنے لڑائی جب شروع ہوتی ہے تو لڑنے چاہنے اور نہ چاہنے والے سب اُس میں پڑ جاتے ہیں۔)

الصِّحَاح : مفردہ: صَحِیْحٌ : مُراد تندرست اُونٹ ہیں۔ الجَرْبیٰ : خارش زدہ اُونٹ، مفرد : أَجْرَب۔ تُعْدِیْ : إلیہ مَرَضَہٗ۔ إِعْدَاءٌ : مرض متعدی کرنا۔

(۳) إِنِّیْ رَأَیْتُکَ تَقْضِی الدَّیْنَ طَالِبَہٗ وَقَطْرَۃُ الدَّمِ مَکْرُوْہٌ تَقَاضِیْھَا

میں نے تجھے دیکھا کہ تو طالب دین کو اس کا قرض (فوراً) ادا کرتا ہے۔ حالانکہ خون کے ایک قطرہ کا تجھ سے تقاضا کرنا تجھے ناپسند ہے (یعنے قرض تو ادا کرلیتا ہے، لیکن اگر کوئی قتل کے بدلے تجھ سے قصاص کا مطالبہ کرے تو تجھے یہ ناپسند ہے یہ بڑی بہادری کی بات ہے)

اور یہ شعر بطور مذمت بھی ہوسکتا ہے، تب مطلب ہوگا "تو طالب دین کو اس کا قرض جلد ادا کردیتا ہے لیکن خون کے ایک قطرہ کا تقاضا تجھے ناپسند ہے" (خون بہانے کے لئے میدان جنگ میں جانا تجھے پہاڑ معلوم ہوتا ہے، یہ بزدلی کی علامت ہے۔)

(۴) تَرَی الرِّجَالَ قُعُوْدًا یَأْنِحُوْنَ لَھَا دَأْبَ الْمُعَضِّلِ إِذْ ضَاقَتْ مَلَاقِیْھَا

تو لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھے گا کہ وہ اس جنگ کی وجہ سے اس عورت کی طرح کراہ رہے ہیں جس پر ولادت مشکل ہوگئی ہو اطراف رحم کے تنگ ہونے کی وجہ سے

یَأْنِحُوْنَ : (ض) أَنْحًا : تَنَفَّسَ بِأَنِیْنٍ، مِنْ ثِقْلٍ یَجِدُہٗ أَوْ مِنْ مَرَضٍ أَوْ تَعَبٍ : کراہنا، آہیں بھرنا ــــــ دَأْبٌ : طریقہ، عادت۔ المُعَضِّل : وہ

عورت جس پر ولادت مشکل ہوگئی ہو۔ عَضَلَتِ الوَالِدَةُ بولدها : ولادت کا مشکل ہونا۔ مَلَاقی : مفرده : مَلْقَی : ملنے کی جگہ، طرف

وَقَالَ شُرَيحُ بنُ قَروَاشِ العَبسِی

شریح بن مسہر حارثی نے سہل بن شیطان پر حملہ کیا اور نیزہ مار کر اُس کو گرایا، شاعر وہاں موجود تھا۔ اس نے شریح بن مسہر پر حملہ کر کے سحل کو چھڑا لیا۔ ذیل کے اشعار میں اسی کا تذکرہ ہے:۔

(۱) لَمَّا رَأَيتُ النَّفسَ جَاشَتْ عَكَرْتُهَا عَلَى مِسْحَلٍ وَأَيُّ سَاعَةِ مَعْكَرِ

جب میں نے نفس کو دیکھا کہ وہ جوش مار رہا ہے (یعنی اس حالت کو دیکھ کر مضطر ہو رہا ہے) تو میں نے مسحل (کے چھڑانے) پر اس کو لوٹایا اور یہ لوٹانے کی گھڑی کس قدر خطرناک تھی۔

عَكَرْتُ : (ن ض) عَكْرًا، عُكُورًا : مڑنا، موڑنا۔ مَعْكَر : مصدر میمی : لوٹانا۔

(۲) عَشِيَّةَ نَازَلْتُ الفَوَارِسَ عِنْدَهُ وَزَلَّ سِنَانِي عَنْ شُرَيْحِ بْنِ مُسْهِرِ

یہ اس شام کی بات ہے کہ جب میں نے مسحل کے پاس شہسواروں کے ساتھ جنگ کی اور شریح بن مسہر سے میرا نیزہ پھسل گیا۔

(۳) وَأُقْسِمُ لَولَا دِرْعُهُ لَتَرَكْتُهُ عَلَيْهِ عَوَافٍ مِنْ ضِبَاعٍ وَأَنْسُرِ

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس کے پاس زرہ نہ ہوتی تو میں اس کو اس حال میں چھوڑتا کہ مردار خور بجو اور گدھ اس پر واقع ہوتے۔

عَوَافٍ : مفرده : عَافِي : مَن يَسأَلُ العَفوَ أَيِ الزَّائِدَ عَنِ الحَاجَةِ : زائد طلب کرنے والا، یہاں اس سے مردار خور جانور مراد ہیں۔ ضِبَاعٌ : مفرده : ضَبُعٌ : بجو۔ أَنْسُرٌ : گدھ : مفرد : نَسْرٌ۔

«عَلَيهِ عوافٍ» «تَرَكْتُه» کی ضمیر مفعول سے حال ہے۔

(۴) وَمَا غَمَرَاتُ المَوتِ إِلَّا نِزَالُكَ الكَمِيَّ عَلَى لَحْمِ الكَمِيِّ المُقَطَّرِ

اور موت کی سختیاں نہیں مگر تیرا لڑنا اس بہادر کے ساتھ جو کسی ایک جانب پڑے ہوئے آدمی کے گوشت (لاش) پر (بیٹھا) ہو (اور میں شریح کے مقابلہ کے لئے اس وقت اترا تھا جب وہ مسحل کے جسم پر بیٹھا تھا)

غَمَرَات : شدائد، مفرد: غَمْرَة ۔ المُقطَّر مَن صُرِعَ علی الْقُطْر: کسی ایک جانب پچھڑا ہوا، گرا ہوا۔
«علیٰ لَحۡمِ الکَمِیّ» «الجالس» محذوف سے متعلق ہوکر «الکمی» کی صفت ہے۔

وَقَالَ طَرفَۃُ الجُذَیمِیُّ

تعارف : یہ شاعر جاہلی ہے۔ جُذَیمہ بن رواحہ سے تعلق رکھتا ہے ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ جذیمہ بن رواحہ کو قبیلہ بنو عبس کا فرد سمجھا جاتا لیکن یہ درحقیقت قبیلہ فقعس سے تھا اور وہ اس طرح کہ جذیمہ کی ماں حَنّۃ بنت مالک فقعس کی بیوی تھی۔ جب فقعس مر گیا تو اس نے رواحہ بن ربیعہ سے شادی کرلی۔ تاہم وہ فقعس سے حاملہ تھی۔ چنانچہ تین ماہ بعد بچہ پیدا ہوا، جس کا نام جذیمہ رکھا۔ جذیمہ جب رواحہ کے گھر میں بڑا ہوکر بالغ ہوگیا اور اس کو پتہ چلا کہ وہ فقعس کا بیٹا ہے تو فقعس کے بھائی یعنی اپنے چچا کے پاس آیا اور اپنے باپ کے ترکہ کا مطالبہ کیا، چچا نے جس کا نام اعیا بن طریف تھا۔ میراث دینے سے یہ کہہ کر انکار کیا کہ ہم تمہیں نہیں پہچانتے جذیمہ نے کہا اگر پوری میراث نہیں دیتے تو کم از کم ایک اونٹ دو تاکہ میرا نسب تم سے ثابت ہو جائے لیکن اعیا نہ مانا، اب طرفہ جو جُذَیمہ کا بیٹا ہے۔ بنی فقعس سے خطاب کرکے کہتا ہے:

(۱) یَا رَاكِبًا إِمَّا عَرَضْتَ فَبَلِّغَا بَنِي فَقْعَسٍ قَوْلَ امْرِءٍ نَاخِلِ الصَّدْرِ

اے سوار! جب تو مکہ میں داخل ہو تو بنو فقعس کو اس آدمی کا پیغام پہنچادو جس کا دل (کھوٹ سے) صاف ہے

عَرَضْتَ : عَرَضَ الرَّجُلُ : عُرُوض یعنے مکہ میں داخل ہونا۔ عُرُوض مکہ کے ناموں میں سے ہے۔ نَاخِلِ الصَّدْرِ : صاف دل۔ فَبَلِّغَا : اصل میں «بَلِّغَنْ» امر حاضر با نون تاکید ہے۔ نون کو الف سے بدل دیا۔

(۲) فَوَاللّٰهِ مَا فَارَقْتُكُمْ عَنْ كَشَاحَةٍ وَلَا طِيبِ نَفْسٍ عَنْكُمُ آخِرَ الدَّهْرِ

بخدا میں تم سے نہ عداوت کی وجہ سے جدا ہوا ہوں اور نہ اعراض کی وجہ سے، اور میں تم سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔

كَشَاحَة : مصدر: دشمنی وعداوت ۔ کشح له بالعداوۃ (ف) کَشْحًا: دشمنی رکھنا ۔ طِيب : مصدر، طَابَ عَنهُ نَفْسًا (ض) طِيبًا: چھوڑنا۔ قال اللّٰه عزّ

وَجَلَّ « فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا »، اعراض کرنا۔

« اخر الدهر » فی محذوف « لَاُفَارِقُكُم » کے متعلق ہے۔

۳) وَلٰكِنَّنِيْ كُنْتُ امْرَأً مِنْ قَبِيْلَةٍ بَغَتْ وَأَتَتْنِيْ بِالْمَظَالِمِ وَالْفَخْرِ

لیکن میں ایک ایسے قبیلہ کا آدمی ہوں جس نے میرے خلاف بغاوت کی اور ظلم کیا اور (ستم بالائے ستم یہ کہ) ان مظالم پر فخر کرتا رہا

۴) فَاِنِّيْ لَشَرُّ النَّاسِ اِنْ لَمْ أُبِتْهُمْ عَلٰى اٰلَةٍ حَدْبَاءَ نَابِيَةِ الظَّهْرِ

سو میں لوگوں میں سے بدترین ہونگا اگر میں اُنہیں کبڑی ناہموار پیٹھ نکلی ہوئی (سخت) حالت میں شب باشی نہ کراؤں (یہ ذلیل وخوار ہونے سے کنایہ ہے یعنی اگر میں اُن کو ذلیل نہ کروں تو میں بدترین لوگوں میں سے ہو جاؤں)

لَمْ أُبِتْهُمْ : صیغۂ متکلم مضارع، اصل میں « أُبِيْتُهُمْ » تھا۔ « لَمْ » کی وجہ سے یاء حرف تعلیل ساقط ہوگیا۔ أَبَاتَ ۔ اِبَاتَةً : شب باشی کرانا۔ آلَة : اصل میں « حالة » تھا۔ حاء کو الف سے بدل دیا۔ لکونهما من حروف الحلق حَدْبَاء أَحْدَب کا مؤنث ہے : کبڑا، مراد ناہموار حالت ہے۔ نَابِيَة : بلند ہونے والی، اُوپر اُٹھنے والی۔ نَبَا الظَّهْرُ (ن) نَبْوًا : پیٹھ کا نکلنا " نَابِيَةِ الظَّهْرِ " شدتِ حال سے کنایہ ہے۔ « فَاِنِّيْ لَشَرُّ النَّاسِ » جزاء مقدم ہے « اِنْ لَمْ أُبِتْهُمْ » شرط مؤخر ہے « عَلٰى اٰلَة ....» « لَمْ أُبِتْهُمْ » سے متعلق ہے۔

۵) وَحَتّٰى يَفِرَّ النَّاسُ مِنْ شَرِّ بَيْنِنَا وَنَقْعُدَ لَا نَدْرِيْ أَنَنْزِعُ أَمْ نَجْرِيْ

حتیٰ کہ لوگ ہمارے درمیان شر واقع ہونے کی وجہ سے بھاگیں گے اور ہم ایسی حالت میں بیٹھیں گے کہ یہ معلوم نہ ہوگا کہ ہم لڑائی سے باز رہتے ہیں یا اس کو جاری رکھتے ہیں (یہ بڑی حیرانی اور گھابھی کی حالت ہوگی۔)

نَنْزِعُ : عنه (ض) نُزُوْعًا : باز رہنا، رکنا، کنارہ کش ہونا۔ « أَنَنْزِعُ أَمْ نَجْرِيْ » ضرب المثل ہے۔ حیرانگی اور تذبذب کے مقام میں استعمال کرتے ہیں۔

وَقَالَ أُبَيُّ بْنُ حَمَامٍ الْعَبْسِيُّ

۱) تَمَنّٰى لِيَ الْمَوْتَ الْمُعَجَّلَ خَالِدٌ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَيْسَ يُعْرَفُ حَاسِدُهُ

خالد نے میری جلدی موت کی تمنا کی اور جس کا حاسد معلوم نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں (کیونکہ عدمِ حسد فضائل نہ ہونے کی دلیل ہے۔)

(۲) فَخَلِّ مَقَامًا لَمْ تَكُنْ لِتَسُدَّهُ ۔۔۔ عَزِيزًا عَلَى عَبْسٍ وَذُبْيَانَ ذَائِدُهُ

(اے خالد!) اس منصب کو چھوڑ دے جس کو تو پُر نہیں کر سکتا، حالانکہ اس منصب (سے دشمنوں) کو ہٹانے والا قبیلہ عبس اور ذبیان کو عزیز ہے (اور وہ میں ہوں)

تَسُدَّهُ : (ن) سَدًّا : بند کرنا۔ سَدَّ مَسَدَّهُ : اس نے اس کی بند کرنے کی جگہ کو بند کیا یعنی قائم مقام ہوا۔ لَمْ تَكُنْ لِتَسُدَّهُ : آپ اس مقام کو بند نہیں کر سکے، اس خلاء کو پُر نہیں کر سکے یعنی آپ اس رُتبہ و مقام کے لائق نہیں۔ ذَائِد : روکنے والا، ذَادَ (ن) ذِيَادًا : روکنا، دفع کرنا، ہٹانا۔ یہاں اس سے حفاظت کرنے والا مُراد ہے۔

"ذائدہ" کی ضمیر "مقامًا" کی طرف راجع ہے۔ "عزیزا" "خَلِّ" کی ضمیرِ فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا

(۱) لَسْتُ بِمَوْلَى سَوْءَةٍ أُدْعَى لَهَا ۔۔۔ فَإِنَّ لِسَوْآتِ الْأُمُورِ مَوَالِيَا

میں بُرائی والا نہیں ہوں کہ مجھے اس کی طرف منسوب کیا جائے۔ سو بُرے کاموں کے لئے (دوسرے) لوگ ہیں۔

(۲) وَلَنْ يَجِدَ النَّاسُ الصَّدِيقُ وَلَا الْعِدَا ۔۔۔ أَدِيمِي إِذَا اعْتَدُّوا أَدِيمِي وَاهِيَا

اور تمام لوگ دوست ہو یا دشمن میری کھال (عزت) کو کمزور نہیں پائیں گے جب وہ میری کھال (عزت) شمار کریں گے (یعنی میری عزت کے متعلق جانچ پڑتال کریں گے)

أَدِيمٌ : کھال، مُراد عزت ہے۔ وَاهِيًا : ضعیف۔ وَهَى (ض) وَهْيًا، وُهِيًّا : ضعیف ہونا۔ "الصَّدِيق" "النّاس" کی صفت ہے "النّاس" جمع اور مفرد دونوں طرح مستعمل ہے "لَا الْعِدَا" میں "لا" زائد ہے "العِدَا" "النّاس" سے بدل ہے۔ "واهیًا" "یجد" کے لئے مفعول ثانی ہے۔ "أدیمی" مفعول اوّل ہے۔

(۳) وَإِنَّ نِجَارِي يَا ابْنَ غَنْمٍ مُخَالِفٌ ۔۔۔ نِجَارَ اللِّئَامِ فَابْغِنِي مِنْ وَرَائِيَا

اے ابن غنم : بلاشبہ میری اصل کینے لوگوں کی اصل سے مختلف ہے چنانچہ تو میرے پسِ پُشت (غیر حاضری میں لوگوں سے) پوچھ (تو میری خوبی ظاہر ہو جائے گی)

نِجَار : اصل - اَللِّئَام : مفرده : لَئِیْمٌ - کمینہ -

(۴) وَسِیَّانِ عِنْدِیْ أَنْ أَمُوْتَ وَأَنْ أُرٰی ۔۔۔ کَبَعْضِ الرِّجَالِ یُوْطِنُوْنَ الْمَخَازِیَا

اور میرے لئے یہ دو باتیں برابر ہیں کہ مر جاؤں یا بعض ان لوگوں کی طرح دیکھا جاؤں جو رسوائیوں کو اپنا وطن بناتے ہیں۔

سِیَّان : تثنیہ، مفرد : سِیٌّ : برابر، مثل مادہ (س و ی) اصل سِوْیٌ تھا۔ واؤ کو ماقبل کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کردیا - یُوْطِنُوْنَ : أَوْطَنَه، وطن بنانا

الْمَخَازِیَا : رُسوائیاں، مفرد : مَخْزٰی

«سِیَّان» «أَنْ أَمُوْتَ» «أَنْ أُرٰی» کے لئے خبر مقدم ہے۔

(۵) وَلَسْتُ بِهَیَّابٍ لِمَنْ لَا یَهَابُنِیْ ۔۔۔ وَلَسْتُ أَرٰی لِلْمَرْءِ مَا لَا یَرٰی لِیَا

اور میں اس سے نہیں ڈرتا جو مجھ سے نہ ڈرے اور نہ آدمی کے لئے اس چیز کو مناسب سمجھتا ہوں جو وہ میرے لئے مناسب نہیں سمجھتا ہے۔

هَیَّابٌ : صیغہ مبالغہ، بہت ڈرنے والا۔ هَابَ (س) هَیْبَةً : ڈرنا۔

(۶) إِذَا الْمَرْءُ لَمْ یُحْبِبْكَ إِلَّا تَكَرُّهًا ۔۔۔ عِرَاضَ الْعَلُوْقِ لَمْ یَكُنْ ذَاكَ بَاقِیَا

جب کوئی آدمی تجھ سے محبت نہ کرے مگر بکراہت (اور تیرے ساتھ ایسا پیش آئے) جیسے علوق اونٹنی پیش آتی ہے تو ایسی محبت باقی نہیں رہتی عَلُوْق : اُس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دوسری اونٹنی کے بچے کو اپنے ساتھ مانوس کرلیتی ہے۔ جب وہ بچہ اس سے دودھ پینے لگتا ہے تو یہ اونٹنی اس کو مار بھگا لیتی ہے۔ ایسی اُونٹنی کی محبت اُس بچے کے ساتھ نہ پائیدار ہوتی ہے اور نہ خالص۔۔۔۔۔)

تَكَرُّهًا : بتاویل اسم فاعل حال ہے۔ عِرَاض : مصدر از مفاعلہ عَارَضَ۔ عِرَاضًا : پیش آنا اور یہ مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ فعل محذوف ہے۔ أی : «عَارَضَكَ عِرَاضَ الْعَلُوْقِ»

وَقَالَ عَنْتَرَةُ

ورد بن حابس نے نضلہ کو جس کی کنیت ابو نوفل ہے قصاصاً قتل کیا۔ شاعر کہتا ہے:

(۱) يُذَبِّبُ وِرْدٌ عَلٰى إِثْرِهٖ ۔ وَأَمْكَنَهٗ وَقْعُ مِرْدَى خَشِبْ

ورد نضلہ کے قدموں کے پیچھے تیزی کے ساتھ جا رہا تھا اور تیز تلوار کی چوٹ نے اس کو نضلہ پر قادر کر دیا۔

يُذَبِّبُ : تَذْبِيْبًا : تیز جانا، دفع کرنا۔ مِرْدَى : آلة الرَّدٰى، ہلاکت کا آلہ، تلوار۔ خَشِب : موٹا کھردرا۔ مِرْدَى خَشِب : موٹی کھردری تلوار۔ بعضوں نے کہا کہ یہ "خَشِيْب" کا مخفف ہے جس کے معنی ہیں: صیقل شدہ تلوار۔ وَقْعُ مِرْدَى خَشِب: صیقل شدہ تلوار کی چوٹ۔

(۲) تَتَابَعَ لَا يَبْتَغِيْ غَيْرَهٗ ۔ بِأَبْيَضَ كَالْقَبَسِ الْمُلْتَهِبْ

وہ (ورد) اسی کے پیچھے جا رہا تھا غیر کو یعنی کسی اور کو تلاش نہیں کر رہا تھا۔ شعلہ زن چنگاری کی طرح سفید تلوار لے کر۔

قَبَس ۔ چنگاری۔ مُلْتَهِب : شعلہ زن، روشن۔

(۳) فَمَنْ يَكُ فِيْ قَتْلِهٖ يَمْتَرِيْ ۔ فَإِنَّ أَبَا نَوْفَلٍ قَدْ شَجِبْ

سو جس شخص کو اس کے قتل میں شبہ ہو (وہ شبہ نہ کرے) کیونکہ یقیناً ابونوفل مر گیا۔

يَمْتَرِيْ : اِمْتِرَاءً : شک کرنا۔ مادہ (م ر ی) شَجِب : (ن) شُجُوْبًا (س) شَجَبًا: ہلاک ہونا، غمگین ہونا۔

(۴) وَغَادَرْنَ نَضْلَةَ فِيْ مَعْرَكٍ ۔ يَجُرُّ الْأَسِنَّةَ كَالْمُحْتَطِبْ

اور گھوڑوں نے میدان میں نضلہ کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ (جسم میں لگے ہوئے) نیزوں کو کھینچ رہا تھا لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح (جس طرح وہ لکڑی جمع کر کے کھینچتا ہے اسی طرح نضلہ کے بدن میں نیزے جمع ہو گئے تھے۔)

مُحْتَطِب : لکڑیاں جمع کرنے والا۔ "یجر الأسنّة" "نضلة" سے حال ہے۔

وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الْوَرْدِ

(۱) لَحَا اللّٰهُ صُعْلُوْكًا إِذَا جَنَّ لَيْلُهٗ ۔ مُصَافِي الْمُشَاشِ آلِفًا كُلَّ مَجْزَرِ

اللہ لعنت کرے اس مسکین پر جو نرم ہڈیوں کے ساتھ محبت کرنے والا، ہر مذبح خانہ کے ساتھ اُنس رکھنے والا ہے، جب اس کی رات تاریک ہو۔

جَنَّ : عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَجَنَّهُ اللَّيْلُ (ن) جُنُوْنًا، جَنًّا : چھپانا، رات کا تاریک ہونا ۔ مُصَافِي : اسم فاعل از مفاعلہ : خالص محبت کرنے والا ۔ صَافَىٰ ۔ مُصَافَاةً : خالص محبت کرنا ۔ مُشَاش : مفردہ : مُشَاشَة : نرم ہڈی کا سرا، نرم زمین، مادہ (م ش ش) مُصَافِي الْمُشَاشِ : نرم ہڈیوں کے ساتھ محبت کرنے والا مَجْزَر : مذبح خانہ ۔ آلِفًا : اُنس رکھنے والا ۔ «إِذَا جَنَّ» شرط ہے جواب شرط اگلا شعر ہے ۔

(۲) يَعُدُّ الْغِنٰى مِنْ نَفْسِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ أَصَابَ قِرَاهَا مِنْ صَدِيْقٍ مُيَسَّرِ

تو وہ ہر ایسی رات کو اپنے لئے مالداری شمار کرتا ہے جس میں وہ باتوفیق یا مال دار دوست کی طرف سے ضیافت پالے

قِرٰى : ضیافت ۔ صَدِيْقٍ مُيَسَّرٍ : موافق اور مالدار دوست ۔
«يَعُدُّ» جواب شرط ہے «أَصَابَ» «كل ليلة» کی صفت ہے ۔

(۳) يَنَامُ عِشَاءً ثُمَّ يُصْبِحُ نَاعِسًا يَحُتُّ الْحَصَا عَنْ جَنْبِهِ الْمُتَعَفِّرِ

وہ سرِشام سو جاتا ہے (اور) پھر اونگھتا ہوا صبح اٹھتا ہے اس حال میں کہ وہ اپنے خاک آلودہ پہلو سے کنکریاں جھاڑتا ہے (یعنے دن کو لوگوں کے مفت کام شام کو روٹی ملنے کی امید پر کرتا رہتا ہے اور سرِشام سو جاتا ہے ۔ خواب گاہ سے سستی کی وجہ سے سنگریزے اور خاک وغیرہ نہیں اٹھاتا ۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب صبح اٹھتا ہے تو پہلو گرد آلود اور بدن میں کنکر جیسے چبھتے ہیں ۔)

نَاعِسًا : اونگھنے والا ۔ يَحُتُّ (ن) حَتًّا : جھاڑنا ۔ الْمُتَعَفِّرُ : خاک آلودہ الْحَصَا : کنکریاں، مفرد : حَصَاةٌ ۔ «يَحُتُّ» «يُصْبِحُ» کی ضمیر سے حال ہے ۔

(٤) يُعِيْنُ نِسَاءَ الْحَيِّ مَا يَسْتَعِنَّهُ وَيُمْسِيْ طَلِيْحًا كَالْبَعِيْرِ الْمُحَسَّرِ

وہ قبیلہ کی عورتوں کی مدد کرتا ہے جس امر میں وہ مدد طلب کرتی ہیں اور شام کو تھکے ہوئے اونٹ کی طرح تھک جاتا ہے ۔

طَلِيْحًا : صیغہ صفت : تھکا ہوا ۔ طَلَحَ (ف) طَلْحًا : تھکنا ۔ الْبَعِيْرُ الْمُحَسَّرُ : تھکا ہوا اونٹ ۔ يُعِيْنُ : اعانت کرنا ۔ يَسْتَعِنَّهُ : جمع مؤنث مضارع غائب : وہ عورتیں اس سے مدد طلب کرتی ہیں ۔

(۵) وَلٰكِنَّ صُعْلُوْكًا صَفِيْحَةُ وَجْهِهِ كَضَوْءِ شِهَابِ الْقَابِسِ الْمُتَنَوِّرِ

لیکن وہ فقیر جس کا چہرہ اس شعلہ کی چمک کی طرح ہے جس کو دور سے دیکھنے والا شخص

لانے والا ہو۔

شِهَابٌ : شعلہ۔ القَابِسُ : طَالِبُ القَبَس ، آگ کا متلاشی، آگ لانے والا۔
المُتَنَوِّرُ : آگ کو دُور سے دیکھنے والا۔ تَنَوَّرَ النَّارَ : آگ کو دور سے دیکھنا۔ القَابِسُ
المُتَنَوِّرُ : دُور سے دیکھ کر آگ لانے والا۔

(۶) مُطِلًّا عَلَى أَعْدَائِهِ يَزْجُرُونَهُ ۔۔۔ بِسَاحَتِهِمْ زَجْرَ المَنِيحِ المُشَهَّرِ

وہ (فقیر اجھانکنے والا (یعنی حملہ کرنے والا) ہوتا ہے اپنے دشمنوں پر۔ حالانکہ دشمن اس کو ہٹاتے ہیں اپنے صحن سے جس طرح اس تیر کو ہٹاتے ہیں جس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا (اور وہ شناعت میں) مشہور ہے (یعنی دشمن اس سے فقر اور غربت کے باوجود ڈرتے ہیں۔ جس طرح عرب اس تیر سے ڈرتے ہیں جس کا کوئی حصہ قرعہ اندازی میں نہیں نکلتا ہے یعنی اس کی غربت اس کی غیرت میں مخل نہیں ہوتی)

مُطِلًّا : جھانکنے والا۔ أَطَلَّ عَلَيْهِ ۔ إِطْلَالًا : جھانکنا۔ يَزْجُرُونَهُ :
يَدْفَعُونَه ۔ المَنِيح : وہ تیر جس کا جوئے کے تیروں میں کوئی حصہ نہ ہو۔ المُشَهَّرُ :
مشہور، یہاں شناعت اور بُرائی میں مشہور ہونا مراد ہے۔

(۷) إِذَا بَعُدُوا لَا يَأْمَنُونَ اقْتِرَابَهُ ۔۔۔ تَشَوُّفَ أَهْلِ الغَائِبِ المُتَنَظَّرِ

اگر دشمن دور بھی چلے جائیں تب بھی اس کی قربت سے بے خوف نہیں رہتے ہیں جس طرح اہلِ خانہ جھانکتے رہتے ہیں اس غائب آدمی کے لئے جس کا انتظار کیا جاتا ہے (یعنی گھر والے جس طرح اپنے غائب آدمی کے انتظار میں جھانکتے رہتے ہیں اسی طرح دشمن بھی خوف کی وجہ سے اس کی تاک اور نگرانی میں لگے رہتے ہیں۔)

تَشَوُّف : مزین ہونا۔ تَشَوَّفَ مِنَ السَّطْحِ : اُوپر سے جھانکنا۔ المُتَنَظَّر :
وہ آدمی جس کا انتظار کیا جائے۔

(۸) فَذَلِكَ إِنْ يَلْقَ المَنِيَّةَ يَلْقَهَا ۔۔۔ حَمِيدًا وَإِنْ يَسْتَغْنِ يَوْمًا فَأَجْدَرِ

یہ فقیر اگر مرے گا تو اچھی حالت میں مریگا (اور اگر زندہ رہ کر) استغناء کریگا تو بھی وہ اس کے لائق ہے (کہ استغنا کرے)

اور مولانا ذو الفقار علی صاحب رحمہ نے فرمایا کہ "المَنِيَّة" سے قتال اور استغناء سے استغناء عن القتال یعنی جنگ ترک کرنا مُراد ہے، چنانچہ انہوں نے ترجمہ کیا ہے

"پس یہ فقیر اگر لڑے گا تو خوب لڑے گا اور کسی روز لڑائی چھوڑے گا تو اس کو یہ بھی نہایت لائق ہے" «إِنْ يَلْقَ الْمَنِيَّةَ .....» دو شعر پہلے «لٰكِنَّ صُعْلُوكًا» کی خبر ہے۔

وَقَالَ عَنْتَرَةُ

شاعر نے ایک جنگ میں جو بنو عبس اور بنو عمر کے درمیان چھڑ گئی تھی، ایک بہادر شخص "جریہ" کو نیزہ مارا اور سمجھا کہ وہ مر گیا لیکن یقین نہیں تھا۔ اسی کو بیان کر رہا ہے :

(۱) تَرَكْتُ بَنِي الْهُجَيْمِ لَهُمْ دُوَارٌ　　إِذَا تَمْضِي جَمَاعَتُهُمْ تَعُودُ

میں نے بنو ہجیم کو اس حال میں چھوڑا کہ ان کے لئے (دُوار) بُت تھا کہ جب ان کی ایک جماعت جاتی تو دوسری لوٹ کر آتی (یعنی جس طرح دُوار بت کے اردگرد لوگ چکر کاٹتے ہیں اسی طرح میں نے اُن کو سرگرداں رکھا)۔

(۲) تَرَكْتُ جُرَيَّةَ الْعَمْرِيَّ فِيهِ　　شَدِيدُ الْعَيْرِ مُعْتَدِلٌ سَدِيدُ

میں نے جریہ عمری کو اس حال میں چھوڑا کہ اسمیں مضبوط سیدھا اُبھرا ہوا تیر گھسا ہوا تھا۔

اَلْعَيْرُ: وحشی گدھا، ہر شئی کا اُبھرا ہوا حصہ، یہاں اس سے تیر مُراد ہے۔ شَدِيدُ الْعَيْرِ : مضبوط تیر۔

(۳) فَإِنْ يَبْرَأْ فَلَمْ أَنْفِثْ عَلَيْهِ　　وَإِنْ يُفْقَدْ فَحَقٌّ لَهُ الْفُقُودُ

اگر وہ شفایاب ہو جائے (تو کوئی مضائقہ نہیں) کیونکہ میں نے اس (نیزہ) پر پھونکا نہیں تھا (اگر پھونکتا تو ضرور مرتا) اور اگر مر گیا تو مرنے کا سزاوار ہے۔

يَبْرَءُ (س) بَرَاءَةً : درست و شفایاب ہونا۔ لَمْ أَنْفِثْ : نَفَثَ (ض ن) نَفْثًا : الْبُصَاقَ مِنْ فِيهِ : منہ سے تھوک پھینکنا، تھتکارنا، پھونکنا۔ يُفْقَدْ: مجہول (ض) فُقْدَانًا : گم ہونا، یہاں مرنا مُراد ہے۔

(٤) وَمَا يَدْرِي جُرَيَّةُ أَنَّ نَبْلِي　　يَكُونُ جَفِيرَهَا الْبَطَلُ النَّجِيدُ

اور جُریہ کو معلوم نہیں تھا کہ میرے تیر کا ترکش قوی بہادر آدمی ہوتا ہے۔ (چنانچہ وہ میرے تیر کا ترکش بن گیا)۔

جَفِير: ترکش ۔ النَّجِيد: ذُو النَّجْدَة : قوت والا۔ البَطَلُ : بہادر

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ زُهَيْرٍ

تعارف : ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ حذیفہ بن بدر جنگ سے بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھ حمل بن بدر بھی تھا، دونوں بھاگتے بھاگتے گرمی کی شدت کی وجہ سے ایک جھیل "جفر المباءة" میں جا پڑے۔ دشمن کو اُن کا پتہ چلا، وہ اُن کے پیچھے ہو لئے اور جھیل پر پہنچ کر حذیفہ اور حمل بن بدر دونوں کو قتل کر ڈالا۔ شاعر حمل بن بدر پر مرثیہ خواں ہے۔

(۱) تَعَلَّمْ أَنَّ خَيْرَ النَّاسِ مَيْتٌ ۔۔۔ عَلَى جَفْرِ الْهَبَاءَةِ لَا يَرِيْمُ

اے مخاطب! جان لے۔ بہترین آدمی جھیل "جفر الہباءة" پر مرا ہوا ہے کہ وہ اب (وہاں سے) علیحدہ نہیں ہو سکتا۔

لَا يَرِيْمُ : رَامَ (ض) رَيْمًا : دور ہونا، علیحدہ ہونا، ہمیشہ ہونا۔ کہتے ہیں: مَا رَامَ يَفْعَلُ كَذَا : وہ ہمیشہ ایسا کرتا رہا۔

(۲) وَلَوْلَا ظُلْمُهُ مَازِلْتُ أَبْكِي ۔۔۔ عَلَيْهِ الدَّهْرَ مَا طَلَعَ النُّجُوْمُ

اور اگر اس کا (حمل بن بدر کا) ظلم نہ ہوتا تو میں ہمیشہ اُس پر روتا جب تک ستارے طلوع ہوتے۔

"الدَّهْرَ" ظرف ہے "مَا طَلَعَ" "الدهر" سے بدل ہے۔

(۳) وَلٰكِنَّ الْفَتٰى حَمَلَ بْنَ بَدْرٍ ۔۔۔ بَغٰى وَالْبَغْيُ مَرْتَعُهُ وَخِيْمُ

مگر جوان حمل بن بدر نے سرکشی کی اور سرکشی کی چراگاہ "ناموافق" ہے (کیونکہ حمل بن بدر نے اِس سے قبل مالک بن زہیر کو قتل کیا تھا)

وَخِيْم : بوجھل، ناموافق، جمع : وِخَام۔ وَخُمَ (ك) وَخَامَةً : مضر صحت یا ناقابلِ ہضم ہونا۔

(۴) أَظُنُّ الْحِلْمَ دَلَّ عَلَيَّ قَوْمِيْ ۔۔۔ وَقَدْ يُسْتَجْهَلُ الرَّجُلُ الْحَلِيْمُ

میرا خیال ہے کہ میری بُردباری نے میری قوم کو مجھ پر (ظلم کرنے کی راہ) بتلائی ہے اور کبھی بردبار آدمی بھی جاہل بن جاتا ہے۔

(۵) وَمَارَسْتُ الرِّجَالَ وَمَارَسُوْنِيْ ۔۔۔ فَمُعْوَجٌّ عَلَيَّ وَمُسْتَقِيْمُ

اور میں نے لوگوں کو آزمایا اور لوگوں نے مجھے آزمایا اور پھر بعض میرے ساتھ ٹیڑھے تھے اور بعض سیدھے۔

مَارَسْتُ : مُمَارَسَۃٌ: مشق کرنا، مسلسل کرنا۔ آزمانا۔ مَرَسَ (ن) مَرْسًا: پانی میں بھگونا۔ مُعْوَجٌ : بروزن: مُحْمَرٌّ: ٹیڑھا۔

وَقَالَ مُسَاوِرُ بْنُ هِنْدٍ

تعارف : یہ عَبْسی سَلامی شاعر ہے، اس کی کنیت "ابوالصمعاء" ہے، ایک شخص نے بنو جذیمہ سے دشمنی کر کے بنو سلامہ کے ہاں پناہ لی۔ شاعر نے اس کو گرفتار کر کے بنو جذیمہ کے حوالے کیا، اُس کا خیال تھا کہ وہ اس کو معاف کر دیں گے۔ لیکن بنو جذیمہ نے اس کو قتل کر ڈالا، شاعر اس پر ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے:۔۔۔۔۔

(۱) سَائِلْ تَمِیْمًا هَلْ وَفَیْتُ فَإِنَّنِیْ　　أَعْدَدْتُ مَكْرُمَتِیْ لِیَوْمِ سِبَابِ

اے مخاطب! بنو تمیم سے پوچھ کہ کیا میں نے اپنا وعدہ پورا کیا کیونکہ میں نے اپنی عزت گالی گلوچ کے دن کے لئے تیار کر رکھی ہے (کہ سب لوگوں پر گالیاں پڑیں گی لیکن میں بچا رہوں گا۔)

مَكْرُمَۃٌ : عزت۔ سِبَابٌ : گالی۔

(۲) وَأَخَذْتُ جَارَ بَنِیْ سَلَامَۃَ عَنْوَۃً　　فَدَفَعْتُ رِبْقَتَهٗ إِلٰی عَتَّابِ

اور میں نے بنو سلامۃ کے پڑوسی کو زبردستی پکڑ لیا اور اس کی رسی عتاب کو دے دی،

عَنْوَۃً : مصدر : زبردستی۔ عَنَا (ن) عَنْوَۃً : زبردستی لینا۔ رِبْقَۃٌ : رسی، رسی کا پھندا، جمع : رِبَقٌ۔ رِبَاقٌ۔

(۳) وَجَلَبْتُهٗ مِنْ أَهْلِ أُبْضَۃَ طَائِعًا　　حَتّٰی تَحَكَّمَ فِیْهِ أَهْلُ إِرَابِ

اور میں نے اس (پڑوسی) کو اھل ابضہ سے اپنی مرضی کے ساتھ کھینچ لیا تاکہ اس کے بارے میں اھل اراب فیصلہ کر سکیں۔ (مقصد یہ ہے کہ میں نے اپنی خوشی کے ساتھ بغیر کسی دباؤ کے اس کو گرفتار کر عتاب کے حوالے کیا۔)

جَلَبْتُهٗ : میں نے اُس کو کھینچا۔ أُبْضَۃُ : اسم ماء لِطَیِّئٍ۔ إِرَابٌ : مَاءٌ لِبَنِیْ عنبر۔ طَائِعًا : فرمانبردار، کسی کی زبردستی کے بغیر اپنی مرضی اور خوشی کے ساتھ کام کرنے والا۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ "فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا، قَالَتَا أَتَیْنَا طَائِعِیْنَ" تَحَكَّمَ : حکم جاری کرنا، فیصلہ کرنا۔

«طَائِعًا» «جَلَبْتُه» کی ضمیر متکلم سے حال ہے۔

(۴) قَتَلُوا ابْنَ أُخْتِهِمْ وَجَارَ بُيُوتِهِمْ ۔۔۔ مِنْ حَيْنِهِمْ وَسَفَاهَةِ الْأَلْبَابِ

انہوں نے اپنے بھانجے اور پڑوسی کو قتل کیا اپنی تباہی اور بے وقوفی کی وجہ سے۔

حَيْنَ : ہلاکت، حَانَ (ض) حَيْنًا : ہلاک ہونا۔ سَفَاهَةِ الْأَلْبَابِ : عقلوں کی حماقت۔

(۵) غَدَرَتْ جَذِيمَةُ غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ ۔۔۔ أَبَدًا لِأُولِفَ غَدْرَةً أَثْوَابِي

جذیمہ نے دھوکہ کیا (کہ اس پڑوسی کو مار ڈالا) لیکن میں ایسا نہیں ہوں کہ غداری کے ساتھ اپنے کپڑوں (نفس) کو مانوس بناؤں (یعنی غداری اور اس قسم کی رذیل حرکت میری عادت نہیں ہے۔)

لِأُولِفَ : إِيلَافًا : مانوس بنانا۔ أَلِفَ (س) أَلْفًا : مانوس ہونا۔ «أثواب» سے بطور کنایہ نفس مراد ہے۔

(۶) وَإِذَا فَعَلْتُمْ ذَالِكُمْ لَمْ تَتْرُكُوا ۔۔۔ أَحَدًا يَذُبُّ لَكُمْ عَنِ الْأَحْسَابِ

(اے جذیمہ!) جب تم ایسا کرو گے (یعنی عہد شکنی کرو گے) تو کسی کو ایسا نہیں چھوڑو گے کہ وہ تمہاری شرافتوں (اور حسب) کا دفاع کرے (یعنی اگر غداری کرو گے تو پھر تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔)

يَذُبَّ : (ن) ذَبًّا : دفاع کرنا۔ ہٹانا۔ الْأَحْسَاب : مفرده : حَسَبٌ۔

وَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ السُّلَمِيُّ

یہ مخضرمی شاعر ہے، اس کا بھائی ھریم بن مرداس عامر خزاعی کے پڑوس میں اس کے زیر حفاظت رہتا تھا کہ عامر کے قبیلے کے ایک شخص خویلد نے اس کو قتل کر دیا، شاعر ان اشعار میں عامر کو قصاص پر برانگیختہ کر رہا ہے:

(۱) أَبْلِغْ أَبَا سَلْمَى رَسُولًا يَرُوعُهُ ۔۔۔ وَلَوْ حَلَّ ذَا سِدْرٍ وَأَهْلِي بِعَسْجَلِ

ابو سلمی کو ایسا پیغام پہنچا دو جو اس کو ڈرا دے اگرچہ وہ ذی سدر مقام میں اور میرا اہل خانہ عسجل میں ہیں (یعنی ہمارے درمیان کافی فاصلہ ہے۔)

يَرُوعُه : (ن) رَوْعًا : ڈرانا۔ رَسُول : بمعنی رسالہ ہے۔

(۲) رَسُوْلَ امْرِءٍ يُهْدِیْ اِلَيْكَ رِسَالَةً ۔۔۔ فَاِنْ مَعْشَرٌ جَادُوْا بِعِرْضِكَ فَابْخَلِ

ایسے آدمی کا پیغام جو تجھے یہ پیام دیتا ہے کہ اگر قبیلہ تیری عزت کے ساتھ سخاوت کرے (یعنی تیری عزت ختم کرنا چاہے کہ قصاص کے عوض دیت دے) تو تُو بخل کر۔ (یعنی تو انکار کر۔)

«رسول» پہلے شعر میں «رَسُوْلًا» سے بدل ہے۔

(۳) وَاِنْ بَوَّءُوْكَ مَبْرَكًا غَيْرَ طَائِلٍ ۔۔۔ غَلِيْظًا فَلَا تَنْزِلْ بِهٖ وَتَحَوَّلِ

اور اگر وہ تمہیں اُس جگہ ٹھکانہ دے جو غیر مفید اور سخت ہو تو تو وہاں نہ اُتر، اور وہاں سے پھر جا (یعنے قصاص سے اعراض کر اور دیت کو قبول نہ کر)

بَوَّءُوْكَ : بَوَّأَهٗ ۔ تَبْوِئَةً : ٹھکانہ دینا۔ مَبْرَكًا : اُونٹ کو بٹھانے کی جگہ۔

غیر طائل : غیر مفید۔

(٤) وَلَا تَطْمَعَنْ مَا يَعْلِفُوْنَكَ اِنَّهُمْ ۔۔۔ اَتَوْكَ عَلٰى قُرْبَاهُمْ بِالْمُثَمَّلِ

اور تو طمع نہ کر اس میں جو وہ تجھے چارہ دے رہے ہیں (یعنی دیت کا مشورہ) کیونکہ وہ باوجود رشتہ داری کے تجھ کو زہر ہلاہل (مہلک زہر) دے رہے ہیں (یعنی جو لوگ آپ کو دیت قبول کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں ان کی بات آپ کے لئے مضر اور نقصان دہ ہے۔)

يَعْلِفُوْنَ : (ض) عَلْفًا : چارہ کھلانا۔ مُثَمَّل : زہر قاتل۔

(٥) اَبَعْدَ الْاِزَارِ مُجْسَدًا لَكَ شَاهِدًا ۔۔۔ اُتِيْتَ بِهٖ فِي الدَّارِ لَمْ يَتَزَيَّلِ

کیا بعد اُس تہہ بند کے جو زعفران میں رنگا ہوا (سُرخ اور) تیرا گواہ ہے جو تیرے پاس گھر میں لایا گیا اور ابھی تک (خون اُس سے) زائل نہیں ہوا (یعنی اس کے بعد بھی تو دیت قبول کرے گا۔)

مُجْسَدًا : المصبوغ بالجساد وهو الزعفران : زعفران میں رنگا ہوا یعنی سُرخ۔

«مُجْسَدًا» «الإزار» سے حال ہے۔ «شَاهِدًا» «مُجْسَدًا» کے لئے صفت اُولیٰ اور «اُتِيْتَ بِهٖ» صفت ثانیہ ہے۔

(٦) اَرَاكَ اِذَا قَدْ صِرْتَ لِلْقَوْمِ نَاضِحًا ۔۔۔ يُقَالُ لَهٗ بِالْغَرْبِ اَدْبِرْ وَاَقْبِلِ

مَیں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو قوم کے لئے پانی لانے والا اُونٹ بن گیا جس سے کہا جاتا ہے

کہ ڈول کو پیچھے لاؤ یا آگے لاؤ (یعنی اگر ان تمام باتوں کے باوجود تو نے دیت قبول کی تو میری نظر میں تو آب بردار شتر کی مانند ذلیل وخوار ہوگا۔)

نَاضِحًا : وہ اُونٹ جس پر پانی سیراب کرنے کے لئے لایا جائے جمع : نَوَاضِح۔ نَضَحَ (ض ن) نَضْحًا : پانی چھڑکنا۔ الغَرْب : بچھم ، بڑا ڈول ، جمع : غُرُوْب۔ أَدْبِرْ : پیچھے ہوجاؤ۔ أَدْبِرْ بِالْغَرْب : ڈول کو پیچھے لاؤ۔ أَقْبِلْ : آگے ہوجاؤ۔ «بالغرب» «أَدْبِرْ» «أَقْبِلْ» سے متعلق ہے۔

(۷) فَخُذْ مَا فَلَيْسَتْ لِلْعَزِيْزِ بِخُطَّةٍ وَفِيْهَا مَقَالٌ لِامْرِئٍ مُتَذَلِّلِ

(لیکن اگر دیت لینے کا بہرکیف ارادہ ہے) تو لے لو لیکن شریف آدمی کی یہ خصلت نہیں ہوتی اور پھر اس میں ذلیل آدمی کے لئے گفتگو کی گنجائش ہوگی (یعنی ذلیل بھی اس صورت میں طعنہ دے سکتا ہے اس لئے قصاص لینا چاہیئے۔)

خُطَّة : عادت ، کام ، جمع : خُطَط۔ مُتَذَلِّل : ذلیل

وقَالَ أيضًا

(۱) أَتَشْحَذُ أَرْمَاحًا بِأَيْدِي عَدُوِّنَا وَتَتْرُكُ أَرْمَاحًا بِهِنَّ نُكَابِدُ

کیا تو ان نیزوں کو تیز کر رہا ہے جو ہمارے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہیں اور اُن کو چھوڑتا ہے جن کے ذریعے ہم مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔

تَشْحَذُ : (ف) شَحْذًا : تیز کرنا۔ نُكَابِدُ : مُكَابَدَةً ، كِبَادًا : مشقتیں برداشت کرنا۔ «بِهِنَّ نُكَابِد» «أَرْمَاحًا» کی صفت ہے۔

(۲) عَلَيْكَ بِجَارِ الْقَوْمِ عَبْدِ بْنِ جَبْتَرٍ فَلَا تَرْشُدَنْ إِلَّا وَجَارُكَ رَاشِدُ

قوم کے پڑوسی عبد بن جبتر (کی حمایت) کو لازم پکڑ ، اس لئے کہ تو (اس وقت) راہ یافتہ ہوگا جب تیرا پڑوسی راہ یافتہ ہوگا۔

«عليك» اسم فعل بمعنے «خُذْ» ہے «بِجَارِ القوم» اس کے متعلق ہے۔

(۳) فَإِنْ غَضِبَتْ فِيْهَا حَبِيْبُ بْنُ جَبْتَرٍ فَخُذْ خُطَّةً تَرْضَى الشَّرِيْفَ بِهَا الأَبَاعِدُ

اور اگر اس حمایت میں حبیب بن جبتر غصہ ہو تو (اُن کی پرواہ نہ کر اور) ایسی خصلت اختیار کر، جس میں دور کے لوگ خوش ہوں۔ (یعنی اگر عبد بن جبتر کی حمایت کی وجہ

سے حبیب بن حبتر ناراض ہوتا ہو تو ہونے دو تاکہ دوسرے لوگ تجھے اچھا کہیں کہ .
اپنی قوم کے پڑوسی کی حفاظت میں کسی کی پرواہ نہ کی)
(حبیب بن حَبْتَر) قبیلہ ہے اس وجہ سے (غَضِبَتْ) فعل مؤنث لائے ہیں۔

(۴) إِذَا طَالَتِ النَّجْوٰى بِغَيْرِ أُولِي النُّهٰى ۔۔۔ أَضَاعَتْ وَأَصْغَتْ خَدَّ مَنْ هُوَ فَارِدُ

جب احمقوں کے ساتھ مشورہ طویل ہو جائے تو وہ مشورہ لینے والے کو ضائع کر دیتا ہے اور جھکا دیتا ہے اس شخص کے گال کو جو منفرد ہو (یعنی اگر عقلمندوں سے الگ ہو کر احمقوں کے ساتھ مشورہ کیا جائے تو وہ مشورہ مُستشیر کو ضائع کر دیتا ہے کہ اس مشورہ پر عمل کرنے کے بعد ندامت کی وجہ سے وہ اس کو ذلیل اور جھکا دیتا ہے۔)

اَلنَّجْوٰى : سرگوشی، مشورہ ۔ النُّهٰى : مفردہ : نُهْيَةٌ : عقل، أُولِي النُّهٰى : عقلمند ۔ بغیر أُولِي النُّهٰى : احمق ۔ أَصْغَتْ : إِصْغَاءٌ : مائل کرنا، کان لگانا ۔ صَغِيَ (س) صَغًى : مائل ہونا ۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : «وَلِتَصْغٰى إِلَيْهِ أَفْئِدَةُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا» خَدّ : رخسار ۔ فَارِدٌ : منفرد ۔ فرد (ن) فَرْدًا : اکیلا ہونا ۔ منفرد ہونا

(۵) فَحَارِبْ فَإِنْ مَوْلَاكَ حَارَدَ نَصْرُهُ ۔۔۔ فَفِي السَّيْفِ مَوْلًى نَصْرُهُ لَا يُحَارِدُ

چنانچہ (ہمسایہ کی حفاظت میں دشمنوں کے ساتھ) تو لڑ، سو اگر تیرے چچازاد بھائی یا حلیف کی مدد کمزور ہو جائے تو تلوار میں ایسا مولیٰ (چچازاد بھائی یا حلیف) ہے کہ اس کی مدد منقطع نہیں ہوتی ۔ (یعنی اگر تیرا کوئی مددگار نہیں تو قوتِ شمشیر بہترین مددگار ہے)

حَارَدَ : حَارَدَتِ الْإِبِلُ ۔ مُحَارَدَةٌ : اُونٹنی کا دودھ ختم ہونا یا کم ہونا ۔ حَارَدَ نَصْرُهُ : مدد کمزور ہو گئی، ختم ہو گئی ۔ مَوْلًى : چچازاد بھائی، حلیف ۔

وَقَالَ أَيْضًا وَهِيَ مِنَ الْمُنْصِفَاتِ

یہ اشعار منصفات یعنی ان اشعار میں سے ہیں جو اصل واقعہ کی صحیح عکاسی کرتے ہیں جن میں صرف شاعر کی قوم کی شیخی نہیں بگھاری گئی جو عام عرب شاعروں کا دستور ہے ۔ ان کی حکایت یہ ہے کہ قبیلہ بنو سلیم کی سب شاخیں جمع ہو گئیں اور سب نے مل کر عمرو بن معدیکرب کی قوم بنو زبید پر غارت گری کی ۔ سلیمی شاعر کہتا ہے :—

(۱) فَلَمْ أَرَ مِثْلَ الْحَيِّ حَيًّا مُصَبَّحًا ۔۔۔ وَلَا مِثْلَنَا يَوْمَ الْتَقَيْنَا فَوَارِسَا

میں نے اس قبیلہ کیطرح کوئی دوسرا قبیلہ نہیں دیکھا جو صبح کے وقت لوٹا یا گیا اور نہ مُدبیٹر کے دن اپنے قبیلہ کے مانند شہسوار دیکھے۔ (یعنی میں نے بنو زبید اور اپنے قبیلہ کی طرح کوئی بہادر قبیلہ نہیں دیکھا)

مُصَبَّحًا: اسم مفعول: وہ قبیلہ جس کو صبح کے وقت لوٹا جائے۔ صَبَّحَهٗ۔ تَصْبِیحًا: صبح کے وقت لُوٹنا۔ «مِثْلَ الحَیِّ» «لَمْ أَرَ» کے لئے مفعول ہے «حَیًّا مُصَبَّحًا» «مثلَ الحَیِّ» کے لئے تمیز ہے۔

(۲) أَکَرَّ وَأَحْمٰی لِلْحَقِیْقَةِ مِنْهُمُ ۔۔۔ وَأَضْرَبَ مِنَّا بِالسُّیُوْفِ الْقَوَانِسَا

جو اُن سے زیادہ حملہ آور اور لاج کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہو اور ہم سے زیادہ خود کے بالائی حصّوں کو تلواروں کے ساتھ مارنے والا ہو۔ (یہ شعر "لف نشر مُرتّب" کے طور پر ہے: مطلب یہ ہے کہ بنو زبید سے زیادہ حملہ آور کو اور اپنی قوم سے زیادہ جنگجو کو میں نے نہیں دیکھا۔)

أَکَرَّ: تفضیل: زیادہ حملہ کرنے والا۔ أَحْمٰی: زیادہ حفاظت کرنے والا۔ الحَقِیْقَة: واجبُ الحفاظت چیز۔ القَوَانِس: مفرده: قَوْنَس: سر کا بالائی حصہ، خود کی چوٹی، گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان اُبھری ہوئی ہڈی۔ أَکَرَّ: پہلے شعر میں «لَمْ أَرَ» کے لئے مفعول بہ ثانی ہے، «أَضْرَبَ» کا عطف «أَکَرَّ» پر ہے۔

(۳) إِذَا مَا شَدَدْنَا شَدَّةً نَصَبُوْا لَنَا ۔۔۔ صُدُوْرَ الْمَذَاکِی وَالرِّمَاحَ الْمَدَاعِسَا

جب ہم اُن پر حملہ کرتے تھے تو وہ ہمارے سامنے عمدہ گھوڑوں کے سینے اور ٹھوس نیزے کھڑے کر دیتے تھے۔

المَذَاکِی: مفرده: مُذَکٍّ: وہ گھوڑا جو عمر اور قوت کے اعتبار سے کامل ہو۔ المَدَاعِسَا: مفرده: مِدْعَس: ٹھوس، نیزه۔ ماده (دع س) شَدَدْنَا: (ن) شَدَّة: حملہ کرنا۔ نَصَبُوْا: (ن ض) نَصْبًا: کھڑا کرنا۔

(٤) إِذَا الخَیْلُ جَالَتْ عَنْ صَرِیْعٍ نَکُرُّهَا ۔۔۔ عَلَیْهِمْ فَمَا یَرْجِعْنَ إِلَّا عَوَابِسَا

جب کسی پچھاڑے ہوئے انسان سے وہ گھوڑے کنارہ کشی کرتے تو ہم اُن گھوڑوں کو ان پر لوٹاتے سو وہ نہیں لوٹتے تھے مگر ترش رُو ہو کر (اور ناراضگی کے ساتھ

یعنی مردہ لاشوں پر ہم اپنے گھوڑے دوڑاتے تھے)

جَالَتْ : (ن) جَوَلَانًا : چکر لگانا۔ جَالَ عنہ : کنارہ کشی کرنا، اعراض کرنا۔ صَرِیْعٌ : بمعنی : مَصْرُوْع : پچھاڑا ہوا۔ عَوَابِسٌ : مفردہ : عَابِسٌ : ترش رُو۔ «علیھم» کی ضمیر «صریع» کی طرف عائد ہے «صریع» بروزن فعیل میں مفرد جمع برابر ہیں۔

وَقَالَ عَبْدُ الشَّارِق

یہ شاعر جاہلی ہے، قبیلہ جہینہ سے تعلق رکھتا ہے۔ قبیلہ آلِ بہثہ سے اپنی جنگ کا ذکر کر رہا ہے۔ یہ اشعار بھی منصفات میں شمار کئے گئے ہیں :—

(۱) أَلَا حُيِّيْتِ عَنَّا يَا رُدَيْنَا ... نُحَيِّيْهَا وَإِنْ كَرُمَتْ عَلَيْنَا

اے رُدینہ! ہماری جانب سے تم کو سلام ہم اس کو الوداعی سلام کہہ رہے ہیں اگرچہ وہ سلام (فراق کی وجہ سے) ہمارے لئے دشوار ہے۔

حُيِّيْتِ : ماضی مجہول، حَیَّاہُ : سلام کرنا، یہاں الوداعی سلام مُراد ہے۔ کَرُمَتْ علینا : کَرُمَ عَلَیْہِ : دشوار ہونا۔

(۲) رُدَيْنَةُ لَوْ رَأَيْتِ غَدَاةَ جِئْنَا ... عَلَى أَضْمَاتِنَا وَقَدِ اخْتَوَيْنَا

اے رُدینہ! اگر تو وہ صبح دیکھتی جب ہم کینوں کو لے کر (غضب ناک ہو کر) آئے حالانکہ ہم خالی شکم (اور چست) تھے۔

أَضْمَات : مفردہ : أَضَمٌ : کینہ، حسد، غصہ۔ اخْتَوَيْنَا : اختِوَاءٌ : عقل چلی جانا۔ اخْتَوٰی مَا عِنْدَہٗ : سب لے لینا۔ اختوی الرَّجُلُ : اذا کان خاوِی البَطْنِ : خالی پیٹ ہونا، یہاں یہی معنی مُراد ہیں۔ خَوَی (ض) خَوَاءٌ : خالی ہونا عرب میدان جنگ میں عام طور سے خالی پیٹ جاتے تھے ایک تو اس وجہ سے کہ انھیں خوف ہوتا کہ اگر کچھ کھا کر جائیں گے تو نیزہ تلوار وغیرہ کے وار سے کہیں پیٹ سے کچھ نکل نہ پائے، دوسرے شکم سیری کی حالت میں طبیعت بوجھل رہتی ہے۔

(۳) فَأَرْسَلْنَا أَبَا عَمْرٍو رَبِيْئًا ... فَقَالَ أَلَا انْعَمُوْا بِالْقَوْمِ عَيْنًا

چنانچہ ہم نے ابُو عمرو کو جاسوس بنا کر بھیجا تو اس نے (لوٹ کر) کہا: سُنو خوش کرو، اس قوم (دشمن) کے ساتھ آنکھوں کو (کہ وہ سامانِ حرب نہیں رکھتے ہیں)

رَبِيئًا : دیدبان، جاسوس، جمع : رَبَايَا۔ مادہ (ر ب ء)

(٤) وَدَسُّوا فَارِسًا مِنهُمْ عِشَاءً فَلَمْ نَغْدِرْ بِفَارِسِهِمْ لَدَيْنَا

انھوں نے بھی اپنے میں سے ایک شہسوار کو عشاء کے وقت چھپایا (اور خفیہ طور پر جاسوسی کے لئے ہماری طرف بھیجا) سو ہم نے اس شہسوار کو دھوکہ نہیں دیا (یعنی ہم اس کی آمد پر مطلع ہو گئے تھے کہ دشمن کا جاسوس آیا ہے لیکن ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔)

دَسُّوا : (ن) دَسًّا : چھپانا، دھنسانا۔ قالَ اللهُ تعالیٰ «وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا»

(٥) فَجَاءُوا عَارِضًا بَرِدًا وَجِئْنَا كَمِثْلِ السَّيْلِ نَرْكَبُ وَازِعِينَا

چنانچہ وہ اولے برسانے والے بادل بن کر آئے اور ہم سیلاب کی طرح آئے اور ہم (جنگی نقطہ نظر سے) لشکر کی صف بندی کرنے والے تھے۔

عَارِض : بادل۔ بَرِد : بَرَد یعنی اولے والا۔ عارِضًا بَرِدًا : السَّحَابُ الَّذِیْ يُمْطِرُ الْبَرَدَ : اولے برسانے والا بادل۔ وَازِعِينَا : وَازِع کا تثنیہ، لشکر کو ترتیب دینے والا، صف بندی کرنے والا۔ وَزَعَ الْجَيْشَ (ف) وَزْعًا : ترتیب سے صفوں میں رکھنا۔ «عارِضًا بَرِدًا» «جاءُوا» کی ضمیر سے حال ہے۔ «نَرْكَبُ» «جِئْنَا» کی ضمیر سے حال ہے۔ «وازعینا» دونوں سے حال ہے۔

(٦) فَنَادَوْا يَالَ بُهْثَةَ إِذْ رَأَوْنَا فَقُلْنَا أَحْسِنِي مَلَأً جُهَيْنَا

جب انھوں نے ہم کو دیکھا تو آواز دی اے آل بہثہ (ہماری مدد کرو) اور ہم نے کہا اے جہینہ! اپنے اخلاق درست کرو۔

يَالَ بُهْثَة : اصل میں «یاآل بهثه» تھا، ہمزہ کو تخفیفاً حذف کر دیا۔ مَلَأً : جماعت۔ «اشراف قوم» عادات و اخلاق، کہتے ہیں۔ مَا أَحْسَنَ مَلَأَ فلان : فلاں کی عادات کس قدر اچھی ہیں۔ «جُهَيْنَا» حرف نداء محذوف ہے۔ أَیْ «یا جُهَینة» «ۃ» کو ترخیماً حذف کر دیا گیا۔

(٧) سَمِعْنَا دَعْوَةً عَنْ ظَهْرِ غَيْبٍ فَجُلْنَا جَوْلَةً ثُمَّ ارْعَوَيْنَا

ہم نے پیچھے سے ایک غیبی آواز سنی (جنگ کی طرف بلانے کی) تو ہم نے (آگے بڑھ کر) ایک چکر لگایا اور (کامیاب حملہ کے بعد) واپس لوٹے۔

ارْعَوَيْنَا : اِرْعَوَى۔ ارْعِوَاءً : رکنا، باز رہنا، رجوع کرنا، یہ مزید فیہ کے شاذ ابواب میں سے ہے۔ رَعَا (ن) رَعْوًا : رکنا، باز رہنا۔

(۸) فَلَمَّا أَنْ تَوَاقَفْنَا قَلِيلًا أَنَخْنَا لِلْكَلَاكِلِ فَارْتَمَيْنَا

چنانچہ جب ہم تھوڑے سے قریب آگئے تو ہم نے اُونٹوں کو سینوں کے بل بٹھایا اور تیر اندازی کرنے لگے۔

تَوَاقَفْنَا: تواقف القومُ فی الحرب: قریب ہونا۔ ایک دوسرے کے مقابل کھڑا ہونا۔ أَنَخْنَا: إِنَاخَةٌ: بٹھانا۔ كَلَاكِلُ: سینے، مفرد، جمع: كَلْكَلٌ ارْتَمَيْنَا: از افتعال: تیر مارنا «قَلِيلًا» سے یا تو «زَمَانًا قَلِيلًا» مُراد ہے، اس صورت میں ظرف ہوگا یا «تَوَاقُفًا قَلِيلًا» مُراد ہے۔ اس صورت میں مصدر محذوف کی صفت ہے۔ «للكلاكل» میں لام «على» کے معنی میں ہے۔ كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: وَيَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ أَيْ عَلَى الْأَذْقَانِ۔

(۹) فَلَمَّا لَمْ نَدَعْ قَوْسًا وَسَهْمًا مَشَيْنَا نَحْوَهُمْ وَمَشَوْا إِلَيْنَا

سو جب ہم نے کوئی تیر اور کمان باقی نہ چھوڑا تو (اب دست بدست جنگ کے لئے) ہم اُن کی جانب چلے اور وہ ہماری جانب چلے۔

(۱۰) تَلَأْلُؤَ مُزْنَةٍ بَرَقَتْ لِأُخْرٰى إِذَا حَجَلُوْا بِأَسْيَافٍ رَدَيْنَا

اس بادل کے چمکنے کی طرح جو دوسرے بادل کی وجہ سے چمکنے لگا ہو جب وہ لوگ تلواریں لے کر آہستہ آہستہ آنے لگے تو ہم ان کی جانب تیزی سے بڑھنے لگے۔

مُزْنَةٌ: بادل، جمع: مُزْنٌ۔ حَجَلُوْا (ن ض) حَجَلَانًا: آہستہ چلنا۔ رَدَيْنَا: (ض) رَدْيًا، رَدَيَانًا: تیز چلنا۔ «رَدَيْنَا» «إِذَا حَجَلُوْا» کے لئے جوابِ شرط ہے۔

(۱۱) شَدَدْنَا شَدَّةً فَقَتَلْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثَةَ فِتْيَةٍ وَقَتَلْتُ قَيْنًا

ہم نے ان پر سخت حملہ کیا چنانچہ میں نے اُن کے تین نوجوان اور ایک کاریگر یا ایک شخص مسمّیٰ "قین" کو قتل کیا۔

قَيْنٌ: لوہار، ہر کاریگر، جمع: أَقْيَانٌ، غلام، جمع: قِيَانٌ۔

(۱۲) وَشَدُّوْا شَدَّةً أُخْرٰى فَجَرُّوْا بِأَرْجُلِ مِثْلِهِمْ وَرَمَوْا جُوَيْنَا

انھوں نے دوبارہ حملہ کیا تو کھینچا اپنی مثل ٹانگوں کو (یعنی انھوں نے بھی تین آدمی ہم سے قتل کئے اور میدان جنگ میں ٹانگوں سے اُنھیں گھسیٹا) اور جوین کو تیر مارا (جوین شاعر کا بھائی تھا)

فَجَرُّوا : (ن) جَرًّا : کھینچنا۔

(۱۳) وَكَانَ أَخِي جُوَيْنٌ ذَا حِفَاظٍ ... وَكَانَ الْقَتْلُ لِلْفِتْيَانِ زَيْنًا

میرا بھائی جوین محافظ تھا اور (کوئی بات نہیں) قتل تو نوجوانوں کی زینت ہے۔

(۱۴) فَآبُوا بِالرِّمَاحِ مُكَسَّرَاتٍ ... وَأُبْنَا بِالسُّيُوفِ قَدِ انْحَنَيْنَا

سو وہ ٹوٹے ہوئے نیزے لے کر لوٹے اور ہم مڑی ہوئی کج تلواریں لے کر لوٹے یعنی خوب گھمسان کا رن پڑا۔

انْحَنَيْنَا : صیغہ جمع مؤنث غائب ماضی، الف اشباع کا ہے۔ انحِنَاءٌ: (انفعال) مڑنا، مائل ہونا۔ حنی (ض) حَنْيًا، حِنَايَةً : موڑنا، مائل کرنا۔

«انحنینا» «السُّیُوف» سے حال ہے۔

(۱۵) فَبَاتُوا بِالصَّعِيدِ لَهُمْ أُحَاحٌ ... وَلَوْ خَفَّتْ لَنَا الْكَلْمَى سَرَيْنَا

انھوں نے مقام صعید میں رات گذاری کہ وہ پیاسے تھے اور اگر ہمارے زخمیوں کو تخفیف ہوتی تو ہم رات ہی کو چلتے (لیکن چونکہ ہمارے ساتھی بھی سخت زخمی تھے اس وجہ سے ہم رات کو گھر نہ آسکے۔)

أُحَاحٌ : پیاس۔ سَرَيْنَا : (ض) سَرًى۔ چلنا۔ بَاتُوا : (ض) بَيْتُوتَةً: رات گذارنا۔ الكَلْمَى : زخمی، مفرد: كَلِيمٌ۔

وَقَالَ بِشْرُ بْنُ أُبَيِّ بْنِ حِمَامٍ

بنو زہیر اور بنو فزارہ میں گھڑدوڑ کا مقابلہ ہوا، جس میں بنو زہیر شکست کھا گئے تھے، مذکورہ اشعار میں اسی کا تذکرہ ہے:——

(۱) إِنَّ الرِّبَاطَ النُّكْدَ مِنْ آلِ دَاحِسٍ ... أَبَيْنَ فَمَا يُفْلِحْنَ يَوْمَ رِهَانٍ

آل داحس کے منحوس گھوڑوں نے (آگے بڑھنے سے) انکار کیا، چنانچہ وہ گھڑدوڑ کے دن کامیاب نہ ہوئے (داحس گھوڑوں کا مشہور سانڈ تھا جس کی نسل بہادری میں مشہور تھی۔)

الرِّبَاطُ : اصل میں باب مفاعلہ کا مصدر ہے، مفرد و جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے یہاں اس سے «خیل مربوطة» یعنی باندھے ہوئے گھوڑے مراد ہیں۔ بعضوں نے کہا

کہ پانچ یا اس سے زائد گھوڑوں پر "رباط" کا اطلاق ہوتا ہے۔

اَلنُّکُد : منحوس، مفرد : أَنْکَد۔ الرِّبَاطُ النُّکُد : منحوس گھوڑے۔ أَبَيْنَ : اُن گھوڑوں نے انکار کیا۔ رِهَـان : مصدر از مفاعلہ، گھڑدوڑ کا مقابلہ۔ رَاهَـنَهٗ۔ رِهَانًا : گھوڑے دوڑانے کے لئے شرط لگانا۔ یَوْمُ رِهَان : گھڑدوڑ کے مقابلہ کا دن

(۲) جَلَبْنَ بِإِذْنِ اللهِ مَقْتَلَ مَالِكٍ　　وَطَرَّحْنَ قَيْسًا مِنْ وَّرَاءِ عُمَانِ

اُن گھوڑوں نے اللہ کے حکم سے مالک بن زہیر کے قتل کو کھینچا (یعنی اس کے قتل کا سبب بنے) اور اُن گھوڑوں نے قیس بن زہیر کو شہر عمان سے پرے پھینک دیا (اس مقابلہ میں مالک مارا گیا تھا اور قیس جلاوطن ہوا تھا۔)

جَلَبْنَ : (ض ن) جَلْبًا۔ کھینچنا۔ طَرَّحْنَ : تَطْرِیحًا و طَرَح (ف) طَرْحًا : پھینکنا

مَقْتَل : مصدر میمی بمعنی قتل

(۳) لُطِمْنَ عَلٰی ذَاتِ الْإِصَادِ وَجَمْعُكُمْ　　يَرَوْنَ الْأَذٰى مِنْ ذِلَّةٍ وَّهَوَانِ

ان گھوڑوں کو "ذات الاصاد" کے مقام پر تھپڑ لگائے گئے اور تمہاری جماعت اپنی ذلت اور سبکی کی تکلیف دیکھتی رہی۔

لُطِمْنَ : ماضی مجہول : ان گھوڑوں کو طمانچہ لگایا گیا۔ لَطَمَ (ض) لَطْمًا : تھپڑ مارنا۔

"جَمْعُكُمْ" مبتدا ہے "یرون" اس کی خبر ہے۔

(٤) سَيُمْنَعُ مِنْكَ السَّبْقُ إِنْ كُنْتَ سَابِقًا　　وَتُقْتَلُ إِنْ زَلَّتْ بِكَ الْقَدَمَانِ

اور عنقریب تم سے سبقت روکی جائے گی اگر تم نے سبقت کا دعویٰ کیا اور اگر تمہارے قدم پھسل گئے تو تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ (یعنی اے بنی زہیر! اگر تم نے سبقت کا دعویٰ کیا تو تم کو اس سے روکا جائیگا کیونکہ تم تو پیچھے رہ کر ہار گئے تھے تو اب دعوئے سبقت کیوں کر؟ اور اگر تم نے بے راہی اختیار کی تو تم قتل کئے جاؤگے۔)

إِنْ كُنْتَ سَابِقًا : اگر تو آگے بڑھنے والا ہو یعنی اگر تو سبقت کا دعویٰ کرتا ہو۔ زَلَّتْ (ض س) زَلًّا، مَزِلَّةً : پھسل کر گرنا، قدموں کا پھسلنا بے راہ روی اختیار کرنے سے کنایہ ہے۔

وَقَالَ عَنْلَاقُ بْنُ مَرْوَانَ

یہ اسلامی شاعر ہے۔ بنو زہیر پر غصہ اور ناخوشی کا اظہار کر رہا ہے کہ یہ لوگ قاطع رحم ہیں

نیز سابقہ گھڑ دوڑ کا بھی ذکر ہے :

(۱) هُمُ قَطَعُوا الْأَرْحَامَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَأَجْرَوْا إِلَيْهَا وَاسْتَحَلُّوا الْمَحَارِمَا

انھوں نے (بنو زہیر نے) میرے اور اپنے درمیان رشتہ داری قطع کی اور رشتوں میں فسادات پھیلائے اور حرام کو (قتل وقید وغیرہ کو) حلال سمجھا۔

أَجْرَوْا : إِجْرَاءٌ: جاری کرنا، یہاں اس کا مفعول محذوف ہے «أَجْرَوْا الْفَسَادَ»

استحلّوا : از باب استفعال : حلال سمجھنا۔ محارم : حرام چیزیں، مفرد : مَحْرَمٌ :

«الیھا» کی ضمیر «الأرحام» کی طرف راجع ہے۔

(۲) فَيَا لَيْتَهُمْ كَانُوا لِأُخْرَى مَكَانَهَا وَلَمْ تَلِدِي شَيْئًا مِنَ الْقَوْمِ فَاطِمَا

کاش! وہ لوگ اس خصلت کے علاوہ کسی دوسری خصلت پر کاربند ہوتے اور اے فاطمہ! تو قوم میں سے کسی کو نہ جنتی۔ (تو کیا ہی اچھا ہوتا)

«یَا لَیْتَھُمْ» میں منادیٰ محذوف ہے «یَا قَوم لَیْتَھُمْ» «مَکَانَھَا» کی ضمیر «خَصْلَة» کی طرف راجع ہے جو سیاقِ کلام سے مفہوم ہوتا ہے «لِأُخْرَی» کا موصوف محذوف ہے أَیْ «لِخَصْلَةٍ أُخْرَی» «فاطمًا» اصل میں «یَافَاطمة» ہے آخر میں الف اشباع کا ہے۔ «ۃ» ترخیماً حذف کر دی گئی ہے۔

(۳) فَمَا تَدَّعِي مِنْ خَيْرِ عَدْوَةِ دَاحِسٍ وَلَمْ تَنْجُ مِنْهَا يَا ابْنَ وَبْرَةَ سَالِمَا

داحس گھوڑے کی دوڑ کی بھلائی میں سے کس چیز کا تو دعویٰ کرتا ہے۔ حالانکہ اے ابن وبرہ! اس (کی نحوست) سے تو بھی سالم نہیں بچا (کیونکہ اس میں مالک بن زہیر مارا گیا تھا۔)

عَدْوَة : ایک مرتبہ کی دوڑ۔ عَدَا (ن) عَدْوًا : دوڑنا «مَاتَدَّعِیْ» میں «ما» استفہامیہ ہے۔ «سَالِمًا» «لَمْ تَنْجُ» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ «مِنْھَا» کی ضمیر «عَدْوَة» کی طرف راجع ہے۔

(٤) شَأَمْتُمْ بِهَا حَيَّيْ بَغِيضٍ وَغَرَّبَتْ أَبَاكَ فَأَوْدَى حَيْثُ وَالَى الْأَعَاجِمَا

تم نے بغیض کے دو قبیلوں (عبس و ذبیان) پر اس گھڑ دوڑ کی وجہ سے نحوست ڈالی اور اس گھڑ دوڑ نے تیرے باپ کو جلا وطن کیا اور وہ ہلاک ہو گیا، کیوں کہ اس نے عجم سے دوستی کی۔ (مقصد یہ ہے کہ اس گھڑ دوڑ میں شکست کھا کر تم اپنی قوم عبس و ذبیان کے لئے بدنامی کا باعث بنے اور اسی گھڑ دوڑ کی وجہ سے تمہارا باپ جلا

وطن کیا گیا اور درحقیقت عرب سے جلاوطن ہوکر عجم کے پاس چلا جانا ہمارے نزدیک کسی موت سے کم نہیں۔)

شَأَمْتُمْ : شَأَمَهُمْ (ف) شَأْمًا : جَرَّ عَلَيْهِم الشُّؤْمَ : نحوست ڈالنا۔ غَرَّبَتْ : تَغْرِيبًا : جلاوطن کرنا۔ أَوْدٰى : إِيْدَاءً : ہلاک ہونا۔ وَالٰی : مُوَالَاةً : دوستی کرنا۔ الْأَعَاجِمُ : مفرده ، أَعْجَم : غیر عربی۔

⑤ وَكَانَتْ بَنُوْ ذُبْيَانَ عِزًّا وَإِخْوَةً فَطِرْتُمْ وَطَارُوْا يَضْرِبُوْنَ الْجَمَاجِمَا

اور بنو ذبیان عزیز اور بھائی تھے۔ سو تم اور وہ اُڑ اُڑ کر کھوپڑیوں پر تلواریں مارنے لگے (اور بھائی چارگی کی فضا ختم کر ڈالی۔)

طِرْتُمْ : علیٰ وزن بِعْتُم (ض) طَيْرًا : اُڑنا۔ جَمَاجِم : سر، مفرد: جُمْجُمَةٌ ۔ عِزًّا : عزت : یہاں بمعنی «عزیز» ہے۔

⑥ فَأَضْحَتْ زُهَيْرٌ فِي السِّنِيْنَ الَّتِي مَضَتْ وَمَا بَعْدُ لَا يُدْعَوْنَ إِلَّا الْأَشَائِمَا

چنانچہ اب بنو زہیر ایسے ہو گئے کہ وہ گذشتہ اور آئندہ برسوں میں نہیں پکارے جائیں گے مگر منحوس (یعنی اس کی وجہ سے بنو زہیر کا ماضی داغدار اور مستقبل تاریک ہو گیا)

أَشَائِمَا : مفرده : أَشْأَمُ : منحوس «زهير» سے قبیلہ مُراد ہے اس لئے «أضحت» فعل مؤنث لائے ہیں۔

وَقَالَ لُمَساوِرُ بْنُ هِنْدٍ

① أَوْدٰى الشَّبَابُ فَمَالَهُ مُتَقَفَّرُ وَفَقَدْتُ أَتْرَابِي فَأَيْنَ الْمَغْبَرُ

جوانی جاتی رہی سو اب اس کی تلاش کی کوئی جگہ نہیں، میں نے اپنے ہم عمروں کو گم کر دیا سو اب بقاء کہاں؟

أَوْدٰى : ہلاک ہوا۔ مُتَقَفَّرُ : صیغہ ظرف : تلاش کی جگہ یا مصدر میمی ہے بمعنے تلاش۔ تَقَفَّرَ و قَفَرَ (ن) قَفْرًا : تلاش کرنا۔ أَتْرَاب : مفرد: تِرْبٌ : وَهُوَ مَنْ يُلَاعِبُكَ فِي التُّرَابِ یعنی ہم عمر۔ الْمَغْبَرُ : مصدر میمی بمعنی: بقاء۔ غبر (ن) غُبُوْرًا : باقی رہنا، گذر جانا۔ اضداد میں سے ہے۔ یہاں بقاء کے معنی میں ہے۔

② وَأَرَى الْغَوَانِيَ بَعْدَمَا أَوْجَهْنَنِيْ أَعْرَضْنَ ثُمَّتَ قُلْنَ شَيْخٌ أَعْوَرُ

میں نے حسین عورتوں کو دیکھا انھوں نے بعد اس کے کہ مجھے وجیہ اور خوبصورت

پایا، مجھ سے رُوگردانی کی، پھر کہنے لگیں یہ بڑھا نکما ہے یا کانا ہے۔

الغَوَانِیْ : خوبصورت عورتیں، مفرد، غَانِیَۃ : وھِیَ الَّتِیْ تستغنی بمحاسنھا عِنِ التَّزَیُّنِ بالحلی : وہ خوبصورت عورت جس کو ظاہری سنگار کی ضرورت نہ ہو۔ أَوْجَمْنَنِیْ: ان عورتوں نے مجھے وجیہ پایا۔ أَوْجَمَہٗ ۔ إِیْجَامًا : وجیہ پانا۔ وَجُمَ (ک) وَجَامَۃً: وجیہ ہونا۔ ثُمَّتَ : حروف عطف بمعنے ثُمَّ، البتہ یہ عطف الجملہ علی الجملہ کے لئے خاص ہے، جبکہ «ثُمَّ» مفرد اور جملہ دونوں کے لئے عام ہے۔ أَعْوَر : کانا، نکما۔

(٣) وَرَأَیْنَ رَأْسِیَ صَارَ وَجْھًا کُلُّہٗ ۔۔۔ إِلَّاقَفَایَ وَلِحْیَۃٌ مَاتُضْفَرُ

اور انھوں نے میرے سَر کو دیکھا کہ وہ سارا چہرہ (کیطرح بڑھاپے کی وجہ سے بے بال) ہو گیا مگر سر کا پچھلا حصہ (کہ وہاں کچھ بال ہیں) اور داڑھی کو دیکھا کہ اب گوندھی نہیں جاتی۔ (عرب داڑھی کے بالوں کو گوندھتے اور بٹتے تھے، شاعر کہتا ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے اب داڑھی کے بال گونڈھنے کے قابل نہ رہے ۔)

قفا : گدّی، سر کا پچھلا حصہ، جمع : أَقْفٍ، أَقْفَاء: مادہ : (ق ف و) مَاتُضْفَرُ: مجہول : ضفر (ض) ضَفْرًا : بال گوندھنا، رسّی بٹنا۔

«لِحْیَۃٌ» کا عطف «رَأْسِیْ» پر ہے۔ «رَأَیْنَ رَأْسِیَ وَلِحْیَۃً»

(٤) وَرَأَیْنَ شَیْخًا قَدْ تَحَنّٰی ظَھْرُہٗ ۔۔۔ یَمْشِیْ فَیُقْعِسُ أَوْیَکِبُّ فَیَعْثِرُ

اور ان عورتوں نے دیکھا ایک بڑھے کو جس کی کمر جھک گئی ہے چلتا ہے تو (نقصان کی وجہ سے) سر اُوپر اٹھا لیتا ہے اور (ضعف کی وجہ سے) پھسلتا ہے تو منہ کے بل گر پڑتا ہے (اصل عبارت ہے ویعثر فیکب لیکن وزن شعری کے لئے اس کا عکس کیا گیا)

تَحَنّٰی : ٹیڑھا ہونا۔ حَنَیٰ (ض) حِنَایَۃً : ٹیڑھا کرنا۔ یُقْعِسُ : إِقْعَاسًا : سر آسمان کی طرف اُٹھانا، سینہ نکالنا۔ وَقَعِسَ (س) قَعَسًا : سینہ کا نکلنا اور پیٹھ کا دھنسنا۔ یَکِبُّ : منہ کے بل گرنا۔ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ «أَفَمَنْ یَمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْھِہٖ» پچھاڑنا یَعْثِرُ (ن ض) عَثْرًا : پھسلنا، گرنا۔

(٥) لَمَّا رَأَیْتُ النَّاسَ ھَرُّوْا فِتْنَۃً ۔۔۔ عَمْیَاءَ تُوْقَدُ نَارُھَا وَتُسْعَرُ

جب میں نے دیکھا لوگوں کو کہ وہ اس اندھا دھند فتنہ کو ناپسند کرنے لگے جس کی آگ جلا کر بھڑکائی گئی۔

ھَرُّوْا : (ن) ھَرًّا: ناپسند کرنا۔ تُوْقَدُ : إِیْقَادًا : آگ کا بھڑکانا، جلانا۔

تُسْعَرُ : مجہول ۔ تَسْعِیْرًا : آگ کا بھڑکانا ۔ قال اللہ عزّوجلّ «وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ» فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ : اندھا دھند فتنہ ۔

۶) وَتَشَعَّبُوا شُعَبًا فَكُلُّ جَزِيرَةٍ ۔۔۔ فِيهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَمِنْبَرُ

اور لوگ مختلف جماعتوں میں بٹ گئے، چنانچہ ہر جزیرہ میں ایک امیر المؤمنین اور ایک منبر ہے (تو ایسی حالت میں مَیں مستقل مزاج اور برقرار رہا)

تَشَعَّبُوا : تَشَعُّبًا : بٹنا، متفرق ہونا ۔ شُعَبٌ : مفرد، شُعْبَةٌ : جماعت، شاخ «تَشَعَّبُوا» کا عطف پہلے شعر میں «هَرُّوا» پر ہے جو مدخول «لَمَّا» ہے اور جواب «لَمَّا» محذوف ہے ۔ أَيْ «كُنْتُ بَاقِيًا عَلَى حَالِي»

۷) وَلَتَعْلَمَنَّ ذُبْيَانُ إِنْ هِيَ أَعْرَضَتْ ۔۔۔ أَنَّ لَنَا الشَّيْخَ الْأَغَرَّ الْأَكْبَرُ

اور قبیلہ ذبیان جان لے گا اگر وہ ہم سے اعراض کرے گا کہ ہمارے لئے ایک روشن خیال و شریف بڑا بزرگ ہے (جو ہماری عزت و افتخار کے لئے کافی ہے لہٰذا اُن کے اعراض سے ہمیں کچھ نقصان نہ ہوگا، شیخ سے مراد اُن کا دادا نہیر بن جذیمہ ہے ۔)

«لَتَعْلَمَنَّ» میں نون تاکید خفیفہ ہے ۔ الْأَغَرُّ : سفید، خوبصورت، روشن خیال، مشہور، شریف ۔ غَرَّ (س) غَرَرًا ، غُرَّةً : سفید ہونا ۔

۸) وَلَنَا قَنَاةٌ مِنْ رُدَيْنَةَ صَدْقَةٌ ۔۔۔ زَوْرَاءُ حَامِلُهَا كَذَلِكَ أَزْوَرُ

ہمارے پاس رُدینہ کا ایک مضبوط ٹیڑھا نیزہ ہے جس کا اُٹھانے والا بھی ٹیڑھا ہے ۔

قَنَاةٌ صَدْقَةٌ : مضبوط نیزہ ۔ زَوْرَاءُ : أَزْوَرُ کی تانیث ، ٹیڑھا ۔ زَوِرَ (س) زَوَرًا : ٹیڑھا ہونا ۔

وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الْوَرْدِ

تعارف : ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ شاعر حصول مال کے لئے کہیں گیا لیکن محروم ہو کر لوٹا ۔ واپسی پر اُن کا گھوڑا اور اُونٹ بھی ہلاک ہوگیا ۔ قبیلہ کے لوگ سفر کرتے کرتے ایک باڑہ میں گھس گئے تھے، انھوں نے آگے جانے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا تھا کہ اس باڑہ میں مر جانا اس سے بہتر ہے کہ وحشی جانور ہمیں کھالیں ۔ شاعر نے اُن سے سفر کرنے کو کہا اور اپنے اونٹوں پر اُن کا زادِ سفر باندھا، وہاں سے نکل کر یہ لوگ بنو قضاعہ کی زمین میں آگئے تھے ۔ اور یہاں سے مال حاصل کیا ۔ ذیل کے اشعار میں اس کیطرف اشارہ ہے :

(١) قُلْتُ لِقَوْمٍ فِي الْكَنِيفِ تَرَوَّحُوا   عَشِيَّةَ بِتْنَا عِنْدَ مَاوَانَ رُزَّحِ

میں نے تھکن کی وجہ سے گری ہوئی قوم سے کہا جو باڑے میں تھی کہ سرِ شام سفر کر دو، جبکہ ہم نے رات گذاری مقام ماوان میں۔

الكَنِيف : باڑہ، ڈھال، جمع : كُنُفٌ۔ تَرَوَّحُوا : تَرَوُّحًا : شام کے وقت چلنا۔

رُزَّحٌ : مفردہ : رَازِحٌ : تھکاوٹ ولاغری کی وجہ سے گرنے والا۔ رزح (ف) رُزُوحًا: لاغری وتھکن کی وجہ سے گرجانا۔ قَومٌ رُزَّح : تھکن کی وجہ سے گری ہوئی قوم۔

«عَشِيَّة» «قلت» کے لئے مفعول فیہ ہے۔ «رُزَّح» «قَوم» کی صفت ہے۔

(٢) تَنَالُوا الْغِنَى أَوْ تَبْلُغُوا بِنُفُوسِكُمْ   إِلَى مُسْتَرَاحٍ مِنْ حِمَامٍ مُبَرِّحِ

تم غنیمت حاصل کرلوگے یا تکلیف دِہ موت سے اپنی جانوں کو آرام کی جگہ (یعنی قبر) تک پہنچادوگے (یعنی یا کامیاب ہوکر غنیمت حاصل کرلوگے اور یا ناکام ہوکر مرجاؤگے۔)

مُسْتَرَاحٌ : اسم مفعول : آرام کی جگہ، یا مصدر میمی بمعنے استراحت وآرام۔ حِمَامٌ مُبَرِّح: تکلیف دہ موت۔ بَرَّحَ۔ تَبْرِيحًا : سخت تکلیف دینا۔

(٣) وَمَنْ يَكُ مِثْلِي ذَا عِيَالٍ وَمُقْتِرًا   مِنَ الْمَالِ يَطْرَحْ نَفْسَهُ كُلَّ مَطْرَحِ

اور جو آدمی میری طرح عیالدار اور مال مفقود ہونے کی وجہ سے تنگدست ہو، وہ اپنے آپ کو ہر ہلاکت خیز جگہیں پھینک دیتا ہے۔

مُقْتِرًا : تنگدست «منَ المال» أَيْ مِنْ فُقْدَانِ الْمَالِ، مضاف محذوف ہے۔

مَطْرَحٌ : پھینکنے کی جگہ، یہاں اس سے ہلاکت خیز جگہ مُراد ہے۔

«یطرح» «مَن یَكُ» کے لئے جزاء ہے اس لئے مجزوم ہے۔

(٤) لِيَبْلُغَ عُذْرًا أَوْ يُصِيبَ رَغِيبَةً   وَمُبْلِغُ نَفْسٍ عُذْرَهَا مِثْلُ مُنْجِحِ

تاکہ وہ عذر تک پہنچ جائے یا پھر غنیمت مرغوبہ کو پالے اور اپنی جان کو درجہ عذر تک پہنچانے والا کامیاب آدمی کی طرح ہے (یعنی اپنی سی کوشش تنگدست کو حصولِ روزی میں کرنی چاہیئے سو اگر مال ہو جائے تو بہت اچھا اور اگر ناکام رہے تو اس پر کوئی ملامت نہیں کہ اس کی طرف سے کوئی کسر نہیں رہی تھی)

«لِيَبلغ» میں لام غایت کے لئے ہے۔ اس کے بعد «أَن» مقدر ہے۔ مُنْجِح: کامیاب۔ أَنْجَحَ وَنَجَحَ (ف) نَجَاحًا : کامیاب ہونا۔

وَقَالَ أَبُو الأَبْيَضِ العَبْسِيُّ

(۱) أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ يَقُولَنْ فَوَارِسٌ وَقَدْ حَانَ مِنْهُمْ يَوْمَ ذَاكَ قُفُولُ

کاش میں جانتا کہ کیا شہسوار کہیں گے حالانکہ لوٹنے کا وقت قریب آگیا اُس دن (یعنی فتح کے دن)

حَان : (ض) حِيْنًا : قریب آنا، وقت کا آنا۔ قُفُولٌ : مصدر : قفل (ن ض) قُفُوْلًا: سفر سے لوٹنا «لَيْتَ شِعْرِي» نہ کاش مجھے سمجھ آجائے۔ «شِعْرِي» «لَيْتَ» کا اسم ہے اور اس کی خبر «حاصل» محذوف ہے۔ «يَقُوْلَنْ» میں نون تاکید خفیفہ ہے۔ «يَوْمَ ذَاكَ» سے جنگ میں دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کا دن مُراد ہے۔ «قُفُوْل» «حَان» کا فاعل ہے۔

(۲) تَرَكْنَا وَلَمْ نَجْنُنْ مِنَ الطَّيْرِ لَحْمَهُ أَبَا الأَبْيَضِ العَبْسِيَّ وَهُوَ قَتِيلُ

کیا وہ یہ کہیں گے کہ ہم نے ابو الابیض عبسی کو چھوڑا اس حال میں کہ وہ مقتول ہوا تھا اور ہم نے پرندوں سے اس کا گوشت نہیں چھپایا۔

لَمْ نَجْنُنْ : ہم نے نہیں چھپایا۔ جَنَّ (ن) جَنًّا : چھپانا۔

یہ پورا شعر پہلے شعر میں «يَقُوْلَنْ» کا مقولہ ہے «لَحْمَهُ» «لَمْ نَجْنُنْ» کا مفعول بہ ہے۔

(۳) وَذِي أَمَلٍ يَرْجُو تُرَاثِي وَإِنَّمَا يَصِيرُ لَهُ مِنِّي إِذًا القَلِيلُ

اور بہت سے امیدوار جو میری میراث کی امید کئے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ میری جانب سے جو کچھ ان کو ملے گا وہ بہت کم ہوگا۔

(٤) وَمَا لِيَ مَالٌ غَيْرُ دِرْعٍ وَمِغْفَرٍ وَأَبْيَضَ مِنْ مَاءِ الحَدِيدِ صَقِيلُ

اور میرا مال نہیں ہے مگر زرہ اور خود اور اصلی لوہے کی چمکتی صیقل دار تلوار

مِغْفَر : خود، جمع : مَغَافِر۔ ماءُ الحدید : لوہے کے اُوپر کی چمک، یہاں اس سے خالص لوہا مُراد ہے۔ «صَقِيل» «أبيض» کی صفت ہے۔

(۵) وَأَسْمَرُ خَطِّيُّ القَنَاةِ مُثَقَّفٌ وَأَجْرَدُ عُرْيَانُ السَّرَاةِ طَوِيلُ

اور گندم گوں سیدھے خطی نیزے اور کم بال، ننگی کمر والا، لمبا، گھوڑا بھی میری میراث ہے)

أَسْمَر : گندم گوں، مُراد گندم گوں نیزہ ہے۔ خَطِّيُّ القَنَاةِ : مقام خط کا نیزہ، اس میں صفت کی اضافت موصوف کیطرف ہے۔ مُثَقَّفٌ : سیدھا۔ أَجْرَد : وہ گھوڑا جس پر بال نہ ہوں یا کم ہوں۔ السَّرَاة : ہر شئی کے اُوپر کا حصہ، یہاں پیٹھ مُراد ہے۔ عُرْيَان

السَّرَاة : ننگی پیٹھ۔ «أَسْمَرُ» کا عطف پہلے شعر میں «أَبْيَض» پر ہو رہا ہے۔

(٦) أَقِيهِ بِنَفْسِي فِي الْحُرُوبِ وَأَتَّقِي ... بِهَادِيهِ إِنِّي لِلْخَلِيلِ وَصُولُ

میں اپنی جان سے جنگوں میں اس گھوڑے کی حفاظت کرتا ہوں اور خود اس کے سینے کے ذریعہ (دشمن سے) بچتا ہوں کیونکہ میں دوست کے ساتھ بہت صلہ رحمی کرنے والا ہوں (یعنی دوست کی حفاظت وحمایت کرنے والا ہوں اور دوست کی حفاظت چونکہ گھوڑے ہی سے ہوسکتی ہے اسلئے میں گھوڑے کی حفاظت کا اہتمام کرتا ہوں)

أَقِيهِ : مضارع متکلم۔ وَقَى (ض) وِقَايَةً : حفاظت کرنا۔ هَادِي : آگے رہنے والا، گردن۔ هَادِي الفَرَس : گھوڑے کا سینہ، جمع : هَوَادِي۔ هَوَادِي اللَّيْلِ : رات کا ابتدائی حصہ۔ وَصُولٌ : «وَاصِلٌ» کا مبالغہ ہے، بہت صلہ رحمی کرنے والا۔

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ زُهَيْرٍ

شاعر بنو زیاد کی مدح کر رہا ہے جس میں ربیع بن زیاد کا خصوصیت سے ذکر ہے:

(۱) لَعَمْرُكَ مَا أَضَاعَ بَنُو زِيَادٍ ... ذِمَارَ أَبِيهِمْ فِي مَنْ يُضِيعُ

تیری عمر کی قسم! بنو زیاد نے اپنے باپ کی عزت ضائع نہیں کی ان لوگوں میں شامل ہوکر جو (اپنے آباء کی عزت) ضائع کرتے ہیں۔

ذِمَار : ہر وہ چیز جس کی حفاظت ضروری ہو۔

(۲) بَنُو جِنِّيَّةٍ وَلَدَتْ سُيُوفًا ... صَوَارِمَ كُلُّهَا ذَكَرٌ صَنِيعُ

یہ ایک جنیہ کے بیٹے ہیں جس نے کاٹنے والی فولاد کی بنی ہوئی تلواریں جنیں۔

ذَكَرٌ : سَيْفٌ ذَكَرٌ : مضبوط تلوار۔ صَنِيع : بمعنی : مَصْنُوع۔ صَوَارِم : کاٹنے والی تلواریں۔ جِنِّيَّة : منسوبة إلى الجن، يُنْسَبُ كُلُّ أَمْرٍ غريبٍ إلى الجن۔

(۳) شَرَى وُدِّي وَشُكْرِي مِنْ بَعِيدٍ ... لِآخِرِ غَالِبٍ أَبَدًا رَبِيعُ

ربیع نے میری محبت اور میرا شکر دور بیٹھے خریدا اس شخص کے لئے جو بنو غالب کا آخری شخص ہے (آخری شخص سے مراد یہ ہے کہ اس جیسا کوئی اور نہیں ہے اس سے بھی مراد ربیع بن زیاد ہی ہے یعنی ربیع نے اپنے لئے میری محبت خریدی اور میرا محبوب بنا۔)

شَرَى : (ض) شِرَاءً : خریدنا۔

وَقَالَ هُدْبَةُ بْنُ خَشْرَمٍ

(۱) إِنِّي مِنْ قُضَاعَةَ مَنْ يَكِدْهَا أَكِدْهُ وَهِيَ مِنِّي فِي أَمَانِ

بلاشبہ میں قضاعہ سے ہوں جو شخص اس کے ساتھ مکر کریگا (اور تکلیف دیگا) میں اس کے ساتھ مکر کروں گا اور قضاعہ میری طرف سے امان میں ہے۔

يَكِدْهَا : كَادَ (ض) كَيْدًا : مکر و فریب کرنا۔

(۲) وَلَسْتُ بِشَاعِرِ السَّفْسَافِ فِيهِمْ وَلَكِنْ مِدْرَهُ الْحَرْبِ الْعَوَانِ

اور میں ہجو اور بیہودہ گو شاعر نہیں ہوں بلکہ سخت لڑائی کا سردار ہوں

السَّفْسَاف : مَالَا خَيْرَ فِيهِ مِنَ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَال : جس میں کوئی خیر نہ ہو، ناکارہ، و فی الحدیث : «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُورِ، وَيُبْغِضُ سَفْسَافَهَا» آٹے کا باریک حصہ جو غبار کی طرح اُڑے۔ مِدره : سردار، جمع : مَدَارِه، مادہ (دره) الحَرْبُ العَوان : سخت جنگ۔

(۳) سَأَهْجُو مَنْ هَجَاهُمْ مِنْ سِوَاهُمْ وَأُعْرِضُ مِنْهُمْ عَمَّنْ هَجَانِي

ان کے غیروں میں سے جو لوگ ان کی ہجو بیان کریں میں ان کی ہجو کروں گا اور قضاعہ میں سے جو میری ہجو کرے تو میں اُسے اِعراض کروں گا (یعنے بنو قضاعہ کی ہجو اگر ایسا آدمی بیان کریگا جو بنو قضاعہ کے علاوہ کسی اور قبیلہ سے ہوگا تو میں اُس کی ہجو کروں گا اور قضاعہ میں سے اگر میری کوئی ہجو کرے گا تو میں اُس کو جواب نہیں دوں گا۔)

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ كُلْثُومٍ

(۱) مَعَاذَ الْإِلٰهِ أَنْ تَنُوحَ نِسَاؤُنَا عَلَى هَالِكٍ أَوْ أَنْ نَضِجَّ مِنَ الْقَتْلِ

اللہ کی پناہ : اس بات سے کہ ہماری عورتیں کسی مرنے والے پر نوحہ کریں یا ہم قتل کی وجہ سے شور مچائیں۔

تَنُوحَ : (ن) نَوْحًا، نِيَاحًا : بین کرنا، مُردہ پر واویلا کرنا۔ نوحہ کرنا۔ نَضِجَّ : (ض) ضَجًّا، ضَجِيجًا : چیخنا، شور مچانا۔ «مَعَاذَ الْإِلٰه» فعل محذوف «أَعُوذُ» کیلئے مفعول مطلق ہے۔

(۲) قِرَاعُ السُّيُوفِ بِالسُّيُوفِ أَحَلَّنَا بِأَرْضٍ بَرَاحٍ ذِي أَرَاكٍ وَذِي أَثْلِ

تلواروں کے تلواروں کے ساتھ "ٹکراؤ" نے ہم کو ایک ایسی کھلی زمین میں اُتارا، جو

پیلو اور جھاؤ (کیکر) کے درخت والی تھی۔

أَحْلَلْنَا : إِحْلَالًا ۔ اُتارنا ۔ بَرَاح ، ایسی کشادہ زمین جس میں درخت اور عمارت نہ ہو۔ أَرَاك : پیلو کا درخت ۔ أَثْل : جھاؤ کا درخت ۔ قِرَاعٌ : از مفاعلہ : کھٹکھٹانا، ٹکرانا ۔ «بَرَاحٍ» اور «ذِی أَرَاكٍ ...» «أرضٍ» کی صفت ہے ۔ «أرض» مؤنث سماعی ہے اس لئے « ذات أراك » ہونا چاہیئے لیکن یہاں «أرض» سے امکان مراد ہے، اس لئے صفت مذکر لاتے ہیں ۔

(۳) فَمَا أَبْقَتِ الْأَيَّامُ مِلْ مَالِ عِنْدَنَا سِوٰى جِذْمِ أَذْوَادٍ مُحَذَّفَةِ النَّسْلِ

سو ہمارے پاس گردش ایام نے کچھ مال نہیں چھوڑا سوائے ان چند اونٹوں کے جن کی نسل کاٹی گئی ہے (یعنے ختم ہو گئی ہے)

مِلْمَال : اصل میں «مِنَ الْمَال» ہے "نون" کو تخفیفاً حذف کر دیا ۔ جِذْم : اصل، جڑ، جمع : جُذُوْمٌ، أَجْذَامٌ ۔ أَذْوَاد : مفردہ : ذَوْدٌ : تین سے دس تک اونٹوں کی جماعت، وَهِيَ مؤنثةٌ، لاواحدلهامِن لفظها، في المثل «اَلذَّوْدُ إِلَى الذَّوْدِ إبل» أی إذا جمعتَ القليلَ مع القليل، صار كثيرًا، فإلى بمعنى مع ۔ جِذم أَذْوَاد : اُونٹوں کی اصل نسل ۔ مُحَذَّفَة : مقطوعة : کاٹی ہوئی : مُحَذَّفَةُ النَّسْل : جس کی نسل کاٹی گئی ہے یعنی ختم ہوگئی ہے ۔ حَذَّفَ ۔ تَحْذِيفًا : برابر کرنا ۔ حَذَّفَ الكلام : مہذب اور صاف کرنا ۔ حَذَفَ (ض) حَذْفًا : حذف کرنا، کاٹنا، یہاں پر «مُحَذَّفة» «محذوفة» کے معنے میں ہے کیونکہ تفعیل سے قطع کے معنی میں مستعمل نہیں قطع کے معنی میں مجرد سے آتا ہے ۔

مولانا ذوالفقار علی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ «مُحَذَّفَة» «حَذَّفَ» بمعنی «هَيَّأَ» سے ماخوذ ہے یعنی تیار کرنا، اس صورت میں شعر کا ترجمہ ہوگا "حوادث زمانہ نے ہمارے پاس کچھ مال نہیں چھوڑا سوائے اُن چند اُونٹوں کے جو نسل (بچے جننے) کے لئے تیار کئے گئے ہیں"

(٤) ثَلَاثَةُ أَثْلَاثٍ فَأَثْمَانُ خَيْلِنَا وَأَقْوَاتُنَا وَمَا نَسُوْقُ إِلَى الْقَتْلِ

اور وہ اُونٹ بھی تین حصوں میں تقسیم ہیں (پہلا حصہ) گھوڑوں کی قیمت (دوسرا حصہ) ہماری غذا اور (تیسرا حصہ) اس مال میں خرچ ہوتا ہے جس کو ہم قتل کیطرف (ادائگی دیت کے طور پر) لے جاتے ہیں۔

أَقْوَات : رزق ۔ مفرد : قُوْتٌ ۔ أَثْلَاث : ثُلُثٌ کی جمع ہے ۔ ثلاثة أثلاث !

تین ثلث یعنی تین حصے۔ القتل : سے مُراد دیت ہے۔

«ثلاثة» مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ أی «أموالنا ثلاثة أثلاث» مابعد کی عبارت اس کی تفسیر ہے۔

وَقَالَ لُثَلّمُ بْنُ عَمْرٍو التَّنُوخِیُّ

(۱) إِنِّیْ أَبَی اللّٰهُ أَنْ أَمُوْتَ وَفِیْ صَدْرِیْ هَمٌّ كَأَنَّهُ جَبَلُ

اللہ نے انکار کر دیا ہے اس سے کہ میں مروں اس حال میں کہ میرے سینے میں پہاڑ برابر ایسا غم ہو (یعنی اس حالت میں میرا مرنا اللہ کو منظور نہیں ہے۔)

هَمٌّ : غم، جمع : هُمُوم «أن أموت» «أبی» کا مفعول بہ ہے «كأنه جبل» «همٌّ» کی صفت ہے۔

(۲) یَمْنَعُنِیْ لَذَّةَ الشَّرَابِ وَإِنْ كَانَ قِطَابًا كَأَنَّهُ الْعَسَلُ

ایسا غم جو مجھے شراب کی لذت سے منع کر دے اگرچہ وہ شراب پانی کی آمیزش والی (اور مٹھاس میں) شہد کی طرح ہو

قِطَابًا : وہ شراب جس میں پانی ملایا گیا ہو۔

«یمنعنی» پہلے شعر میں «همٌّ» کی صفت ثانیہ ہے

(۳) حَتّٰی أَرٰی فَارِسَ الصَّمُوْتِ عَلٰی أَكْسَاءِ خَیْلٍ كَأَنَّهَا الْإِبِلُ

(میں نہیں مروں گا) حتی کہ میں صموت کے شہسوار کو (یعنی میں اپنے آپ) ان گھوڑوں کی پیٹھ پر دیکھ لوں جو (جسمانی ساخت میں) اونٹوں کی طرح ہیں (یعنی جب تک اونٹوں جیسے عظیم الجثہ گھوڑوں پر میں سواری نہ کرلوں اس وقت تک میں نہیں مروں گا۔)

الصَّمُوت : گھوڑے کا نام۔ أكْسَاء : مفرده : كُسْیٌ : ہر شی کا پچھلا حصہ، یہاں پیٹھ مُراد ہے۔ فارِسَ الصّموت : سے شاعر خود مُراد ہے۔

«كأنها الابل» «خیل» کی صفت ہے «حتی» «لن أموت» کی غایت ہے، جو سیاقِ کلام سے مفہوم ہو رہی ہے۔

(۴) لَا تَحْسَبَنِّیْ مُحَجَّلًا سَبِطَ السَّاقَیْنِ أَبْكِیْ أَنْ یَظْلَعَ الْجَمَلُ

تو مجھے بندھا ہوا ڈھیلی پنڈلیوں والا نہ سمجھ کہ میں رونے لگ جاؤں گا اس وجہ سے کہ اونٹ لنگڑا ہو گیا ہے (بلکہ میں آزاد، پھرتیلا اور اونٹ کے لنگڑا ہونے کے بعد بغیر کسی پریشانی کے اپنی منزل تک پہنچنے والا ہوں۔)

مُحَجَّلًا : علامہ تبریزی لکھتے ہیں: "یجوز أن یعنی بالمُحَجَّل، امرأۃً تألفُ الحِجَال وھُوالخِدْر، وتلبسُ لأَحْجَال، وھیَ الخلاخیل، وَکَنٰی بِہٖ عن الذِلَّةِ والضعف، ویجوز فیہ أن یُراد بالمحجل، رجل عَلَیہِ حَجْلٌ، أی قَیْد: یعنی "محجل" سے یا تو وہ عورت مراد ہے جو حجال یعنی پردے کو پسند کرتی ہے اور پازیب پہنتی ہے، اس صُورت میں "محجل" ضعف و ذلت سے کنایہ ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ "محجل" سے وہ آدمی مُراد ہو جس پر حَجْل (بیڑی) ہو، اس صُورت میں "محجل" سے بندھا ہوا اور مقید ہونا مراد ہوگا۔ سَبِطَ السَّاقَیْن : ڈھیلی پنڈلیوں والا۔ یَظْلَعُ : (ف) ظَلْعًا اُونٹ کا چلنے میں لنگڑانا۔

(۵) إِنِّی امْرُؤٌ مِنْ تَنُوخَ نَاصِرُہٗ مُحتَمِلٌ فِی الحُرُوبِ مَا احْتَمَلُوا

مَیں قوم تنوخ کا آدمی ہوں، ان کی مدد کرنے والا ہوں اور جنگ میں جو مشقت وہ اٹھاتی ہے وہی میں اُٹھانے والا ہوں۔

وَقَالَ عَبدُ اللّٰہِ بْنُ سَبْرَةَ الحَرَشِیُّ

(۱) إِذَا شَالَتِ الْجَوْزَاءُ وَالنَّجْمُ طَالِعٌ فَکُلُّ مَخَاضَاتِ الْفُرَاتِ مَعَابِرُ

جب جوزا ستارہ بلند اور ثریا طلوع ہونے لگے (یعنی موسم گرما کا اختتام اور موسم سرما کی آمد آمد ہوا) تو دریائے فرات کے تمام گھسنے کے راستے گذرگاہیں بن جاتے ہیں۔ (چونکہ سرما میں فرات کا پانی کم ہونے لگتا ہے تو وہ تمام مقامات جہاں موسم گرما میں بغیر کشتی کے گذرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اب سرما میں وہ عام گذرگاہیں بن جاتے ہیں)

شَالَتْ : (ن) شَوْلًا : بلند ہونا۔ مَخَاضَات : مفردہ : مَخَاضَة : پانی میں گھسنے کی جگہ۔ مادہ (خ وض) مَعَابِر : مفردہ: مَعْبَر : عبور کرنے کی جگہ، گذرگاہ۔ النجم: سے ستارہ ثریا مُراد ہے جو موسم گرما میں بوقت صبح طلوع ہوتا ہے۔

(۲) وَإِنِّی إِذَا ضَنَّ الْأَمِیرُ بِإِذْنِہٖ عَلَی الإِذْنِ مِنْ نَفْسِی إِذَا شِئْتُ قَادِرٌ

اور اگر امیر اجازت دینے میں بخل کرے (یعنی گزرنے کی اجازت نہ دے) تو میں اپنے نفس سے اجازت پر جب بھی چاہوں قادر ہوں (لہٰذا امیر کی اجازت کے بغیر گذر جاؤں گا۔)

ضَنَّ : (س) ضِنًّا۔ ضَنَانَةً : بخل کرنا۔

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ زِيَادِ الْعَبْسِيُّ

یہ شاعر جاہلی ہے اس کے بیٹے حضرت حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ صحابی تھے:

(۱) حَرَّقَ قَيْسٌ عَلَيَّ الْبِلَادَ ۔۔۔ حَتَّى إِذَا اضْطَرَمَتْ أَجْذَمَا

قیس نے مجھ سمیت شہروں کو جلاڈالا حتیٰ کہ جب آگ بھڑک اٹھی تو وہ خود بھاگ گیا۔

حَرَّقَ : کہتے ہیں حَرَّقَ عَلَيْهِ بَيْتَهُ : گھر کو اس سمیت جلا دیا۔ اضْطَرَمَتْ: آگ کا بھڑکنا۔ أَجْذَمَ : فی سیرہ : تیز چلنا، بھاگ جانا۔ أَجْذَمَ يَدَهُ : کاٹنا۔ جذمَ (ض) جذمًا : کاٹنا۔ أَجْذَمَا کے آخر میں الف اشباع کا ہے۔

(۲) جَنِيَّةَ حَرْبٍ جَنَاهَا فَمَا ۔۔۔ تُفَرَّجَ عَنْهُ وَمَا أُسْلِمَا

جنگ کے جرم کا اس نے ارتکاب کیا سو اُس سے (اس کے ساتھی) دور کئے گئے اور نہ وہ (دشمنوں کے) حوالہ کیا گیا۔ (بلکہ اس کی قوم نے اس کی مدد کی۔)

جَنِيَّةَ : جرم۔ جَنَاهَا : (ض) جِنَايَةً : جرم کرنا۔ تُفَرَّجَ عَنْهُ : ماضی مجہول ہٹانا۔ وَيكنى به عن فرار قومه۔ أُسْلِمَا : الف اشباع کا ہے، صیغہ مجہول، حوالہ کیا گیا۔ أَسْلَمَهُ : بے سہارا چھوڑنا، حوالہ کردینا۔

«جنية» منصوب على شريطة التفسير ہے۔ «تفرج» صیغہ مجہول کا اسناد «عنه» کیطرف کیا گیا ہے۔

(۳) غَدَاةَ مَرَرْتَ بِآلِ الرَّبَابِ ۔۔۔ تُعَجِّلُ بِالرَّكْضِ أَنْ تُلْجِمَا

(اے بنوزہیر کے آدمی یاد کر اُس) صبح کو جب تو آلِ رباب پر گذرا، اس حال میں کہ بھاگنے میں یا (گھوڑے کو) ایڑ لگانے میں تو جلدی کر رہا تھا، اس بات سے کہ تو لگام دیتا (یعنی ڈر اور خوف کی وجہ سے عالم یہ تھا کہ بھاگتے اور گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے جلدی میں لگام بھی نہ دے سکا تھا۔)

تُعَجِّلُ : إِعْجَالًا : سبقت کرنا۔ اور تفعیل سے بھی ممکن ہے۔ تُعَجِّلُ : تَعْجِيلًا : جلدی کرنا

الرَّكْضِ : مصدر ہے رَكَضَ (ض) رَكْضًا : دوڑنا، گھوڑے وغیرہ کو ایڑ لگانا، یہاں دونوں معنے ہوسکتے ہیں۔ تُلْجِمَ : إِلْجَامًا، لگام لگانا۔

«غداة» «أذكر» فعل محذوف کا مفعول ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو «هربت» فعل محذوف کے لئے ظرف بنایا جائے۔ یعنی تو اُس صبح کو بھاگا .....»

(۴) فَكُنَّا فَوَارِسَ يَوْمَ الْهَرِيرِ ۔۔۔ إِذَا مَالَ سَرْجُكَ فَاسْتَقْدَمَا

ہم یوم ہریر کے شہسوار ہیں جب تیرے گھوڑے کا زین جھک گیا اور آگے بڑھ گیا تھا

استقدم : آگے بڑھنا۔ "زین کا جھکنا اور آگے بڑھنا" اضطراب اور عدم ثبات سے کنایہ ہے یعنی جنگ ہریر میں تو پریشان و مضطرب تھا۔

(۵) عَطَفْنَا وَرَاءَكَ أَفْرَاسَنَا وَقَدْ أَسْلَمَ الشَّفَتَانِ الْفَمَا

ہم نے تمہارے پیچھے اپنے گھوڑے موڑے ایسے حال میں کہ تیرے ہونٹوں نے تیرا منہ چھوڑ دیا تھا (یہ کنایہ ہے خوف اور اضطراب سے یعنی خوف کی وجہ سے منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔)

عَطَفْنَا : (ض) عَطْفًا : موڑنا۔ الشفتان : دونوں ہونٹ، مفرد : شَفَةٌ۔

(۶) إِذَا نَفَرَتْ مِنْ بَيَاضِ السُّيُوفِ قُلْنَا لَهَا أَقْدِمِي مُقْدَمَا

وہ گھوڑے تلواروں کی چمک سے (خوف کے سبب) بھاگنے لگے، ہم نے اُن سے کہا کہ (صبر کرو اور) خوب آگے بڑھو۔

"نفرت" میں ضمیر "خیل" کیطرف عائد ہے۔ مُقْدَمًا : مصدر میمی بمعنی : اقدام۔

وَقَالَ الشَّنْفَرِيُّ الْعَبْدِيُّ الأَزْدِيُّ

تعارف : اِن اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنو شبابان، شاعر مذکور شنفری آزدی کو بچپن ہی میں قیدی بنا کر لے گئے اور ان کو بنو سلامان کے حوالہ کر کے بدلے میں اپنا آدمی رہا کروایا، جو بنو سلامان نے گرفتار کیا تھا۔ شاعر بنو سلامان ہی کے پاس پلے بڑھے اور اپنے کو انہیں کا فرد ہی سمجھتے رہے کہ ایک دن گھر کی کسی عورت سے کہا کہ بہن میرا سر دھو دیجئے۔ عورت نے کہا، دفع ہو تو کہاں سے آیا۔ تو ہم سے نہیں، اور ساتھ ہی بے چارے کو ایک طمانچہ رسید کیا جب گھر کا بڑا آیا تو شاعر نے اس سے دریافت کیا کہ میں تم سے نہیں تو پھر میرا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ گھر کے مالک نے کہا تمہارا تعلق "اوس بن حجر ازدی" سے ہے۔ شاعر طیش میں آیا اور قسم اُٹھائی کہ مجھے غلام بنا کر اپنے پاس رکھنے کی پاداش میں اب میں تم سے سو آدمی قتل کروں گا چنانچہ حسب قسم ننانوے آدمی قتل کئے ایک آدمی رہ گیا تھا کہ لوگوں نے اس کو گرفتار کیا، پھر جب اس کو قتل کر رہے تھے تو لوگوں نے پوچھا کہ تجھے کہاں دفن کریں، اس نے اس وقت یہ شعر کہے۔

(۱) لَا تَقْبُرُونِي إِنَّ قَبْرِي مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَبْشِرِي أُمَّ عَامِرٍ

مجھے دفن نہ کرنا بے شک میرا دفن کرنا تم پر حرام ہے مگر اے بجو! تم خوش ہو جاؤ

(کہ میرا گوشت تمہیں کھانے کو مل جائے گا)

لَاتَقْبُرُوْنِیْ : (ن ض) قَبْرًا : دفن کرنا۔ اُمّ عَامر : بجو کی کنیت ہے۔

② إِذَا احْتَمَلُوْا رَأْسِیْ وَفِی الرَّأْسِ أَكْثَرِیْ ... وَغُوْدِرَ عِنْدَ الْمُلْتَقٰی ثَمَّ سَائِرِیْ

جب وہ لوگ میرے سر کو اُٹھا دیں اور سر ہی میں میرا اکثر حصہ ہے (کیونکہ بدنِ انسان میں اصل سر ہے) اور قتل گاہ میں باقیماندہ بدن چھوڑ دیں۔

غُوْدِرَ : ماضی مجہول از مُغَادَرَة : چھوڑا گیا۔ اَلْمُلْتَقٰی : ملنے کی جگہ یعنے میدانِ جنگ، مُراد قتل گاہ ہے۔ سَائِرِیْ : سر کے علاوہ باقی بدن

«وفی الرأس أکثری» جملہ معترضہ ہے۔ «سَائری» «غودر» کا نائب فاعل ہے۔

③ هُنَالِكَ لَا أَرْجُوْ حَيَاةً تَسُرُّنِیْ ... سَجِيْسَ اللَّيَالِیْ مُبْسَلًا بِالْجَرَائِرِ

اس وقت مجھے ایسی زندگی کی امید نہیں جو مجھے خوش کرے کیونکہ میں ہمیشہ جرائم میں چھوڑا گیا ہوں (اور جرائم کا مُرتکب رہا ہوں)

سَجِيْسَ اللَّيَالِیْ : ہمیشہ، کہتے ہیں: لا آتِيكَ سَجِيْسَ عَدِيْسًا : میں کبھی بھی تیرے پاس نہ آؤں گا۔ مُبْسَلًا : اسم مفعول از افعال : چھوڑا گیا، حوالہ کیا گیا۔ أَبْسَلَ : ہلاکت کے لئے چھوڑنا۔ رہن رکھنا، قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ «أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ» الجرائر : جرائم : مفرد : جَرِيْرَةٌ ؛

وَقَالَ تَأَبَّطَ شَرًّا

تعارف : ان اشعار کی حکایت یہ ہے کہ شاعر نے بنو قارب کی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا، عورت نے حامی بھر لی اور پیغام قبول کیا۔ پھر عورت نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ قوم نے عورت کو ان کے ساتھ نکاح سے منع کرتے ہوئے کہا کہ ایسے آدمی سے نکاح کرنے کا کیا فائدہ؟ جو آج نہیں تو کل ضرور کسی کے ہاتھوں مریگا۔ چنانچہ جب تابط شرا حسب وعدہ اس عورت کے پاس آیا تو اس نے یہ کہہ کر نکاح سے انکار کر دیا کہ میری قوم نے مجھے منع کیا ہے۔ عورت کے اس انکار پر شاعر نے یہ شعر کہے :——

① وَقَالُوْا لَهَا لَا تَنْكِحِيْهِ فَإِنَّهُ ... لِأَوَّلِ نَصْلٍ أَنْ يُلَاقِیَ مَجْمَعَا

اور اُس عورت سے اُس کی قوم نے کہا کہ اس کے ساتھ نکاح نہ کر کیونکہ وہ پہلے تیر (اور وار) میں مقتول ہوگا اسلئے کہ وہ (تنہا) لشکر سے لڑتا ہے۔

نَصْل : تیر - مَجْمَعًا : لشکر

«أن يُلَاقِ» میں لام تعلیل مقدر ہے۔ أي «لأن يلاقي.....»

(۲) فَلَمْ تَرَ مِنْ رَأْيٍ فَتِيلًا وَحَاذَرَتْ تَأَيُّمَهَا مِنْ لَابِسِ اللَّيْلِ أَرْوَعَا

سو عورت نے اپنی رائے کچھ بھی محسوس نہیں کی اور اُسے خوف ہوا اپنے بیوہ ہونے کا ایک شب گرد ہوشیار سے (یعنی عورت نے اپنی عقل سے کام نہ لیا اور شوہر کے مر جانے اور بیوہ ہو جانے کا خوف شادی سے مانع رہا۔)

فَتِيلًا : کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتی، جمع : فَتَائِل : فَتِيلَات۔ کسی چیز کی قلت اور حقارت کے لئے بھی بطور محاورہ کے استعمال کرتے ہیں، کہتے ہیں: ما أغنى عنك فَتِيلًا : وہ آپ کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ حاذرت : مُحَاذَرَةٌ : ڈرنا۔ تَأَيُّم : بیوہ ہونا۔ أَرْوَعَا : ہوشیار و ذکی : جمع : رُوَّعٌ - لَابِسُ اللَّيْل : من يَخْرُجُ لَيْلًا، كأنَّهُ يلبسه : یعنی رات کو پھرنے والا، شب گرد۔

«مِن لَابِس» «تَأَيُّم» کے متعلق ہے

(۳) قَلِيلُ غِرَارِ النَّوْمِ أَكْبَرُ هَمِّهِ دَمُ الثَّأْرِ أَوْ يَلْقَى كَمِيًّا مُسَفَّعَا

وہ ہلکی نیند، کم سونے والا ہے، اس کا بڑا قصد خون کا انتقام ہے یا بہادر جفاکش سے لڑتا ہے (کہ بہادر کا مقابلہ بہادر ہی کر سکتا ہے)

غِرَار : تلوار کی دھار، نیند وغیرہ کی کمی، نمونہ، جمع : أَغِرَّة، غِرَارُ النَّوْم : ہلکی نیند۔ مُسَفَّعًا : اسم مفعول از باب تفعیل : چہرہ کے بدلے ہوئے رنگ والا متغیر الوجہ سَفَّعَتِ النَّارُ وَجْهَهُ : آگ کا چہرہ کو جھلس کر رنگ بدل دینا۔ یہاں اس سے جفاکش ہونا مراد ہے۔

(٤) يُمَاصِعُهُ كُلٌّ يُشَجِّعُ قَوْمُهُ وَمَا ضَرْبُهُ هَامَ الْعِدَا لِيُشَجَّعَا

اس کے ساتھ ہر وہ شخص لڑتا ہے جس کو اس کی قوم ہمت دلائے (یعنی اُس کے ساتھ قوم کے سردار لڑتے ہیں) اور یہ دشمنوں کی کھوپڑیاں اس وجہ سے نہیں مارتا کہ اس کو بہادر کہا جائے (بلکہ ضرب حرب اس کی سرشت اور فطرت میں داخل ہے۔)

يُمَاصِعُهُ : مُمَاصَعَةٌ : جنگ کرنا، قتال کرنا۔ مَصَعَ (ف) مَصْعًا : چمکنا، مارنا، ہلانا۔ يُشَجِّعُ : تَشْجِيعًا : جرأت و شجاعت دلانا، کسی کو بہادر کہنا، پہلے «يشجع» میں پہلے معنی اور دوسرے «لِيُشَجَّعَا» میں دوسرے معنی مراد ہیں۔ العِدَا : دشمن

«یشجع» اصل میں «یشجعه» ہے ضمیر محذوف ہے۔

⑤ قَلِیْلٌ اِدِّخَارُ الزَّادِ اِلَّا تَعِلَّةً   فَقَدْ نَشَزَ الشُّرْسُوْفُ وَالْتَصَقَ الْمِعَا

وہ توشہ بہت کم جمع کرتا ہے مگر جس سے دل بہلایا جاسکے (اور ضرورت پوری ہو سکے) چنانچہ اس کی پسلیوں کا نرم حصہ اٹھ گیا ہے اور آنتیں (پیٹھ سے) چپک گئی ہیں (کم کھانے کی وجہ سے اور کم خوری عربوں کے ہاں بہادری کی علامت سمجھی جاتی رہی)

تَعِلَّةٌ : مَا یتعلل به : وہ شئی جس کے ساتھ دل بہلایا جائے۔ نَشَزَ (ض، ن) نَشْزًا : بلند ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ: «وَ إِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا» اَلشُّرْسُوْف: پیٹ سے متصل پسلیوں کا نرم حصہ، جمع : شَرَاسِیْف۔ اَلْتَصَقَ : ولصق (س) لُصُوْقًا: ملنا، چپکنا۔ اَلْمِعیٰ : آنت جمع : أَمْعَاءٌ۔ قال اللہ تعالیٰ : «فَقَطَّعَ اَمْعَاءَهُمْ»

⑥ یَبِیْتُ بِمَغْنَی الْوَحْشِ حَتّٰی اَلِفْنَهٗ   وَیُصْبِحُ لَا یَحْمِیْ لَهَا الدَّهْرَ مَرْتَعًا

وہ وحشی جانوروں کے غار میں رات گزارتا ہے حتیٰ کہ وہ جانور اس سے مانوس ہو گئے ہیں اور صبح کرتا ہے اس حال میں کہ ان جانوروں کے چرنے کو کبھی بھی نہیں روکتا (مقصد یہ ہے کہ وہ جنگلی جانوروں کے ساتھ اتنا مانوس ہوگیا ہے کہ دن کے وقت اس کی موجودگی ان جانوروں کے چرنے کے لئے مانع نہیں بنتی ہے۔)

مَغْنیٰ : گھر۔ اَلْوَحْش : جنگلی جانور، جمع : الوُحُوْش : قال اللہ تعالیٰ : «وَ إِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ» مَرْتَعٌ : چراگاہ اور مصدر میمی بھی ہوسکتا ہے۔ بمعنے چرنا۔ ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ اَلِفْنَه : جمع مؤنث غائب، اَلِفَ (س) اَلْفًا: محبت کرنا، مانوس ہونا۔

«یَحْمِیْ» «یُصْبِحُ» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ «الدَّهْرَ» مفعول فیہ ہے «لَهَا» ضمیر «الوَحْش» کی طرف راجع ہے «اَلْوَحْش» اصل میں مصدر ہے جس میں مفرد، جمع برابر ہیں۔ اصل عبارت ہے «لَا یَحْمِیْ مَرْتَعًا لَهَا الدَّهْرَ»

⑦ عَلٰی غِرَّةٍ اَوْ جَهْرَةٍ مِنْ مُکَانِسٍ   اَطَالَ نِزَالَ الْقَوْمِ حَتّٰی تَسَعْسَعَا

(وہ ان جانوروں کو منع نہیں کرتا) ان کی غفلت اور اپنی فرصت کے وقت حالانکہ وہ غار میں رہنے والوں میں سے ہے۔ (تو جانور غافل بھی ہوتے ہیں اور اس کو فرصت بھی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ان جانوروں کو کچھ نہیں کہتا) اور قوم کے ساتھ اس کی جنگ طویل ہوتی گئی حتیٰ کہ اب وہ بوڑھا ہوگیا۔

عَلیٰ غِرَّةٍ : عَلیٰ غفلَةٍ - نُهزَةٍ : فُرصَةٍ - مُكَانِس : ملازم الكِنَاس : ہرن کے غار کولازم پکڑنے والا ، غار میں رہنے والا۔ کِنَاس : ہرن کا غار۔ تَسَعْسَعَا : از تَدَحرُجَ : بہت بوڑھا ہونا۔ نِزَالَ القَوْمِ : قوم کے ساتھ جنگ ولڑائی۔ «عَلیٰ غِرَّةٍ» پہلے شعر میں «لَایَحْبِیْ» کے متعلق ہے «مِن مُكَانِسِ» اصل میں «وھو من مكانس» ہے، یہ «لایَحْبِیْ» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

⑧ وَمَنْ يُغْرَ بِالْأَعْدَاءِ لَابُدَّ أَنَّهُ سَيُلْقِیْ بِهِمْ مِنْ مَصْرَعِ الْمَوْتِ مَصْرَعَا

اور جس شخص کو دشمنوں کے قتل پر برانگیختہ کیا جائے تو وہ ضرور اُن دشمنوں کی وجہ سے قتل گاہوں میں سے کسی قتل گاہ میں ملے گا (یعنے ایک دن ضرور مرے گا)

يُغْرَ بِالْأَعْدَاءِ : مضارع مجہول : جس کو دشمنوں کے قتل پر اُبھارا جائے۔ أَغْرَاهُ بفلان ، قتل پر اُبھارنا۔ أَغْرَا۔ إِغْرَاءً ، برانگیختہ کرنا۔ أَغْرَاهُ بِفُلَانٍ : فلاں کے قتل پر اُبھارنا۔ وغری (س) غَرَاءً : چمٹنا ، لازم ہونا۔ مَصْرَع : پچھاڑنے کی جگہ مَصْرَعُ المَوْت : قتل گاہ ، جائے ہلاکت۔

«بھم» میں بار سببیہ ہے۔ ضمیر «أعداء» کیطرف راجع ہے۔ أی «بسبب الأعداء»

⑨ رَأَيْنَ فَتًی لَاصَيْدُ وَحْشٍ يُهِمُّهُ فَلَوْصَافَحَتْ إِنْسًا لَصَافَحْنَهُ مَعَا

ان وحشی جانوروں نے ایک ایسے جوان کو دیکھا کہ جانوروں کا شکار اُس کا مقصد نہیں چنانچہ اگر وحشی جانور کسی انسان کے ساتھ مصافحہ کرتے تو وہ سب مل کر اس جوان کے ساتھ مصافحہ کرلیتے۔ (یہ اپنی صحرانشینی کا بیان ہے کہ میری صحرانشینی اتنی ہے کہ وحشی جانور بھی میرے ساتھ مانوس ہوگئے ہیں۔)

«لَاصَيْدَ وَحْشٍ يهمه» «لا» حرف نفی «يهمه» سے متعلق ہے۔ أی «صيد وحش لايهمه» «يهمه» میں ضمیر مفعول «صيد» کی طرف عائد ہے «صيد وحش» مُبتدا «لايهمه» اس کی خبر ہے۔ «صَافَحَتْ» کا فاعل «الوَحْش» ہے۔ جو مفرد اور جمع دونوں طرح مستعمل ہے «مَعًا» حال ہے۔ أَیْ مُجْتَمِعَةً۔

⑩ وَلٰكِنَّ أَرْبَابَ الْمَخَاضِ يَشُقُّهُمْ إِذَا افْتَقَرُوهُ وَاحِدًا أَوْمُشَيَّعَا

لیکن وہ جوان حاملہ اونٹنیوں کے مالکوں کو کمزور ولاغر کردیتا ہے جس وقت وہ اُس کو تنہا یا ساتھیوں کے ہمراہ تلاش کرتے ہیں (یعنے وہ وحشی جانوروں کا شکار نہیں کرتا بلکہ اونٹنیوں کا قصد کرتا ہے کیونکہ اونٹنیاں عربوں کی بہترین دولت ہیں اور جب

یہ اُونٹنیوں کو لے کر صحرا کی جانب نکلتا ہے تو ان کے مالکان اس کی تلاش میں صحرا نوردی کر کر کے خوار و لاغر ہو جاتے ہیں)

مَخَاض : حاملہ اونٹنیاں، مفرد : خَلِفَةٌ، ولاواحد لھَا مِن لَفظِھَا۔ أرْبَاب مَخَاض حاملہ اُونٹنیوں کے مالکان۔ یَشْحُبُ : (ن) شُحُوبًا : کمزور و لاغر کرنا۔ اقتفروا : إقْتِفَارًا وقفر (ن) قَفْرًا : تلاش کرنا، پیچھے جانا۔ مُشَيَّعًا : اسم مفعول از باب تفعیل : وہ آدمی جس کے ہمراہ کوئی ہو۔ شَيَّعَهُ : رخصت کرنے کے لئے ہمراہ جانا۔

«واحدًا»، «مشيّعًا» حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۱۱) وَإِنِّيْ وَإِنْ عُمِّرْتُ أَعْلَمُ أَنَّنِيْ ۔۔۔ سَأَلْقَىٰ سِنَانَ الْمَوْتِ يَبْرُقُ أَصْلَعَا

اور بے شک میں جانتا ہوں کہ میں عنقریب موت کے چمکدار صیقل شدہ نیزہ سے ملوں گا اگرچہ میری عمر طویل ہو گئی ہے (اور بوڑھا ہو گیا ہوں یعنی جنگوں میں کثرت شرکت کی وجہ سے ایک دن ضرور مارا جاؤں گا۔)

عُمِّرْتُ : ماضی مجہول : میں طویل العمر ہو گیا ہوں۔ عَمَّرَ اللّٰهُ فُلَانًا : اللہ نے اس کی عمر لمبی کی۔ عمّر الرَّجُلُ : لمبی زندگی پانا۔ يَبْرُقُ : (ن) بَرْقًا : چمکنا۔ أَصْلَعًا : وہ شخص جس سر کے اگلے حصّہ کے بال نہ ہوں، گنجا۔ السِّنَانُ الْأَصْلَعُ : صاف نیزہ، صیقل شدہ نیزہ۔

«يبرق» اور «أَصْلَعًا» «سنان الموت» سے حال ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ قَيْسٍ

(۱) دَعَوْتُ بَنِيْ قَيْسٍ إِلَيَّ فَشَمَّرَتْ ۔۔۔ خَنَاذِيْذُ مِنْ سَعْدٍ طِوَالُ السَّوَاعِدِ

میں نے بنو قیس کو اپنی طرف بلایا تو بنو سعد سے لمبے لمبے بازوؤں والے بڑے بڑے بہادر (میری مدد کے لئے) تیار ہو گئے (بنو سعد بنو قیس کی شاخ ہے۔)

شَمَّرَتْ : تَشْمِيْرًا : تیار ہونا۔ خَنَاذِيْذ : مفرده : خِنْذِيْذ : لمبا، بہادر، سخی، سخت۔ السَّوَاعِد : مفرده : سَاعِد : بازو۔ طوالُ السَّوَاعِد : لمبے بازوؤں والے۔

(۲) إِذَا مَا قُلُوْبُ الْقَوْمِ طَارَتْ مَخَافَةً ۔۔۔ مِنَ الْمَوْتِ أَرْسَوْا بِالنُّفُوْسِ الْمَوَاجِدِ

جب قوم کے دل موت کے خوف سے اُڑ جاتے ہیں تو وہ لوگ اپنی بزرگ جانوں کو (میدان جنگ میں) ثابت قدم رکھتے ہیں۔

أَرْسَوْا : إِرْسَاءً : ٹھہرنا، ثابت ہونا۔ أرسى السَّفِيْنَةَ : کشتی کو لنگر انداز کرنا۔

(لازم ومتعدی) رَسَا (ن) رَسْوًا : ٹھہرنا۔ ثابت ہونا۔ أرسوا بالنفوس : جانوں کو ثابت قدم رکھا۔ المَوَاجِد : مفردہ : مَاجِدَة : بزرگوار۔ مَجَدَ (ن) مَجْدًا : بزرگوار ہونا۔

"بالنُّفُوس" میں باء تعدیہ کی بھی ہو سکتی ہے اور زائد بھی کیونکہ "إرساء" لازم ومتعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ "المواجد" "النّفوس" کی صفت ہے۔ "ارسوا" "إذا" کا جواب ہے۔ وقال التبریزی : "ارسو : أثبتوا۔ ومفعولهٗ محذوف، کأنّهٗ قال: أثبتُوا قلُوبَهُم بالنُّفوسِ الکریمةِ"

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

تعارف : یہ عرب کے مشہور شاعر طرفہ بن معبد کا دادا ہے۔ بنو وائل کی جنگ میں قبیلہ حارث پیچھے ہٹ گیا تھا۔ شاعر اس اعراض پر اظہار کرتا ہے :

(۱) یَا بُؤْسَ لِلْحَرْبِ الَّتِیْ وَضَعَتْ أَرَاهِطَ فَاسْتَرَاحُوْا

ہائے جنگ کی شدت! جس نے (میری قوم کی) جماعتوں کو اُن کے رُتبہ سے گرادیا چنانچہ وہ (جنگ کی مشقت سے) آرام پاگئے۔

وَضَعَتْ : (ف) وَضْعًا : رکھنا، گرانا، ذلیل کرنا۔ أَرَاهِط : مفردہ : أَرْهَط : جماعت مادہ (رھ ط) وَضَعَتْ أَرَاهِطَ : جنگ نے جماعتوں کو ذلیل کیا، گرایا۔ بُؤْسٌ : شدت۔ "یابؤس للحرب" میں مضاف پر "لام" تاکید اضافت کے لئے داخل کیا گیا ہے اصل عبارت یوں ہے۔ "یَابُؤْسَ الْحَرْبِ"

(۲) وَالْحَرْبُ لَا یَبْقٰی لِجَاحِمِهَا التَّخَیُّلُ وَالْمِرَاحُ

جنگ ایسی چیز ہے کہ اس کی سختی کے وقت تکبر اور مستی باقی نہیں رہتی۔

جَاحِم : بھڑکتی ہوئی چنگاری۔ جاحم الحرب : سخت جنگ جحم (س) جَحْمًا : بھڑکنا۔ التَّخَیُّل : تکبر۔ المراح : مصدر یعنی مستی ونشاط۔ مَرِحَ (س) مَرَحًا : اترانا، ناز سے چلنا۔ "لِجَاحِمِهَا" میں لام وقت کے لئے ہے۔ أی "لوقت جاحمها"

(۳) إِلَّا الْفَتَی الصَّبَّارُ فِی النَّجَدَاتِ وَالْفَرَسُ الْوَقَاحُ

مگر سختیوں میں صبر کرنے والا نوجوان اور مضبوط سُم والا گھوڑا۔

الصَّبَّار : صیغہ مبالغہ : بہت صبر کرنے والا۔ النَّجَدَات : مفردہ : نَجْدَة : شدت وطاقت، بہادری ودلیری۔ الوَقَاح : (مذکر ومؤنث) بے شرم۔ حَافِرٌ وَقَاحٌ : سخت کھر

فَرَسٌ وَقَاحٌ : سخت کھر اور سُم والا گھوڑا۔

(۴) وَالنَّثْرَةُ الْحَصْدَاءُ وَ الْبَيْضُ الْمُكَلَّلُ وَالرِّمَاحُ

اور تنگ حلقوں والی کشادہ زرہ اور زرہ کے ساتھ جُڑا ہوا خود اور نیزے۔(یعنی یہ چیزیں تو جنگ میں باقی رہ سکتی ہیں اس کے علاوہ نکبر وغیرہ کچھ کام نہیں آسکتا۔)

النَّثْرَةُ : کشادہ زرہ۔ الحَصْدَاء : تنگ حلقوں والی مضبوط زرہ۔ البَيْض : خود

البیض المکلّلُ : ایسا خود جو کیل کے ذریعہ زرہ کے ساتھ جُڑا اور ملا یا گیا ہو تاکہ وہ سر سے نہ گرے۔

«النثرة» کا عطف پہلے شعر میں «الفرس» پر ہے۔

(۵) وَتَسَاقَطَ الْأَوْشَاظُ وَالذَّنَبَاتُ إِذْ جُهِدَ الْفِضَاحُ

اور خسیس اور گھٹیا درجہ کے لوگ گر پڑتے ہیں، جب فضیحت (ورسوائی) اپنے عُروج وانتہا کو پہنچتی ہے۔

الْأَوْشَاظُ : مفردہ : وَشِيظ : تابع، طیف، خسیس، مختلف النسل لوگ۔

اَلذَّنَبَات : معمولی اور گھٹیا درجہ کے لوگ، مفردہ : ذَنَبَةٌ : اس کے لئے «أذناب» بھی استعمال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ هُوَ مِنْ أَذْنَابِ النَّاسِ۔ أی «مِنْ أَرْذَالِ النَّاسِ»

الفِضَاح : مصدر بمعنے رُسوائی۔ فَضَحَهُ (ف) فَضْحًا : رُسوا کرنا، عیب ظاہر کرنا۔

جُهِدَ : ماضی مجہول (ف) جَهْدًا : پوری کوشش کرنا۔ یہاں اس سے انتہا کو پہنچنا مُراد ہے

جُهِدَ الفِضَاحُ : رسوائی اپنے انتہا کو پہنچ گئی۔

(۶) وَالْكَرُّ بَعْدَ الْفَرِّ إِذْ كُرِهَ التَّقَدُّمُ وَالنِّطَاحُ

اور (جنگ سے) فرار کے بعد دوبارہ حملہ (کا اصل اعتبار) اس وقت ہے جب آگے بڑھنا اور لڑنا ناپسندیدہ اور بُرا معلوم ہو (یعنی جب جنگ اتنی شدید ہو کہ لڑنا اور بڑھنا ناپسند کیا جارہا ہو تو ایسی حالت میں دوبارہ حملہ کرنا درحقیقت بہادری اور شجاعت کی اصل علامت ہے)

النِّطَاحُ : نَاطَحَهُ۔ نِطَاحًا۔ مُنَاطَحَةً : سینگوں سے مارنا، یہاں اس سے بطور استعارہ قتال کرنا مُراد ہے۔

(۷) كَشَفَتْ لَهُمْ عَنْ سَاقِهَا وَبَدَا مِنَ الشَّرِّ الصُّرَاحُ

جنگ نے ان کے لئے اپنی پنڈلی ظاہر کردی (یعنی معاملہ سخت ہو گیا) اور خالص شر ظاہر ہو گیا۔

«کشفِ سَاق» معاملہ کے سخت ہونے سے کنایہ ہے۔ قال اللهُ عزّ وجلّ: «یَومَ یُکشَفُ عَنْ سَاقٍ»۔ الصُّرَاحُ: خالص۔ «کشفَتْ» میں ضمیر «حرب» کی طرف، اور «ساقها» کی ضمیر «أراهِط» کی طرف راجع ہے «مِنَ الشرّ» میں «مِنْ» زائدہ ہے۔

(۸) فَالهَمُّ بَیضَاتُ الخُدُوْ رِ هُنَاكَ لَا النَّعَمُ المُرَاحُ

چنانچہ وہاں ہمارا مقصود پردہ نشین گوری عورتوں کو قید کرنا تھا نہ کہ وہ چوپائے جو شام کو گھر لائے جائیں۔ (کیونکہ عورتوں کے قید کرنے میں دشمن کی زیادہ رسوائی تھی بہ نسبت جانوروں کے قید کرنے کے۔)

بَیضَات: مفرد: بَیضَة: سفید۔ الخُدُور: مفرد: خِدْرٌ: پردہ: بیضاتُ الخُدُورِ: پردہ نشین خوبصورت عورتیں۔ النَّعَم: اُونٹ، مویشی، جمع: أنعَام۔ المُرَاح: اسم مفعول از باب افعال: وہ جانور جو شام کے وقت چراگاہ سے گھر لایا جائے، أراح النَّعَمَ: مویشی کو شام کے وقت گھر لانا۔ النَّعَمُ المُراح: مویشی جو شام کو گھر لایا جائے۔ الهَمّ: مقصود، ارادہ

(۹) بِئْسَ الخَلَائِفُ بَعدَنَا أَولَادُ یَشکُرَ وَاللِّقَاحُ

یشکر اور قبیلۂ لقاح کی اولاد ہمارے بعد ہمارے بُرے جانشین ہیں (کہ انہوں نے لڑائی میں حصہ نہ لیا۔)

الخلائف: مفرد: خلیفة۔ لَقَاحُ: قبیلہ بنی حنیفہ کا لقب ہے۔

(۱۰) مَنْ صَدَّ عَنْ نِیرانِهَا فَأَنَا ابنُ قَیسٍ لَا بَرَاحُ

جس نے جنگ کی آگ سے منہ پھیرا (سو پھیرا) میں تو ابن قیس ہوں (جنگ سے) الگ نہیں ہونگا

براح: زوال۔ برح (س) براحًا: زائل ہونا، الگ ہونا۔

«لا» مشبہ بلیس ہے «براح» اس کا اسم ہے اور اس کی خبر «لی» محذوف ہے۔ لا براح: أی «لا زوال لی»

(۱۱) صَبرًا بَنِی قَیسٍ لَهَا حَتَّی تُرِیحُوا أَو تُرَاحُوا

بنو قیس! جنگ پر صبر کرو یہاں تک کہ (دشمنوں کو قتل کرکے اُن کو) آرام پہنچا دو، یا تم کو راحت پہنچائی جائے (کہ دشمن تمہیں موت کی لمبی نیند سلادے یعنی جنگ لڑتے رہو، حتی کہ یا تم مرجاؤ یا دشمنوں کو ماردو۔)

تُرِیحُوا: إِرَاحَة: آرام پہنچانا۔ «صَبرًا» مفعول مطلق ہے، عامل محذوف ہے۔ أی:

«اصْبِرُوا صَبْرًا» «بنی قیس» منادیٰ ہے حرفِ ندا محذوف ہے۔ «لَهَا» «حَرْبٌ» کی طرف عائد ہے۔

(۱۲) إِنَّ الْمُوَائِلَ خَوْفَهَا يَعْتَاقُهُ الْأَجَلُ الْمُتَاحُ

بیشک جنگ کے خوف سے پناہ گاہ کے طلبگار کو اجلِ مقررہ روک دیگی (یعنی اگر جنگ میں کسی کی موت مقرر ہو تو اگر وہ بھاگنا بھی چاہے تو نہیں بھاگ سکے گا۔)

الْمُوَائِل : اسم فاعل از مفاعلہ بمعنیٰ طالب الموئل: پناہ گاہ کا طلبگار۔ وَأَلَ (ض) وَأْلًا۔ وَاءَلَ۔ مُوَاءَلَةً ، وِئَالًا : پناہ لینا۔ وَاءَلَ منہ : نجات طلب کرنا۔ یعتاق : اعتیاقًا وعاق (ن) عَوْقًا ، روکنا، منع کرنا۔ الْأَجَلُ الْمُتَاحُ : اجل مقررہ۔

(۱۳) هَيْهَاتَ حَالَ الْمَوْتُ دُوْنَ الْفَوْتِ وَانْتُضِيَ السِّلَاحُ

بھاگنا دور ہوگیا اور موت (ہمارے اور نجات کے درمیان) حائل ہوگئی اور ہتھیار کھینچے گئے (یعنی اب بھاگ کر بچ جانا ممکن نہیں کہ موت درمیان میں آگئی کیونکہ تلوار نیام سے نکال لی گئی)

حَالَ : (ن) حَيْلُوْلَةً : درمیان میں حائل ہونا۔ الْفَوْتُ : سبقت وفرار، فَاتَ (ن) فَوْتًا : گذرنا، وقت کا جاتا رہنا، سبقت کرنا، تجاوز کرنا۔ انتضی : ماضی مجہول از باب افتعال : تلوار کو نیام سے نکالنا، کھینچنا۔ نضا (ن) نَضْوًا۔ ونضی (ض) نَضْيًا، نکالنا، کھینچنا۔ اَلسِّلَاحُ : ہتھیار، اسلحہ۔

(۱۴) كَيْفَ الْحَيٰوةُ إِذَا خَلَتْ مِنَّا الظَّوَاهِرُ وَالْبِطَاحُ

وہ زندگی کیسی ہوگی جبکہ ہم سے وادیوں کی چوٹیاں اور اندرونی حصے خالی پڑے ہوں گے (یعنی جب ہماری اکثریت مرگئی ہوگی تو پھر زندہ رہنے میں کیا لطف رہیگا)

اَلظَّوَاهِرَ : بلند زمینیں، مفرد : ظَاهِرَة ، ظَاهِرَةُ الْجَبَل : پہاڑ کی چوٹی۔ اَلْبِطَاحُ : مفرد : بَطِيْحَة : کشادہ نالہ جس میں ریت اور کنکریاں ہوں، یہاں «الظواهر» سے وادیوں کے بلند حصے اور «اَلْبِطَاح» سے اندرونی حصے مراد ہیں۔

(۱۵) أَيْنَ الْأَعِزَّةُ وَالْأَسِنَّةُ عِنْدَ ذِ لِلْكِ وَالسَّمَاحُ

کہاں گئے معزز لوگ اور نیزے (کے مالکان) اور (اصحاب) سخاوت۔ (یعنی افسوس کہ سب مر گئے ہیں اب ہمیں انتقام لینا چاہیئے۔)

اس شعر کا ایک اور مطلب بھی بیان کیا ہے جو سیاقِ کلام اور پہلے شعر کے مطابق ہے وہ یہ ہے "جب ہم سے وادیاں خالی ہو جائیں گی تو اس وقت کہاں ملیں گے معزز لوگ، نیزے اور سخاوت"

"عند ذٰلك" کا اشارہ پہلے شعر میں "خلت منا الظواھر" کیطرف ہے۔

شعر کے پہلے مطلب کی صورت اپنے گذرے ہوئے لوگوں کی موت پر حسرت کا اظہار کرنا ہے اور دوسری صورت میں اپنی اہمیت بتانا مقصود ہے کہ اگر ہم مرگئے تو ہمارے جیسے معزز اور سخی لوگ کہاں مل سکیں گے۔

وَقَالَ جَحْدَرُ بْنُ ضُبَیْعَۃَ

تعارف: ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنو قیس نے بنو تغلب کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا۔ بنو قیس نے یہ بات بھی طے کرلی کہ اس جنگ میں قبیلہ کی تمام عورتیں شریک ہوں جو میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانے نیز دشمن کے زخمیوں کا کام تمام کرنے کا فریضہ انجام دیں۔ تاہم علامتِ امتیاز کے طور پر قبیلہ کے تمام مردوں کے سر حلق کروا دیئے۔ اسی وجہ سے اس جنگ کو "یوم التحالق" کہتے ہیں۔ البتہ شاعر نے کہا کہ میری شکل وصورت کچھ اچھی نہیں اگر گنجا ہو جاؤں تو مزید بگڑ جاؤنگا۔ اس لئے میں اس علامت امتیاز سے مستثنیٰ ہوا چاہتا ہوں، جنگ شروع ہوئی تو شاعر زخمی ہوئے، بنو قیس کی عورتیں میدان میں اُتریں اور بال والے زخمیوں کو قتل کرنے لگیں۔ بالوں کی وجہ سے دشمن کا زخمی سمجھ کر ان عورتوں نے شاعر قیس کا بھی کام تمام کر دیا۔ موت سے قبل مندرجہ ذیل شعر کہے: ———

(۱) قَدْ یَتِمَتْ بِنْتِیْ وَآمَتْ کَنَّتِیْ ۔۔۔ وَشَعِثَتْ بَعْدَ الرِّھَانِ جُمَّتِیْ

قریب ہے کہ میری بیٹی یتیم ہو جائے اور میری بیوی بیوہ ہو جائے اور لڑائی کے بعد میرے بال پراگندہ ہو جائیں۔

یتمت (س ض ك) یَتَمًا، یُتْمًا: یتیم ہونا۔ آمت: علیٰ وزن باعت (ض) أَیْمَۃً، أَیْمًا: بیوہ ہونا۔ کَنَّۃٌ: بہو یا بھاوج، جمع: کَنَائِنُ، مادہ (ك ن ن) یہاں اس سے بیوی مُراد ہے۔ شَعِثَتْ: (س) شَعَثًا: پراگندہ ہونا۔ جُمَّۃٌ: سر کے بالوں کی کثرت، کان کی لَو سے نیچے تک کے بال۔ جمع: جُمَمٌ: الرِّھَان: مقابلہ، گھڑ دوڑ، ——— یہاں اس سے قتال مُراد ہے۔ شعر میں اگرچہ ماضی کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں لیکن مُراد وقوع فعل نہیں بلکہ وقوع فعل کا قریب ہونا مُراد ہے۔

(۲) رُدُّوْا عَلَیَّ الْخَیْلَ إِنْ أَلَمَّتِ ۔۔۔ إِنْ لَمْ یُنَاجِزْھَا فَجُزُّوْا لِمَّتِیْ

اگر شہسوار آئے تو ان کو میری جانب لوٹا دو اگر میں ان کے مقابلے کے لئے نہ نکلوں تو میرے بال کاٹ دو (کیونکہ شاعر نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ دشمن کے پہلے شہسوار سے

میں لڑوں گا لیکن گنجا ہونے سے مجھے مستثنیٰ کر دو۔)

أَلْمَتْ: إِلْمَامًا: نازل ہونا۔ يُنَاجِزُ: مُنَاجَزَةً: مقاتلہ کرنا۔ مقابلہ پر نکلنا، نجز (س) نَجَزًا: ختم ہونا۔ نجز (ن) نَجْزًا: حاجت پوری کرنا۔ یہاں "أُنَاجِزُهَا" متکلم کا صیغہ ہونا چاہیئے لیکن شاعر نے متکلم سے غائب کیطرف التفات کرکے "يناجزها" کہا۔ فَجُزُّوا: (ن) جَزًّا: کاٹنا۔ لِمَّةٌ: بال جو کانوں کی لَو سے متجاوز ہوں۔ جمع: لِمَمٌ۔ "ألمت" کی ضمیر "خیل" کی طرف راجع ہے۔ "خیل" سے اصحاب خیل یعنے شہسوار مُراد ہیں

وَقَالَ شَمَّاسُ بنُ أَسوَدَ

ان اشعار کی حکایت یہ ہے کہ قیس بن حسّان اپنے ننھیالی قبیلہ بنو مجاشع کے پاس مہمان بن کر آیا، اور عمرو بن عمران کا ایک اُونٹ لے گیا۔ عمرو چونکہ حری کا پڑوسی تھا تو اس نے حری سے شکایت کی۔ حری نے قیس سے عمرو کے لئے ایک کے بجائے تیس اُونٹ چھین لئے۔ قیس بنو مجاشع کا مہمان تھا اور ان کا بھانجہ بھی تھا۔ اس وجہ سے بنو مجاشع حری کے قبیلہ بنو نہشل کے پاس آئے اور کہا کہ حری نے ہمارے مہمان سے تیس اُونٹ لئے ہیں، وہ اُس سے واپس کرا دو۔ اگر تم اس سے نہیں لے سکتے ہو تو ہم اُس سے لے لیں گے لیکن تم اس کی مدد نہ کرنا۔ حری نے چونکہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس وجہ سے بنو مجاشع نے اس سے تیس سے زیادہ اُونٹ لے لئے اور بنو نہشل نے اس کی مدد نہ کی، ذیل کے اشعار میں اسی کا ذکر ہے جو شماس بن اسود نے حری بن ضمرہ کو خطاب کرکے کہے ہیں:

(۱) أَغَرَّكَ يَوْمًا أَنْ يُقَالَ ابْنُ دَارِمٍ ۔۔۔ وَتُقْصَى كَمَا يُقْصَى مِنَ الْبَرْكِ أَجْرَبُ

کیا تجھ کو دھوکہ میں ڈالا کسی دن اس بات نے کہ تجھ کو ابنِ دارم کہا جاتا ہے۔ حالانکہ تو اس سے اسی طرح دُور ڈالا گیا۔ جس طرح تندرست اُونٹوں کی جماعت سے خارشی اُونٹ کو دُور رکھا جاتا ہے۔

أَغَرَّكَ: ہمزہ استفہام کا ہے۔ غَرَّ (ن) غُرُورًا: دھوکہ دینا۔ تُقْصَى: مضارع مجہول از باب نعال۔ قَصِيَ (س) قَصًا وقَصًا (ن) قَصْوًا۔ دُور ہونا۔ وأَقْصَى۔ إِقْصَاءً: دور کرنا۔ الْبَرْكُ: سینہ، اونٹوں کی جماعت۔ أَجْرَبُ: خارش زدہ اُونٹ

(۲) قَضَى فِيكُمْ قَيْسٌ بِمَا الْحَقُّ غَيْرُهُ ۔۔۔ كَذَٰلِكَ يَخْزُوكَ الْعَزِيزُ الْمُدَرَّبُ

قیس نے تمہارے درمیان ناحق فیصلہ کیا اور طاقت ور، تجربہ کار تجھ پر اسی طرح غالب ہوگا۔

يَحْزُوْا : (ن) حَزْوًا : غالب آنا، دشمنی کرنا، سیاست کرنا۔ المُدَرَّب : اسمِ مفعول از بابِ تفعیل ؛ تربیت یافتہ، تجربہ کار، سرد وگرم چشیدہ۔

(۳) قَدْ عَلِمَتْ وَالِدَةٌ مَا ضَمَّتِ مَا لَفَّفَتْ فِيْ خِرَقٍ وَشَمَّتِ

یقیناً میری والدہ نے جان لیا تھا کہ جس بچہ کو اس نے (اپنے جگر سے) لگایا اور جس کو کپڑے میں لپیٹا اور جس کو سونگھا (عرب کی عورتیں محبت کی بناء پر بچے کو سونگھتی تھیں، اس لئے بچے کو "ریحانہ" کہتے ہیں۔)

ضَمَّتْ : (ن) ضَمًّا : چپکانا، ملانا۔ لَفَّفَتْ : تَلْفِيْفًا : لپیٹنا۔ خِرَقٌ : مفرد ؛ خِرْقَةٌ ؛ کپڑے کا ایک ٹکڑا، چیتھڑا۔ شَمَّتْ : (س) شَمًّا، شَمِيْمًا : سونگھنا۔ "والدةٌ" سے شاعر کی والدہ مراد ہے "مَا" موصولہ ہے اور یہ "عَلِمَتْ" کے لئے مفعول اول ہے۔ مراد اس سے خود شاعر ہے۔ "ضَمَّتْ" اصل میں "ضَمَّتْهُ" ہے، ضمیر محذوف "ما" کیطرف عائد ہے۔ "مَا لَفَّفَتْ" "مَا ضَمَّتْ" سے بدل ہے۔ "وَشَمَّتْ" کا عطف "لَفَّفَتْ" پر ہے۔

(٤) إِذَا الْكُمَاةُ بِالْكُمَاةِ الْتَفَّتِ أَمُخْدَجٌ فِي الْحَرْبِ أَمْ أَتَمَّتِ

جب بہادر بہادروں سے (میدانِ جنگ میں) لپٹ جائیں گے کہ آیا وہ جنگ میں ناقص ہے یا اس نے اس کو پورا جنا ہے (یعنی میری والدہ کو میرے زمانہ طفولیت میں معلوم ہو گیا تھا کہ میرا بیٹا بہادر اور کامل ہوگا۔)

الكُمَاة : بہادر۔ الْتَفَّتْ : الْتِفَافًا ؛ گنجان ہونا، لپٹنا، اکٹھا ہونا۔ مُخْدَجٌ : اسمِ مفعول از بابِ افعال ؛ ناقص، خَدَجَ (ض) خِدَاجًا و أَخْدَج : نا تمام بچہ گرانا۔ أَتَمَّتْ : اَلْمَرْأَةُ ؛ عورت کا پورا اور تامُ الخلقت بچہ پیدا کرنا۔

"أمخدج ...." پہلے شعر میں "عَلِمَتْ" کے لئے مفعول بہ ثانی ہے۔ ترکیبی عبارت ہے "قد علمت والدتی مَا ضَمَّتْه .... أَمُخْدَجٌ فی الحَربِ أَمْ أَتَمَّتْ إِذَا الكمَاة التفت بالكماة"۔ "التفت" کی ضمیر "الکماۃ" کیطرف بتاویل جماعت راجع ہے۔

(۳) فَأَدِّ إِلَىٰ قَيْسِ بْنِ حَسَّانَ ذَوْدَهُ وَمَا نِيْلَ مِنْكَ التَّمْرُ أَوْ هُوَ أَطْيَبُ

سو تو قیس کو اس کے اونٹوں کی جماعت (جو تو نے اس سے لئے تھے) دیدے (کیونکہ وہ غالب ہیں) اور جو تجھ سے لئے گئے ہیں وہ کھجور (کی طرح شیریں) ہیں یا اس سے بھی

اچھے ہیں۔

ذَوْد : تین سے دس تک اونٹوں کا گلہ۔ نِیْلَ : ماضی مجہول۔ نَالَ (س) نَیْلًا : پانا۔

(٤) فَإِلَّا تَصِلْ رِحْمًا ابْنَ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدٍ ۔۔۔ يُعَلِّمْكَ وَصْلَ الرَّحْمِ عَضْبٌ مُجَرَّبٌ

اگر تو ابن عمر بن مرثد کے ساتھ صلہ رحمی نہ کرے تو کاٹنے والی آزمودہ تلوار تجھے صلہ رحمی سکھادیگی

عَضْبٌ : کاٹنے والی۔ مُجَرَّبٌ : آزمودہ۔ «فإلا تصل» اصل میں «فإن لا تصل» ہے۔

وقال جحر بن خالد

(١) وَجَدْنَا أَبَانَا حَلَّ فِي الْمَجْدِ بَيْتُهُ ۔۔۔ وَأَعْيَى رِجَالًا آخَرِينَ مَطَالِعُهُ

ہم نے اپنے باپ کو ایسے حال میں پایا کہ اس کا گھر مجد و شرف میں تھا اور اس کے طلوع مقامات نے دوسرے لوگوں کو عاجز بنادیا۔

حَلَّ : (ن) حُلُوْلًا : اترنا۔ أَعْيَى : إِعْيَاءً : تھکانا۔ مَطَالِعُهُ : مفردہ: مَطْلَع : طلوع کی جگہ، راستہ

(٢) فَمَنْ يَسْعَ مِنَّا لَا يَنَلْ مِثْلَ سَعْيِهِ ۔۔۔ وَلٰكِنْ مَتٰى مَا يَرْتَحِلْ فَهُوَ تَابِعُهُ

جو شخص ہم میں سے امجد و شرف کے حصول کے لئے کوشش کرے تو وہ ہمارے باپ کی سی سعی نہیں کرسکتا جب بھی کوئی اس کی طرف سفر کرے گا وہ اس کا پیروکار ہوگا (اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔)

يَسْعَ : (ف) سَعْيًا : کوشش کرنا۔ اصل میں یَسْعٰی ہے، یا۔ حرف علت «مَنْ» شرطیہ کی وجہ سے گر گیا۔

(٣) يَسُوْدُ ثُنَانَا مَنْ سِوَانَا وَبَدْؤُنَا ۔۔۔ يَسُوْدُ مَعَدًّا كُلَّهَا لَا تُدَافِعُهُ

ہمارے دوسرے درجہ کا آدمی ہمارے علاوہ اور لوگوں کا سردار ہوتا ہے اور ہمارا اول درجہ کا سردار سارے معد بن عدنان کی سرداری کرتا ہے اور وہ لوگ (اس سلسلہ میں) اس کی مزاحمت نہیں کرتے ہیں۔

ثِنْی : من کان دون السید فی المرتبة : سردار سے دوسرے درجہ کا آدمی، جمع: ثِنْیَةٌ۔ ثِنَانَا : سردار سے دوسرے درجہ کا ہمارا آدمی۔ بَدْءٌ : ہر شئ کا اول، اول درجے کا سردار، عاقل نوجوان۔ جمع : أَبْدَاءٌ، بُدُوْءٌ۔ تُدَافِعُه : مُدَافَعَةً وَدِفَاعًا : مزاحمت کرنا «لا تدافعه» میں ضمیر فاعل «معدا» کی طرف راجع ہے۔

(٤) وَنَحْنُ الَّذِيْنَ لَا يُرَوَّعُ جَارُنَا وَبَعْضُهُمْ لِلْغَدْرِ صُمٌّ مَسَامِعُهُ

اور ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارا پڑوسی ڈرایا (دھمکایا) نہیں جاتا اور بعض لوگ عہد شکنی کی وجہ سے بہرے ہیں (کہ لوگ اُن کو بے وفائی کے طعنے دیتے ہیں اور وہ سنتے ہیں کچھ کہتے نہیں گویا کہ وہ بہرے ہیں۔)

مَسَامِع : مفردہ: مَسْمَعٌ : سننے کی جگہ یعنے کان۔

(٥) نُدَهْدِقُ بِضْعَ اللَّحْمِ لِلْبَاعِ وَالنَّدٰى وَبَعْضُهُمْ تَغْلِىْ بِذَمٍّ مَنَاقِعُهُ

ہم سخاوت کی وجہ سے (مہمانوں کے لئے) گوشت کے ٹکڑے کاٹتے ہیں اور بعض لوگوں کی دیگچیاں مذمت کے ساتھ جوش مار رہی ہیں (بخل کی وجہ سے)

ندهدق : دَهْدَقَةٌ : گوشت کو ہڈی سمیت کاٹنا۔ بِضْع : مفردہ: بِضْعَةٌ : گوشت کا ٹکڑا۔ البَاع : دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کی مقدار، یہاں اس سے سخاوت وعزت مراد ہے۔ کہتے ہیں۔ طویلُ البَاع : فیاض وسخی۔ مادہ (ب و ع) النَّدٰی : سخاوت۔ مَنَاقِعُ : مفردہ: مُنْقُعٌ : چھوٹی ہانڈی جس میں دودھ کھجور ڈالتے ہیں اور بچے کو کھلاتے ہیں۔ تغلی: (ض) غَلَيَانًا : جوش مارنا۔

(٦) وَيَحْلُبُ ضِرْسُ الضَّيْفِ فِيْنَا إِذَا شَتَا سَدِيْفَ السَّنَامِ تَسْتَرِيْهِ أَصَابِعُهُ

جب مہمان موسم سرما میں ہمارے پاس آجائے تو اس کی داڑھ کوہان کی چربی کو نکالتی ہے جس کو اس کی انگلیاں چنتی (اور اختیار) کرتی ہیں (یعنی ہم مہانوں کو کوہان کا بہترین گوشت دیتے ہیں۔)

يَحْلُبُ : (ن) حَلْبًا : دودھ دوہنا، دودھ نکالنا۔ یہاں اس سے بطورِ استعارہ چربی نکالنا مراد ہے، چربی نکالنے کو «یحلب» سے تعبیر کرکے اس کی کثرت کی طرف اشارہ کیا۔ شتا : (ن) شُتُوًّا : سردی یا قحط میں داخل ہونا۔ سَدِيْف : کوہان کی چربی کا ایک ٹکڑا، جمع : سِدَاف: السَّنَام : کوہان۔ تَسْتَرِيْهِ : إِسْتِرَاءٌ (از باب افتعال) چننا، اختیار کرنا۔ مادہ: (س ر و) «سَدِيْفَ السَّنَامِ» «يَحْلُبُ» کے لئے مفعول بہ ہے۔ «ضِرْس» فاعل ہے۔ «تستريه» «سديف» سے حال ہے۔

(٧) مَنَعْنَا حِمَانَا وَاسْتَبَاحَتْ رِمَاحُنَا حِمٰى كُلِّ قَوْمٍ مُسْتَجِيْرٍ مَرَاتِعُهُ

ہم نے اپنی چراگاہ کی حفاظت کی اور ہمارے نیزوں نے دوسری ہر قوم کی چراگاہ

(کی حفاظت) مباح کردی، جس کی چرنے کی جگہیں پناہ گیر (اور محفوظ) تھیں۔
حِمًی: چراگاہ۔ مُستجیر: پناہ لینے والا، پناہ گیر۔ مَرَاتِع: مفرد: مَرْتَعٌ: چرنے کی جگہ، «مراتعه» میں ضمیر «حِمًی» کی طرف راجع ہے۔ اور یہ «مستجیر» کے لئے مبتداء مؤخر ہے۔ مبتداء خبر مل کر «حِمًی» کی صفت ہے۔

وَقَالَ جَحْدَرُ بْنُ خَالِدٍ أَيْضًا

(۱) لَعَمْرُكَ مَا إِلْيَاءُ بْنُ عَبْدٍ ... بِذِي لَوْنَيْنِ مُخْتَلِفِ الْفِعَالِ

تیری عمر کی قسم! اِلیاء بن عبد دو رنگا اور مختلف الافعال (منافق قسم کا آدمی) نہیں ہے (بلکہ یک رنگ اور مخلص ہے۔)

(۲) غَدَاةَ أَتَاهُ جَبَّارٌ بِإِدٍّ ... مُعَضِّلَةٍ وَحَادَ عَنِ الْقِتَالِ

اُس صبح کو یاد کر، جب جبّار اُس پر ایک بڑی پیچیدہ آفت لایا، لیکن لڑائی سے جبّار نے اعراض کیا (اور الیاء ثابت قدم رہا)

إِدٌّ: سخت و دشوار کام، مصیبت۔ قال اللہ تعالیٰ: «لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا»۔ جمع: إِدَادٌ، إِدَدٌ۔ مُعَضِّلَةٌ: اسم فاعل مؤنث از باب تفعیل: پیچیدہ و مشکل معاملہ۔ عَضَّلَ تَعْضِيلًا: تنگ ہونا، تنگی کرنا۔ (لازم و متعدی)

«مُعَضِّلَةٍ» «إِدّ» کی صفت ہے۔ «إِدّ» لفظاً اگرچہ مذکر ہے لیکن یہاں اس سے «آفة عظيمة» مراد ہے اس لئے صفت «معضلة» مؤنث لائی گئی ہے۔ إِدٌّ مُعَضِّلَةٌ: بڑی پیچیدہ آفت «غَدَاةَ» «اذكر» فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے۔ حَادَ: (ض) حَيْدًا: اعراض کرنا۔ قال اللہ تعالیٰ: «ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ»

«أَتَاهُ» کی ضمیر مفعول «إلياء» کی طرف راجع ہے۔ «حاد» کی ضمیر «جبار» کی طرف عائد ہے

(۳) فَفَضَّ مَجَامِعَ الْكَتِفَيْنِ مِنْهُ ... بِأَبْيَضَ مَا يُغِبُّ عَنِ الصِّقَالِ

الیاء نے جبار کے دونوں کاندھوں کے جوڑ کو سفید تلوار سے الگ کر دیا، جس کے صیقل کرنے میں ناغہ نہیں کیا جاتا۔

فَضَّ: (ن) فَضًّا: سوراخ کرنا، توڑنا، منتشر کرنا۔ مَجَامِعُ: مفرد: مَجْمَعٌ: جمع ہونے کی جگہ۔ مَجَامِعُ الْكَتِفَيْنِ: کندھوں کے جوڑ۔ يُغِبُّ: (ن) غِبًّا: ایک

دن چھوڑکر ملاقات کرنا، تیسرے دن آنا۔ مَا يُغَبُّ : ایک دن چھوڑا نہیں جاتا، بلکہ بلاناغہ کیا جاتا ہے۔

④ فَلَوْ اَنَّا شَهِدْنَاكُمْ نَصَرْنَا بِذِي لَجَبٍ أَزَبَّ مِنَ الْعَوَالِيْ

(شاعر اپنی قوم سے خطاب کرکے کہہ رہا ہے کہ) اگر ہم تمہارے پاس (اس وقت) حاضر ہوتے تو ایسے شور وغوغا والے لشکر کے ساتھ تمہاری مدد کرتے کہ جو زیادہ بالوں والا ہوتا نیزوں کی وجہ سے (یعنی نیزے لشکر میں اتنے زیادہ ہوتے جیسے انسان کے جسم میں بال زیادہ ہوتے ہیں۔)

لَجَب : مصدر بمعنے : بہادروں کا شور۔ لَجِبَ (س) لَجَبًا : سمندر کا جوش میں آنا، شور مچانا۔ ذُولَجَب : شور مچانے والا۔ أَزَبّ : اسم تفضیل : زیادہ بالوں والا۔ زَبَّ (ض) زَبَبًا : چہرے اور کانوں پر بہت بال ہونا۔ العَوَالی : مفرده : عَالِيَة : نیزے کے اوپر کا حصہ، مراد پورا نیزہ ہے۔

« ذی لَجَب » کا موصوف محذوف ہے۔ « بجیش ذی لَجَب »

⑤ وَلٰكِنَّا نَأَيْنَا وَاكْتَفَيْتُمْ وَلَا يَنْأَى الْحَفِيُّ عَنِ السُّؤَالِ

لیکن ہم دُور تھے اور تم کافی ہوگئے اور مہربان دوست (ساتھی کے احوال کے بارے میں) سوال سے دُور نہیں ہوتا۔ (یعنی اچھا دوست اپنے دوست کے احوال پوچھتا رہتا ہے اس وجہ سے ہم تمہارا حال پوچھتے رہے۔)

نَأَيْنَا : ماضی جمع متکلم : (ف) نَأْيًا : دُور ہونا۔ اَلْحَفِيُّ : سوال میں اصرار کرنے والا۔ مہربان جو حالات ومزاج پوچھتا ہے۔

وَقَالَ غَسَّانُ بْنُ وَعْلَةَ

① إِذَا كُنْتَ فِي سَعْدٍ وَأُمُّكَ مِنْهُمُ غَرِيبًا فَلَا يَغْرُرْكَ خَالُكَ مِنْ سَعْدِ

جب تو بنو سعد میں مسافر بن کر رہے اور تیری ماں ان سے ہو تو تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ تیرا ماموں سعد سے ہے (کیونکہ وہ مہمانوں کے ساتھ بھی غداری کرتے ہیں، اگرچہ مہمان اُن کا بھانجہ ہو۔)

غریبًا : مُسافر، جمع : غُرَبَاء أی إذا كنت غريبًا فی سعد

(۲) فَإِنَّ ابْنَ أُخْتِ الْقَوْمِ مُصْغًى إِنَاؤُهُ　　إِذَا لَمْ يُزَاحِمْ خَالَهُ بِأَبٍ جَلْدِ

قوم کے بھانجے کا برتن جھکا دیا جاتا ہے (اور اُس کو ذلیل کیا جاتا ہے) جب وہ اپنے ماموں کا بہادر باپ کے ساتھ مقابلہ نہ کرے (یعنے ماموں بھانجے کی اسی وقت عزت کرتا ہے جب بھانجے کا باپ معزز اور قوی ہو)

مُصْغًى: اسمِ مفعول از افعال: جھکایا ہوا، اصل میں مُصْغَيٌ تھا، ثقل کی وجہ سے یا کے ضمہ کو گرا دیا، پھر یاء ساکن ماقبل فتحہ کو الف سے بدل دیا۔ أَصْغَى الإِنَاءَ: برتن جھکانا۔ أَصْغَى إِلَيْهِ: کان لگاکر سننا۔ مُصْغًى إِنَاؤُهُ: جس کا برتن جھکایا گیا ہو، ذلیل ہونے سے کنایہ ہے۔ جَلْدٌ: قوی، بہادر۔ يُزَاحِمُ، مُزَاحَمَةٌ: مقابلہ کرنا۔

وَقَالَ بَعْضُ بَنِي جُهَيْنَةَ

تعارف: اِن اشعار کی حکایت یہ ہے کہ عمیر بن جناب قبیلہ بنو کلب پر اکثر غارت گری کرتا تھا۔ جب وہ تنگ آگئے تو ایک روز سب جمع ہوکر حمید بن حریث کے پاس گئے اور عمیر کی شکایت کی۔ حمید شاعر کے قبیلہ کی ایک شاخ پر غارت گری کے لئے نکلا۔ اتفاق سے عمیر بھی ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلا تھا۔ راستہ میں دونوں کی ملاقات ہوگئی۔ حمید نے اپنے ساتھیوں سے کہا، تم چھپ جاؤ اور بالکل خاموش رہو تاکہ یہ مکمل طور پر ہمارے نرغے میں آسکے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جب عمیر اور اس کے ساتھی حمید کے نرغے میں آگئے تو حمید نے حملہ کر دیا، جس میں عمیر کے قبیلہ بنو فزارہ کے کئی افراد مارے گئے۔ ذیل کے شعروں میں حمید کی تعریف اور اُس جنگ کا ذکر ہے:-

(۱) أَلَا هَلْ أَتَى الْأَنْصَارَ أَنَّ ابْنَ بَحْدَلٍ　　حُمَيْدًا شَفَى كَلْبًا فَقَرَّتْ عُيُونُهَا

سنو! کیا قیس کے مددگاروں کو یہ خبر پہنچ گئی ہے کہ بیشک حمید ابن بحدل نے کلب کو شفا دی (کہ اُس کے دشمن قتل کئے) سو کلب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

«أتى» کا فاعل «أن ابن بحدل» ہے «الأنصار» مفعول بہ ہے۔

(۲) وَأَنْزَلَ قَيْسًا بِالْهَوَانِ وَلَمْ تَكُنْ　　لِتُقْلِعَ إِلَّا عِنْدَ أَمْرٍ يُهِينُهَا

اور قیس کو ذلت میں اُتارا اور وہ باز نہیں آتے تھے مگر ایک ایسے امر کے وقت جو اُن کو ذلیل کرے (یعنی ذلیل کئے بغیر وہ شرافت کے ساتھ باز آنے والے نہیں تھے)

لِتُقْلِعَ: عَنْهُ إِقْلَاعًا: باز رہنا اور چھوڑنا۔ قَلَعَ (ف) قَلْعًا: جڑ سے اکھیڑنا۔

(۳) فَقَدْ تَرَكَتْ قَتْلَى حُمَيْدِ بْنِ بَحْدَلٍ ... كَثِيرًا ضَوَاحِيهَا قَلِيلًا دَفِينُهَا

حمید بن بجدل کے (ہاتھوں کے) مقتول اس حال میں چھوڑے گئے کہ دھوپ میں کھلے پڑے ہوئے زیادہ اور مدفون کم تھے (یعنی کثرتِ تعداد کی وجہ سے کچھ مقتول دفن کر دیئے گئے تھے لیکن اکثر دفن نہ ہو سکے تھے، کھلے میدان میں دھوپ میں پڑے تھے۔)

قَتْلَى : مفرده : قَتِيلٌ : ضَوَاحِي : مفرده : ضَاحِيَةٌ : ہرشی کا کھلا ہوا حصہ، دھوپ کھانے والی۔ «ضَوَاحِيهَا»، «دَفِينُهَا» کی ضمیر «قتلی» کی طرف عائد ہے۔

(۴) فَإِنَّا وَكَلْبًا كَالْيَدَيْنِ مَتَى تَقَعْ ... شِمَالُكَ فِي الْهَيْجَا تُعِنْهَا يَمِينُهَا

ہم اور بنو کلب (ایک آدمی کے) دو ہاتھ کے مثل ہیں (اور ظاہر ہے) کہ تیرا بایاں ہاتھ جنگ میں واقع ہو تو دایاں ہاتھ اس کی ضرور مدد کریگا (اسی طرح ہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے۔ شاعر بنو جہینہ کا ہے اور جہینہ اور کلب دونوں قضاعہ کی شاخیں ہیں۔)

الْهَيْجَاء : جنگ، الْكَرِيهَةُ، الوَغى، الهيجاء الْحَرْبُ، سب جنگ کے نام ہیں۔

وَقَالَ الْمُنَخَّلُ بْنُ الْحَارِثِ

یہ منذر بن نعمان کی لڑکی پر عاشق تھا۔ منذر کو جب علم ہوا تو اس کو گرفتار کیا، مذکورہ اشعار میں اپنی بہادری و سخاوت اور عشق بیان کر رہا ہے۔ محبوبہ سے کہتا ہے:

(۱) إِنْ كُنْتِ عَاذِلَتِي فَسِيرِي ... نَحْوَ الْعِرَاقِ وَلَا تَحُورِي

اگر تو مجھے ملامت کرتی ہے تو عراق کی طرف چلی جا اور پھر واپس نہ آئیو۔

عَاذِلَة : ملامت کرنے والی۔ تَحُورِي : (ن) حَوْرًا : لوٹنا۔

(۲) لَا تَسْأَلِي عَنْ جُلِّ مَا ... لِي وَانْظُرِي كَرَمِي وَخِيرِي

میرے مال کی کثرت کے بارے میں نہ پوچھ (کہ میں ملنگ آدمی ہوں) میری سخاوت اور شرافت کو دیکھ

جُلّ : بھاری، موٹا، اکثر۔ جُلُّ الشيءِ : چیز کا بڑا حصہ۔ الْخِيرُ: سخاوت، شرافت، جمع: أخيار

(۳) وَفَوارِسٍ كَأُوَارِ حَرِّ النَّارِ أَحْلَاسِ الذُّكُورِ

اور بہت سے ایسے شہسوار جو آگ کے شعلے کی طرح (تیز) ہیں، جو نر گھوڑوں کے لئے ٹاٹ ہیں (یعنے ہر وقت اُن پر جمے رہتے ہیں)۔

أُوار : شعلہ، تپش، پیاس، جمع : أُوُر۔ أَحْلَاس : ٹاٹ۔ مفرد : حِلْسٌ، حَلَسٌ، اَلذُّكُور : نر گھوڑے، مفرد : ذَكَرٌ

"أوارحرالنار" میں "حر" کا لفظ زائد ہے کیونکہ "أوار" اور "حر" کے ایک ہی معنی ہیں۔

(٤) شَدُّوا دَوَابِرَ بَيْضِهِمْ فِي كُلِّ مُحْكَمَةِ الْقَتِيرِ

جنھوں نے اپنے خودوں کے پچھلے حصّوں کو ہر مضبوط کیلوں والی زرہ سے باندھ لیا ہے (تاکہ خود کہیں سر سے گر نہ جائے)۔

دَوَابِرَ : مفردہ : دَابِر : پچھلا حصّہ۔ بَيْضٌ : خود، مفرد : بَيْضَةٌ۔ القتير : زرہ، زرہ کی کیلیں اور میخیں۔

(٥) وَاسْتَلْأَمُوا وَتَلَبَّبُوا إِنَّ التَّلَبُّبَ لِلْمُغِيرِ

اور انہوں نے زرہیں پہنی ہیں، کمر کس لی ہے، بیشک کمر کسنا غارت گری کرنے والے کا کام ہے۔

اسْتَلْأَمُوا : اسْتِلْآمًا : لَبِسَ اللَّأْمَةَ : زرہ پہننا۔ لَأْمَةٌ : زرہ۔ تَلَبَّبُوا : تَلَبُّبًا : کمر کسنا، مُستعد ہونا۔ مُغِير : غارت گر، ڈاکہ ڈالنے والا۔

(٦) وَعَلَى الْجِيَادِ الْمُضْمَرَاتِ فَوَارِسٌ مِثْلُ الصُّخُورِ

اور عمدہ دُبلے پتلے گھوڑوں پر چٹانوں کی طرح شہسوار ہیں۔

الجِيَاد : شریف گھوڑے، مفرد : جَوَاد۔ المُضْمَرَات : مفردہ : مُضْمَرَةٌ : دُبلی پتلی۔ اَلْجِيَادُ الْمُضْمَرَات : دُبلے پتلے گھوڑے۔ صُخُورٌ : مفردہ : صَخْرٌ : چٹان

بعض نسخوں میں "صُقُور" ہے جو "صَقْرٌ" کی جمع ہے۔ شاہین کی طرح ایک پرندہ ہے جس کو فارسی میں "چرخ" کہتے ہیں۔

(٧) يَخْرُجْنَ مِنْ خَلَلِ الْغُبَا رِ يَجِفْنَ بِالنَّعَمِ الْكَثِيرِ

وہ غبار کے درمیان نکلتے ہیں اور بہت سارے اُونٹ تیزی کے ساتھ لیجاتے ہیں

يَجِفْنَ : وجف (ض) وَجِيفًا : تیز جانا

(۸) أَقْرَرْتُ عَيني مِنْ أُولٰئِكَ وَالفَوَائِحِ بِالعَبِيْرِ

میں نے ان سب شہسواروں سے اور ان عورتوں سے جن سے عنبر کی خوشبو مہک رہی ہے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں (یعنے شہسواروں کو قتل کر کے اور ان کی عورتوں کو باندی بنا کر میں نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔)

الفَوَائِحُ : مفرده : فائحۃٌ : وہ عورت جس سے خوشبو مہک رہی ہو۔ العَبِيْرُ: عنبر، خوشبو

(۹) وَإِذَا الرِّيَاحُ تَنَاوَحَتْ بِجَوَانِبِ البَيْتِ الكَسِيرِ

(۱۰) أَلْفَيْتَنِي هَشَّ اليَدَيْنِ بِمَرْيِ قِدْحِي أَوْ شَجِيرِي

اور جب مختلف سمت سے آنے والی ہوائیں ٹوٹے ہوئے گھر کی اطراف میں تیز چلتی ہیں (جو قحط کی علامت ہے)

تو تُو مجھے ہلکے ہاتھوں والا پائے گا، قمار بازی کے اپنے تیر کو اور مستعار تیر کو گھمانے کے لئے (مقصد ان دونوں شعروں کا یہ ہے کہ جب قحط کا زمانہ ہو اور مختلف سمت بدحالی کی ہوائیں چل رہی ہوں تو میں ایسے کڑے وقت میں بھی قمار بازی کرتا ہوں جو انتہائی درجہ سخاوت کی علامت ہے اس میں اپنی سخاوت بیان کی ہے۔ آگے عشق بیان کر رہا ہے۔)

تَنَاوَحَتْ : تَنَاوُحًا : ہواؤں کا تیز چلنا، مختلف سمت سے چلنا۔ مادہ (ن و ح)

البیت الکسیر : ٹوٹا ہوا گھر۔

هَشٌّ : مَصدرٌ: نرم ڈھیلا، ہلکا۔ هَشَّ (س) هَشَاشَةً : نرم و ڈھیلا ہونا، نشاط میں ہونا۔ مَرْيٌ : مصدر، مَرى (ض) مَرْيًا : دودھ اتارنے کے لئے تھن پر ہاتھ گھمانا، یہاں تیر گھمانے کے معنے میں ہے۔ بِمَرْيِ قِدْحِي. أَيْ بِإِجَالَةِ قِدْحِي۔ قِدْحٌ: قمار بازی کا تیر۔ جمع : أَقْدَاح۔ شَجِيْرٌ: اجنبی، مسافر، تلوار، یہاں اس سے وہ تیر مراد ہے جو دوسرے سے عاریت کے طور پر لیا گیا ہو، عرب کے ہاں دستور تھا کہ جب کسی کے پاس تیر نہیں ہوتا تھا تو وہ دوسرے سے بطور عاریت لے لیتا۔

«بمری ...» میں باء سببیہ ہے اور «هش» سے متعلق ہے۔

(۱۱) وَلَقَدْ دَخَلْتُ عَلَى الْفَتَاةِ الْخِدْرَ فِي الْيَوْمِ الْمَطِيْرِ
مَیں دوشیزہ پر بارش کے دن اُس کے پردہ میں داخل ہوا

(۱۲) اَلْكَاعِبُ الْحَسْنَاءِ تَرْفُلُ فِي الدِّمَقْسِ وَفِي الْحَرِيْرِ
جو اُبھری ہوئی پستان والی خوبصورت تھی، ریشمی لباس میں ناز سے چل رہی تھی۔

اَلْكَاعِبُ : اُبھری ہوئی پستان والی عورت۔ تَرْفُل : (ن) رَفْلًا: ناز سے چلنا، اٹھلانا۔ دِمَقْسٌ : سفید ریشم۔ الحَرِيْرُ : ریشم۔ اَلْكَاعِبُ پہلے شعر میں اَلْفَتَاةُ سے صفت بھی بن سکتا ہے اور "هِيَ" مبتدا محذوف کے لئے خبر بھی!

(۱۳) فَدَفَعْتُهَا فَتَدَافَعَتْ مَشْيَ الْقَطَاةِ إِلَى الْغَدِيْرِ
مَیں نے اس کو (اپنے ساتھ جانے کے لئے) مجبور کیا تو وہ (اس طرح خوشی سے) تیز چلنے لگی جیسے قطا پرندہ حوض کی جانب (خوشی کے ساتھ) جاتا ہے۔

القَطاة : ایک پرندہ ہے جس کو اُردو میں بھٹ تیتر کہتے ہیں اور یہ اکثر پانی کے پاس رہتا ہے۔ الغَدِيْرُ : حوض، تالاب، جمع : غُدُرٌ

دَفَعْتُهَا : (ف) دَفْعًا : ہٹانا۔ دفعه إلى كذا : مجبور کرنا۔ فتدافعت : تَدَافُعًا ایک دوسرے کو ہٹانا، یہاں "تدافعت" "اندفعت" کے معنی میں ہے۔ اندفع: زور سے بہنا، تیز چلنا کیونکہ "دفع" کا مطاوع "اندفع" آتا ہے "تدافع" نہیں آتا— "تدافع" "دافع" کا مطاوع ہے۔ يقال : دفعته فاندفع، ودافعتهٗ فتدافع۔

(۱۴) وَلَثَمْتُهَا فَتَنَفَّسَتْ كَتَنَفُّسِ الظَّبْيِ الْغَرِيْرِ
میں نے اُس کا بوسہ لیا تو وہ ہرن کے چھوٹے بچے کی طرح ٹھنڈا سانس لینے لگی، (کہ ایسی حالت میں کوئی دیکھ نہ لے)

لَثَمْتُ : (ض) لَثْمًا : بوسہ لینا۔ تَنَفَّسَتْ : سانس لینا، الغَرِيْرِ: ہرن کا بچہ

(۱۵) فَدَنَتْ وَقَالَتْ يَا مُنَخَّلُ مَا بِجِسْمِكَ مِنْ حَرُوْرٍ
پھر وہ قریب ہوگئی اور کہا کہ اے منخل! تیرے جسم پر یہ تپش کیوں؟

(۱۶) مَا شَفَّ جِسْمِيْ غَيْرُ حُبِّكِ فَاهْدَئِي عَنِّيْ وَسِيْرِيْ
(مَیں نے کہا) بجز تیری محبت کے میرے جسم کو کسی چیز نے لاغر نہیں کیا، اس وقت مجھ سے خاموش ہو جا اور چلتی رہ۔

شَفَّ : (ن) شَفًّا : کمزور ولاغر ہونا۔ فاهدئی : هدأ (ف) هَدْءًا : سکون ہونا۔

(۱۷) وَاُحِبُّهَا وَتُحِبُّنِیْ ۔۔۔ وَيُحِبُّ نَاقَتَهَا بَعِيْرِیْ
اور میں اُس کے ساتھ محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے۔ اور اُس کی اونٹنی میرے اُونٹ کے ساتھ محبت کرتی ہے۔

(۱۸) وَلَقَدْ شَرِبْتُ مِنَ الْمُدَامَةِ ۔۔۔ بِالصَّغِيْرِ وَبِالْكَبِيْرِ
اور میں نے چھوٹے بڑے پیالوں سے شرابِ خالص پی ہے کم اور زیادہ مال کے عوض

اَلْمُدَامَةِ : شرابِ خالص «صغیر وکبیر» سے چھوٹے اور بڑے پیالے، یا کم اور زیادہ مال مراد ہیں۔

(۱۹) فَاِذَا انْتَشَيْتُ فَاِنَّنِیْ ۔۔۔ رَبُّ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِيْرِ
اور جب میں نشہ میں ہوتا ہوں تو میں خورنق اور تختِ شاہی یا سدیر نہر کا مالک ہوتا ہوں

اِنْتَشَيْتُ : انتشی الرَّجُلُ ونَشِیَ (س) نَشْوًا : نشہ میں ہونا، مست ہونا۔ خَوَرْنَق : نعمان بن منذر بادشاہ کے تخت کا نام ہے۔ السریر : تخت، چارپائی، بعض نسخوں میں «سدیر» ہے جو حیرہ بلدہ کے قریب ایک نہر کا نام ہے۔

(۲۰) وَاِذَا صَحَوْتُ فَاِنَّنِیْ ۔۔۔ رَبُّ الشُّوَيْهَةِ وَالْبَعِيْرِ
اور جب نشہ اُتر جاتا ہے تو پھر میں وہی بکری اور اُونٹوں والا ہوں (خلاصہ یہ کہ نشہ کی ترنگ میں بادشاہ اور حقیقت میں تو رعیت ہی ہوں۔

صَحَوْتُ : (ن) صَحْوًا : نشہ اُتر جانا۔ الشُّوَيْهَةِ : شاة کی تصغیر ہے اور یہ تصغیر کثرت کے لئے ہے۔

(۲۱) يَا هِنْدُ مَنْ لِمُتَيَّمٍ ۔۔۔ يَا هِنْدُ لِلْعَانِی الْاَسِيْرِ
اے ہند! اس شخص کا کون ہے جس کو محبت نے ذلیل کر دیا ہے۔ اے ہند! اس عاجز قیدی کا کون ہے؟

مُتَيَّم : اسم مفعول از باب تفعیل : جس کو محبت نے ذلیل کیا ہو، غلام بنایا ہو۔ تامه (ض) تَيْمًا، وَتَيَّمَهُ الْحُبُّ : ذلیل کرنا، غلام بنانا۔ عَانِی : قیدی، عاجز و ذلیل۔ عَنَا (ن) عَنَاءً : جھکنا، ذلیل ہونا، قیدی ہونا۔

(۲۲) يَنْكُفْنَ مِثْلَ اَسَاوِدِ التَّنُّوْمِ لَمْ تُعْكَفْ بِزُوْرِ

اور خوشبُو والی وہ عورتیں ان بالوں کی چوٹیاں بناتی ہیں جو تنوم درخت کے سیاہ سانپوں کی طرح (سیاہ اور دراز) ہیں اور بالوں کی یہ چوٹیاں ناحق نہیں بنائی جاتیں (بلکہ زلفوں کا یہ پیچ وخم اُن کے شایانِ شان ہے۔ اس شعر کا تعلق شعر نمبر آٹھ "أقررت عینی من أولئك" سے ہے۔

یَعْکِفْنَ : عَکَفَتِ الْمَرْأَۃُ شَعْرَھَا (ن من) عَکْفًا : عورت کے بالوں کو گوندھنا چوٹی بنانا۔ أَسَاوِدُ : مفردہ ، أَسْوَد : سیاہ سانپ۔ التَّنُّوْم : ایک درخت جس پر سیاہ سانپ لپٹے رہتے ہیں۔ زُوْرٌ : جھوٹ ، ناحق۔ قَالَ اللہُ تعالیٰ «وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ»

وَقَالَ بَاعِثُ بنُ صُرَیْمٍ

تعارف : شاعر کے بھائی وائل بن صریم کو امیرِ وقت نے بنو تمیم کے پاس زکوٰۃ کی وصول یابی کے لئے بھیجا، چنانچہ وہ اُونٹوں، بکریوں کی زکوٰۃ جمع کرکے کنوئیں کے کنارے بیٹھا تھا، بنو تمیم کے ایک شخص نے اس کو کنوئیں میں گرایا اور اُوپر سے پتھر مار کر قتل کر دیا۔ شاعر کو جب بھائی کے قتل کی اطلاع ملی تو قسم کھائی کہ میں تمیم کی لاشوں سے اس کنوئیں کو بھروں گا۔ چنانچہ اُن کے اسّی آدمی قتل کئے، انھیں کنوئیں میں ڈالا، اُوپر سے پتھر برسائے اور پھر ڈول کے ذریعے پانی کے بجائے اُن کا خون کنوئیں سے نکالا۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: ——

(۱) سَائِلْ أُسَیِّدَ ھَلْ ثَأَرْتُ بِوَائِلٍ ... أَمْ ھَلْ شَفَیْتُ النَّفْسَ مِنْ بَلْبَالِھَا

بنو اُسید سے پوچھ کہ کیا میں نے (اپنے بھائی) وائل کا بدلہ تم سے لیا اور کیا میں نے اپنے نفس کو غم کی شدت سے شفا دی۔

بَلْبَال : شدتِ غم، جمع : بَلَابِل

(۲) إِذْ أَرْسَلُوْنِیْ مَائِحًا بِدِلَائِھِمْ ... فَمَلَأْتُھَا عَلَقًا إِلٰی أَسْبَالِھَا

جب اُنھوں نے مجھے بھیجا کنوئیں میں اُتر کر اپنے ڈول بھرنے والا (یعنی وہ میرے اس انتقام کا سبب بنے گویا کہ انھوں نے خود اپنے قتل کے لئے مجھے بلایا) تو میں نے اُن ڈولوں کو خون سے کناروں تک بھر دیا (اور اُن کا خوب خون بہایا)

مَائِحًا : کنوئیں میں اُتر کر ڈول بھرنے والا۔ جمع : مَاحَۃٌ۔ مَاحَ (ض) مَیْحًا: کنوئیں

میں اُترکر ڈول بھرنا (اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب پانی کنوئیں میں کم ہو۔) عَلَقًا: گاڑھا یا جما ہوا خون۔ وَفِی التَّنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ «خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ» أَسْبَال: مفرد: سَبَلٌ: برسنے والی بارش، خوشہ۔ سَبَلُ الدَّلو و سَبَلَةُ الدَّلوِ: ڈول کے اُوپر کا کنارہ، یہاں یہی معنے مُراد ہیں۔ دِلَاءٌ: ڈول، مفرد: دَلْوٌ «أَرْسَلُوْنِی» انہوں نے مجھے بھیجا" حالانکہ یہ خود گیا تھا اُنھوں نے نہیں بھیجا تھا لیکن "ارسال" کی نسبت ان کیطرف اس لئے کی کہ وہ اس کے جانے کا سبب بنے تھے، اگر وہ سبب نہ بنتے تو یہ نہ جاتا۔

(۳) إِنِّی وَمَنْ سَمَكَ السَّمَاءَ مَكَانَهَا وَالبَدْرَ لَيْلَةَ نِصْفِهَا وَهِلَالَهَا

اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو اپنی جگہ میں بلند کیا اور بدر کو چودھویں رات میں اور چاند کو (پہلی رات میں) بلند کیا بے شک میں۔

سَمَكَ: (ن) سَمْكًا: بلند کرنا۔ سَمَكَ (ن) سُمُوْكًا: بلند ہونا۔ «مَكَانَهَا» «نِصْفِهَا» «هِلَالَهَا» میں ضمائر «السَّمَاء» کی طرف راجع ہیں۔ «نِصْفِهَا» میں مضاف محذوف ہے۔ أَیْ نِصْفَ شَهْرِهَا یعنی چودھویں رات «نِصْفِهَا» میں ضمیر «السَّمَاء» کی طرف ادنیٰ ملابست کی بنا پر راجع ہے، کیونکہ سال اور ماہ کی تبدیلی کا نظام قدیم فلاسفہ کے نزدیک حرکت فلک سے متعلق ہے۔

«إِنِّی» کی خبر اگلا شعر ہے۔ «وَمَنْ سَمَكَ» میں واؤ قسمیہ ہے۔

(۴) أَلِیْتُ أَثْقَفُ مِنْهُمْ ذَا لِحْیَةٍ أَبَدًا فَتَنْظُرَ عَیْنُهُ فِی مَالِهَا

میں نے قسم کھائی ہے کہ اُن میں سے کسی داڑھی والے (یعنی سردار) پر قابو نہیں پاؤں گا کہ پھر اس کی آنکھ اپنے مال کو دیکھ سکے (یعنی قابو میں آنے کے بعد اسے اپنا مال دیکھنے کی بھی مہلت نہیں دوں گا بلکہ فوراً اس کا کام تمام کردونگا)

أَثْقَفُ: (س) ثَقْفًا: پانا، حاصل کرنا۔ وَفِی التَّنْزِیْلِ العَزِیْزِ «وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ» یہاں «أَثْقَفُ» اصل میں «لَا أَثْقَفُ» ہے «لا» کو حذف کر دیا اور اشعار میں «لا» نافیہ کو کبھی کبھی حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے امرؤ القیس کا شعر ہے فقلت یَمِیْنُ اللهِ أَبْرَحُ قَاعِدًا، اس میں «أَبْرَحُ» سے پہلے «لَا» محذوف ہے أی «لا أبرحُ»

«فَتَنْظُرَ» فاء کے بعد «أَنْ» مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے «مَالِهَا» میں ضمیر «عَیْن» کی طرف راجع ہے۔

۵ وَخِمَارِ غَانِيَةٍ عَقَدْتُ بِرَأْسِهَا أُصُلاً وَكَانَ مُنَشَّرًا بِشِمَالِهَا

اور خوبصورت عورتوں کی بہت سی اوڑھنیاں ہیں جو میں نے شام کے وقت ان کے سروں پر باندھیں حالانکہ وہ (سارا دن) ان کے بائیں ہاتھوں میں پھیلائی ہوئی تھیں (یعنی دن بھر غارت گری کی وجہ سے جو عورتیں اتنی پریشان رہتی ہوں کہ اُن کو سر پر دوپٹہ اوڑھنے کا بھی موقع نہیں ملتا۔ ایسی کئی عورتوں کو میں نے شام کے وقت تسلی دے کر دوپٹہ پہنایا۔)

خِمَار : دوپٹہ، اوڑھنی، جمع: أَخْمِرَة، خُمُرٌ۔ غَانِيَة : وہ عورت جو حُسن وجمال کی وجہ سے آرائش سے مستغنی و بے نیاز ہو، جمع: غَانِيَات، غَوَانٍ
أُصُلاً : مفردہ: أَصِيْل: شام۔ مُنَشَّرًا : اسمِ مفعول از باب تفعیل: پھیلایا ہوا
نَشَّرَ۔ تَنْشِيْرًا ونَشَرَ (ن ض) نَشْرًا : پھیلانا۔

«وخمار» میں «واو» بمعنے «رب» ہے «عقدت» میں ضمیر منصوب محذوف ہے۔ جو «خمار» کی طرف عائد ہے۔ أی «عقدته»

۶ وَعَقِيْلَةٍ يَسْعٰى عَلَيْهَا قَيِّمٌ مُتَغَطْرِسٌ أَبْدَيْتُ عَنْ خَلْخَالِهَا

اور بہت سی شریف عورتیں جن کا متکبر محافظ ان کی حفاظت میں پوری کوشش کرتا ہے، میں نے اُن کے پازیب کھولے۔ (یعنی اُن کے گھروں میں گھس کر حفاظت کرنے والے کو قتل کیا اور وہ خوف کی وجہ سے بھاگنے لگیں جس کی وجہ سے اُن کا پازیب کھل گیا۔)

عَقِيْلَة : شریف عورت۔ يَسْعٰى : (ف) سَعْيًا : کوشش کرنا۔ قَيِّمٌ :
مَنْ يَقُوْمُ بِالْأَمْرِ : متولی، منتظم۔ قَيِّمُ المَرْأَةِ : عورت کا شوہر: مادہ (ق و م)
مُتَغَطْرِسٌ : متکبر۔ تَغَطْرَسَ (از تَدَحْرَجَ): تکبر کرنا، ناز کرنا۔ مادہ «غطرس»
خَلْخَال : پازیب، جمع: خَلَاخِيْل۔

«عَنْ خَلْخَالِهَا» میں «عَنْ» زائدہ ہے اور «خَلْخَالِهَا» «أَبْدَيْتُ» کا مفعول بہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ «أَبْدَيْتُ» کا مفعول بہ «هَا» ضمیر منصوب محذوف ہو۔ اور «عن»

اس کے متعلق ہو۔ «أَبْدَاهُ عنه» کے معنیٰ ہیں: اُس نے اس کو اس سے دُور کر دیا، تو یہاں عبارت ہوگی۔ «أَبْدَيْتُهُمَا عَنْ خَلْخَالِهَا» میں نے ان عورتوں کو اُن کے پازیب سے دُور کر دیا۔ یعنی ان کے پاؤں سے میں نے پازیب چھین لئے اور ان کے محافظ کچھ بھی نہ کر سکے۔

(۷) وَكَتِيبَةٍ سُفْعِ الْوُجُوهِ بَوَاسِلٍ ۔۔۔ كَالْأُسْدِ حِينَ تَذُبُّ عَنْ أَشْبَالِهَا

اور بہت سے سیاہ چہروں والے، بہادر لشکر شیروں کی مانند، جس وقت شیر اپنے بچوں کا دفاع کرتے ہیں۔

سُفْع: سُرخی مائل سیاہ رنگ والے، مفرد: أَسْفَعُ، سَفِعَ (س) سَفَعًا: سُرخی مائل سیاہ ہونا۔ بَوَاسِل: مفرده: بَاسِلٌ: بہادر۔ بَسَل (ك) بَسَالَةً: بہادر ہونا۔ تَذُبُّ: (ن) ذَبًّا: دفع کرنا۔ أَشْبَال: شیر کے بچے، مفرد: شِبْلٌ۔ الأُسْدُ: مفرده: أَسَدٌ: شیر۔

«واو» بمعنے «رب» ہے «سفع الوجوه» سے جفاکشی کی طرف اشارہ ہے کہ زیادہ جفاکشی کی وجہ سے ان کے چہروں کا رنگ بدل گیا ہے «حين تذبُّ» سے شیروں کے غضب ناک ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ شیر اپنے بچوں سے غضب ناک ہو کر دفاع کرتے ہیں۔ جواب رُبّ اگلے شعر میں ہے۔

(۸) قَدْ قُدْتُ أَوَّلَ عُنْفُوَانِ رَعِيلِهَا ۔۔۔ فَلَفَفْتُهَا بِكَتِيبَةٍ أَمْثَالِهَا

میں نے ایسے لشکر کی صف اول کی قیادت کی۔ یا۔ میں نے ایسے لشکر کی صف اول کو (میدانِ جنگ کی طرف) کھینچا۔ چنانچہ میں نے ایسے لشکر کو اُس کے مثل لشکر کے ساتھ جمع کر دیا۔

قُدْتُ: بروزن قُلْتُ۔ قاد (ن) قِيَادَةً، قَوْدًا: قیادت کرنا، آگے سے کھینچنا۔ یہاں دونوں معنے ہو سکتے ہیں۔ عُنْفُوَان: اِبتدائی، اوّل۔ عُنْفُوَان الشَّبَاب: ابتدائی جوانی۔ رَعِيل: آگے رہنے والی جماعت، جمع: رِعَال۔ لَفَفْتُهَا: (ن) لَفًّا: لپیٹنا، جمع کرنا۔ أَوَّلَ عُنْفُوَانِ رَعِيلِهَا: لشکر کی آگے رہنے والی جماعت کی ابتداء کا اوّل، اس میں تکرار ہے۔ اور «اول» کی اضافت «عنفوان» کی طرف اضافة الشيء إلى نفسه کی قبیل سے ہے۔ مراد لشکر کی صف اول ہے۔

«رعيلها» «أمثالها» «لففتها» کی ضمائر پہلے شعر میں «كَتِيبَةٍ» کیطرف راجع ہیں

«أمثالها» «کتیبة» کی صفت ہے۔

وَقَالَ لِفِنْدُ الزِّمَّانِیُّ

مالک بن عوف نے «یوم التحالق» میں ایک عورت کے بچے کو نشانہ بنایا۔ شاعر نے مالک پر حملہ کر کے اُس کا کام تمام کر دیا، اسی واقعہ کو بیان کر کے کہتا ہے:

① أَیَا طَعْنَةَ مَا شَیْخٍ　　کَبِیْرٍ یَفَنٍ بَالِ

(لوگو دیکھو) شیخ کبیر ضعیف قدیم کے نیزہ مارنے کو،

طَعْنَةٌ: نیزے کی ضرب، نیزے کی ضرب کا نشان۔ جمع: طَعْنٌ، طَعَنَاتٌ

یَفَنٌ: بہت بوڑھا، پیر فرتوت، جمع: یُفْنٌ۔ بَالٍ: صیغۂ صفت، بہت بوسیدہ قدیم، ضعیف۔ بَلِیَ (س) بِلًی، بَلَاءً: بوسیدہ ہونا «شیخ» سے خود شاعر مُراد ہے۔

«طَعْنَة» منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے «مَا» زائدہ ہے «طَعْنَة» کی اضافت «شیخ» کی طرف ہو رہی ہے اور ندا سے مقصود تعجب ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ «یا» حرف ندا کا منادیٰ محذوف ہو اور «طَعْنَة» فعل مضمر کی وجہ سے منصوب ہو، اس صورت میں عبارت ہوگی۔ «یَا قَوْمِ اذْکُرُوْا طَعْنَةَ شَیْخٍ .....»

② تُقِیْمُ الْمَأْتَمَ الْأَعْلٰی　　عَلٰی جَهْدٍ وَّ إِعْوَالٍ

نیزہ کی اس ضرب نے بڑا ماتم برپا کر دیا جو بڑی مشقت اور چیخ و پکار پر مشتمل تھا (کیونکہ ان کا سردار مالک مارا گیا۔)

تُقِیْمُ: إِقَامَةً: قائم کرنا۔ جَهْدٌ: مشقت۔ قال اللہ تعالیٰ: «وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَیْمَانِهِمْ» إِعْوَالٌ: چیخ کر رونا، چیخ و پکار۔

③ وَلَوْلَا نَبْلُ عَوْضٍ فِیْ　　حُظُبَّایَ وَأَوْصَالِیْ

④ لَطَاعَنْتُ صُدُوْرَ الْخَیْلِ　　طَعْنًا لَیْسَ بِالْآلِیْ

اور اگر میری پیٹھ اور میرے جوڑوں میں زمانے کا تیر نہ لگتا تو میں گھوڑوں کے سینوں پر ایسی نیزہ بازی کرتا جو کوتاہ نہ ہوتا۔

عَوْضٌ: (ضاد پر تینوں حرکتیں درست ہیں) زمانہ کا نام ہے، کبھی یہ استغراق مستقبل کے لئے آتا ہے، جیسے: لَا أُفَارِقُكَ عَوْضُ: میں تجھ سے کبھی جدا نہیں ہوں گا، کبھی استغراق ماضی کے لئے آتا ہے۔ جیسے مَا رَأَیْتُ مِثْلَهٗ عَوْضُ: میں نے اس جیسا کبھی نہیں

دیکھا۔ یہ نفی کے ساتھ مختص ہے۔ اور مبنی بر ضم ہے۔ جیسے: قَبْلُ یا مبنی بر فتحہ ہے جیسے أینَ یا مبنی برکسرہ ہے۔ جیسے: أَمْسِ۔ البتہ مضاف ہونے کی صورت میں معرب ہوتا ہے، جیسے: لَا أَفْعَلُهُ عَوضَ الْعَائِضِيْنَ: میں اس کو کبھی نہیں کروں گا۔ حُظُبَّایَ: یاءِ متکلم کی ہے۔ اصل لفظ ہے حُظُبِّی: پیٹھ: بعضوں نے کہا: پیٹھ میں ایک رگ کو کہتے ہیں۔ کراع نے کہا کہ اس لفظ کی عربی میں دوسری کوئی نظیر نہیں ہے۔ ابن سیدہ نے کہا کہ اس کی بہت سی نظیریں ہیں جیسے بُذُرّی (مِنَ الْبَذْرِ) حُذُرّی (مِنَ الحَذْرِ) غُلُبّیَ (مِنَ الغَلَبَة) مادہ (ح ظ ب) أَوْصَال: مفردہ: وَصْلٌ جوڑ

اَلآلِیْ: اسم فاعل: کوتاہی کرنے والا، کوتاہ، أَلاَ (ن) أَلْوًا: کوتاہی کرنا، سستی دکھلانا۔

(۵) تَرَی الْخَيْلَ عَلٰی اٰثَارِ مُهْرِيْ فِی السَّنَا العَالِیْ

اور تو میرے بچھیرے گھوڑے کے نشانہائے قدم پر تمام گھوڑوں کو دیکھے گا بزرگی کے مواقع میں (یعنی بزرگی اور ناموری کے اوقات میں سب سے آگے میں رہتا ہوں باقی سب میرے پیچھے رہتے ہیں۔)

مُهْرٌ: گھوڑے کا بچہ۔ اَلسَّنَا: روشنی، چمک، وفی التنزیل العزیز «یَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْأَبْصَار» «السَّنَا العَالِیْ» سے یا تو بزرگی و شرافت مراد ہے۔ جیسا کہ ترجمہ میں گذرا۔ اور یا ہتھیاروں کی چمک مراد ہے یعنی ہتھیاروں کے چمکنے کے وقت میرے گھوڑے کا بچہ آگے رہتا ہے۔ آثَار: مفردہ: أَثَرٌ: نشانِ قدم۔

(۶) وَلَا تُبْقِیْ صُرُوْفُ الدَّهْرِ إِنْسَانًا عَلٰی حَالِ

اور انقلاباتِ زمانہ کسی ایک حال پر انسان کو رہنے نہیں دیتے۔

(۷) تَفَتَّيْتُ بِهَا إِذْ كَرِهَ الشِّكَّةَ أَمْثَالِیْ

اس نیزہ بازی کے وقت میں بہ تکلف جوان بنا حالانکہ مجھ جیسے بڈھے ہتھیار ناپسند کرتے ہیں

تَفَتَّيْتُ: تَفَتِّيًا: جواں مرد بننا۔ فتی (س) فَتِیَ: جوان ہونا۔ اَلشِّكَّةَ: ہتھیار، جمع: شِكَكٌ۔ مادہ (ش ك ك)

«بِهَا» میں ضمیر «طَعْنَة» کی طرف راجع ہے۔

(۸) كَجَيْبِ الدِّفْنِسِ الْوَرْهَا ءِ رِيعَتْ بَعْدَ إِجْفَالِ

(وہ زخم) اس بوڑھی بیوقوف عورت کے گریبان کی مانند (بڑا) تھا جو تیز دوڑنے کے بعد ڈرائی گئی ہو (یعنی ڈرائی گئی تیز دوڑائی گئی پاگل عورت کا گریبان چاک ہوکر اس میں جس طرح بڑا شگاف ہوجاتا ہے مالک کا زخم بھی اسی طرح بڑا تھا۔)

دِفْنِس : کمینہ، بے وقوف، بھاری جسم کی عورت۔ الوَرْهَاء: صیغہ صفت مؤنث : بیوقوف عورت، مذکر : أَوْرَه۔ وَرِهَ (س) وَرَهًا : بے وقوف ہونا۔ رِيعَتْ بروزن قِيلَتْ : ماضی مجہول مؤنث : وہ عورت ڈرائی گئی۔ رَاعَ (ن) رَوْعًا : ڈرانا۔ إِجْفَال : أَجْفَلَ و جَفَلَ (ض) جُفُولًا : تیز چلنا، بھاگنا۔

«كَجَيْبِ» میں شاعر نے مالک بن عوف کو جو نیزہ مار کر زخمی کیا تھا، اس زخم کی تشبیہ پاگل عورت کے گریبان کے شگاف کے ساتھ دی ہے

وَقَالَ رَبِيعَةُ بْنُ مَقْرُومٍ

(۱) أَخُوكَ أَخُوكَ مَنْ يَدْنُو وَتَرْجُوْ مَوَدَّتَهُ وَإِنْ دُعِيَ اسْتَجَابَا

تیرا بھائی حقیقت میں وہ ہے جو تجھ سے قریب ہو اور جس کی دوستی کی تجھ کو امید ہو اور اگر اس کو کسی کام کی دعوت دی جائے تو قبول کرے۔

يَدْنُو : (ن) دُنُوًّا : قریب ہونا۔ استجاب : دعوت قبول کرنا۔

«أخوكَ» مبتدا ہے «مَن يدنو» خبر ہے اور «أخوك» ثانی «أخوك» اول کے لئے تاکید ہے۔

(۲) إِذَا حَارَبْتَ حَارَبَ مَنْ تُعَادِيْ وَزَادَ سِلَاحُهُ مِنْكَ اقْتِرَابَا

جب تو دشمن کے ساتھ لڑے تو وہ بھی لڑے اور اس کے ہتھیار تجھ سے قربت ومحبت کو بڑھادیں (یعنے درحقیقت تمہارا بھائی وہ شخص ہے جس کے ہتھیار تمہارے دشمن کے خلاف استعمال ہوکر آپس کی محبت وقربت کی پائیداری کا سبب بنیں)

حَارَبْتَ : مُحَارَبَةً : ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کرنا۔

«مَن تعادی» حَارَبْتَ کا مفعول بہ ہے «تعادی» میں ضمیر محذوف «مَنْ» کی

طرف عائد ہے۔ «حَارَبَ» شرط کی جزاء ہے۔ ترکیبی عبارت ہے۔ إِذَا حَارَبَتْ مَنْ تُعَادِيهِ، حَارَبَ»

(۳) وَكُنْتُ إِذَا قَرِينِي جَاذَبَتْهُ   حِبَالِي مَاتَ أَوْ تَبِعَ الْجِذَابَا

(اور میں ایسا قوی تھا جوانی میں کہ) جب میری رسیاں میرے ساتھی کو کھینچتی تھیں تو وہ مَر جاتا تھا یا کھنچ آتا تھا (یعنے زمانۂ شباب میں اگر مجھ کو اور میرے ساتھ کسی دوست کو کسی ایک رسّی میں کوئی باندھ لیتا اور پھر ہمارے درمیان رسّہ کشی ہوتی تو میں غالب رہتا)

قَرِين: ساتھی، جمع: قُرَنَاء- جَاذَبَتْ: مُجَاذَبَةً وَجِذَابًا: کھینچنا- حِبَال: رسیاں، مفرد: حَبْلٌ

(٤) فَإِنْ أَهْلِكْ فَذِي حَنَقٍ لَظَاهُ   عَلَيَّ تَكَادُ تَلْتَهِبُ الْتِهَابَا

چنانچہ میں اگر مَر وں گا (تو مظلوم ہو کر نہیں مَروں گا) کیونکہ بہت سے غضب ناک جن کی آگ قریب تھی کہ مجھ کو جلا دے۔

حَنَقٌ: غصہ، جمع: حِنَاقٌ (کَجَبَل وجِبَال) ذِي حَنَقٍ: غصہ والا- لَظَى: شعلہ، آگ- قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ «كَلَّا إِنَّهَا لَظَى»

«فَإِنْ أَهْلِكْ» کا جواب محذوف ہے جس پر بعد کا جملہ دلالت کر رہا ہے، اصل عبارت ہے- «فَإِنْ أَهْلِكْ لَا أَهْلِكْ مَظْلُومًا» «فَذِي حَنَقٍ» میں فا بمعنے «رب» ہے، جواب رُبَّ اگلا شعر ہے۔

(۵) مَخَضْتُ بِدَلْوِهِ حَتَّى تَحَسَّى   ذَنُوبَ الشَّرِّ مَلْأَى أَوْ قُرَابَا

مَیں نے (شر سے) بھرنے کے لئے ان کے ڈول کو ہلایا، یہاں تک کہ انھوں نے شر کا ڈول تھوڑا تھوڑا کر کے پیا۔ اس حال کہ وہ بھرا ہوا تھا، یا بھرنے کے قریب تھا۔ "ڈول کو حرکت دینے" سے مراد ہلاکت کے اسباب تلاش کرنا ہے یعنے دشمنوں نے میری ہلاکت چاہی اور مَیں نے ان کے لئے اسباب ہلاکت تلاش کئے نتیجتاً میں کامیاب ہوا اور دشمن ہلاک، اب اس کے بعد اگر مَیں مَروں گا تو مظلوم نہ ہوں گا۔)

مَخَضْتُ: (ن ف ض) مَخْضًا: دودھ بلونا، مکھن نکالنا، ہلانا- مَخَضَ بِالدَّلْوِ: بھرنے کے لئے ڈول ہلانا- تَحَسَّى: وحسا (ن) حَسْوًا: تھوڑا تھوڑا پینا- ذَنُوب

حصہ، پانی سے بھرا ہوا ڈول (خالی ڈول کو ذنوب نہیں کہتے ہیں) مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔ مَلْأٰی : بروزن فَعْلٰی : بھرا ہوا۔ قُرَابٌ : وقِرَاب : نزدیک، قریب۔ «مَلْأٰی» اور «قُرَابًا» «ذَنُوْب» سے حال ہے «مُحْنَتٌ» پہلے شعر میں «فَذِی حَنَقٍ» میں فاء بمعنی رب کا جواب ہے۔

⑥ بِمِثْلِیْ فَاشْهَدِ النَّجْوٰی وَعَالِنْ ۔۔۔ بِیَ الْأَعْدَاءَ وَالْقَوْمَ الْغِضَابَا

(اگر تو مجلس مشاورت میں جائے) تو مجھ جیسے کو ساتھ لے کر مشاورت میں حاضر ہو اور دشمنوں اور غضب ناک قوم میں میرا اعلان کردے (کہ وہ میرا نام سنتے ہی ٹھنڈے ہو جائیں گے۔)

النَّجْوٰی : سرگوشی، سرگوشی کرنے والی قوم، یہ باب مفاعلہ سے اسم مصدر ہے جمع اور مفرد اس میں برابر ہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تعالٰی : «لَاخَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِنْ نَّجْوَاهُمْ» «وَأَسَرُّوا النَّجْوَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا» یہاں اس سے مجلس مشاورت مُراد ہے کیونکہ اس میں بھی سرگوشی ہوتی ہے عَالِنْ : عِلَانًا : اعلان کرنا۔ غِضَاب : مفردہ: غَضْبَانٌ : غصہ والا۔

«بمثلی» «فاشهد» سے متعلق ہے۔ اصل عبارت ہے۔ «إِنْ کُنْتَ تَشْهَدُ النَّجْوٰی فَاشْهَدْ مَا بِمِثْلِیْ»

⑦ فَإِنَّ الْمُوْعِدِیَّ یَرَوْنَ دُوْنِیْ ۔۔۔ أُسُوْدَ خَفِیَّةَ الْغُلْبَ الرِّقَابَا

اور مجھے دھمکیاں دینے والے مجھ سے پہلے یا میرے پیچھے خَفِیَّہ نامی کچھار کے موٹی گردن والے شیر دیکھتے ہیں (یعنے میری عدم موجودگی میں صرف میرا نام سن کر وہ اتنے خوفزدہ رہتے ہیں کہ گویا ان پر خَفِیَّہ نامی کچھار کا شیر حملہ آور ہو رہا ہے تو جب میں اُن کے سامنے ہوں گا، پھر اُن کا کیا حال ہوگا۔)

اَلْمُوْعِدِیَّ : یہ اسم فاعل جمع کا صیغہ ہے، اصل میں ہے «الْمُوْعِدُوْنَ» اُس کو یائے متکلم کی طرف مضاف کیا تو نون اضافت کو گرا دیا اور واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا اور دال کے ضمہ کو یاء کی مناسبت سے کسرہ سے بدل دیا۔ «مُوْعِدِیَّ» بن گیا۔ مُوْعِد : دھمکی دینے والا ؛ أَوْعَدَهٗ ۔ إِیْعَادًا : دھمکی دینا۔ أُسُوْد : شیر، مفرد: أَسَدٌ ۔ خَفِیَّة : کچھار کا نام ہے۔ علمیت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ اَلْغُلْبُ :

موٹی گردن والے، مفردہ : أَغْلَبَ ۔ الرِّقَابُ : مفردہ : رَقَبَةٌ : گردن
«أُسُوْدُ» «خَفِيَّة» کی طرف مضاف ہے۔ اور «الغُلْبُ» «أُسُوْدُ» کی صفت ہے،
«الرِّقَابُ» «الغُلْبُ» سے تمیز ہے۔

⑧ كَأَنَّ عَلَى سَوَاعِدِهِنَّ وَرْسًا عَلَا لَوْنَ الْأَشَاجِعَ أَوْ خِضَابًا
گویا کہ اُن کے بازوؤں پر ورس یا (مہندی کا) خضاب لیپا گیا ہے جو ہتھیلی کی پشت کی رگوں کے رنگ پر غالب آگیا ہے۔ (یعنی خون کی سُرخی کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان شیروں کے ہاتھوں پر ورس یا سُرخ خضاب لگایا گیا ہے حالانکہ وہ خون ہوتا ہے جس سے ہاتھ کے ظاہری حصے کی رگیں نظر نہیں آتی ہیں اس سے اپنے ہاتھوں کی خون آشامی بیان کرنا مقصود ہے۔)
وَرْسًا : ایک سُرخ قسم کی گھاس جو رنگائی میں کام آتی ہے۔ الْأَشَاجِع : ہتھیلی کی پشت کی رگیں، مفرد، أَشْجَعَ وَإِشْجَع ۔ سَوَاعِد : مفردہ، سَاعِد : بازو۔ عَلَا : (ن) عُلُوًّا : بلند ہونا، چڑھنا۔
«وَرْسًا» «كَأَنَّ» کا اسم ہے «خِضَابًا» کا عطف «وَرْسًا» پر ہے۔ «علا» «وَرْسًا» کی صفت ہے۔ «على سَوَاعِدِهِنَّ» «كَأَنَّ» کی خبر ہے۔

وَقَالَ سُلْمِيّ بن رَبِيْعَة

① حَلَّتْ تُمَاضِرُ غَرْبَةً فَاحْتَلَّتِ فَلْجًا وَأَهْلُكَ بِاللِّوَى فَالْحِلَّتِ
تماضر مقام غربۃ میں یا دُور واقع گھر میں مقیم ہوگئی پھر مقام فلجا میں اُتری (اور اے نفس!) تیرا اہل خانہ مقام لوی، اور مقام حلہ، میں ہیں (اور تو پردیس میں زندگی گزار رہا ہے۔ یہ اظہار حسرت ہے۔)
حَلَّتْ : (ن) حُلُولًا : اُترنا۔ تُمَاضِرُ : شاعر کی بیوی کا نام ہے۔ غُرْبَة : (غین کے ضمہ کے ساتھ) چشمہ کا نام ہے اور یا "غَرْبَة" (غین کے فتحہ کے ساتھ) ہے۔ بمعنی : دارِبَعِيْدَة : بعید گھر۔ غَرَبَ الرَّجُلُ (ن) غُرُوْبًا : دُور ہونا۔ فَلْجًا : بصرہ کے راستہ میں ایک وادی کا نام ہے۔ لِوَى، حَلَّة : جگہوں کے نام ہیں۔

(۲) وَكَأَنَّ فِي الْعَيْنَيْنِ حَبَّ قَرَنْفُلٍ ۔ أَوْ سُنْبُلًا كُحِلَتْ بِهِ فَانْهَلَّتِ

گویا کہ دونوں آنکھوں میں لونگ کا دانہ یا سُنبل ہے کہ جس کا سُرمہ ان آنکھوں میں لگایا گیا ہے چنانچہ وہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں (یعنی غم پردیس کی وجہ سے آنکھیں اس طرح بہہ رہی ہیں کہ گویا کسی نے ان میں لونگ کا دانہ یا خوشبودار گھاس سنبل کا تنکا ڈال دیا ہو۔)

حَبّ : دانہ، جمع : حُبُوب ۔ قَرَنْفُل : لونگ ۔ سُنْبُلًا : خوشہ، بالی ایک خوشبودار قسم کی گھاس، جمع : سَنَابِل، سُنْبُلَات، کُحِلَتْ : ماضی مجہول، کحل (ن) کَحْلًا : سُرمہ لگانا ۔ انْهَلَّتْ : از باب انفعال : انهلت الْعَيْنُ : آنسو بہانا ۔ انهل المطرُ : آواز کے ساتھ زور سے بارش ہونا۔ هَلَّ الْمَطَرُ (ن) هَلًّا : زور سے برسنا ۔ هَلَّ الْهِلَالُ : نیا چاند نکلنا

«كُحِلَتْ» اور «انْهَلَّتْ» میں ضمیر «العينين» کی طرف راجع ہے «العينين» اگرچہ تثنیہ ہیں لیکن چونکہ دونوں کی حالت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتی، اس لئے دونوں کو بمنزلہ مفرد قرار دے کر مفرد کا صیغہ استعمال کیا گیا ۔ «كُحِلَتْ بِهِ» میں ضمیر مجرور «حَبّ» اور «سُنْبُل» کی طرف علی سبیل التردید راجع ہے ۔ «حَبَّ قَرَنْفُل ...» «كَأَنَّ» کا اسم ہے «في العينين» خبر ہے ۔ «كُحِلَتْ بِهِ» پورا جملہ «حَبّ» کی صفت ہے ۔ «فَانْهَلَّتْ» میں فاء تعقیبیہ ہے اور جملہ مُستانفہ ہے ۔

(۳) زَعَمَتْ تُمَاضِرُ أَنَّنِي إِمَّا أَمُتْ ۔ يَسْدُدْ أُبَيْنُوهَا الْأَصَاغِرُ خَلَّتِي

تماضر نے یہ خیال کیا کہ اگر میں مر جاؤں تو اس کے چھوٹے بیٹے میری ضرورت (او کمی) کو پورا کر دیں گے (اس وجہ سے اس کو میری پرواہ نہیں ہے ۔)

يَسْدُدْ : (ن) سَدًّا : بند کرنا ۔ سد مسدہ : قائم مقام ہونا ۔ أُبَيْنُوهَا : ضمیر مجرور "تماضر" کی طرف راجع ہے ۔ أُبَيْنُونَ أَبْنَاء کی تصغیر ہے، نون اضافت کی وجہ سے گر گیا ۔ الْأَصَاغِر : مفرده : أَصْغَر : چھوٹا ۔ خَلَّتِي : عادت، حاجت و ضرورت، سوراخ، جمع : خِلَال ۔ خَلَل ۔

(۴) تَرِبَتْ يَدَاكِ وَهَلْ رَأَيْتِ لِقَوْمِهِ ۔ مِثْلِي عَلَى يُسْرِي وَحِينَ تَعِلَّتِي

(تماضر سے خطاب کر کے کہتا ہے) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں کیا تو نے میری قوم

یا اپنی قوم میں مجھ جیسا شخص دیکھا ہے خواہ میں مالداری کی حالت میں ہوں، یا تنگدستی میں۔

تَرِبَتْ یَدَاكَ : تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔ تَرِبَ (س) تَرَبًا: مٹی والا ہونا، خاک آلود ہونا۔ یہ جملہ فقر و محرومی کے لئے بطور بددعا استعمال کرتے ہیں۔ تَعِلَّة: وہ چیز جس سے دل بہلایا جائے، یہاں اس سے تنگی و تنگدستی مراد ہے۔

«وَهَلْ رَأَیْتِ» میں واؤ استیناف کے لئے ہے۔ جیسے قرآن کی اس آیت میں واؤ استیناف کا ہے «قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ» «لِقَوْمِهٖ» میں "لام" "فی" کے معنٰی میں ہے اور «لقومه» کی ضمیر مجرور ضمیر متکلم یا ضمیر مخاطب کی قائم مقام ہے اصل «لِقَوْمِیْ» یا «لِقَوْمِكَ» ہے، امام اخفش رحمہ کے نزدیک قرینہ کی موجودگی میں تمام ضمائر ایک دوسری کی جگہ استعمال ہو سکتی ہیں۔

⑤ رَجُلًا إِذَا مَا النَّائِبَاتُ غَشِیْنَهٗ أَكْفٰی لِمُعْضِلَةٍ وَإِنْ هِیَ جَلَّتِ

(کیا تو نے دیکھا) ایسے آدمی کو کہ جب مصیبتیں اس پر چھا جائیں تو وہ آفت شدیدہ کے مقابلے کے لئے مجھ سے زیادہ کفایت کرنے والا ہو اگرچہ وہ آفت بڑی ہو۔

مُعْضِلَة : مشکل معاملہ، مصیبت۔ جَلَّتْ : (ض) جَلَالَة : بڑا ہونا، عظیم القدر ہونا۔ أَكْفٰی : اسم تفضیل : زیادہ کفایت کرنے والا، اصل عبارت ہے «أَكْفٰی مِنِّی» «منی» کو حذف کر دیا۔

«رَجُلًا» پہلے شعر میں «مِثْلِیْ» سے بدل ہے۔

⑥ وَمُنَاخِ نَازِلَةٍ كَفَیْتُ وَفَارِسٍ نَهِلَتْ قَنَاتِیْ مِنْ مَطَاهُ وَعَلَّتِ

اور اترنے والے قافلوں کے بہت سے پڑاؤ ہیں، جن (کی مہمان نوازی اور حفاظت) کے لئے میں کافی ہوا اور بہت سے شہسوار ہیں کہ ان کی پیٹھ سے میرا نیزہ پہلی بار اور دوسری بار سیراب ہوا (یعنے ان کو زخمی اور قتل کیا۔)

مُنَاخ : پڑاؤ۔ نَازِلَة : أَیْ قَافِلَةٌ نَازِلَة۔ نَهِلَتْ : (س) نَهَلًا: پہلی مرتبہ پینا۔ عَلَّتْ : (ن ض) دوسری بار پینا، پلانا۔ (لازم و متعدی) مَطَا : پیٹھ، جمع : أَمْطَاء : مادہ (م ط و)۔

«وَمُنَاخِ» اور «وفارس» میں واؤ بمعنی «رب» ہے۔

(۲) وَإِذَا الْعَذَارَى بِالدُّخَانِ تَقَنَّعَتْ ۔۔۔ وَاسْتَعْجَلَتْ نَصْبَ الْقُدُورِ فَمَلَّتِ

اور جب پردہ نشین دوشیزائیں دھوئیں کو اوڑھنی بنالیں (کہ قحط کی وجہ سے بدحواسی کے عالم میں ان کو دوپٹہ کا خیال نہ رہے بلکہ آگ کے پاس دھوئیں میں ہونے کی وجہ سے ایسا لگتا ہو کہ انھوں نے دھوئیں ہی کو اوڑھنی بنایا) اور دیگیں چڑھانے سے جلدی کر کے (بھوک کی وجہ سے گوشت کو) آگ پر بھوننے لگیں۔

الْعَذَارَى: پردہ نشین عورتیں، مفرد: عَذْرَاء۔ تَقَنَّعَتْ: دوپٹہ اوڑھنا۔ مَلَّتْ: (س) مَلَلًا: اکتانا۔ وَمَلَّ الشَّيْءَ فِي الْجَمْرِ (ن) مَلًّا: انگاروں میں رکھنا، آگ میں بھونتا۔ یہاں یہی معنی مُراد ہیں۔ الْقُدُورُ: ہانڈیاں، دیگیں، مفرد: قِدْرٌ۔

(۳) دَارَتْ بِأَرْزَاقِ الْعُفَاةِ مَغَالِقٌ ۔۔۔ بِيَدَيَّ مِنْ قَمَعِ الْعِشَارِ الْجِلَّتِ

(تو ایسے سخت وقت میں) مانگنے والوں کی خوراک کے لئے یعنی دس ماہ کی بڑی گابھن اونٹنیوں کی کوہان کے لئے تیر میرے ہاتھ میں گھومتے ہیں۔ (یعنی اس قدر سختی کے زمانہ میں غرباء اور محتاجوں کی ضیافت میں گابھن اونٹنیوں کی کوہان کے بہترین گوشت سے کرتا ہوں جو انتہائی درجہ سخاوت کی علامت ہے۔)

أَرْزَاق: مفرده: رِزْقٌ۔ الْعُفَاة: مانگنے والے بخشش طلب کرنے والے، مفرد عَافٍ، مادہ: (ع ف و) مَغَالِق: قمار بازی کے تیر، مفرد: مِغْلَق۔ مادہ (غ ل ق)، قَمَع: مفردہٗ: قَمِعَةٌ: کوہان کی چوٹی۔ الْعِشَار: دس یا آٹھ ماہ کی گابھن اونٹنیاں۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ «وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ» مفرد: عُشَرَاءُ۔ الْجِلَّة: مفرده: جَلِيلٌ: عظیم۔ «مَغَالِق» «دَارَتْ» کا فاعل ہے «بِيَدَيَّ» «دَارَتْ» سے متعلق ہے۔ «مِنْ قَمَعِ» «أَرْزَاق» کا بیان ہے «الْجِلَّة» «الْعِشَار» کی صفت ہے۔ ترکیبی عبارت ہے «دَارَتْ بِيَدَيَّ مَغَالِقُ بِأَرْزَاقِ الْعُفَاةِ مِنْ قَمَعِ الْعِشَارِ الْجِلَّة» یعنی میرے ہاتھ میں تیر گھومتے ہیں، سائلین کی ایسی خوراک کے لئے جو بڑی گابھن اونٹنیوں کی کوہان سے مہیا کی جاتی ہے۔

(۷) وَلَقَدْ رَأَبْتُ ثَأَى الْعَشِيرَةِ بَيْنَهَا ۔۔۔ وَكَفَيْتُ جَانِيَهَا اللُّتَيَّا وَالَّتِي

اور میں نے قبیلہ کے درمیان فساد کی اصلاح کر دی اور اس کے جنایت کرنے والے کے چھوٹے اور بڑے تاوان کے لئے میں کافی ہو گیا۔

رَأَبْتُ: (ف) رَأْبًا: صلح کرانا، درست کرنا۔ ثَأَى: مصدر بمعنی: فساد، ثأى

(ف) تَأْيًا : فساد کرنا، چیرنا۔ اللَّتَيَّا : الّتی کی تصغیر ہے۔

«اللَّتَيَّا» سے یہاں چھوٹا تاوان اور «الّتی» سے بڑا تاوان مُراد ہے۔ جَانِي : جنایت کرنے والا۔ «اللَّتَيَّا، الّتی، «كَفَيْتُ» کے لئے مفعول بہ ہے۔

(۸) وَصَفَحْتُ عَنْ ذِي جَهْلِهَا وَرَفَدْتُهَا ۔ نُصْحِي وَلَمْ تُصِبِ الْعَشِيرَةَ زَلَّتِي

میں نے قبیلہ کے جاہل سے درگذر کیا اور قبیلہ کو اپنی نصیحت سے نوازا اور قبیلہ کو میری لغزش سے کوئی مصیبت نہیں پہنچی (یعنے میری کسی غلطی کا نقصان قبیلہ کو نہیں اُٹھانا پڑا۔)

رَفَدْتُهَا : (ض) رَفْدًا : عطا کرنا، دینا۔ زَلَّة : لغزش

(۹) وَكَفَيْتُ مَوْلَايَ الْأَحَمَّ جَرِيرَتِي ۔ وَحَبَسْتُ سَائِمَتِي عَلَى ذِي الْخَلَّتِ

اور میں اپنے گرمجوش قریبی رشتہ دار کے لئے اپنے جرم سے کافی ہوں (یعنے میرے جُرم کا بوجھ اُس پر نہیں پڑا) اور مَیں نے اپنے چرنے والے مویشی ضرورت مندوں کے لئے وقف کر رکھے ہیں (کہ وہ اُن سے فائدہ اُٹھائیں)

مَوْلَى أَحَمّ : گرم جوش قریبی رشتہ دار۔ جَرِيرَة : جرم۔ خَلَّة : حاجت۔ ذُو الْخَلَّة : حاجتمند۔ سَائِمَة : چرنے والا جانور، جمع : سَوَائم۔

وقال أُبَيّ بن سُلْمِيّ

(۱) وَخَيْلٍ تَلَافَيْتُ رَيْعَانَهَا ۔ بِعِجْلِزَةٍ جَمْزَى الْمُدَّخَر

اور کتنے شہسوار ہیں میں نے اُن کی پہلی صف (کے نقصان) کی تلافی کی، اپنے مضبوط گھوڑے کے ذریعہ جس میں تیز رفتاری ذخیرہ شدہ تھی۔

رَيْعَانُهَا : رَيْعَانُ كُلِّ شَيْءٍ : ہر شئی کا اول۔ عِجْلِزَة : مضبوط گھوڑا۔ جَمْزَى : تیز رفتاری، فرس جَمْزَى : تیز رفتار گھوڑا۔ جَمَزَ (ض) جَمْزًا : تیز دوڑنا۔ الْمُدَّخَر : اسم مفعول از باب افتعال : ذخیرہ کیا گیا۔ ذَخَرَ (ف) ذُخْرًا، وَادَّخَرَ : ضرورت کے وقت کے لئے چھپا رکھنا۔ جَمْزَى الْمُدَّخَر : جس میں تیز رفتاری ذخیرہ کی گئی ہو۔

«وخيل» میں واؤ بمعنی «رُبَّ» ہے۔ «تَلَافَيْتُ» اُس کا جواب ہے۔

(۲) جَمُومِ الْجِرَاءِ إِذَا عُوقِبَتْ ۔ وَإِنْ نُوزِقَتْ بَرَزَتْ بِالْحُضُر

جو پے در پے دَوڑنے والا ہے، جب اُس کو دوسری بار دوڑایا جائے اور اگر

پہلی بار اُس کو دوڑایا جائے تو وہ تیز دوڑ کا مظاہرہ کرتا ہے۔

جَمُوم الجِرَاءِ : پے دَرپے دوڑنے والا۔ جَمُوم بمعنی کثیر۔ الفَرَسُ الجَمُوم : مُسلسل دوڑنے والا۔ عُوْقِبَتْ : عَقَب سے ہے۔ عَقْب : دوسری بار دوڑ کو کہتے ہیں۔ نُوْزِقَتْ : ماضی مجہول۔ نَزَقَ (ض) نَزْقًا، نُزُوْقًا : گھوڑے کا کودنا، اچھلنا، یہاں چونکہ یہ عُوْقِبَتْ کے مقابلہ میں ہے اس لئے گھوڑے کا پہلی مرتبہ دوڑنا مُراد ہے۔ بَرَّزَتْ : تَبْرِيْزًا : ظاہر ہونا۔ الحُضُر : تیز دوڑنا۔

«بالحُضُر» میں با۔ تعدیہ کے لئے ہے۔

(٥) سَبُوحٌ إِذَا اعْتَرَضَتْ فِي الْعِنَانِ مَرُوْحٌ مُلَمْلَمَةٌ كَالْحَجَرْ

(جیسے کہ) وہ تیرنے والا ہو، جب وہ لگام میں سَرکشی کرے (یعنی جب مستی میں آئے تو بھی اس پر بیٹھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پانی میں آرام سے تیر رہا ہے، اور جب صحیح چال چلے پھر تو کیا کہنا) ناز سے چلنے والا ہے پتھر کی طرح ٹھوس اور گھٹے بدن کا ہے۔

سَبُوح : صیغہ صفت : تیرنے والا۔ سَبَحَ (ف) سَبْحًا، سِبَاحَةً بِالْمَاءِ، فِي الْمَاءِ : تیرنا۔ اعْتَرَضَتْ : الخَيْلُ فِي عِنَانِهِ : گھوڑے کا سَرکشی کرنا۔ مَرُوح : صیغہ صفت : اترانے والا۔ مَرِحَ (س) مَرَحًا : اترانا، ناز سے چلنا۔ مُلَمْلَمَة : اسم مفعول مؤنث از باب بعثر : ٹھوس اور گھٹے بدن کا گھوڑا۔ لَمْلَمَ الحَجَر : پتھر کو گول کھڑا کرنا۔ لَمْلَمَ الشَّيْءَ : جمع کرنا۔ فَرَسٌ مُلَمْلَم : ٹھوس بدن کا گھوڑا۔

(٦) دُفِعْنَ عَلَى نَعَمٍ بِالْبِرَاقِ مِنْ حَيْثُ أَفْضَى بِهِ ذُوْشَمِرْ

وہ گھوڑے چلائے گئے مویشیوں کے پیچھے مقام براق میں جہاں ذوشمر مقام ختم ہوتا ہے

نَعَم : مویشی، اُونٹ۔ أَفْضَى : کا ترجمہ بعض حضرات نے "انتہیٰ" کیا ہے۔ أفضٰى بِهِ ذُوْشَمِرْ، یعنی جہاں ذوشمر مقام ختم ہوتا ہے اور تبریزی رحمہ فرماتے ہیں : أفضٰى بِهِ، أَدَّاهُ إِلَى الْفَضَاءِ : کشادہ میدان کی طرف لے جانا۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا "جس جگہ کو ذوشمر مقام کشادہ میدان کی طرف لے جاتا ہے" بِرَاق، ذوشَمِر : دونوں جگہوں کے نام ہیں۔

«بالبراق»، «دُفِعْنَ» سے متعلق ہے اُوپر ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے «دُفِعْنَ» میں ضمیر «خَيْل» کی طرف عائد ہے اور «بِالْبِرَاق» «كائنٌ» سے متعلق ہو کر «نَعَم» کی صفت بھی بن

سکتا ہے اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔ "وہ گھوڑے دوڑائے گئے ان لٹیروں پر جو مقام براق میں تھے"

(۷) فَلَوْطَارَ ذُوْحَافِرٍ قَبْلَهَا لَطَارَتْ وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَطِرْ

سو اگر کوئی سُم والا جانور اُڑتا اس سے پہلے تو میرا گھوڑا ضرور اُڑتا لیکن سُم والا جانور اُڑتا نہیں (اس وجہ سے میرا گھوڑا اُڑتا نہیں۔)

ذُوْحَافِرٍ : کُھر والا جانور۔

(۸) فَمَا سَوْذَنِيْقٌ عَلٰى مَرْبَأٍ خَفِيْفُ الْفُؤَادِ حَدِيْدُ النَّظَرْ

(۹) رَاٰى اَرْنَبًا سَنَحَتْ بِالْفَضَاءِ فَبَادَرَهَا وَلَجَاتِ الْخَمَرْ

(۱۰) بِاَسْرَعَ مِنْهَا وَلَا مِنْزَعٌ يُقَمِّصُهُ رَكْضُهُ بِالْوَتَرْ

(۱) نہیں ہے وہ شاہین جو اونچی جگہ پر ہو، تیز حس، تیز نظر والا ہو۔ (۲) اس نے ایک خرگوش کو کھلے میدان میں دیکھ لیا، چنانچہ وہ شاہین اس خرگوش سے سبقت کرے گھنی جھاڑی کی داخل ہونے کی جگہوں کی طرف (یعنی وہ شاہین خرگوش کو گھنی جھاڑی میں داخل ہونے سے پہلے شکار کرے۔) (۳) وہ شاہین اس گھوڑے سے زیادہ تیز نہیں ہے اور نہ وہ تیر اس سے زیادہ تیز ہے جس کو تیر انداز کا چلّے کو حرکت دینا دور پھینک دے۔ (مطلب ان تین شعروں کا یہ ہے کہ ایک تیز نظر شاہین کھلے میدان میں ایسا خرگوش دیکھ لے جس کے بالکل قریب میں درخت اور جھاڑیاں ہوں اور شاہین اس خرگوش کا شکار چاہتا ہو تو ظاہر ہے کہ اس پر حملہ کرتے ہوئے پرواز میں شاہین کی معمولی سی غفلت خرگوش کو جھاڑیوں میں غائب ہونے کا موقع فراہم کرے گی اس لئے جب شاہین حملہ کریگا تو اس کی پرواز میں حد درجہ تیز رفتاری ہوگی شاعر کہتا ہے، میرا گھوڑا شاہین کی اس وقت کی پرواز سے بھی زیادہ تیز ہے۔ اسی طرح اس تیر سے بھی میرے گھوڑے کی رفتار تیز ہے جس کو تیر انداز کمان سے پھینکتا ہے

سَوْذَنِيْق : شاہین۔ مَرْبَأٌ : اونچی جگہ، جمع : مَرَابِئُ، مادہ (ر ب ء)

اَرْنَبٌ : خرگوش مذکر اور مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے۔ جمع : اَرَانِب۔ سَنَحَتْ : (ف) سُنُوحًا : ظاہر ہونا پیش ہونا۔ اَرْنَبًا سنحت بالفضا : خرگوش جو کھلی جگہ میں ظاہر ہو۔ وَلَجَات : مفرد : وَلْجَةٌ۔ موضع الوُلُوج : داخل ہونے کی جگہ، غار۔ الخَمَر : گھنی جھاڑی۔ بَادَرَهَا : مُبَادَرَةٌ : سبقت کرنا، آگے بڑھ جانا۔ متعدی بہ دو مفعول

بھی ہوتا ہے۔

«بادرہا» میں ضمیرِ فاعل «سَوْدَنِیق» کی طرف اور «ما» ضمیر «أَرْنَب» کی طرف راجع ہے «وَلَجَات» مفعول بہٖ ثانی ہے۔

مِنْزَعٌ : اَلسَّهمُ الَّذِی ینتزع بہ : تیر۔ یُقَمِّصُهٗ : ازباب تفعیل : حرکت دینا۔ قَمَّصَ الْبَحْرُ السَّفِینَةَ : دریا کا کشتی کو حرکت دینا، قمیص پہنانا، یہاں اس سے دُور پھینکنا مُراد ہے۔ رَكَضَه : (ن) رَكْضًا : دفع کرنا، پاؤں سے حرکت دینا، ایڑ لگانا۔ الوَتَر : تانت، چلہ، جمع : أَوْتَار۔

«بِأَسْرَعَ منها» پہلے شعر «فَمَا سَوْدَنِیقُ» میں «ما» نافیہ کی خبر ہے۔ «مِنْهَا» ضمیر «فرس» کی طرف راجع ہے۔ اصل عبارت ہے۔ «فَمَا سَوْدَنِیقُ بِأَسْرَعَ مِنْهَا» «رَكَضَهٗ» «یُقَمِّصُهٗ» کا فاعل ہے۔

وَقَالَ زَیْدُ الْفَوَارِس

تعارف : شاعر «علقمہ» اور «حسّان» تینوں سفر میں اکٹھے کہیں جا رہے تھے راستے میں حسّان نے «اوس طائی» کے گھر جانا چاہا، اپنے دو ساتھیوں کو بھی ساتھ چلنے کے لئے کہا لیکن یہ انکار کر گئے۔ چنانچہ حسّان اَوس کے پاس گیا اور یہ بھی بتا دیا کہ میرے دو ساتھی راستے میں ہیں، ساتھ نہیں آئے، اَوس نے انھیں بلانے کے لئے اپنا بیٹا بھیجا۔ بیٹے نے ساتھ چلنے کے لئے کہا تو وہ تیار نہ ہوئے اس پر ابن اَوس نے قسم اٹھائی کہ واللہ! میں تمھیں قیدی بنا کر لے جاؤں گا۔ شاعر مذکور زید کو اس پر غصہ آیا۔ اور اس کا کام کر دیا۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے شاعر کہتا ہے :——

(۱) تَأَلَّى ابْنُ أَوْسٍ حَلْفَةً لِيَرُدَّنِي عَلَى نِسْوَةٍ كَأَنَّهُنَّ مَفَائِدُ

ابنِ اوس نے قسم کھائی کہ مجھے ان عورتوں کی طرف (یعنے اپنے گھر کی طرف) ضرور لوٹائے گا جو سیخوں کی طرح (سیاہ) ہیں۔

مَفَائِد : مفرد : مِفْأَد، سیخ، آگ کریدنے کا لوہا یا لکڑی

«حَلْفَةً» «تَأَلَّى» کے لئے مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے۔ «لَيَرُدَّنِي» میں لام تاکید کا ہے اور یہ جواب قسم ہے۔

(۲) قَصَرْتُ لَهٗ مِنْ صَدْرِ شَوْلَةَ إِنَّمَا يُنَجِّي مِنَ الْمَوْتِ الْكَرِيمُ الْمُنَاجِدُ

تو میں نے شولہ نامی گھوڑے کا سینہ اس کے سامنے روکا (اس کو مارنے کے لئے) کیونکہ شریف و بہادر آدمی ہی موت سے اپنے آپ کو نجات دیتا ہے (اگر میں اُس کے ساتھ قیدی بن کر جاتا تو یہ میرے لئے مرنے کے مترادف تھا)

قَصَرْتُ : میں نے روکا۔ شَوْلَةٌ : گھوڑے کا نام۔ المُنَاجِد : بہادر، قوی۔ یُنَجِّیْ : تَنْجِیَةً : نجات دینا۔

"مِنْ صَدْرٍ" میں "مِنْ" زائدہ ہے اور "صَدْرٍ" "قَصَرْتُ" کے لئے مفعول بہ ہے

(۳) دَعَانِیْ ابْنُ مَرْهُوْبٍ عَلٰی شَنْءٍ بَیْنَنَا　　فَقُلْتُ لَهٗ إِنَّ الرِّمَاحَ مَصَائِدُ

اور (علقمہ) ابن مرہوب نے مجھے دعوت دی (صلح کی) باوجود اس عداوت کے جو ہم دونوں کے درمیان تھی (یعنی علقمہ جو میرا ساتھی تھا وہ بھی ڈر گیا کہ کہیں اب مجھے قتل نہ کردے، کیونکہ ہمارے درمیان پہلے سے چشمک تھی اس لئے اس نے مجھے صلح اور بچاؤ پر آمادہ کرنا چاہا) تو میں نے کہا (ڈرومت) کیونکہ نیزے شکارگاہیں ہیں (کبھی اس کے ذریعہ شکار ہوتا اور کبھی آدمی خود اُس کا شکار ہو جاتا ہے۔)

شَنْءٍ : مصدر بمعنی عداوت، بغض۔ شَنَأَ (ف) شَنْئًا : حسد و بغض کرنا۔ مَصَائِد: مفردہ : مَصِیْدَة : شکارگاہ

(٤) وَقُلْتُ لَهٗ كُنْ عَنْ شِمَالِیْ فَإِنَّنِیْ　　سَأَكْفِیْكَ إِنْ ذَادَ الْمَنِیَّةَ ذَائِدُ

اور میں نے اس کو کہا کہ میری بائیں جانب ہو جاؤ (کیونکہ دائیں جانب میں نیزہ چلاتا رہتا ہوں) عنقریب میں کافی ہو جاؤں گا تیرے لئے اگر کوئی ہٹانے والا موت کو ہٹا سکے، (تو میں بھی تجھے بچالوں گا اور اگر تیری قسمت میں موت مقدر ہو چکی ہے تو پھر میں معذور ہونگا)

ذَادَ : (ن) ذَوْدًا، ذِیَادًا : دفع کرنا، ہٹانا۔

وَقَالَ الرَّقَادُ بْنُ الْمُنْذِرِ

(۱) لَقَدْ عَلِمَتْ عَوْذٌ وَبُهْثَةُ أَنَّنِیْ　　بِوَادِیْ حُمَامٍ لَا أُحَاوِلُ مَغْنَمَا

قبیلۂ عوذ اور بہثہ نے جان لیا کہ میں وادی حمام میں غنیمت کا ارادہ نہیں کرتا تھا

أُحَاوِلُ : مُحَاوَلَةً : ارادہ کرنا، کوشش کرنا۔

(۲) وَلٰكِنَّ أَصْحَابِیْ الَّذِیْنَ لَقِیْتُهُمْ　　تَعَادَوْا سِرَاعًا وَاتَّقَوْا بِابْنِ أَزْنَمَا

لیکن میرے وہ ساتھی جن سے میری مڈبھیڑ ہوئی وہ تیزی کے ساتھ بھاگنے لگے، اور

"ابن ازم" کے پاس پناہ گزین ہوئے۔

تَعَادَوْا : مُعَادَاۃً : دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا۔ عَدَا (ن) عَدْوًا: دوڑنا۔ اتَّقَوا : اتقی بہ : إذا جعلہ وقایۃ لہ : پناہ پکڑنا۔ أَصْحَابِیْ: سے یہاں پر دشمن مُراد ہیں۔

«سِرَاعًا» «سریع» کی جمع ہے اور یہ «تعادوا» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

(۳) فَرَکَّبْتُ فِیْہِ إذْ عَرَفْتُ مَکَانَہُ ۔۔۔ بِمُنْقَطَعِ الطَّرْفَاءِ لَدْنًا مُقَوَّمَا

تو میں نے ابن ازم میں اپنا سیدھا لچکدار نیزہ پیوست کر دیا۔ جب میں نے اس کی جگہ پہچانی جو واقع ہے، جھاؤ کے درخت کے اختتام پر (یعنی جہاں جھاؤ کے درخت ختم ہوتے ہیں وہاں اس کا گھر ہے۔)

رَکَّبْتُ فِیْہِ : أی وَضَعْتُ فیہ۔ رَکَّبَ الشیئَ : ترکیب دینا۔ بعض کو بعض پر رکھنا۔ الطَّرْفَاء : جھاؤ کا درخت۔ لَدْنًا مُقَوَّمًا : سیدھا لچکدار نیزہ۔

اور یہ «رَکَّبْتُ» کے لئے مفعول بہ ہے۔

(۴) وَلَوْ أَنَّ رُمْحِیْ لَمْ یَخُنِّیْ انْکِسَارُہُ ۔۔۔ جَعَلْتُ لَہُ مِنْ صَالِحِ الْقَوْمِ تَوْأَمَا

اور اگر میرا نیزہ ٹوٹ کر مجھ سے خیانت نہ کرتا تو میں قوم کے سردار سے اس کا جڑواں بنا تا (یعنی اگر نیزہ سالم رہتا تو میں اس کی طرح ایک اور کو بھی مارتا۔)

لَمْ یَخُنِّیْ : خان (ن) خِیَانَۃً : خیانت کرنا۔ صَالِحُ الْقَوْمِ : سردار۔ تَوْأَمًا: جڑواں، جمع : تَوَائِمُ : مادہ (ت ء م)

(۵) وَلَوْ أَنَّ فِیْ یُمْنَی الْکَتِیْبَۃِ شَدَّتِیْ ۔۔۔ إذًا قَامَتِ الْعَوْجَاءُ تَبْعَثُ مَأْتَمَا

اور لشکر کے میمنہ پر اگر میرا حملہ ہوتا تو اس وقت اس کی ٹیڑھی ماں ماتم (نوحہ گری) برپا کر دیتی (اور یہ اس لئے کہ شاعر کے نیزہ سے ابن ازم مرا نہیں تھا بلکہ زخمی ہو کر لشکر کے میمنہ پر داخل ہو گیا تھا۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر میمنہ میں داخل ہونے کا موقع ملتا تو میں اس کو موت کے گھاٹ اُتار دیتا۔ پھر اس کی ماں اس پر ماتم کرتی نظر آتی)

شَدَّتِیْ : حملہ۔ العَوْجَاءُ : أَعْوَجُ کی تانیث ہے بمعنے : ٹیڑھا۔ یہاں اس سے ابن ازم کی ماں مُراد ہے۔

«شَدَّتِیْ» «أَنَّ» کا اسم ہے «فِیْ یُمْنَی» خبر ہے۔

وَقَالَ أَيضًا

(۱) إِذَا الْمُهْرَةُ الشَّقْرَاءُ أُدْرِكَ ظَهْرُهَا فَشَبَّ الْإِلٰهُ الْحَرْبَ بَيْنَ الْقَبَائِلِ

جب گھوڑے کی سُرخ بھیری سواری کے قابل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قبائل کے درمیان لڑائی کی آگ بھڑکا دے۔

الْمُهْرَةُ الشَّقْرَاءُ : سُرخ بھیری (گھوڑے کی بچی) أُدْرِكَ ظَهْرُهَا : جب اُس کی پیٹھ اپنے وقت پر پہنچ جائے یعنی جب وہ سواری کے قابل ہو جائے ۔ أَدْرَكَ الشَّيْءُ : اپنے وقت پر پہنچنا ۔ أَدْرَكَ الثَّمَرُ : پھل کا پکنا ۔ أَدْرَكَ الْوَلَدُ : بالغ ہونا ۔

(۲) وَأَوْقَدَ نَارًا بَيْنَهُمْ بِضِرَامِهَا لَهَا وَهَجٌ لِلْمُصْطَلِي غَيْرُ طَائِلِ

اور اُن کے درمیان ایسی آگ بھڑکا دے جو چھوٹی چھوٹی لکڑیوں اور تنکوں سمیت ہو اُس کی ایسی بھڑک ہو جو سینکنے والے کے لئے مفید نہ ہو ۔

ضِرَامٌ : مفرد : ضِرَامَةٌ : بھڑک ، جلن ۔ وہ چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اور تنکے وغیرہ جن سے آگ بھڑکائی جاتی ہے ، اُن میں آگ جلد لگ جاتی ہے اور شعلے تیزی سے بلند ہونے لگتے ہیں ۔ مُصْطَلِي : آگ تاپنے والا ، آگ سینکنے والا (آگ سے گرم ہونے والا) باب افتعال سے ہے ، تاء افتعال کو « طاء » سے بدل دیا کیونکہ فاء کلمہ میں « صاد » واقع ہے ۔ غَيْرُ طَائِلٍ : غیر مفید ۔ وَهَجٌ : آگ کی بھڑک ۔

« بِضِرَامِهَا » « أَوْقَدَ » سے متعلق بھی ہو سکتا ہے اور « مُشْتَعِلَةً » وغیرہ سے متعلق ہو کر « نَارًا » کی صفت بھی بن سکتا ہے ۔ « لَهَا وَهَجٌ » میں « لَهَا » خبر مقدم اور « وَهَجٌ » مبتدا مؤخر ہے اور پورا جملہ « نَارًا » کی صفت ہے ۔ « لِلْمُصْطَلِي » « طَائِلٍ » سے متعلق ہے ۔ اور یہ « وَهَجٌ » کی صفت ہے ، ترکیبی عبارت ہے « لَهَا وَهَجٌ غَيْرُ طَائِلٍ لِلْمُصْطَلِي »

(۳) إِذَا حَمَلَتْنِي وَالسِّلَاحَ مُشِيحَةً إِلَى الرَّوْعِ لَمْ أُصْبِحْ عَلَى سِلْمِ وَائِلِ

جب وہ گھوڑا مجھے ہتھیار سمیت چوکنا اور محتاط ہو کر جنگ کی طرف اُٹھائے گا۔ تو میں قبیلہ وائل پر صلح کے ساتھ صبح نہ کروں گا (بلکہ لڑوں گا)

اَلسِّلَاحُ : ہتھیار (مذکر و مؤنث) جمع : أَسْلِحَة ۔ مُشِيحَةٌ : اسم فاعل مؤنث از باب افعال : کوشش کرنے والی ، چوکنا اور محتاط رہنے والی ۔ أَشَاحَ فِي الْأَمْرِ إِشَاحَةً : کوشش کرنا ، چوکنا رہنا ۔ سِلْمٌ : صلح ۔ اَلرَّوْعُ : خوف ، جنگ

«والسِّلَاحُ» میں واؤ «مع» کے معنی میں ہے۔ «مُشِیحَةً» «حَمَلَتْنِی» کی ضمیرِ فاعل سے حال ہے۔

(۴) فِدًی لِفَتًی أَلْقَی إِلَیَّ بِرَأْسِهَا ‌ ‌ ‌ ‌ تِلَادِی وَأَهْلِی مِنْ صَدِیقٍ وَجَامِلِ

اس نوجوان دوست پر جس نے مجھے گھوڑے کی وہ بچھیری دی، میرا موروثی مال، اہلِ خانہ، اور اونٹ قربان ہوں۔

تِلَاد : قدیم موروثی مال۔ جَامِل : جَمَل کی اسم جمع ہے۔ کالبَاقِر لِلْبَقَر۔

أَلْقَی بِرَأْسِهَا : القاءِ رأس سے عطا کرنا مراد ہے، سر چونکہ اشرفُ الجسم ہے اس لئے اس کا ذکر کیا ہے، مراد کل ہے۔

«فِدًی» خبر مقدم ہے «تِلَادِی وَأَهْلِی وَجَامِلٌ» مبتدا مؤخر ہے۔ «مِنْ صَدِیقٍ» «فَتًی» کا بیان ہے۔ «أَلْقَی إِلَیَّ» «فَتًی» کی صفت ہے۔ ترکیبی عبارت ہے «تِلَادِی وَأَهْلِی وَجَامِلٌ فِدًی لِفَتًی صَدِیقٍ أَلْقَی إِلَیَّ بِرَأْسِهَا»

مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے «مِنْ صَدِیقٍ» کو «أَهْلِی» اور «جَامِل» کو «تِلَادِی» کا بیان قرار دیا۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا "اس نوجوان پر جس نے مجھے وہ گھوڑی عطا کی، میرا قدیم مال یعنے اونٹ اور میرا اہل یعنی دوست قربان ہو"

وَقَالَ شَمْعَلَةُ بْنُ الْأَخْضَرِ

تعارف : یہ شاعر جاہلی ہے۔ بسطام بن قیس کے قتل کو بیان کر رہا ہے۔ جس کو عاصم بن خلیفہ نے قتل کیا تھا۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ بسطام نے ضبّہ کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا اور اونٹ لے کر جانے لگا۔ بنو ضبّہ اُس کے تعاقب میں گئے۔ جب بسطام نے انھیں دیکھا تو اونٹوں کے کھر کاٹنے شروع کئے، ہر چند کہ انھوں نے اس کو منع کیا لیکن بسطام نہ مانا تو بنو ضبّہ نے اس کو مار کر قتل کر دیا۔ اسی کا تذکرہ ہے :—

(۱) وَیَوْمَ شَقِیقَةِ الْحَسَنَیْنِ لَاقَتْ ‌ ‌ ‌ ‌ بَنُو شَیْبَانَ آجَالًا قِصَارَا

اور شقیقۃ الحسنین کے دِن بنو شیبان اپنی مختصر آجال کے ساتھ ملے (یعنے اُن کے سردار بسطام کے قتل سے یہ سب ہلاکت کے قریب ہوگئے۔)

قِصَار : مفرد ہ : قَصِیر : مختصر۔ مختصر اجل سے ملاقات "قربِ موت" سے کنایہ ہے

(۲) شَکَکْنَا بِالرِّمَاحِ وَهُنَّ زُورٌ ‌ ‌ ‌ ‌ صِمَاخَیْ کَبْشِهِمْ حَتَّی اسْتَدَارَا

ہم نے اُن کے سردار کے دونوں کانوں میں نیزہ مار کر اُن کو ہڈی تک چھید لیا یا ہم نے نیزوں میں ان کے سردار کے دونوں کان پرو دیئے، یہاں تک کہ وہ چکرا کر گر گیا۔ اس حال میں کہ گھوڑے (زخموں کی شدت کی وجہ سے میدان جنگ سے) منحرف تھے

شَکَکْنَا : أیْ نَظَمْنَا۔ شَكَّ (ن) شَكًّا فِی الْأَمْرِ : شک کرنا۔ شَكَّ اللُّؤْلُؤَ: پرونا۔ شَكَّهُ بِالرُّمْحِ : طَعَنَهُ، وخرقه إلى العظم : نیزہ مار کر ہڈی تک چھیدنا یہاں شَکَکْنَا کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں یعنے پرونا اور ہڈی تک چھیدنا۔ زُوْرٌ: مفرد: أَزْوَرُ : منحرف، ٹیڑھا۔ صِمَاخٌ : کان کا سوراخ، جمع : صُمُخٌ، أَصْمِخَةٌ: مراد کان ہے۔ کَبْش : سردار۔ استدار : گھومنا، چکرانا، چکرا کر گرنا۔

«صِمَاخَیْ کَبْشِهِمْ» «شَکَکْنَا» کا مفعول بہ ہے «مَنْ» کی ضمیر «خیل» کی طرف راجع ہے اور یہ «شککنا» سے حال ہے۔

(۳) فَخَرَّ عَلَى الْأَلَاءَةِ لَمْ یُوَسَّدْ ۔۔۔ وَقَدْ کَانَ الدِّمَاءُ لَهُ خِمَارَا

چنانچہ وہ «الاءة» درخت پر گر گیا اس حال میں کہ اس کو کوئی تکیہ نہیں دیا گیا تھا اور خون ہی اس کی اوڑھنی ہو گیا تھا (یعنی مرتے وقت نہ کوئی تکیہ اس کے زیر سر تھا اور نہ مرنے کے بعد اس کو کفن نصیب ہوا)

خَرَّ : (ن ض) خَرًّا : گرنا، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى، «وَرَفَعَ أَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا»۔ اَلْأَلَاءَة : بروزن سَحَابَة، کھٹے ذائقہ والا ایک خوشنما درخت، اس کو «اَلْأَلَاء» «اَلْأَلَاءُ» بھی کہتے ہیں۔ لَمْ یُوَسَّدْ : مجہول، اس کو تکیہ نہیں دیا گیا تھا۔ وَسَّدَہُ الوِسَادَةَ: تکیہ دینا۔ الدِّمَاءُ : مفرد، دَمٌ۔ خِمَارٌ : دوپٹہ، اوڑھنی۔

«لَمْ یُوَسَّدْ» «خَرَّ» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

وَقَالَ حُسَیْلُ بْنُ سُجَیْحٍ

تعارف : بنو ضبہ بنو عامر پر غارت گری کر کے اُن کے اونٹ لے گئے تو بنو عامر نے پیچھا کیا اور اُن کو آلیا۔ شاعر نے بنو عامر کو تیروں اور نیزوں کے ذریعے روکا۔ اس کا تذکرہ کرکے کہتا ہے

(۱) لَقَدْ عَلِمَ الْحَیُّ الْمُصَبَّحُ أَنَّنِی ۔۔۔ غَدَاةَ لَقِینَا بِالشُّرَیْفِ الْأَحَامِسَا

اس قبیلہ نے جان لیا جس پر صبح کے وقت حملہ کیا گیا کہ بے شک میں نے جس روز ہماری مڈبھیڑ ہوئی مقام شریف میں احامس (بنو عامر) کے ساتھ۔

اَلحَیُّ المُصَبَّحُ : وہ قبیلہ جس پر صبح کے وقت حملہ کیا گیا ہو۔ شُرَیف : جگہ کا نام ہے
الْأَحَامِسَا : بنو عامر کا لقب ہے۔
"أَنَّنِيْ" "عَلِمَ" کا مفعول بہ ہے اور "أَنَّ" کی خبر لگلے شعر میں "جَعَلْتُ" ہے۔

(۲) جَعَلْتُ لَبَانَ الْجَوْنِ لِلْقَوْمِ غَايَةً مِنَ الطَّعْنِ حَتّٰى آضَ أَحْمَرَ وَارِسَا

(قبیلہ نے جان لیا) اس بات کو کہ میں نے اپنے گھوڑے "جون" کے سینے کو قوم کے لئے نیزوں کا نشانہ بنایا حتیٰ کہ وہ ورس میں رنگا ہوا سرخ ہوگیا۔

لَبَان : سینہ۔ الجَوْنُ : گھوڑے کا نام ہے۔ آضَ : (ض) أَيْضًا : بمعنی صَارَ، ایک حالت سے دوسری حالت پر ہونا، کہا جاتا ہے۔ آضَ سَوَادُ شَعْرِہٖ بَيَاضًا : اس کے بالوں کی سیاہی سفیدی سے بدل گئی۔ وَارِسًا : ورس میں رنگا ہوا سُرخ، وَرْس : ایک قسم کی سُرخ گھاس جس سے رنگائی کا کام لیتے ہیں۔

(۳) وَأَرْهَبْتُ أُوْلَى الْقَوْمِ حَتّٰى تَنَهْنَهُوْا كَمَا ذُدْتُ يَوْمَ الْوِرْدِ هِيْمًا خَوَامِسَا

اور میں نے قوم (بنو عامر) کی پہلی جماعت کو ڈرایا حتیٰ کہ وہ رُک گئی (اور اُن کو اپنے سے میں نے اس طرح ہٹایا) جیسا کہ میں پانی پر پہنچنے کے دن ان پیاسے اُونٹوں کو ہٹاتا ہوں جو پانچویں دن پانی پینے آئیں۔

أَرْهَبْتُ : إِرْهَابًا : ڈرانا۔ أُوْلَى الْقَوْمِ : قوم کی پہلی جماعت۔ تَنَهْنَهُوْا : از باب تَدَحْرَجَ : رکنا، نَهْنَهَهٗ (از باب بعثر) روکنا۔ ذُدْتُ : (ن) ذَوْدًا : دور کرنا، ہٹانا۔ الوِرْد : پانی پر پہنچنا، پانی پر جھانکنا، پانی کا حصہ، وہ پانی جس پر لوگ پہنچیں، پانی پر پہنچنے والے لوگ یا اُونٹ، لشکر، پرندوں کی ڈار و جماعت۔ يَوْمَ الْوِرْد : پانی پر پہنچنے کا دن
هِيْمًا : پیاسے اُونٹ۔ وفی التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ "فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ" مفرد: هَيْمَاءُ، مذکر : أَهْيَمُ۔ هَامَ (ض) هُيَامًا : سخت پیاسا ہونا۔ الخوامِس : وہ اُونٹ جو تین دن پیاسے رہنے کے بعد چوتھے دن پانی پر آئے، یہ چوتھا دن پہلے کے مقابلہ میں پانچواں ہے اس لئے ایسے اُونٹوں کو خوامس کہتے ہیں۔

(۴) بِمُطَّرِدٍ لَدْنٍ صِحَاحٍ كُعُوْبُهٗ وَذِيْ رَوْنَقٍ عَضْبٍ يَقُدُّ الْقَوَانِسَا

(میں نے اُن کو ڈرایا) سیدھے، لچکدار، درست بندوں والے نیزے سے اور ایسی رونق والی تلوار سے جو خودوں کو (لمبائی میں) کاٹتی ہے۔

مُطَّرِد : سیدھا نیزہ۔ لَدْنٌ : لچکدار۔ صِحَاحٌ : درست، مفرد : صَحِيْحٌ۔ كُعُوْبٌ :

مفردہ: کَعْبٌ : ہر اُبھری ہوئی چیز۔ یہاں اس سے بَند مُراد ہیں۔ صِحَاحُ کُعُوبِه : جس کے بند درست ہوں۔ ذِی رَوْنَقٍ عَضْبٍ : کاٹنے والی چمکدار تلوار۔ یَقُدُّ: (ن) قَدًّا : لمبائی میں کاٹنا۔ القَوَانِسَ : مفردہ، قَوْنَس : سَر کا بالائی حصّہ، خود کی چوٹی۔ مادہ (ق ن س)۔

«بِمُطَّرِدٍ» پہلے شعر میں «أَزْمَعْتُ» سے متعلق ہے۔

(۵) وَبَیْضَاءَ مِنْ نَسْجِ ابْنِ دَاوُدَ نَثْرَةٍ ... تَخَیَّرْتُهَا یَوْمَ اللِّقَاءِ الْمَلَابِسَا

اور ایسی سفید تنگ حلقوں والی کشادہ زرہ سے جو حضرت داؤد علیہ السلام کی بنی ہوئی تھی۔ جنگ کے دن تمام لباسوں میں مَیں نے اس کو پسند کیا۔

بَیْضَاءَ : سفید، یہ «دِرْعٌ» کی صفت ہے بمعنے سفید زرہ۔ درع مؤنث اور مذکر دونوں طرح مستعمل ہے۔ نَثْرَة : تنگ حلقوں والی مضبوط کشادہ زرہ۔ نَسْج : مصدر بمعنی منسوج، نسج ابن داؤد: حضرت داؤد علیہ السلام کی بُنی ہوئی ۔ المَلَابِسَا : مفردہ، مَلْبَسٌ، مِلْبَس : لباس۔ تَخَیَّرْتُهَا : مَیں نے اس کو پسند کیا، اختیار کیا۔

«بَیْضَاءَ» کا عطف پہلے شعر میں «مُطَّرِدٍ» پر ہے «نَثْرَة» «دِرْع» کی صفت ثانیہ ہے ترکیبی عبارت ہے۔ «وَدِرْعٍ بَیْضَاءَ نَثْرَةٍ مِنْ نَسْجِ ابْنِ دَاوُدَ» «ابن داؤد» میں «ابن» زائد ہے۔ بسا اوقات باپ کا کارنامہ بیٹے کی طرف مجازاً منسوب کیا جاتا ہے، حقیقتاً وہ بیٹے کا کارنامہ نہیں ہوتا۔ «المَلَابِسَا» منصوب بنزع الخافض ہے۔ أَیْ تَخَیَّرْتُهَا مِنَ الْمَلَابِسِ مِنْ کو حذف کر دیا۔

(۶) وَحِرْمِیَّةٍ مَنْسُوبَةٍ وَسَلَاجِمٍ ... خِفَافٍ تَرَى عَنْ حَدِّهَا السَّمَّ قَالِسَا

اور درخت حرم کی طرف منسوب حرمی کمانوں سے اور ایسے لمبے ہلکے تیروں سے جن کی دھاروں سے زہر بہتا ہوا تو دیکھے گا (کہ جب کسی کو لگ جائے تو اس زہر کی وجہ سے بچ نہ سکے۔)

حِرْمِیَّة : درخت حِرْم (بروزن حِبْرٌ) کی طرف نسبت ہے اس درخت سے کمان بنائے جاتے تھے۔ حِرْمِیَّةٌ مَنْسُوبَة : درخت حِرْم کیطرف منسوب کمانیں۔ سَلَاجِم : مفردہ: سُلَاجِم (بضمّ السّین) وسُلْجَم : لمبا آدمی، لمبا تیر۔ خِفَاف : مفردہ: خَفِیف۔ سَلَاجِمٍ خِفَافٍ : ہلکے لمبے تیر۔ السَّم : (سین پر ضمہ، فتحہ کسرہ تینوں حرکات درست ہیں) زہر، سوئی کا ناکا۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ «حَتّٰی یَلِجَ

الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؛ جمع: سُمُوْم۔ قَالِسًا : بہنے والا۔ قَلَسَ الإناءُ (ض) قَلْسًا، قَلَسَانًا : بھرپڑنا، بہنا، چھلکنا۔ قَلَسَ الْبَحْرُ بِالزَّبَدِ : دریا کا جھاگ پھینکنا۔

«وَحِرْمِيَّة» کا عطف پہلے شعر میں «بَيْضَاء» پر ہے «خِفَاف» «سَلَاجِم» کی صفت اُولیٰ ہے «تَرَى» اس کی صفت ثانیہ ہے۔ «السُّمّ» «تَرَى» کے لئے مفعول اوّل ہے اور «قَالِسًا» مفعول بہ ثانی ہے «قَالِسًا» «السُّمّ» کے لئے حال بھی بن سکتا ہے۔

(۷) فَمَا زِلْتُ حَتّٰى جَنَّنِی اللَّيْلُ عَنْهُمُ أُطَرِّفُ عَنِّیْ فَارِسًا ثُمَّ فَارِسَا

میں مسلسل یکے بعد دیگرے سواروں کو اپنے سے ہٹاتا رہا۔ یہاں تک کہ رات نے مجھے ان سے چھپالیا (یعنی میں دن بھر لڑتا رہا، حتیٰ کہ رات آگئی اور اس کی تاریکی نے مجھے ان سے چھپالیا۔)

جَنَّنِی اللَّيْلُ : رات نے مجھے چھپالیا۔ جَنَّه اللَّيْلُ (ن) جُنُوْنًا : چھپانا۔
أُطَرِّفُ : تَطْرِيْفًا : ایک کنارے میں کردینا۔ طَرَّفَه عنه : پھیردینا، ہٹادینا۔

«أُطَرِّفُ» «مَا زِلْتُ» کی خبر ہے، اصل عبارت ہے۔ «مَا زِلْتُ أُطَرِّفُ عَنِّیْ فَارِسًا حَتّٰى جَنَّنِی اللَّيْلُ»

(۸) وَلَا يَحْمَدُ الْقَوْمُ الْكِرَامُ أَخَاهُمُ الْعَتِيْدَ السِّلَاحِ عَنْهُمُ أَنْ يُمَارِسَا

اور شریف قوم اپنے مستعد، مسلح بھائی کی تعریف اس لئے نہیں کرتی ہے کہ وہ اس کی جانب سے کوشش کرتا ہے (یعنی لڑتا ہے کیونکہ قوم کی طرف سے لڑنا اس کا فریضہ تھا اور اپنا قرض ادا کرنے پر کوئی تعریف کا مستحق نہیں ہوتا

الْعَتِيْد : تیار، آمادہ، بھاری بھرکم جسم کا۔ قالَ اللہ عزوجلَّ «مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ» عَتُدَ (ك) عَتَادًا : تیار رہنا، جسیم ہونا۔ السِّلَاح: بہت اسلحہ والا، مسلح۔ يُمَارِسَا : مِرَاسًا و مُمَارَسَةً : کوشش کرنا، مشق کرنا، مہارت پیدا کرنا۔

«عَنْهُمْ» «يُمَارِس» محذوف سے متعلق ہے جس کی تفسیر آگے «أَنْ يُمَارِسَا» ہے۔ «وَعَنْهُمْ» «أَنْ يُمَارِسَا» سے متعلق نہیں ہوسکتا کیونکہ «أَنْ» مصدریہ جس فعل پر داخل ہو، اس فعل کا معمول اور متعلق اس پر مقدم نہیں ہوسکتا۔ «أَنْ» اصل میں «لِأَنْ» ہے۔ لام تعلیلیہ محذوف ہے۔

وَقَالَ مُحرِزُبْنُ الْمُکَعْبِرِ الضَّبِّیِّ

(۱) نَجَّی ابْنَ نُعْمَانَ عَوْفًا مِن أَسِنَّتِنَا ... إِیْغَالُهُ الرَّکْضَ لَمَّا شَالَتِ الْجِذَمُ

عوف بن نعمان کو اس کے تیز دوڑنے نے ہمارے نیزوں سے نجات دی جب کہ کوڑے اُٹھنے لگے۔

أَسِنَّة : نیزے۔ إِیْغَال : تیز چلنا، داخل کرنا۔ وَغَلَ فِی الشَّیْءِ (ض) وُغُولًا داخل ہو کر چھپنا۔ الرَّکْضُ : مصدر (ن) دوڑنا، یہ منصوب بنزع الخافض ہے، اصل عبارت ہے۔ إِیْغَالُهُ فِی الرَّکْضِ : دوڑنے میں تیزی اختیار کرنا یعنی تیز دوڑنا۔ نَجَّی : تَنْجِیَةً : نجات دینا۔ شَالَتْ : (ن) شَوْلًا : بلند ہونا۔ اَلْجِذَمُ : مفرد : جِذْمَةٌ : ٹکڑا، چابک، کوڑا۔

«إِیْغَالُهُ» «نَجَّی» کا فاعل ہے «ابن نعمان عَوْفًا» مفعول بہ ہے، اصل «عوف بن نعمان» ہے

(۲) حَتّٰی أَتٰی عَلَمَ الدَّهْنَا یُوَاعِسُهُ ... وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّمَّانِ مَا جَشِمُوا

حتی کہ وہ مقام دہنا کے پہاڑ تک آکر اس کی ریت میں چلنے لگا اور اللہ (تعالیٰ) خوب جانتے ہیں کہ مقام صمان میں انھوں نے کتنی تکلیف اٹھائی۔

عَلَم : پہاڑ، جمع : أَعْلَام۔ الدَّهْنَا : جگہ کا نام ہے۔ یُوَاعِسُهُ : مُوَاعَسَةً : نرم ریت میں چلنا، رات کے وقت چلنے میں مقابلہ کرنا۔ وَعَسَ (ض) وَعْسًا : روندنا۔ جَشِمُوا : (س) جَشْمًا، جَشَامَةً : مشقت سے کام کرنا، مشقت برداشت کرنا، تکلیف اٹھانا۔

«یُوَاعِسُهُ» اصل میں «یُوَاعِسُ فِیْهِ» ہے۔ «فی» حرف جار کو حذف کر کے فعل کو براہِ راست ضمیر سے ملا دیا۔ اور یہ «أَتٰی» کی ضمیرِ فاعل سے حال ہے۔ «جَشِمُوا» کی ضمیر عوف بن نعمان اور اس کے ساتھیوں کی طرف راجع ہے۔

(۳) حَتّٰی انْتَهَوْا لِمِیَاهِ الْجَوْفِ ظَاهِرَةً ... مَا لَمْ تَسِرْ قَبْلَهُمْ عَادٌ وَلَا إِرَمُ

(وہ اور اس کے ساتھی چلتے رہے) حتی کہ مقام «جوف» کے چشموں تک پہنچ گئے دوپہر کے وقت کہ جہاں ان سے قبل عاد اور ارم بھی نہیں چلے تھے (یعنی اتنی دور تک چلتے رہے کہ قوم عاد اور ارم بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکے تھے یا یہ مطلب ہے کہ اتنی تیزی کے ساتھ چلتے گئے کہ ارم اور عاد بھی اتنے تیز نہیں چلے تھے)۔

انتھَوْا : إلیهِ انتِهاءً : پہنچنا۔ لِمِیَاہٍ : پانی، مفرد : مَاء۔ اس میں لام بمعنی «إلیٰ» ہے۔ أی انتھوا إلیٰ مِیاہٍ۔ الجَوْف : وادی کا نام ہے۔ ظَاھِرَۃً : یقال: وَرَدَ الْمَاءَ ظَاھِرَۃً : إذا وَرَدَهُ نِصفَ النَّھَارِ واشتِقاقُهُ مِنَ الظَّھِیرَۃِ۔ ظاھِرَۃ: دوپہر۔

«ظاھِرَۃً» منصوب ہے ظرف ہونے کی وجہ سے یا «میاہ» سے حال واقع ہونے کی وجہ سے یا یہ منصوب بنزع الخافض ہے۔ أی «فی ظاھرۃ» «فی» کو حذف کردیا۔ جب یہ «المیاہ» سے حال ہوگا تو اس وقت «ظاھِرَۃً» بمعنی «بَارِزَۃً» ہوگا یعنے اس حال میں کہ وہ پانی اور چشمے ظاہر تھے۔

وَقَالَ عَامِرُ بنُ شَفِیق

یہ جاہلی شاعر ہے۔ بنوضبہ اور بنوجبیب کے درمیان جنگ کا تذکرہ ہورہا ہے۔

(۱) أَلَا حَلَّتْ ھُنَیْدَۃُ بَطْنَ قَوٍّ بِأَقْوَاعِ الْمَصَامَۃِ فَالْعُیُوْنَا

سنیئے کہ "ہنیدہ" وادی "قو" میں اُتری پھر مقام مَصامہ کی ہموار زمینوں میں پھر مقام عیون میں اُتری۔

أقْوَاع : مفرد : قَاعٌ : ہموار زمین، میدان۔ المَصَامَۃ : جگہ کا نام۔

(۲) فَإِنَّكِ لَوْ رَأَیْتِ وَلَنْ تَرَیْهِ أَکُفَّ الْقَوْمِ تُخْرَقُ بِالْقُنِیْنَا

چنانچہ اے ہنیدہ! تو اگر قوم کی ہتھیلیوں کو دیکھتی، حالانکہ تو دیکھ نہیں سکتی جن میں نیزوں کے ذریعے سوراخ کئے گئے (تو تُو ایک امرِ عظیم دیکھتی)

أَکُفّ : مفرد : کَفٌّ : ہتھیلی۔ تُخْرَقُ : مضارع مجہول (ض ن) خَرْقًا : پھاڑنا۔ قُنِیْنَا : نیزے، مفرد : قَنَاۃٌ۔ یہ جمع سالم ہے اور نادر الاستعمال ہے، اکثر اسم منقوص کی جمع اس طرح آتی ہے۔ کَظُبَۃ وظُبِیْنَ، وَثُبَۃ، وَثُبِیْنَ۔

«لَن تَرَیهِ» جملہ معترضہ ہے «لَوْ رَأَیْتِ» کا جواب محذوف ہے۔ أی لَرَأَیْتِ أَمْرًا عظیمًا ھَائِلًا۔ «أَکُفَّ الْقَوْمِ» «رَأَیْتِ» کا مفعول بہ ہے۔

(۳) بِذِی فِرْقَیْنِ یَوْمَ بَنُوْ جُبَیْبٍ نُیُوْبَهُمْ عَلَیْنَا یَحْرُقُوْنَا

(اگر تو دیکھتی) مقام ذوفرقین میں جس دن بنوجبیب غصہ کی وجہ سے ہم پر دانت پیس رہے تھے۔ (تو تُو ہولناک منظر دیکھتی)

سُيُوب : دانت، مفرد : نَابٌ - يَحْرُقُونَ : حَرَقَ عليه نيابَه (ن) حَرْقًا : دانت پیسنا۔ شدّتِ غضب کے لئے بطور کنایہ بولتے ہیں۔

«بِذِیْ فِرْقَیْنِ» پہلے شعر میں «لَوْ رأَیتِ» سے متعلق ہے «نیوبَہُم» «یَحْرُقُونَ» کا مفعول بہٖ مقدم ہے۔

(۴) كَفَاكِ النَّأْيَ مِمَّنْ لَمْ تَرَيْهِ ۔۔۔ وَرَجَّيْتِ الْعَوَاقِبَ لِلْبَنِيْنَا

اس شخص سے جدائی اور دُوری تیرے لئے کافی ہے جس کو تو نے (اس معرکہ میں) نہیں دیکھا (وہ شخص شاعر خود ہے) اور تو نے اپنے بیٹوں کے لئے اچھے انجام کی امید رکھی ہے

النَّأْيَ : مصدر بمعنے دُوری، جدائی - رَجَّيْتِ : صیغہ مؤنث حاضر۔ تَرْجِيَةً: امید رکھنا - العَوَاقِبَ : انجام، مفرد: عَاقِبَةٌ - اُوپر جو ترجمہ کیا گیا ہے اس میں شعر بمعنے الإخبار ہے لیکن یہ شعر بمعنے الإنشاء بھی ہوسکتا ہے اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔

"تیرے (غم اور مصیبت کے) لئے کافی ہے اس شخص سے دوری (اور جدائی) جس کو تو (میدان جنگ میں مقتول) نہیں دیکھ سکتی اور تو (اپنے) بیٹوں کے لئے اچھے انجام کی امید رکھ" (کہ بالفرض اگر میں میدان جنگ میں مارا بھی گیا تو بیٹوں کے متعلق یہ امید رکھئے کہ وہ بڑے ہو کر میرا بدلہ لے لیں گے -)

وَقَالَ أَبُوْ ثُمَامَةَ

شاعر بنو ضبۃ سے تعلق رکھتا ہے۔ کسی نے ضبہ کے پانی کے چشمے پر قبضہ کرنا چاہا، شاعر نے دفاع کیا، اسی دفاع کو فخریہ بیان کر رہا ہے :

(۱) رَدَدْتُ لِضَبَّةَ أَمْوَاهَهَا ۔۔۔ وَكَادَتْ بِلَادُهُمُ تُسْتَلَبُ

میں نے بنو ضبہ کو اُن کے پانی واپس دلوادئے اور قریب تھا کہ ان کے شہر چھین لئے جاتے،

تُسْتَلَبُ : مضارع مجہول از باب افتعال، اسْتَلَبَ وَسَلَبَ (ن) سَلْبًا: زبردستی چھیننا -

(۲) بِكَرِّ الْمَطِيِّ وَإِتْبَاعِهِ ۔۔۔ وَبِالْكُوْرِ أَرْكَبُهُ بِالْقَتَبْ

(وہ پانی میں نے واپس کرلئے) سواریوں کو پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے کے ذریعے اور ان سواریوں کو (دشمن کے) پیچھے لگانے کے ذریعے اور کجاوے کے ذریعے جس پر میں سوار ہوتا ہوں اور چھوٹے پالان کے ذریعے -

کَرٌّ: مصدر (ن) پلٹ کر حملہ کرنا۔ اَلْمَطِيُّ: سواریاں، مفرد۔ مَطِيَّةٌ۔ کُوْرٌ: کجاوہ، جمع: اَکْوَارٌ۔ قَتَبٌ: پالان، جمع: اَقْتَابٌ

«کَرٌّ» مصدر مضاف الی المفعول ہے۔ «اِتْبَاعہ» کی ضمیر «مَطِيٌّ» کیطرف راجع ہے جو اگرچہ جمع ہے لیکن مفرد کے وزن پر ہے اس لئے ضمیر مفرد اس کی طرف راجع کی ہے «بِکَرٍّ» «بِالْکُوْرِ» «بِالْقَتَبِ» پہلے شعر میں «رَدَدْتُ» سے متعلق ہے۔

(۳) أُخَاصِمُهُمْ مَرَّةً قَائِمًا وَأَجْثُوْا ذَا مَا جَثَوْا لِلرُّکَبِ

میں کبھی کھڑے ہو کر اُن سے لڑتا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا جب وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔

اَجْثُوْ: (ن) جُثُوًّا: گھٹنوں کے بل بیٹھنا۔ رُکَبٌ: گھٹنے، مفرد: رُکْبَةٌ

(٤) وَاِنْ مَنْطِقٌ زَلَّ عَنْ صَاحِبِیْ تَعَقَّبْتُ اٰخَرَ ذَا مُعْتَقَبْ

اور جب میرے ساتھی سے کوئی بات پھسل جاتی تو میں (ان کی) کوئی دوسری قابل گرفت بات تلاش کر لیتا (اس طرح ان میں قابل گرفت بات تلاش کر کے اپنے ساتھی کی شرمندگی دور کر دیتا)

مَنْطِق: مصدر میمی: بات۔ نَطَقَ (ض) نُطْقًا: بات کرنا۔ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ: «وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی» زَلَّ: فِی مَنْطِقِهٖ وَرَأْیِهٖ: بات یا رائے میں غلطی کرنا۔ زَلَّتْ قَدَمُهٗ (ض) زَلًّا، زُلُوْلًا: پھسلنا۔ تَعَقَّبْتُ: از باب تفعّل: تلاش کرنا، نقائص تلاش کرنا، جرم پر گرفت کرنا۔ مُعْتَقَب: از باب افتعال: اعتقب القومُ علیه، تعاون کرنا۔ اعتَقَبَ الرَّجُلَ: روکنا۔ اعتقب منه ندامةً: انجام کار نادم ہونا۔ اعتقب فلانًا: پیچھے کر دینا۔ مُعْتَقَب: مصدر میمی ہے بمعنی روکنا۔ ذَا مُعْتَقَب: روکنے والا، مراد ایسی بات ہے جو روکنے والی ہو، قابل گرفت ہو۔

«آخر» کا موصوف محذوف ہے۔ أی مَنْطِقًا آخَر «ذَا مُعْتَقَب» صفت ثانیہ ہے۔ أَیْ تَتَبَّعْتُ لَهٗ مَنْطِقًا آخَرَ ذَا مُعْتَقَب»

مولانا ذوالفقار علی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں «اعتقب» کے معنی ہیں۔ طلع العَقَبَةَ: گھاٹی پر چڑھنا۔ مُعْتَقَب اسی سے صیغہ ظرف ہے یعنی گھاٹی پر چڑھنے کی جگہ «ذَا مُعْتَقَب» سے جاہ و جلال والا بڑا آدمی مراد ہے اور «زَلَّ مَنْطِقٌ عَن صاحبی» اصل میں «زَلَّ صاحبی عَن منطقی» ہے۔ کلام میں قلب ہے۔ شعر کا ترجمہ ہے:

"اور اگر میرا ہمراہی دوست بات سے لغزش کھا جاتا تھا تو میں (دشمنوں سے) کسی بڑے عالیشان آدمی پر ایسا ہی الزام لگا دیتا تھا، یا اس کی غلطی نکال دیتا تھا (تاکہ میرا یار شرمندہ نہ ہو اور اس سے لوگ کچھ مؤاخذہ نہ کرسکیں)"

اس میں "تَعَقَّبْتُ" کے دوسرے معنی لئے گئے ہیں یعنی جرم پر گرفت کرنا۔ اور بعض حضرات نے "ذا مُعْتَقَب" سے "شاندار بات" مراد لی ہے اور شعر کا ترجمہ کیا ہے:

"اگر میرا ساتھی کسی بات میں لغزش کرلیتا تو میں (اس کی) ایک دوسری شاندار بات تلاش کرلیتا" (تاکہ وہ نادم نہ ہو۔)

⑤ أَفِرُّ مِنَ الشَّرِّ فِي رَخْوَةٍ　　فَكَيْفَ الْفِرَارُ إِذَا مَا اقْتَرَبْ

میں آسودگی (اور امن) کے زمانے میں شر سے بھاگتا ہوں لیکن شر قریب ہو گیا تو پھر فرار کیسے ممکن تھا۔ (لہٰذا مجبوراً مجھے جنگ کرنا پڑی۔)

رِخْوَة: مصدر: نرمی، آسودگی، آسانی۔ رَخُوَ (ك) رَخَاءً، رَخَاوَةً، رِخْوَةً: آسودہ حال ہونا۔ زندگی خوشگوار ہونا۔

وَقَالَ أَبُو ثُمَامَةَ أَيْضًا

① قُلْتُ لِمُحْرِزٍ لَمَّا الْتَقَيْنَا　　تَنَكَّبْ لَا يُقَطِّرْكَ الزِّحَامُ

جب ہماری مڈبھیڑ ہوئی تو میں نے محرز سے کہا کہ کنارہ کش ہوجا کہیں تجھ کو ازدحام پہلو کے بل نہ گرادے (یہ طنزاً کہا۔)

تَنَكَّبْ: امر حاضر از باب تفعّل: تَنَكَّبَ عَنْهُ: الگ ہونا، گوشہ گیر ہونا۔ نَكِبَ عَنِ الطَّرِيقِ (س) نَكَبًا: راستہ سے ہٹنا۔ لَا يُقَطِّر: تَقْطِيرًا: کسی ایک پہلو پر پچھاڑنا۔ اَلزِّحَام: رش، بھیڑ۔ زَحَمَه (ف) زَحْمًا، زِحَامًا: بھیڑ کرنا، تنگی کرنا۔

② أَتَسْأَلُنِي السَّوِيَّةَ وَسْطَ زَيْدٍ　　أَلَا إِنَّ السَّوِيَّةَ أَنْ تُضَامُوا

کیا تو (میری قوم اور اپنی قوم) بنو زید کے درمیان مساوات کا مطالبہ کرتا ہے، ہاں مساوات یہ ہے کہ تم پر ظلم کیا جائے (اور تم ہمارے تابع بن جاؤ۔)

السَّوِيَّة: مساوات، برابر، درمیان، عدل وانصاف، جمع: سَوَايَا۔ تُضَامُوا: مضارع مجہول (ض) ضَيْمًا: ظلم کرنا۔

③ فَجَارُكَ عِنْدَ بَيْتِكَ لَحْمُ ظَبْيٍ　　وَجَارِي عِنْدَ بَيْتِي لَا يُرَامُ

سو تیرا ہمسایہ تیرے گھر کے پاس ہرن کا گوشت ہے (جس کو جو بھی چاہے اُٹھا لے یہ کنایہ ہے ضعیف ہونے سے) اور میرے پڑوسی کا میرے گھر کے پاس قصد نہیں کیا جا سکتا (میرے رعب و دبدبہ کی وجہ سے۔)

لَا یُرامُ : مضارع مجہول، رَامَهٗ (ن) رَوْمًا : ارادہ کرنا۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَنَمَةَ الضَّبِّیُّ

(۱) أَبْلِغْ بَنِي الْحَارِثِ الْمَرْجُوَّ نَصْرُهُمُ — وَالدَّهْرُ يُحْدِثُ بَعْدَ الْمِرَّةِ الْحَالَا

بنو حارث کو جن کی مدد کی، ہمیں امید ہے یہ پیغام پہنچاؤ، حالانکہ زمانہ قوت کے بعد دوسری حالت (ضعف) پیدا کردیتا ہے۔

الْمِرَّةُ : عقل، مضبوطی، قوت۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : «عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى» جمع : مِرَرٌ، أَمْرَارٌ

(۲) أَنَّا تَرَكْنَا فَلَمْ نَأْخُذْ بِهٖ بَدَلًا — عِزًّا عَزِيْزًا وَأَعْمَامًا وَأَخْوَالًا

(پیغام یہ ہے کہ) ہم نے مضبوط عزت اور چچا و ماموں چھوڑے (اور تمہارے پاس آگئے) لیکن ہم کو اُن کا کوئی بدل (تم میں سے) نہیں ملا۔

عِزًّا عَزِيْزًا : مضبوط عزت۔ عِزًّا : مصدر ہے، عَزَّ (ض) عِزًّا : عزیز ہونا قوی ہونا۔ عَزِيْزٌ : قوی، شریف، نادر، جمع : أَعِزَّةٌ

«أَنَّا تَرَكْنَا» پہلے شعر میں «أَبْلِغْ» سے حال ہے «نَأْخُذْ بِهٖ» میں ضمیر مجرور «عِزًّا، أَعْمَامًا، أَخْوَالًا» کے مجموعہ کی طرف علی سبیل البدلیت راجع ہے اور یہ اضمار قبل الذکر ہے، یہ شعر ان لوگوں کی دلیل ہے جو مطلقًا اضمار قبل الذکر کے جواز کے قائل ہیں۔

(۳) قَدْ كُنْتُ آخُذُ حَقِّيْ غَيْرَ مُهْتَضَمٍ — وَسْطَ الرِّبَابِ إِذَا الْوَادِيْ بِهِمْ سَالَا

اور میں اپنا حق (پورا) لیتا تھا غیر مظلوم ہو کر قبائل رباب کے درمیان رہتے ہوئے جب وادی اُن سے بھری تھی (یعنے وہ بہت تھے جس کی وجہ سے کوئی ہم پر ظلم نہ کر سکتا تھا)

مُهْتَضَمٌ : اسم مفعول از باب افتعال بمعنی مظلوم : اهتضمهٗ : ظلم کرنا۔ سَالَ : (ض) سَيْلًا : بہنا۔ سَالَ الْوَادِيْ بِهِمْ : وادی اُن کے ساتھ بہہ گئی یعنے ان کی کثرت سے وادی بھر گئی۔ رِبَاب : عکل، تیم، ضبّہ اور عدی چاروں قبیلوں کے مجموعہ کو رباب کہتے ہیں۔

(۴) لَا تَجْعَلُوْنَا إِلٰى مَوْلًى يَحُلُّ بِنَا — عَقْدَ الْحِزَامِ إِذَا مَا لِبْدُهٗ مَالَا

آپ ہمیں ایسے چچازاد بھائی کیطرف منسوب نہ کریں جو ہماری موجودگی میں (اپنی سواری کے) تنگ کا گرہ کھول دے۔ جب اس کا نمدہ ایک طرف جھک جائے "نمدہ کا جھکنا" گھبرانے سے کنایہ ہے۔ یعنی ہمیں ایسے لوگوں کے ساتھ نہ ملاؤ جو بوقت خوف ہمارے ہوتے ہوئے اپنی سواریوں سے زین اُتار دیں کہ یہ بزدل ہونے کی علامت ہے، ایسے بزدلوں کی طرف ہماری نسبت نہ کرو۔)

الحِزَام : جانور کا تنگ، سوت کا وہ تسمہ جس سے زین کستے ہیں، رسّی جمع: حُزُمٌ

لِبدٌ : اون کا بچھونا، نمدہ (نمدہ اُس اُونی کپڑے کو کہتے ہیں جو گھوڑے کی پیٹھ پر زین کے نیچے ڈالتے ہیں۔) جمع: لُبُودٌ، أَلْبَادٌ

"یحلُّ بنا عَقْدَ الْحِزَام" کا ایک اور مطلب علامہ نمری نے بیان کیا کہ عربوں کے ہاں دستور تھا کہ جب کسی کام شروع کرتے یا اس میں مشغول ہوتے تو اشعار پڑھتے، یہاں شعر کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں ایسے چچازاد بھائی کی طرف منسوب نہ کرو کہ جب اس کی زین جھک جائے تو وہ ہماری مذمت میں اشعار پڑھتے ہوئے تنگ کی گرہ کھولے۔

مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ نے ایک اور مطلب بیان کیا کہ: —

"ہمیں ایسے چچازاد بھائی اور دوست کی طرف منسوب نہ کرو جو ہمیں شدائد میں بے سہارا چھوڑ دے اور جب ہماری کمزوری دیکھے تو اس کی تلافی کے بجائے ہمیں مزید کمزور کرنے کی کوشش کرے۔"

لیکن یہ مطلب الفاظ کے ساتھ قریبی مطابقت نہیں رکھتا ہے۔

"یحل بنا" میں "بنا" "مُلتَبِسًا" وغیرہ سے متعلق ہو کر "یحلّ" کی ضمیر فاعل سے حال ہے

(۵) مَوْلًى مِنَ الْخَوْفِ يُدْعَى وَمُؤْتَمِلٌ تَرَى بِهِ عَنْ قِتَالِ الْقَوْمِ عُقَّالَا

ایسا چچازاد بھائی کہ جسے (بوقت جنگ) بلایا جائے تو حال یہ ہو کہ اس نے خوف کی چادر اوڑھی ہوئی ہو جس میں تجھے قوم (دشمنوں) کے قتال سے مرض عقال نظر آئے،

عُقَّال : ایک بیماری ہے جو گھوڑے کے پاؤں میں پیدا ہوتی ہے اور اس کو چلنے پھرنے سے روک دیتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہمیں نہ ملاؤ کہ جب اُن کو دشمنوں کے ساتھ جنگ کے لئے دعوت دی جائے تو وہ تیار نہ ہوں، ایسا معلوم ہو کہ اُن کے پاؤں میں عُقّال بیماری پیدا ہوگئی ہے اور چلنے پھرنے سے قاصر ہیں۔

«مِنَ الخوف» «مشتمل» سے متعلق ہے «مولیٰ» پہلے شعر میں «مَولیٰ» سے حال ہے۔

وَقَالَ ابنُ عَنمَةَ أَیضًا

(۱) مَا إِنْ تَرَی السَّیِّدُ زَیدًا فِی نُفُوسِهِم كَمَا تَرَاهُ بَنُو كُوزٍ وَمَرهُوبُ

قبیلہ بنو زید کو قبیلہ سید اپنے دلوں میں (اس طرح باعزت) نہیں سمجھتا جیسا کہ اس کو بنو کوزا اور بنو مرہوب سمجھتے ہیں (بنو کوزا اور مرہوب دونوں بنو ضبہ کی شاخیں ہیں)

«مَا إِن» میں «إِنْ» زائدہ ہے۔ السَّیِّد : شاعر کے قبیلہ کا نام ہے۔

(۲) إِنْ تَسأَلُوا الحَقَّ نُعطِ الحَقَّ سَائِلَهُ وَالدِّرعُ مُحقَبَةٌ وَالسَّیفُ مَقرُوبُ

اگر تم حق (صلح) کا مطالبہ کرتے ہو تو ہم سائل کو اس کا حق دیدیتے ہیں (یعنی ہم صلح کی درخواست کرنے والے کے ساتھ صلح کرتے ہیں) اس حال میں کہ زرہ اپنی تھیلی میں اور تلوار نیام میں بند رہے گی (اور جنگ، فساد نہ ہوگا)

مُحقَبَة : صیغہ اسم مفعول مؤنث از باب افعال : مشدُودَة فی الحَقِیبَة، تھیلی میں بند۔ أَحقَبَهُ : جَعَلَهُ فِی الحَقِیبَةِ، تھیلے میں بند کر دیا۔ مَقرُوبٌ : اسم مفعول میان میں داخل شدہ، قرب (ن) قَربًا : تلوار کو میان میں داخل کرنا۔ القِرَاب : میان «حق» سے صلح مراد ہے۔

(۳) وَإِن أَبَیتُم فَإِنَّا مَعشَرٌ أُنُفٌ لَا نَطعَمُ الخَسفَ إِنَّ السَّمَّ مَشرُوبُ

اور اگر تم (صلح سے) انکار کرتے ہو تو ہم بڑی غیرت مند جماعت ہیں، ہم ذلت کو نہیں چکھتے ہیں، بے شک زہر پیا جا سکتا ہے (لیکن ذلت برداشت نہیں کی جا سکتی)

أُنُفٌ : خوددار، غیور، مفرد : أَنِفٌ، أَنِفَ (س) أَنَفًا : خوددار ہونا، ناپسند کرنا۔

الخَسف : مصدر بمعنی ذلت۔ خسف (ض) خَسفًا : ذلیل ہونا۔ السَّمّ : زہر۔

(۴) فَازجُر حِمَارَكَ لَا یَرتَع بِرَوضَتِنَا إِذًا یُرَدُّ وَقَیدُ العَیرِ مَكرُوبُ

اپنے گدھے کو دور رکھو ہمارے باغ میں وہ نہ چرے (اور اگر وہ چرا) تو اس وقت وہ اس حال میں لوٹا دیا جائے گا کہ گدھے کی رسی تنگ ہوگی۔ (یہ کنایہ ہے «کھر کاٹ دینے» سے یعنی اگر وہ چرا تو اس کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے۔)

فَازجُر : أمر حاضر۔ زَجَرَه عَن كَذا (ن) زَجرًا : روکنا، منع کرنا، ڈانٹنا۔ یَرتَع : (ف) رَتعًا : چرنا۔ قَید : جانور کے پاؤں میں باندھنے کی رسی وغیرہ، جمع : قُیُودٌ، أَقیَاد

مَکْرُوْبٌ : تنگ، کَرَبَ القیدَ عَلَی المُقَیَّد : قیدی پر بیڑی کو تنگ کرنا۔ العَیْر: گدھا، گورخر۔ جمع : أَعْیَار

(۵) إِنْ تَدْعُ زَیْدٌ بَنِیْ ذُهْلٍ لِمَغْضَبَةٍ نَغْضَبْ لِزُرْعَةَ إِنَّ الْفَضْلَ مَحْسُوْبُ

اگر بنو زید بنو ذہل کو (ہماری لڑائی کے لئے) ناراضگی کی وجہ سے بلائیں تو ہم بھی طیش میں آئیں گے، اپنے جدِّ امجد زرعہ کے ناموس کی خاطر کیونکہ فضیلت و شرف کا حساب ہوتا ہے۔ (یعنی اولاد کو باپ دادا کی فضیلت کا احساس رہتا ہے لہٰذا جنگ سے رُک کر ہم ذلت نہیں اُٹھائیں گے۔)

(۶) وَلَاتَکُوْنَنْ کَمَجْرَی دَاحِسٍ لَکُمُ فِیْ غَطَفَانَ غَدَاةَ الشِّعْبِ عُرْقُوْبُ

اور تمہارے لئے "عرقوب" گھوڑے کی رفتار ایسی (منحوس) نہ ہونی چاہیئے جیسے کہ داحس گھوڑے کی دوڑ غطفان کے لئے وادی حبیس کی صبح (منحوس) تھی (کہ یہ ان کے لئے بڑی شر انگیز ثابت ہوئی اور جنگ کا سبب بنی)

«لکم» «لاتکونن» سے متعلق ہے «عُرْقُوْبُ» اس کا اسم ہے اس سے پہلے مضاف محذوف ہے۔ أَیْ جَرْیُ عُرْقُوْبٍ، الشِّعْبُ : وادی، مُراد اس سے شِعب حبیس ہے ترکیبی عبارت ہے۔ «وَلَاتَکُوْنَنْ لکم جَرْیُ عُرقوبٍ کَمَجْرَی دَاحِسٍ فِیْ غَطَفَانَ غَدَاةَ شَعْبِ الحَبِیْس» «فی غطفان» میں «فی» لام کے معنی میں ہے: ای لغطفان

وَقَالَ الفَضْلُ بْنُ الأَخْضَرِ

(۱) أَلَا أَیُّهَا ذَا النَّابِحُ السِّیدَ إِنَّنِیْ عَلَی نَأْیِهَا مُسْتَبْسِلٌ مِنْ وَرَائِهَا

اے بنو سید! کی عیب جوئی میں بھونکنے والے! بلا شبہ میں بنو سید سے دُوری کے باوجود (ان کی حفاظت کے لئے لڑائی میں کود پڑنے والا ہوں، اُن کے دور سے (یعنے بنو سید کی عدم موجودگی میں میں اُن کا دفاع کرتا ہوں)

النَّابِحُ : صیغہ صفت ، بھونکنے والا، جمع : نَوَابِحُ۔ نَبَحَ (ف) نَبْحًا : بھونکنا ذَا : بمعنی الَّذِی۔ مُسْتَبْسِلٌ : اسم فاعل از باب استفعال : مرنے یا مارنے کے لئے جنگ میں کود پڑنے والا۔ بَسُلَ (ک) بَسَالَةً : بہادر ہونا۔ وَرَائِهَا : وَرَاءَ کے معنی آگے کے بھی ہیں اور پیچھے کے بھی۔ اگر اس کے معنی آگے کے ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ میں اُن کے لئے ڈھال ہوں اور اگر اسکے معنی پیچھے کے ہوں تو مطلب ہوگا کہ میں اُن کی عدم

موجودگی میں ان کی حفاظت اور دفاع کرتا ہوں۔

(۲) دَعِ السَّیِّدَ اِنَّ السَّیِّدَ کَانَتْ قَبِیلَةً تُقَاتِلُ یَوْمَ الرَّوْعِ دُوْنَ نِسَائِهَا

قبیلہ سید کو چھوڑیے کہ سید ایک ایسا قبیلہ ہے جو جنگ کے دن اپنی عورتوں کی حفاظت کے لئے لڑتا ہے۔

(۳) عَلٰی ذَاكَ وَدُّوْا اَنَّنِیْ فِیْ رَکِیَّةٍ تُجَذُّ قُوٰی اَسْبَابِهَا دُوْنَ مَائِهَا

ان باتوں کے باوجود (کہ میں اُس کا دفاع کرتا ہوں اور تعریف کرتا ہوں) وہ چاہتا ہے کہ میں ایک ایسے کنویں میں گر جاؤں، جس کی رسیوں کے بٹ اس کے پانی کے ورے سے کاٹ دیئے جائیں (اور اس کنویں سے نکلنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ یہ شکوہ ہے بنو سید سے۔)

رَکِیَّة : پانی والا کنواں، جمع : رَکَایَا۔ تُجَذُّ : صیغہ مجہول : (ن) جَذًّا : کاٹنا۔ قُوٰی : رسی کی لڑیاں، بٹ، طاقت وقوت، مفرد : قُوَّةٌ۔ اَسْبَابُهَا : رسیاں۔

وَقَالَ سِنَانُ بْنُ الْفَحْلِ

(۱) وَقَالُوْا قَدْ جُنِنْتَ فَقُلْتُ کَلَّا وَرَبِّیْ مَا جُنِنْتُ وَمَا انْتَشَیْتُ

وہ کہنے لگے کہ تو مجنون ہو گیا، میں نے کہا کہ ہرگز نہیں، میرے رب کی قسم، نہ میں مجنون ہوا اور نہ میں نشہ دار ہوا ہوں۔

انْتَشَیْتُ : صیغہ متکلم از باب افتعال : نشہ میں ہونا۔

(۲) وَلٰکِنِّیْ ظُلِمْتُ فَکِدْتُ اَبْکِیْ مِنَ الظُّلْمِ الْمُبَیِّنِ اَوْ بَکَیْتُ

لیکن مجھ پر ظلم کیا گیا ہے چنانچہ میں اس واضح ظلم کی وجہ سے رونے کے قریب ہو گیا ہوں یا رو پڑا ہوں۔

(۳) فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ وَبِئْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْ طَوَیْتُ

بے شک یہ پانی میرے آباؤ واجداد کا پانی ہے اور یہ وہ کنواں ہے جس کو میں نے خود کھودا ہے اور خود میں نے اس کی منڈیریں بنائی ہیں۔ (اور درست کیا ہے)

ذُوْ : بمعنی اَلَّذِیْ ہے۔ طَوَیْتُ : طوی البئرَ (ض) طَیًّا : پتھروں سے کنویں کا من بنانا۔

(۴) وَقَبْلَكَ رُبَّ خَصْمٍ قَدْ تَمَالَوْا عَلَیَّ فَمَا هَلِعْتُ وَلَا دَعَوْتُ

اور تجھ سے قبل میرے خلاف کتنے جھگڑالو جمع ہوئے، سو میں نے جزع فزع کی اور نہ کسی کو (مدد کے لئے) پکارا۔

خَصمٌ: جھگڑنے والا۔ مفرد اور جمع دونوں طرح مستعمل ہیں۔ تَمَالَوْا: عَلَیْہِ تَمَایُلًا: جمع ہونا۔ مادہ (م ی ل)

۵) وَلٰکِنِّیْ نَصَبْتُ لَھُمْ جَبِیْنِیْ وَ اَلَّۃَ فَارِسٍ حَتّٰی قَرَیْتُ

لیکن میں نے اُن کے سامنے اپنی پیشانی نصب کی اور شہسوار کی طرح جنگی آلات نصب کئے حتی کہ میں نے اُن کی (خوب) ضیافت کی (اور اس کنویں پر قبضہ نہ ہونے دیا) یا حتی کہ میں نے پانی کو جمع کر دیا (اور اس کنویں پر کسی اور کا قبضہ نہ ہونے دیا۔)

اَلَّۃَ: (لام کی تشدید کے ساتھ) جنگی آلات، ہتھیار۔ قَرَیْتُ: (ض) قَرْیٌ: ضیافت کرنا، جمع کرنا۔ یہاں دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ حَرِیْشٍ

۱) وَلَقَدْ اَرَانَا یَا سُمَیَّ بِحَائِلٍ نَرْعَی الْقُرٰی فَکَامِسًا فَالْاَصْفَرَا

اے سمیہ! میں اپنے قبیلہ کو مقام حائل، قری، کامس، اور اصفر میں (اونٹ) چراتے ہوئے دیکھ رہا ہوں (یادوں کے دریچوں میں دیکھ کر شاعر اپنے وطن کو یاد کر رہا ہے کیونکہ آلِ غوث نے اس کی قوم کو بلا وطنی سے نکال دیا تھا۔)

اَرَانَا۔ اَرٰی صیغہ واحد متکلم مضارع ہے اور «نَا» ضمیر مفعول بہ ہے، ای اَرٰی رہطی و قومی۔ سُمَیَّ: سُمَیَّۃُ ہے تا ترخیماً حذف کر دی۔ نَرْعٰی: (ف) رَعْیًا: چرانا۔

۲) فَالْجِزْعَ بَیْنَ ضُبَاعَۃٍ فَرُصَافَۃٍ فَعَوَارِضٍ حُوَّ الْبَسَابِسِ مُقْفِرَا

——— اور ضباعہ، رصافہ اور عوارض کے درمیان وادی کے موڑ پر (اپنے قبیلہ اور اپنے آپ کو اونٹ چراتے ہوئے دیکھ رہا ہوں) جہاں کے بیابان سبز مائل بہ سیاہی ہیں (اور عمارات سے) خالی ہیں۔

اَلْجِزْعُ: وادی کا موڑ۔ حُوَّ: اَحْوٰی کی جمع ہے جو صیغہ صفت ہے، سبزی مائل یا سرخی مائل سیاہ، حَوِیَ (س) حَوًی: سبزی مائل یا سرخی مائل سیاہ ہونا۔ اَلْبَسَابِسُ: مفردہ: بَسْبَسٌ: بیابان، بے گھاس پانی والی زمین۔ مُقْفِرًا: گھاس پانی اور آدمی سے

خالی مکان۔

"الجِزْع" کا عطف پہلے شعر میں "قری" پر ہے جو "نرعیٰ" کے لئے مفعول ہے اس لئے منصوب ہے "خَوٍ" اور "مُقْفِرًا" "الجزْع" سے حال ہے۔

(۳) لا أرضَ أكثرُ منكِ بيضَ نعامةٍ   ومذانبًا تندى وروضًا أخضرا

(اے میرے وطن کی زمین! شترمرغ کے انڈوں کے اعتبار سے اور جاری چشموں کے اعتبار سے اور سبز و شاداب باغات کے اعتبار سے تجھ سے زیادہ کوئی زمین نہیں ہے)

مَذَانِبًا : پتلے نالے، مفرد : مِذْنَبٌ۔ تَنْدَى : (س) نَدًى : تر ہونا۔ مذانب تَنْدٰی : تر نالے، جاری چشمے۔

"بیض" "مَذَانِبًا" "رَوْضًا" تینوں منصوب علی التمیز ہیں۔

(٤) ومُعَيَّنًا يحمي الصِّوارَ كأنَّهُ   مُتَخَمِّطٌ قَطِمٌ إذا ما بَرْبَرا

اور ایسے وحشی بیل کے اعتبار سے (تجھ سے زیادہ کوئی زمین نہیں) جو وحشی گایوں کے ریوڑ کی حفاظت کرتا ہے جب وہ بیل دھاڑتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ متکبر قوی مست ہے۔

مُعَيَّنًا : وحشی بیل (سُمِّی بہ لکبر عینیہ) الصِّوَار : وحشی گایوں کا ریوڑ، جمع : صِيَرَانٌ۔ مُتَخَمِّط : مُتکبر۔ قَطِم : غضبناک، مست۔ بَرْبَرا : از لعثر : بک بک کرنا۔ بڑبڑانا، دھاڑنا۔

"مُعَيَّنا" کا عطف پہلے شعر میں "بَيْض" پر ہے اور منصوب علی التمیز ہے۔

(٥) إذ لا نخافُ حُدُوجَنا قَذَفَ النَّوى   قَبْلَ الفسادِ إقامةً وتَدَيُّرا

اور فساد سے قبل ہماری سواریوں کو یہ خوف نہ تھا کہ فراق (اور دوری) ہماری رہائشگاہ کو اور اپنے گھر میں رہنے کو متفرق کر دے گا (لیکن فساد کے بعد وہی ہوا جس کا اندیشہ نہ تھا اور ہم اپنے وطن سے جلا وطن کر دیئے گئے۔)

حُدُوج : مفرد، حِدْج : ہودج کی طرح عورتوں کی ایک سواری۔ قَذْف : (ض) قَذْفًا : پھینکنا، قے کرنا۔ تَدَيُّر : مکان بنانا، دیار میں رہائش اختیار کرنا۔ مادہ (دور) النَّوٰی : فراق و جدائی۔

"قَذْف" نخاف کا مفعول بہ اور "النَّوٰی" کی طرف مضاف ہے اور یہ اضافۃ المصدر الی الفاعل ہے "إقامةً" "تَدَيُّرًا" "قَذْف" کے لئے مفعول بہ ہے۔ "قبل الفساد" "لانخاف" کے لئے ظرف ہے۔

وَقَالَ اِیَاسُ بنُ مَالِكٍ

تعارف : ان اشعار میں "نجدہ بن عامر حروری" کی شکست کو بیان کیا گیا ہے یہ عرب پر غارت گری کرتا تھا۔ حسب معمول بنو اسد و بنو طئی پر ڈاکہ ڈالنے کے بعد شاعر کے قبیلہ بنو معن پر سے گزرا اور اُن پر نقب زنی کی تو وہ سب اس کے خلاف کھڑے ہو گئے اور اس کو شکست دی، اسی کا تذکرہ کر رہا ہے :——

(۱) سَمَوْنَا إِلَى جَيْشِ الْحَرُوْرِيِّ بَعْدَمَا ... تَنَاذَرَهُ أَعْرَابُهُمْ وَالْمُهَاجِرُ

ہم سب حروری کے لشکر کی طرف بڑھے، بعد اس کے کہ شہری اور دیہاتی لوگ (اُس کے رُعب و دبدبہ کی وجہ سے) ایک دوسرے کو اس کے شر سے ڈراتے تھے۔

سَمَوْنَا : (ن) سُمُوًّا، سَمَاءً : بلند ہونا۔ الحَرُوْرِی : خارجیوں کا ایک گروہ جو کوفہ کے قریب ایک جگہ "حَرُوْرَاء" کی طرف منسوب ہے، چونکہ اُس گروہ کا پہلا اجتماع اس جگہ ہوا تھا۔ اس لئے اس کی طرف اس گروہ کی نسبت کی جاتی ہے۔ تَنَاذَرَ : از باب تفاعل: ایک دوسرے کو کسی شر سے ڈرانا۔ أَعْرَاب : دیہاتی، دیہات میں رہنے والا۔ اسم جنس ہے، عَرَب کی جمع نہیں۔ المُهَاجِر : جس نے دیہات چھوڑ کر شہر میں رہائش اختیار کی ہو۔

(۲) بِجَمْعٍ تَظَلُّ الْأُكْمُ سَاجِدَةً لَهُ ... وَأَعْلَامُ سَلْمَى وَالْهِضَابُ النَّوَادِرُ

ایسی جماعت لے کر جس کے سامنے چھوٹی پہاڑیاں اور سلمٰی کے پہاڑ اور متفرق ٹیلے سجدہ ریز ہو گئے۔

جَمْع : اسم جمع بمعنی : جماعت، اس کی جمع جُمُوع ہے۔ أُكُمٌ : أَكَمٌ کی جمع ہے اور أَكَمٌ أَكَمَةٌ کی جمع ہے: ٹیلہ، چھوٹی پہاڑی۔ أَعْلَامٌ : مفردہ : عَلَمٌ: پہاڑ۔ هِضَابٌ: مفردہ : هَضْبَةٌ : ٹیلہ۔ النوادر: مفردہ: نَادِرَةٌ: شاذ اور کمیاب۔ الهِضَابُ النَّوَادِرُ: متفرق ٹیلے۔ "بِجَمْعٍ" پہلے شعر میں "سَمَوْنَا" سے متعلق ہے۔

(۳) فَلَمَّا ادَّرَكْنَاهُمْ وَقَدْ قَلَصَتْ بِهِمْ ... إِلَى الْحَيِّ خُوْصٌ كَالْحَنِيِّ ضَوَامِرُ

سو جب ہم نے اُن کو آلیا اس حال میں کہ قبیلے کی طرف ان کو دھنسی ہوئی آنکھوں والی کمان کی طرح دبلی چھریرے بدن کی اونٹنیاں چڑھا رہی تھیں۔

ادَّرَكْنَا : جمع متکلم ماضی از باب افتعال، اصل میں "اِدْتَرَكْنَا" تھا، تاء کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا۔ ادَّرَكَ۔ اِدِّرَاكًا : پالینا۔ مادہ (درک) قَلَصَتْ

(ض)قَلُوصًا : اوپر چڑھنا۔ خُوصٌ : مفرد : أَخْوَص : دھنسی ہوئی آنکھ والا۔ خَوِصَ (س)خَوَصًا : آنکھ کا دھنس جانا۔ اَلْحَنِیُّ : مفرد: حَنِیَّةٌ، کمان۔ ضَوَامِرُ : مفرد، ضَامِر : پتلا۔ ضَمَرَ (ن س) ضُمُورًا : کمزور و پتلا ہونا۔

«وَقَد قَلَصَتْ» «ادرکناھم» میں «ھُمْ» سے حال ہے۔

(٤) أَنَخْنَا إِلَيْهِمْ مِثْلَهُنَّ وَزَادُنَا ‏ جِيَادُ السُّيُوفِ وَالرِّمَاحُ الْخَوَاطِرُ

تو ہم نے بھی اُن کے مقابلے کے لئے ان جیسی اونٹیاں بٹھائیں اور ہمارا توشہ عمدہ تلواریں اور حرکت کرنے والے نیزے تھا۔

أَنَخْنَا : إِنَاخَةٌ : بٹھانا۔ الخَوَاطِر : مفرد : خَاطِرٌ: گذرنے والا، حرکت کرنے والا۔

«وَزَادُنَا» «أَنَخْنَا» کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔

(٥) كِلَا ثَقَلَيْنَا طَامِعٌ بِغَنِيمَةٍ ‏ وَقَدْ قَدَرَ الرَّحْمٰنُ مَا هُوَ قَادِرُ

ہم میں سے ہر ایک جماعت غنیمت کی اُمیدوار تھی اور خداوند رحمٰن نے وہی فیصلہ کیا جس پر وہ قادر ہے (اور وہ فیصلہ ہماری کامیابی اور جیش حروری کی شکست کا تھا)

ثَقَلَيْنَا : ثَقَلَيْن ثَقَلٌ کا تثنیہ ہے : سامان۔ یہاں جماعت مُراد ہے، جن وانس کے لئے بھی ثقلان استعمال کرتے ہیں «ثَقَلَيْنَا» میں ضمیر متکلم کیطرف اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ کو گرا دیا۔ طَامِع : طمع اور امید رکھنے والا۔ طَمِعَ فِيهِ، بِهٖ (س) طَمَعًا، طَمَاعًا : چاہنا، رغبت رکھنا۔

(٦) فَلَمْ أَرَ يَوْمًا كَانَ أَكْثَرَ سَالِبًا ‏ وَمُسْتَلَبًا سِرْبَالُهُ لَا يُنَاكِرُ

اور میں نے چھیننے والے کی رُو سے اور ان لوگوں کے اعتبار سے جن کے کرتے چھن گئے ہوں جو مقابلہ پر قادر نہ ہوں اس دن سے زیادہ کوئی دوسرا دن نہیں دیکھا (کہ جتنی لوٹ کھسوٹ اور لوگوں کی شکست خوردگی اس دن ہوئی کسی اور دن نہیں ہوئی۔

سَالِبًا : چھیننے والا۔ سَلَبَ (ن) سَلْبًا : چھیننا۔ مُسْتَلَبًا : اسم مفعول از باب افتعال : چھینا ہوا۔ يُنَاكِرُ : مُنَاكَرَةٌ : جنگ وقتال کرنا۔

«كَانَ أَكْثَرَ» «يَوْمًا» کی صفت ہے «سَالِبًا» «مُسْتَلَبًا» تمیز ہے «سِرْبَالُه» «مُسْتَلَبًا» کا مفعول بہ یا نائب فاعل ہے «لَا يُنَاكِرُ» «مُسْتَلَبًا» کی صفت ہے۔

(٧) وَأَكْثَرَ مِنَّا يَافِعًا يَبْتَغِي الْعُلَى ‏ يُضَارِبُ قِرْنًا دَارِعًا وَهُوَ حَاسِرُ

(اور نہیں دیکھا میں نے کوئی دن) جو ایسے نوجوان کے اعتبار سے ہم سے

زیادہ ہو جو بلندی کی تلاش کرتا ہے اس حال میں کہ وہ زرہ پوش ہمسر مقابل کو مارتا ہے حالانکہ خود بغیر زرہ کے ہوتا ہے۔

یَافِعًا : قریبُ البلوغ نوجوان، جمع : یَفَعَۃٌ ۔ یَفَعَ (ف) یَفُوعًا ویَفْعًا : چڑھنا، بلند ہونا۔ یَفَعَ الغُلامُ : جوان ہونا۔ قِرْنًا : ہمسر، ہم مرتبہ، جمع : أقْرَانٌ، قِرْنًا دَارِعًا: زرہ پوش ہمسر۔ حَاسِرٌ : جس کی نہ زرہ ہو اور نہ خود، جس کے سر پر ٹوپی وغیرہ نہ ہو، جمع حُسَّرٌ حسر (ن) حُسُوْرًا : کھل جانا۔

«یُضَارِب» «یافعا» سے حال یا اس کی صفت ہے۔

(۸) فَمَا كَلَّتِ الْأَيْدِيْ وَلَا انْأَطَرَ الْقَنَا ... وَلَا عَثَرَتْ مِنَّا الْجُدُوْدُ الْعَوَاثِرُ

سو ہمارے ہاتھ بوجھل نہیں ہوئے اور نہ ہمارے نیزے مڑے ہیں اور نہ ہماری پھسلنے والی قسمتیں پھسلی ہیں۔

كَلَّتْ : (ض) كُلُوْلًا ، كَلَالَةً : تھکنا، کمزور ہونا، بوجھل ہونا۔ انْأَطَرَ : واحد مذکر ماضی غائب، بروزن انفعَلَ : مڑنا، أَطَرَهُ (ن ض) أَطْرًا : موڑنا۔ العَوَاثِرَ : مفردہ : عَاثِرٌ: پھسلنے والا۔ الجُدُوْدُ : مفردہ : جِدٌّ : قسمت۔ الجُدُوْدُ العَوَاثِرُ: پھسلنے والی قسمتیں۔

وَقَالَ الأَحْزَمُ السِّنْبِسِيُّ

(۱) أَلَا إِنَّ قُرْطًا عَلَى آلَةٍ ... أَلَا إِنَّنِيْ كَيْدَهُ مَا أَكِيْدُ

سنو! قرط بری حالت پر ہے، سنو! میں اس جیسا فریب نہیں کرتا۔

آلۃ : حالت، اوزار، تنوین اس میں تحقیر کے لئے ہے، جمع : آلٌ، آلات، مادہ (أ و ل) أَكِيْدُ : مضارع متکلم، كَادَهُ (ض) كَيْدًا : دھوکہ دینا۔ كَادَ لَهُ : حیلہ کرنا۔ قَالَ اللہ تعَالیٰ: «إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّأَكِيْدُ كَيْدًا» «مَا أَكِيْدُ» میں «ما» نافیہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ «ما» زائدہ ہو، اس صورت میں ترجمہ ہوگا۔

"میں اس جیسا فریب کرسکتا ہوں" یعنے اگر وہ دھوکہ اور فریب کرے گا تو میں بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کروں گا۔

(۲) بَعِيْدُ الْوَلَاءِ بَعِيْدُ الْمَحَلِّ مَنْ يَنْأَ عَنْكَ فَذَاكَ السَّعِيْدُ

وہ دوستی کے لحاظ سے دور (اور گیا گذرا) ہے، رتبے کے اعتبار سے دور (اور پست) ہے (اے قرط!) جو تجھ سے دور رہے گا وہی نیک بخت ہوگا۔

الوَلَاء: محبت و دوستی۔ یَنْأ: اصل میں یَنْأَیُ تھا۔ شرط واقع ہونے کی وجہ سے یاء آخر سے حذف ہوگئی۔ (ف) نَأْيًا: دُور ہونا۔

(۳) وَعِزُّ المَحَلِّ لَنَا بَائِنٌ بَنَاهُ الإِلٰهُ وَمَجْدٌ تَلِيدٌ

اور ہمارے لئے محل کی عزت ظاہر ہے جس کو خدا نے بنایا ہے اور ہماری بزرگی موروثی (اور قدیم) ہے۔

بَائِنٌ: واضح۔ بَانَ (ض) بَيَانًا: واضح ہونا۔ تَلِيدٌ: پرانا، قدیم۔ تَلَدَ (ن) تُلُوْدًا: پرانا ہونا۔ مَجْدٌ تَلِيدٌ أَيْ لَنَا مَجْدٌ تَلِيدٌ۔

(٤) وَمَأْثُرَةُ المَجْدِ كَانَتْ لَنَا وَأَوْرَثَنَاهَا أَبُوْنَا لَبِيدٌ

اور ہماری موروثی بزرگی ہمارے ساتھ خاص ہے، ہمارے والد لبید نے ہمیں اس کا وارث بنایا ہے۔ «لنا» میں لام اختصاص کے لئے ہے۔

مَأْثُرَة: موروثی اور خاندانی شرافت، جمع: مَآثِر۔ «لبید» «أبونا» سے بدل ہے۔

(۵) لَنَا بَاحَةٌ ضَبِسٌ نَابُهَا يَهُوْنُ عَلَى حَامِيَيْهَا الوَعِيْدُ

ہمارا ایک میدان ہے جس کا دانت (سردار) سخت ہے۔ دشمنوں کی دھمکی اس میدان کے دو محافظوں پر آسان ہے۔ (دو محافظوں سے مُراد دو پہاڑ "آجاء" اور "سلمیٰ" ہیں کہ دشمن کے لئے اس پر چڑھائی کرنا آسان نہیں ہے۔)

بَاحَة: صحن، کھلی جگہ، جمع: بُوْحٌ۔ ضَبِسٌ: صفت مشبہ: سخت مزاج۔ ضَبِسَ (س) ضَبَسًا: بدخلق ہونا۔ حریص و بخیل ہونا۔ يَهُوْنُ: (ن) هَوْنًا عَلَيْهِ: آسان ہونا۔ حَامِيَيْهَا: اصل میں حَامِيَيْنِ ہے، اضافت کی وجہ سے نون تثنیہ گرگیا۔ حَامِي: حمایت کرنے والا۔ نَاب: دانت، یہاں اس سے سردار مُراد ہے۔

«نَابُهَا» «ضَبِسٌ» کا فاعل ہے «ضَبِسٌ نَابُهَا» «بَاحَة» کی صفت ہے اور یہ صفت بحالِ متعلق موصوف کی قبیل سے ہے۔

(٦) بِهَا قُضُبٌ هِنْدُوَانِيَّةٌ وَعِيْصٌ تَزَاءَرُ فِيْهِ الأُسُوْدُ

اس میدان میں تیز ہندی تلواریں ہیں اور جنگل ہے جس میں شیر چنگھاڑتے ہیں۔

قُضُبٌ: تیز تلواریں، مفرد: قَضِيْب۔ هِنْدُوَانِيَّة: ہندوستان کی بنی ہوئی تلواریں۔ عِيْصٌ: اچھے درختوں کے اُگنے کی جگہ، گنجان درخت، اصل جمع: أَعْيَاص، عِيَاص۔ تَزَاءَرُ: صیغہ واحد مؤنث غائب مضارع از تفاعل۔ اصل میں تَتَزَاءَرُ تھا، ایک تاء

کو تخفیفاً حذف کردیا۔ تَـزَأَرَ، وَزَأَرَ (ف ض) زَأْرًا، زَئِیْرًا: شیر کا چنگھاڑنا۔

(۷) ثَمَانُوْنَ أَلْفًا وَلَمْ أُحْصِهِمْ وَقَدْ بَلَغَتْ رَجْمَهَا أَوْتَزِیْدُ

وہ لوگ اسّی ہزار ہیں اور اُن کو شمار نہیں کیا ہے لیکن یہ تعداد (میرے) اس اندازے تک ضرور پہنچی ہے یا شاید اسّی ہزار سے بھی زائد ہوں (یعنے اندازاً اسّی ہزار ضرور ہونگے اور ممکن ہے اس سے بھی زیادہ ہوں۔)

أُحْصِهِمْ: إِحْصَاءٌ: شمار کرنا۔ رَجْم: اندازہ، تخمینہ۔ رَجَمَ بِالظَّنِّ (ن) رَجْمًا: اندازہ اور تخمینہ لگانا۔

«بَلَغَتْ» کی ضمیر «ثمانون» کی طرف راجع ہے «رَجْمَهَا» «بَلَغَتْ» کا مفعول ہے اور ضمیر مجرور «ثَمَانُوْن» کی طرف راجع ہے۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمَعْنِیُّ

(۱) قَدْ قَارَعَتْ مَعْنٌ قِرَاعًا صُلْبًا قِرَاعَ قَوْمٍ یُحْسِنُوْنَ الضَّرْبَا

بنو معن سخت لڑائی لڑے ان لوگوں کی جنگ کی طرح جو تلوار اچھی طرح مارنا جانتے ہیں۔

قَارَعَتْ: مُقَارَعَةٌ: ایک دوسرے کو تلوار سے مارنا۔ سخت لڑائی لڑنا۔ صُلْبًا: سخت، طاقتور، جمع: أَصْلُبٌ، أَصْلَاب۔ الضَّرْبُ: تلوار سے مارنا۔

«قِرَاعَ قومٍ» «قِرَاعًا صُلْبًا» سے بدل ہے۔

(۲) تَرٰی مَعَ الرَّوْعِ الْغُلَامَ الشَّطْبَا إِذَا أَحَسَّ وَجَعًا أَوْ كَرْبًا

خوف اور گھبراہٹ کے وقت تو اُن میں ہر) دراز قامت تام الخلق نوجوان کو دیکھے گا کہ جب وہ کوئی درد یا شدت محسوس کرتا ہے۔

الشَّطْبُ: لمبا خوب صورت قد وقامت والا۔ أَحَسَّ: اَلشَّیْءَ، بِالشَّیْءِ، إِحْسَاسًا: محسوس کرنا۔ وَجَعًا: درد۔ کَرْبًا: شدت۔ مَعَ الرَّوْعِ: أَیْ عِنْدَ الرَّوْعِ۔ مَعَ «عند» کے معنے میں ہے۔

(۳) دَنَا فَمَا یَزْدَادُ إِلَّا قُرْبًا تَمَرُّسَ الْجَرْبَاءِ لَاقَتْ جُرْبَا

تو وہ اس شدت کے قریب آجائیگا اور مزید نزدیک ہوتا جائے گا جس طرح خارشی اُونٹنی دوسرے خارشی اُونٹوں سے مل کر اپنا جسم رگڑنے لگتی ہے۔

(اسی طرح وہ بھی شوق کے ساتھ اس شدت کے قریب ہوتا جائے گا۔)

الجَرْبَاء : خارشی اونٹنی، مذکر : أَجْرَب، جُرْبًا : خارشی اونٹ : مفرد: أَجْرَب

تَمَرَّس : بالشیٔ : کھجانا، رگڑنا۔

«دنا» پہلے شعر میں «اذا» کا جواب ہے «تمرس» منصوب بنزع الخافض ہے أی «کتمرّس الجَرْبَاء» کاف کو حذف کردیا اور یہ فعل محذوف کے لئے مفعول مطلق بھی بن سکتا ہے۔ أَیْ هُوَ یَتَمَرَّسُ تَمَرُّسَ الْجَرْبَاء

وَقَالَ عُبَیْدُ بْنُ مَاوِیَّةَ

(۱) أَلَا حَیِّ لَیْلَی وَاَطْلَالَهَا وَرَمْلَةَ رَیَّا وَأَجْبَالَهَا

لیلےٰ اور اس کے کھنڈرات کو اور رملہ ریا اور اُس کے پہاڑوں کو (میرا) سلام کہو۔

حَیِّ : صیغہ امر حاضر مذکر : آپ سلام کریں۔ حیی۔ تَحِیَّةً : سلام کرنا۔ أَطْلَال : مفردہ : طَلَلٌ : کھنڈر، ویران مکان کا نشان۔ رَمْلَة : ریت کا ایک حصہ۔ رَمْلَة رَیَّا : جگہ کا نام ہے۔

(۲) وَأَنْعِمْ بِمَا أَرْسَلَتْ بَالَهَا وَنَالَ التَّحِیَّةَ مَنْ نَالَهَا

اور تو لیلےٰ کے دل کو (ہمارا سلام کہہ کر) خوش کر اس (سلام) کے بدلے میں جو اُس نے (ہماری طرف) بھیجا ہے اور (اصل) سلام (کے لطف) کو اس نے پایا جس نے خود لیلیٰ کو پایا ہو۔ (ورنہ صرف سلام کا کیا مزہ!)

أَنْعِمْ : صیغہ امر۔ أَنْعَمَ۔ إِنْعَامًا : خوش کرنا۔ بَال : دل، حال «بما» میں با عوض کے لئے ہے۔ اور «ما» مصدریہ ہے۔

«نالها» کی ضمیر منصوب «لیلیٰ» کی طرف عائد ہے۔

(۳) فَإِنِّی لَذُو مِرَّةٍ مُرَّةٍ إِذَا رَکِبَتْ حَالَةٌ حَالَهَا

میں ایک تلخ قوت والا ہوں، جب ایک حالت دوسری حالت پر سوار ہو جائے (اور مصائب کا ازدحام ہو جائے۔)

مِرَّة : قوت، جمع : مِرَر، أَمْرَار۔ مُرَّةٌ : کڑوا، جمع : مَرَائِر۔

«مُرَّة» «مِرَّة» کی صفت ہے۔ مِرَّةٌ مُرَّةٌ : تلخ قوت، کڑوی طاقت «حالها» کی ضمیر «حالة» کی طرف راجع ہے۔

(۴) أُقَدِّمُ بِالزَّجْرِ قَبْلَ الْوَعِیدِ لِتَنْهَى الْقَبَائِلُ جُهَّالَهَا

میں (قتل کر دینے کی) دھمکی سے پہلے (زبانی) جھڑکی پیش کر دیتا ہوں تاکہ قبائل اپنے جاہلوں کو (سمجھا کر میرے ساتھ لڑنے سے) روک دیں۔

أُقَدِّمُ : تَقْدِيمًا : پیش کرنا، آگے کرنا۔ بِالزَّجْرِ : جھڑکی، زجرہ (ن) زَجْرًا: منع کرنا، جھڑکنا، اس میں باء زائدہ ہے اور یہ «أقدم» کے لئے مفعول بہ ہے۔

(۵) وَقَافِيَةٍ مِثْلِ حَدِّ السِّنَانِ تَبْقَى وَيَذْهَبُ مَنْ قَالَهَا

اور (میرے) بہت سے شعر جو (مخالفین کے لئے) نیزوں کی دھار کی مانند تیز ہیں، باقی رہیں گے اور ان کا کہنے والا چلا جائے گا۔ (فنا ہو کر)

(۶) تَجَوَّدْتُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ قِرَاهَا وَتِسْعِينَ أَمْثَالَهَا

میں نے ایک ہی محفل میں ان اشعار کی ضیافت عمدگی سے کی اور اُن جیسے نوّے اشعار مزید کہے۔

تَجَوَّدْتُ : از بابِ تفعُّل : تَجَوَّدَ فِي العمل۔ تَجَوُّدًا : عمدگی سے کام کرنا۔ قِرًى: ضیافت، ضیافت کا کھانا۔ قَرَى (ض) قِرًى : مہمان نوازی کرنا۔

ترکیب میں یہ «تجودت» کا مفعول بہ ہے۔

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ رَالَان

(۱) لَمَّا رَأَتْ مَعْشَرًا قَلَّتْ حَمُولَتُهُمْ قَالَتْ سُعَادُ أَهٰذَا مَالُكُمْ بَجَلَا

جب سُعاد نے ایک قبیلہ کو جس کے بار برداری کے اُونٹ کم تھے، دیکھا تو کہنے لگی ...... بس یہی تمہارا سارا مال ہے۔

حَمُولَة : اُونٹ جس پر سامان لدا ہوا ہو، بار برداری کا جانور۔ قَلَّتْ : (ض) قِلَّةً: کم ہونا۔ بَجَلًا : بمعنے : حَسْب یعنی کافی۔

«هٰذا» مبتدا «مالكم» خبر اور «بجلا» حال ہے۔

(۲) إِمَّا تَرَيْ مَالَنَا أَضْحَى بِهِ خَلَلٌ فَقَدْ يَكُونُ قَدِيمًا يَرْتُقُ الْخَلَلَا

اگر سُعاد دیکھتی ہے کہ ہمارے مال میں نقص واقع ہوا ہے (تو اس کی وجہ اس کو معلوم ہونی چاہیئے) کہ وہ مال بہت پہلے سے نقصان و کمی کو بند کرتا رہا ہے (یعنی ہمارے مال کی کمی کی وجہ یہ ہے کہ ہم محتاجوں کی ضروریات پوری کرتے رہتے ہیں۔)

خَلَلٌ : دو چیزوں کے درمیان خالی جگہ، جمع : خِلَالٌ۔ يَرْتُقُ : (ن ض) رَتْقًا:

بند کرنا۔

«أضحٰی بہٖ» «مالُنا» سے حال ہے۔ «یرتق» «یکون» کی ضمیر سے حال ہے۔

(٣) قَدْ یَعْلَمُ الْقَوْمُ أَنَّا یَوْمَ نَجْدَتِھِمْ لَانَتَّقِیْ بِالْکَمِیِّ الْحَارِدِ الْأَسَلَا

قوم یہ بات جانتی ہے کہ ہم ان کی سختی کے دن دلیر قوی آدمی کے اوٹ (اور آڑ) میں نیزے سے نہیں بچتے (بلکہ آگے بڑھ کر خود لڑتے ہیں کہ ہم خود بہادر ہیں۔)

نَجْدَۃٌ : بہادری، گھبراہٹ، سختی، جمع : نَجَدَات۔ الحَارِد : غضب ناک ہونا حرد (س) حَرْدًا، حَرَدًا : غضبناک ہونا۔ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: «وَغَدَوْا عَلٰی حَرْدٍ قَادِرِیْنَ» أَسَلًا : نیزہ۔

«أَنَّا یوم» «یعلم» کا مفعول ہے «الأَسَلا» «لَانَتَّقی» کا مفعول ہے۔

«یوم نجدتھم» «لَانَتَّقِی» کا ظرف ہے۔

(٤) لٰکِنْ تَرٰی رَجُلًا فِیْ إِثْرِہٖ رَجُلٌ قَدْ غَادَرَا رَجُلًا بِالْقَاعِ مُنْجَدِلَا

(ہم میں سے) ایک آدمی کے عقب میں تو دوسرا آدمی دیکھے گا کہ ان دونوں نے (دشمن کا) آدمی میدان میں پچھڑا ہوا چھوڑا ہے۔ (یعنی ہم بہادر، میدان جنگ میں آگے بڑھنے والے اور دشمن کو مارنے والے ہیں۔)

إِثْرَ : پیچھے، نشان، جمع : آثَار۔ القَاع : چٹیل میدان، جمع : أَقْوُعٌ، قِیْعَان۔ مُنْجَدِل : زمین پر پچھڑنے والا، گرنے والا۔ مادہ : (ج د ل) جَدَالَۃ : زمین۔

وَقَالَ قَبِیْصَۃُ بْنُ النَّصْرَانِیِّ

(١) لَمْ أَرَ خَیْلًا مِثْلَھَا یَوْمَ أَدْرَکَتْ بَنِیْ شَمَجِیْ خَلْفَ اللُّھَیْمِ عَلٰی ظَھْرٍ

اور میں نے سطح زمین پر اپنے شہسواروں جیسے شہسوار نہیں دیکھے جس دن انھوں نے بنو شمجی کو لہیم پہاڑ کے پیچھے پایا۔

اللُّھَیْم : ایک پہاڑ کا نام ہے «عَلٰی ظَھْرٍ» «لَمْ أَرَ» سے متعلق ہے اور «ظھر» سے «ظھر الأرض» مراد ہے اور اس سے «ظھر فرس» بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اس وقت یہ «بنی شمجی» سے حال ہوگا۔

(٢) أَبَرَّ بِأَیْمَانٍ وَأَجْرَأَ مُقْدَمًا وَأَنْقَضَ مِنَّا لِلَّذِیْ کَانَ مِنْ وِتْرٍ

جو ہم سے زیادہ پورے کرنے والے ہوں اپنی قسموں کو اور آگے بڑھنے میں زیادہ

جری ہوں اور کینہ کو زیادہ ختم کرنے والے ہوں۔

أبَرّ : اسمِ تفضیل : بَرَّ بالیمین (ض) بِرًّا : قسم پوری کرنا۔ أجرء : اسمِ تفضیل؛ جَرُءَ (ک) جُرْأَةً، جَرَاءَةً : دلیری وجرأت کرنا۔ وِتْر : (بِکسرِ الواوِ وفتحِہا): کینہ، بدلہ۔

«أبَرّ» «أجرء» «أنقَض» پہلے شعر میں «خیلا» سے بدل ہیں اور «لَمْ أَن» کے لئے مفعول ثانی بھی بن سکتے ہیں۔

(۳) عَشِیَّةَ قَطَعْنَا قُرْبَنَا بَیْنَنَا بِأَسْیَافِنَا وَالشَّاهِدُونَ بَنُو بَدْرِ

یہ اُس شام کی بات ہے کہ جب ہم نے آپس کے رشتے (اور تعلقات ختم کئے) اپنی تلواروں کے ذریعے اور بنو بدر گواہ تھے۔

عَشِیَّة : شام، جمع : عَشَایَا : یہ پہلے شعر میں «یوم» سے بدل ہے

(٤) فَأَصْبَحْتُ قَدْ حَلَّتْ یَمِینِی وَأَدْرَكَتْ بَنُو ثُعَلٍ تَبْلِی وَرَاجَعَنِی شِعْرِی

سو میری قسم پوری ہوگئی اور بنو ثعل نے میرا بدلہ پالیا اور میرا شعر واپس میرے پاس لوٹ آیا (کہ میں نے بھی دستور کے مطابق قسم کھائی تھی کہ جب تک بدلہ نہ لوں گا شعر نہ کہوں گا اور اب چونکہ بدلہ لے چکا تو شعر خوانی پھر سے شروع ہوگئی)

تَبْل : دشمنی، بدلہ، جمع : تُبُول۔ تَبَلَ (ن) تَبْلًا : بدلہ لینا۔

وَقَالَ أَدْهَمُ بْنُ أَبِی الزَّعْرَاءِ

مذکورہ اشعار میں بنو معن کی تعریف کا تذکرہ ہے، طئی کی یہ شاخ بنو بدر، قیس اور بنو اسد سے لڑ پڑی۔ مروان بن الحکم کا لشکر بھی بدر کے ساتھ تھا۔ لیکن بنو طئی اس کثرت سے آئے اور اس بہادری سے جنگ لڑے کہ میدان انہیں کے ہاتھ رہا۔ اس معرکہ میں کئی اشعار کہے گئے، چند یہ ہیں:

(١) قَدْ صَبَّحَتْ مَعْنٌ بِجَمْعٍ ذِی لَجَبْ قَیْسًا وَعَبْدَانَهُمُ بِالْمُنْتَهَبْ

بنو معن نے شور وغوغا والی جماعت لے کر قیس اور اس کے تبعین پر مقام منتہب میں صبح کے وقت حملہ کیا۔

صَبَّحَتْ : تَصْبِیحًا وصَبَحَ (ف) صَبْحًا : صبح کے وقت حملہ کرنا۔

لَجَب : مصدر بمعنے شور وغوغا۔ عِبْدَان : (بِکسرِ العین وضمِہا) مفرده : عَبْدٌ

یہاں اس سے تبعین مُراد ہیں۔

(۲) وَأَسَدًا بِغَارَةٍ ذَاتِ حَدَبٍ رَجْرَاجَةٍ لَمْ تَكُ مِنَّا يُوتَشَبْ

اور بنو اسد پر بھی ایسے غارت گروں کے ساتھ (حملہ کیا) جو تکبر والے، موجیں مارنے والے تھے جن میں سے کوئی دوغلہ (اور مخلوط النسل) نہیں تھا۔

حَدَب : زمین کی اُونچی جگہ، قالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ : «وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ»، موج۔ کنایتاً تکبر کو بھی حدب کہہ دیتے ہیں، یہاں تکبر کے معنی میں ہے۔
رَجْرَاجَة : موجیں مارنے والی، متحرک، رَجْرَجَ الشَّیُٔ ۔ رَجْرَجَةً (ازبعثر) مضطرب ہونا، حرکت کرنا ۔ يُوتَشَب : مضارع مجہول، اصل میں يُؤْتَشَب تھا، ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا ایتَشَبَ ۔ اِیتِشَابًا (از افتعال) مل جانا ۔ وأَشِبَ (س) أَشَبًا : گنجان ہونا، یہاں اس سے مخلوط النسل ہونا مُراد ہے ۔ غَارَة : غارت گری، یہاں اس سے غارت گری کرنے والے مُراد ہیں۔ غارة ذات حدب : تکبر کرنے والے غارت گر۔

(۳) إِلَّا صَمِيمًا عَرَبًا إِلَى عَرَبٍ تَبْكِي عَوَالِيهِمْ إِذَا لَمْ تُخْتَضَبْ

(٤) مِنْ ثُغَرِ اللَّبَاتِ يَوْمًا وَالْحُجُبْ

بلکہ خالص عربی، عربی کی طرف منسوب تھا، جن کے نیزے روتے ہیں جب وہ حلق کے اور جھلی (پیٹ میں باریک پردہ) کے خون سے رنگین نہ کئے جائیں۔

صَمِيم : خالص، اس میں مفرد و جمع دونوں برابر ہیں۔ عَوَالِي : مفردہ : عَالِيَةٌ؛ نیزے کا اُوپر کا حصہ، نیزہ

ثُغَر : مفردہ : ثُغْرَة : ہنسلی کی ہڈیوں کے درمیان کا گڑھا ۔ اللَّبَات : مفردہ؛ لَبَّةٌ : گلے میں ہار ڈالنے کی جگہ۔ ثُغَرُ اللَّبَات سے حلق مُراد ہے ۔ الحُجُب : مفردہ : حِجَاب : پردہ، سینہ اور پیٹ کے درمیان حائل ہونے والی جھلی۔

وَقَالَ الْبُرْجُ بْنُ مُسْهِرٍ الطَّائِیُّ

تعارف : یہ نشہ میں مست تھا، اس حالت میں اپنے چچا کی بیوی کے ساتھ کچھ بدتمیزی کی، بعد میں جب معلوم ہوا تو نادم ہوا، چچا کے پاس معذرت کرنے آیا۔ چچا نے کہا کہ یہ عذر اس بات کی دلیل ہے کہ تو ہوش میں تھا ورنہ تجھے اپنی بدتمیزی کا کس طرح علم ہوا؟ لہٰذا اس کے بعد میں نہ تم سے بات کروں گا نہ تمہارے ساتھ رہوں گا اور نہ تمہارے ساتھ جنگ میں شریک

ہوں گا۔ مذکورہ اشعار میں اسی کا شکوہ اور گلہ ہے۔

(١) إِلَى اللّٰهِ أَشْكُو مِنْ خَلِيلٍ أَوَدُّهُ ثَلَاثَ خِلَالٍ كُلُّهَا لِيَ غَائِضُ

مَیں اپنے اس دوست (چچا) کی اللہ ہی سے شکایت کرتا ہوں، جس کے ساتھ مَیں محبت کرتا ہوں، تین عادتوں کی جو سب کے سب میرے لئے نقصان دہ ہیں۔

خِلَال: مفردہ: خُلَّةٌ: عادت۔ غائض: اسم فاعل، غاض (ض) غَيْضًا: کم کرنا، کم ہونا۔ (لازم و متعدی)

(٢) فَمِنْهُنَّ أَلَّا تَجْمَعَ الدَّهْرَ تَلْعَةٌ بُيُوتًا لَنَا يَا تَلْعَ سَيْلُكِ غَامِضُ

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اب زمانہ بھر کوئی ٹیلہ ہمارے گھروں کو جمع نہیں کرے گا اور اے ٹیلے! تیرا سیلاب خشک ہو جائے (اور تو ختم ہو جائے یہ پہلی عادت پر اظہار حسرت اور شکوہ ہے۔)

تَلْعَة: ٹیلہ، غامض: غمض (ن) غُمُوضًا: چھپ جانا، نیچے چلا جانا کہ نظر نہ آئے۔ ألّا: اصل میں "ان لا" ہے "ان" ناصبہ۔

(٤) وَمِنْهُنَّ أَلَّا أَسْتَطِيعَ كَلَامَهُ وَلَا وُدَّهُ حَتّٰى يَزُولَ عُوَارِضُ

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مَیں اس کے ساتھ کلام پر قدرت نہ رکھ سکوں گا اور نہ اس کے ساتھ محبت پر حتیٰ کہ عوارض پہاڑ اپنی جگہ سے زائل ہو جائے (اور اس کا زوال اپنی جگہ سے محال ہے تو کلام اور محبت بھی محال)

(٥) وَمِنْهُنَّ أَلَّا يَجْمَعَ الْغَزْوُ بَيْنَنَا وَفِي الْغَزْوِ مَا يَلْقَى الْعَدُوُّ الْمُبَاغِضُ

اور ان میں سے ایک یہ کہ کوئی جنگ ہم کو جمع نہیں کرے گی حالانکہ جنگ میں بغض رکھنے والا دشمن بھی مل جاتا ہے۔ (لیکن میرا چچا مجھ سے نہیں ملے گا۔)

«مَا يلقىٰ» میں «ما» زائدہ ہے۔ «العَدُو» «يُلْقىٰ» کا نائب فاعل ہے۔

(٦) وَيَتْرُكُ ذَا الْبَأْوِ الشَّدِيدِ كَأَنَّهُ مِنَ الذُّلِّ وَالْبَغْضَاءِ شَهْبَاءُ مَاخِضُ

اور جنگ سخت متکبر کو اس طرح کر کے چھوڑ دیتی ہے، ذلت اور عداوت کی وجہ سے، جیسے کہ وہ دردِ زہ میں مبتلا ہونے والی چت کبری اونٹنی ہے (یعنے جیسے چت کبری اُونٹنی دردِ زہ کو برداشت نہیں کر سکتی، اسی طرح قوی آدمی بھی جنگ کی مشقت برداشت نہیں کر سکتا تو جنگ کی یہ سختی ہر قسم کے مددگار کا تقاضہ کرتی ہے لیکن عم محترم نے اس بات کا خیال نہیں رکھا۔)

البَأْوُ : مصدر: بَأَیٰ (ن) بَأْوًا، بَأَیٰ (ف) بَأْیًا : فخر کرنا، تکبر کرنا، ذو البَأْوِ والشَّدِیْدِ : سخت تکبُّر والا۔ شَهْبَاءُ : أَشْهَبُ کا مؤنث ہے، چت کبری اُونٹنی۔ شهب (س) شَهَبًا. شُهْبَةٌ : سیاہی ملی ہوئی سفید رنگ والا ہونا۔
مَاخِضٌ : دردِزہ میں مبتلا جانور، جمع : مُخَّضٌ، مَوَاخِض۔

(۷) فَسَائِلْ هَدَاكَ اللهُ أَیُّ بَنِیْ أَبٍ مِنَ النَّاسِ یَسْعٰی سَعْیَنَا وَیُقَارِضُ

اے چچا ! اللہ آپ کو ہدایت دے آپ پوچھیئے کہ لوگوں میں سے کس باپ کے بیٹے ہماری جیسی سعی اور (حالات کا) مقابلہ کر سکتے ہیں۔
یُقَارِضُ : مُقَارَضَةٌ: بدلہ دینا، مضاربت کرنا، مقابلہ کرنا۔

(۸) نُقَارِضُكَ الْأَمْوَالَ وَالْوُدَّ بَیْنَنَا كَأَنَّ الْقُلُوبَ رَاضَهَا لَكَ رَائِضُ

ہم تیرے ساتھ مال اور محبت کا اس طرح معاملہ کرتے ہیں کہ گویا کسی سدھانے والے نے ان دلوں کو تیرے لئے سدھایا ہے (لیکن اتنی تابعداری کے باوجود آپ ناراض ہیں۔)
رَاضَ : (ن) رَوْضًا، رِیَاضًا : تابع بنا دینا، سدھانا۔ رَائِضٌ : سدھانے والا، جمع : راضة، رُوَّاض۔

(۹) كَفٰی بِالْقُبُوْرِ صَارِمًا لَوْ رَعَیْتَهُ وَلٰكِنَّ مَا أَعْلَنْتَ بَادٍ وَخَافِضُ

قطع تعلقی کے لحاظ سے موت کافی ہے اگر آپ اس کا انتظار کرتے (کہ مرنے کے بعد خود بخود فرقت و جدائی ہو جائے گی تو پھر زندگی میں اس قطع تعلقی کی کیا ضرورت تھی) اور آپنے (جن تین باتوں کا) اعلان کیا ہے وہ ظاہر (البُطلان) اور مجھے پست کرنے والا ہے۔
صَارِمًا : کاٹنے والا۔ صَرَمَ (ض) صَرْمًا : کاٹنا، قطع تعلق کرنا۔ رَعَیْتَ: (ف) رَعْیًا، رِعَایَةً : انتظار کرنا، دیکھنا، حفاظت کرنا۔ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: «یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا» بَادٍ : اسم فاعل بمعنی ظاہر۔ خافِض: نیچے کرنے والا۔ خَفَضَ (ض) خَفْضًا: پست کرنا۔ قُبُوْرٌ : قَبْر کی جمع ہے۔ یہاں اس سے موت یا قبر میں داخل ہونا مراد ہے۔
«بالقبور» میں باء زائدہ ہے اور یہ «کفیٰ» کا فاعل ہے «صَارِمًا» تمیز ہے۔

وَقَالَ قَبِيصَةُ بنُ النَّصرَانِيّ

یہ جنگ سے فرار کی معذرت بیان کر رہا ہے کہ مجھے میرا گھوڑا جنگ سے اٹھا کر لے گیا، حالانکہ میں جنگ میں شرکت چاہتا تھا:

(۱) أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْوَرْدَ عَرَّدَ صَدْرُهُ ۔۔۔ وَحَادَ عَنِ الدَّعْوٰى وَضَوْءِ الْبَوَارِقِ

(اے مخاطب!) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بے شک ورد گھوڑے کا سینہ، (جنگ سے) پھر گیا اور اس نے (مقابلہ کرنے والوں کے) دعویٰ سے اور چلیوں (نیزوں) کی چمک سے اعراض کیا۔

عَرَّدَ: تَعْرِيْدًا: بھاگنا۔ عَرَّدَ عَنِ الطَّرِيْقِ: راستہ سے مڑ جانا۔ حَادَ: (ض) حَيْدًا: اِعراض کرنا۔ وَفِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ: «ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ» اَلْبَوَارِقُ: مفرده: بَرْقٌ: چمک، بجلی۔

(۲) وَأَخْرَجَنِيْ مِنْ فِتْيَةٍ لَمْ أُرِدْ لَهُمْ ۔۔۔ فِرَاقًا وَهُمْ فِيْ مَأْزِقٍ مُتَضَائِقِ

اور اس نے مجھے ایسے نوجوانوں سے نکالا جن کی جدائی میں نہیں چاہتا تھا جبکہ وہ لڑائی کی تنگ جگہ میں تھے۔

فِتْيَةٍ: نوجوان، مفرد: فَتًى

(۳) وَعَضَّ عَلٰى فَأْسِ اللِّجَامِ وَعَزَّنِيْ ۔۔۔ عَلٰى أَمْرِهٖ إِذْ رَدَّ أَهْلُ الْحَقَائِقِ

اور اس (گھوڑے) نے لگام کی کڑی کو کاٹا اور اپنے معاملے میں مجھ پر غالب آ گیا، جبکہ اہلِ حقائق (اپنی عزت کے محافظ) لوٹا رہے تھے۔ (اپنے گھوڑوں کو جنگ کی طرف)

عَضَّ: (س) عَضًّا: دانتوں سے کاٹنا۔ فَأْسُ اللِّجَامِ: لگام کا وہ لوہا جو گھوڑے کے منہ میں ہوتا ہے، جمع: فُؤُوْسٌ۔ عَزَّنِيْ: (ن) عَزًّا: غالب آنا۔

(۴) فَقُلْتُ لَهٗ لَمَّا بَلَوْتُ بَلَاءَهٗ ۔۔۔ وَأَنّٰى بِمُتْعٍ مِنْ خَلِيْلٍ مُفَارِقِ

جب میں اس گھوڑے کی آزمائش کی انتہا تک پہنچ گیا تو میں نے اس سے کہا کہ اب کس طرح میں جدا ہونے والے دوست سے نفع حاصل کر سکتا ہوں۔

مَتْعٌ: مصدر: فائدہ اٹھانا۔ مَتَّعَ اللّٰهُ فُلَانًا بِكَذَا (ف) مَتْعًا: اللہ اس سے فلاں کا نفع حاصل کرنا طویل کرے۔

(۵) أُحدِّثُ مَن لَاقَیتُ یَومًا بَلَاءَهُ وَهُم یَحسَبُونَ أَنَّنِی غَیرُ صَادِقِ

جس شخص سے بھی کسی دن ملتا ہوں اس کی یہ سرکشی بیان کرتا ہوں لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ میں سچا نہیں ہوں (کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ شہسوار تو نہ چاہے اور گھوڑا اس کو میدان سے اُٹھا کر لے جائے۔)

«مَن لَاقیت» «أُحَدِّث» کا مفعول اوّل اور «بلاءَهُ» مفعول ثانی ہے «وهُم» «من» کا حال ہے۔

وَقَالَ أَيضًا

(۱) مَا جِرَتِی یَا بِنتَ آلِ سَعدٍ أَأَن حَلَبتُ لِقحَةً لِلوَرْدِ

اے آل سعد کی دختر! کیا تو مجھ سے جدائی چاہتی ہے اس وجہ سے کہ میں نے دودھ والی اُونٹنی کا دودھ دوہا «ورد» نامی گھوڑے کے لئے۔

حَلَبتُ : (ن ض) حَلبًا : دُودھ دوہنا۔ لِقحَة : دودھ دینے والی اُونٹنی : جمع : لِقَحٌ ، لِقَاحٌ

«أَ أَن» میں ہمزۂ استفہامیہ اپنی جگہ پر نہیں ہے، ہمزہ شعر کے شروع میں ہونا چاہیے یعنی «أَمَا جِرَتی» «مَاجرتی» «أنت» محذوف کے لئے خبر ہے «أَن حَلَبتُ» بتاویل مصدر ہوکر «مَاجرتی» کے لئے مفعول لہٗ ہے۔

(۲) جَهِلتِ مِن عِنَانِهِ المُمتَدِّ وَنَظَرِی فِی عِطفِهِ الأَلَدِّ

تو اس کی لمبی باگ (اور لگام) سے بے خبر ہے اور میری نظر اس کی جنگجو طرف میں ہے

عِنَان : لگام : جمع : أَعِنَّة۔ عِطفٌ : جانب، پہلو، جمع : أَعطَاف۔ أَلَدّ: اسم تفضیل : بہت زیادہ جھگڑالو۔ لد (ن) لَدًّا : سخت جھگڑا کرنا۔ قال اللہ عزّ وجلّ : «وھو أَلَدُّ الخِصَامِ»

(۳) إِذَا جِیَادُ الخَیلِ جَاءَت تَردِی مَملُوءَةً مِن غَضَبٍ وَحَرَدِ

جب بہترین گھوڑے تیز دوڑتے ہوئے آئیں گے، غضب اور غصہ سے بھر کر (اُس وقت ورد مجھے کیا فائدہ دے گا وہ میں جانتا ہوں)

تَردِی : (ض) رَدیًا ، رَدَیَانًا : تیز چلنا۔ حَرَدٌ : غصّہ۔ حَرِدَ علیه (س) حَرَدًا : غضبناک ہونا۔

«إذا اجیاد» پہلے شعر میں «نظری» کے لئے ظرف ہے «تردی» «جاءت» کی ضمیر سے حال ہے۔ «مملوءةً» «تردی» کی ضمیر سے حال ہے۔

وَقَالَ أَيْضًا

(۱) لَعَمْرُ أَبِيكَ لَا يَنْفَكُّ مِنَّا ۔۔۔ أَخُو ثِقَةٍ يُعَاشُ بِهِ مَتِينُ

(اے مخاطب!) تیرے باپ کی قسم! ایسا صاحب اعتبار آدمی جس کے زیر سایہ مضبوط شخص زندگی گذار سکے، ہم میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ (یعنی ہماری قوم میں اچھی صفات والے اشخاص ہمیشہ رہیں گے)

أَخُو ثِقَةٍ: صاحب اعتماد۔ وثق (ح) ثِقَةً: اعتماد کرنا۔ مَتِينٌ: مضبوط، مَتُنَ (ك) مَتَانَةً: مضبوط ہونا۔ «يُعَاشُ بِهِ متين» «أخو ثقة» کی صفت ہے۔

(۲) مُفِيدٌ مُهْلِكٌ وَلِزَازُ خَصْمٍ ۔۔۔ عَلَى الْمِيزَانِ ذُوزِنَةٍ رَزِينُ

وہ (اپنی قوم کے لئے) مفید (دشمنوں کے لئے) مہلک، مقابل کے ساتھ چمٹنے والا، ترازو میں بھاری اور وقار والا ہوتا ہے۔

لِزَازٌ: مقابل کے ساتھ چمٹے رہنے والا، سخت جھگڑا کرنے والا۔ لَزَّ (ن) لَزًّا، لِزَازًا: ملنا، چپک جانا، ملانا، لازم کرنا۔ رَزِينٌ: باوقار۔ رَزُنَ (ك) رَزَانَةً: صاحب وقار ہونا۔ ذُوزِنَةٍ: وزن والا۔ وزن (ض) زِنَةً: بھاری اور وزن والا ہونا۔

(۳) يَزِيدُ نَبَالَةً عَنْ كُلِّ شَيْءٍ ۔۔۔ وَنَافِلَةً وَبَعْضُ الْقَوْمِ دُونُ

وہ شرافت اور فضل وزیادتی کے اعتبار سے ہر شئ سے زیادہ (اور آگے) ہوتا ہے حالانکہ بعض لوگ اس اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں۔

نَبَالَةٌ: فضیلت وشرافت۔ نبل (ك) نَبَالَةً: صاحب فضل ہونا۔ نَافِلَةٌ: عطیہ، استحقاق اور حصہ سے زیادہ۔ «نَبَالَةً» «نَافِلَةً» «یزید» سے تمیز ہے۔

وَقَالَ خُفَافُ بْنُ نُدْبَةَ

(۱) أَعَبَّاسُ إِنَّ الَّذِي بَيْنَنَا ۔۔۔ أَبَى أَنْ يُجَاوِزَهُ أَرْبَعُ

اے عباس! ہمارے درمیان جو عداوت ہے اس نے اس سے انکار کردیا کہ وہ چار (خصلتوں) کو عبور کرسکے (کہ وہ چار خصلتیں عداوت کو بڑھنے نہیں دیتی ہیں)

دوسرے مصرعہ کی عبارت میں قلب ہے۔ «أَرْبَعَ» فاعل نہیں بلکہ مفعول بہ ہے
اصل عبارت ہے۔ «أبیٰ أن یجاوزَ هُوَ أَرْبَعَ» «هو» «یجاوز» کا فاعل ہے۔ «أَرْبَعَ»
مفعول بہ ہے۔

(۲) عَلَائِقُ مِنْ حَسَبٍ دَاخِلٍ　　مَعَ الْإِلِّ وَالنَّسَبِ الْأَرْفَعُ

اندرونی حسب کے رشتے (اور تعلقات) ساتھ ساتھ عہد و پیمان اور بلند نسب
عَلَائِق : مفردہ : عَلَاقَةٌ : محبت، تعلق، دوستی۔ إِلٌّ : قرابت و رشتہ داری،
عہد و پیمان۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: «لَا يَرْقُبُونَ فِي مُؤْمِنٍ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً»
«علائق» سے ان چار خصلتوں کا بیان ہے جن کا ذکر پہلے شعر میں بیان کیا گیا ہے۔

(۳) وَإِنَّ ثَنِيَّةَ رَأْسِ الْهِجَاءِ　　بَيْنِي وَبَيْنَكَ لَا تُطْلَعُ

اور (چوتھی خصلت یہ ہے کہ) ہجو گوئی کی ایسی بلند گھاٹی میرے اور تیرے درمیان
(حائل) ہے جس پر چڑھا نہیں جا سکتا (یعنی میرے اور آپ کے درمیان
معاہدہ ہوا ہے کہ اشعار وغیرہ میں ایک دوسرے کی ہجو نہیں کریں گے، یہ معاہدہ
بھی ہمارے درمیان عداوت اور دشمنی پیدا ہونے کے لئے مانع ہے)
ثَنِيَّة : گھاٹی، جمع : ثَنَايَا۔ اَلْهِجَاءُ : مصدر، هَجَا (ن) هَجْوًا، هِجَاءً
برائی اور عیوب بیان کرنا۔

«ثنية» «إن» کا اسم ہے «بيني وبينك» خبر اول اور «لَا تُطْلَعُ» خبر ثانی ہے،
اور یہ بھی احتمال ہے کہ «بَيْنِي وَبَيْنَكَ» «تقع» وغیرہ کے لئے ظرف بن کر حال واقع ہو۔

(٤) وَأَبْغِضْ إِلَيَّ بِإِتْيَانِهَا　　إِذَا أَنَا لَمْ آتِهَا أُدْفَعُ

اور کتنا مبغوض ہے میرے نزدیک اس گھاٹی پر چڑھنا، جب میں اس پر
خوشی سے) نہیں چڑھتا تو اس کی طرف دھکیل دیا جاتا ہوں۔
«أَبْغِضْ» صیغہ تعجب ہے «إِتْيَانِهَا» میں ضمیر «ثَنِيَّة» کی طرف راجع ہے۔

وَقَالَ مَعْبَدُ بْنُ عَلْقَمَةَ

(۱) غُيِّبْتُ عَنْ قَتْلِ الْحُتَاتِ وَلَيْتَنِي　　شَهِدْتُ حُتَاتًا حِينَ ضُرِّجَ بِالدَّمِ

حُتات کے قتل کے وقت میں غائب کیا گیا اور کاش کہ میں اس وقت حاضر ہوتا
جب وہ خون میں لت پت کیا جا رہا تھا۔

غُیِّبْتُ : واحد متکلم ماضی مجہول۔ غَیَّبَ عَنهُ، تَغیِیبًا : دُور کرنا۔ غُیِّبْتُ کہہ کر اس بات کی طرف اِشارہ کردیا کہ وہ اپنے قصدًا اختیار سے غائب نہیں ہوا، غائب کیا گیاتھا۔ ضُرِّجَ : تَضرِیجًا : لت پت کرنا، پھاڑنا۔ وضَرَجه (ن) ضَرْجًا : پھاڑنا۔

(۲) وَفِی الْکَفِّ مِنِّی صَارِمٌ ذُوحَقِیقَةٍ مَتٰی مَایُقَدَّمْ فِی الضَّرِیبَةِ یُقْدِمِ

اس حال میں کہ میرے ہاتھ ایک سچی کاٹنے والی تلوار ہوتی جب وہ مارنے میں آگے بڑھائی جاتی ہے تو وہ بڑھ جاتی۔

حَقِیقَة : سے سچ مُراد ہے، ذُوحَقِیقَةٍ : سچی تلوار۔ یُقْدِم : مِنَ الاِقدام «و فی الکفّ» میں واؤ حالیہ ہے «منی» «الکفّ» سے حال ہے۔

(۳) فَیَعْلَمَ حَیَّا مَالِكٍ وَلَفِیفُهَا بِأَنْ لَسْتُ عَنْ قَتْلِ حُتَاتٍ بِمُحْرِمِ

تو مالک کے دو قبیلوں اور اس کے تبعین نے جان لیا ہوتا کہ میں حتات کے قتل کو حُرمت والا نہیں سمجھتا ہوں (بلکہ میری عدم موجودگی عذر کی وجہ سے تھی، اس وجہ سے نہیں تھی کہ میں اس کے قتل کو پسند نہیں کررہا تھا۔)

لَفِیف : مختلف قسم کے لوگوں کی جماعت جس میں شریف رذیل، کمزور، طاقتور سب ہی طرح کے افراد ہوں۔ لفیف القوم : قوم کے متبعین، جمع : أَلْفَاف۔

«حَیَّا» تثنیہ ہے، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گرگئی «فَیَعْلَمَ» پہلے شعر میں «لَیْتَنِی» کا جواب ہے «لَفِیفُهَا» کی ضمیر «حیا» کی طرف راجع ہے «حَیَّا» «قَبِیلَة» کی تاویل سے مؤنث ہے۔

(۴) فَقُلْ لِزُهَیْرٍ إِنْ شَتَمْتَ سَرَاتَنَا فَلَسْنَا بِشَتَّامِینَ لِلْمُتَشَتِّمِ

زہیر سے کہہ دیجئے کہ اگر تم ہمارے سرداروں کو گالی دوگے تو ہم گالی دینے والے کو گالی نہیں دیتے ہیں۔

(۵) وَلٰکِنَّنَا نَأْبَی الظَّلَامَ وَنَعْتَصِی بِکُلِّ رَقِیقِ الشَّفْرَتَیْنِ مُصَمِّمِ

لیکن ہم ظلم (قبول کرنے) سے انکار کرتے ہیں اور ہم ہر کاٹنے والی باریک دو دھاری تلوار کو «عصا» (اور لاٹھی) بناتے ہیں (اور پھر بے جگری سے لڑتے ہیں)

نَعْتَصِی : اعتصاءً : لاٹھی بنانا، لاٹھی پر ٹیک لگانا۔ شَفْرَتَیْنِ : شَفْرَة کا تثنیہ ہے، جمع : شَفْرٌ۔ شِفَارٌ : تلوار کی دھار، نیزہ کا پھل کا پہلو۔ مُصَمِّم : کاٹنے والا، کرگذرنے والا۔ رَقِیقِ الشَّفْرَتَیْنِ مُصَمِّم : کاٹنے والی باریک دو دھاری تلوار۔

(۶) وَتَجْهَلُ أَيْدِينَا وَيَحْلُمُ رَأْيُنَا ‏ ‏ ‏ ‏ وَنَشْتِمُ بِالْأَفْعَالِ لَا بِالتَّكَلُّمِ

اور ہمارے ہاتھ جاہل اور ہماری رائے محکم ہوتی ہے اور ہم افعال (اور ضرب) سے گالی دیتے ہیں تکلم سے نہیں۔

(۷) وَإِنَّ التَّمَادِيَ فِي الَّذِي كَانَ بَيْنَنَا ‏ ‏ ‏ ‏ بِكَفَّيْكَ فَاسْتَأْخِرْ لَهُ أَوْ تَقَدَّمِ

اس (شر وفساد) پر جو ہمارے درمیان موجود ہے ڈٹا رہنا آپ کے ہاتھ میں ہے (اب آپ کی مرضی ہے) کہ آپ اس کے لئے پیچھے ہٹیں یا آگے بڑھیں (یعنی اگر آپ چاہیں تو عداوت ختم بھی کرسکتے ہیں اور بڑھا بھی سکتے ہیں۔)

التمادی : مصدر از تفاعُل: تمادی فیه : دیر تک رہنا، اصرار کرنا، ڈٹا رہنا۔

وَقَالَ بَعضُ لُصُوصِ طَيٍّ

یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں راہ زنی کرتا تھا۔ آپؓ نے شمیط کے دو لڑکے اس کے تعاقب میں روانہ کئے، جب اس نے اُن دونوں کو دیکھا تو فرار ہوتے ہوئے یہ اشعار کہے :ـــــــــ

(۱) وَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُ ابْنَيْ شُمَيْطٍ ‏ ‏ ‏ ‏ بِسِكَّةِ طَيِّئٍ وَالْبَابُ دُونِي

جب میں نے طیٔ کی گلی میں شمیط کے دو بیٹوں کو دیکھا جب کہ میرے ورے دروازہ (بند ہونے والا) تھا۔

سِكَّة : گلی، جمع : سِكَكٌ «أَنْ» زائدہ ہے۔ لَمَّا شرطیہ ہے، جوابِ شرط اگلا شعر ہے۔

(۲) تَجَلَّلْتُ الْعَصَا وَعَلِمْتُ أَنِّي ‏ ‏ ‏ ‏ رَهِينُ مُخَيَّسٍ إِنْ أَدْرَكُونِي

تو میں عَصا نامی گھوڑے پر جل کی مانند سوار ہوگیا اور مجھے یہ بات معلوم تھی کہ اگر یہ لوگ مجھے پالیں گے تو میں مخیّس جیل کا قیدی بن جاؤں گا۔

تَجَلَّلْتُ : تَجَلَّلَ الْفَرَسَ : إِذَا رَكِبَهُ وَصَارَ كَالْجُلِّ عَلَيْهِ : گھوڑے پر سوار ہو کر اس پر جھول کی طرح چمٹ جانا۔ جُل : اس کپڑے کو کہتے ہیں جو جانور کی پیٹھ پر بطورِ حفاظت ڈالتے ہیں۔ عَصَا : گھوڑے کا نام۔ رَهِين : محبوس، قیدی۔ مُخَيَّس : جیل کا نام ہے۔

(۳) وَلَوْ أَنِّي لَبِثْتُ لَهُمْ قَلِيلًا ‏ ‏ ‏ ‏ لَجَرُّونِي إِلَى شَيْخٍ بَطِينٍ

اور اگر میں اُن کے لئے تھوڑی دیر بھی ٹھہر جاتا (اور بھاگنے میں کوتاہی کرتا) تو وہ مجھے ایک عظیم البطن شیخ (حضرت علیؓ) کے پاس کھینچ کر لے جاتے۔

بَطِین : پیٹو، عظیم البطن، یہ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ وَلُقِّبَ بِهِ لِكَثْرَةِ مَعْلُوْمَاتِهٖ

(۴) شَدِيْدِ مَجَامِعِ الْكَتِفَيْنِ بَاقٍ ... عَلَى الْحَدَثَانِ مُخْتَلِفِ الشُّئُوْنِ

جس کے شانوں کے جوڑ مضبوط ہیں، حوادثات زمانہ پر باقی رہنے والا ہے، اور مختلف قسم کے کاموں (اور ارادوں) والا ہے۔

مَجَامِع : مفرده : مَجْمَعٌ : جمع ہونے کی جگہ۔ شُئُوْن : مفرده : شَأْنٌ : کام، حال۔ «شَدِيْدٍ» «بَاقٍ» «مُخْتَلِفٍ» یہ تینوں پہلے شعر «شَيْخٍ بَطِيْنٍ» کی صفت ہے۔

وَقَالَ حُرَيْثُ بْنُ عَنَّابٍ

یہ اپنے قبیلہ کی مذمت اور قبیلہ "بحتر" کی تعریف کر رہا ہے کیونکہ بحتر نے اس کی مدد کی تھی اور اس کی جماعت نے اس کو بے سہارا چھوڑ دیا تھا۔

(۱) لَمَّا رَأَيْتُ الْعَبْدَ نَبْهَانَ تَارِكِيْ ... بِلَمَّاعَةٍ فِيْهَا الْحَوَادِثُ تَخْطُرُ

جب میں نے غلام یعنی بنو نبہان کو دیکھا کہ وہ مجھے سراب چمکتے صحرا میں چھوڑنے والے ہیں جس میں حوادثات حرکت کرتے رہتے ہیں (اس شعر میں اپنے قبیلہ کو "عبد" طنزاً و ہجواً کہا ہے۔

لَمَّاعَة : صحرا جس میں سراب چمکتا ہو۔ «نَبْهَان» «الْعَبْد» کا بیان ہے

(۲) نُصِرْتُ بِمَنْصُوْرٍ وَبِابْنَيْ مُعَرِّضٍ ... وَسَعْدٍ وَجَبَّارٍ بَلِ اللّٰهُ يَنْصُرُ

تو منصور اور معرض کے دو بیٹوں اور سعد و جبار کے ذریعہ میری مدد کی گئی بلکہ درحقیقت مدد اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

یہ شعر پہلے شعر میں «لَمَّا» کا جواب ہے۔

(۳) وَلِلّٰهِ أَعْطَانِي الْمَوَدَّةَ مِنْهُمْ ... وَثَبَّتَ سَاقِيْ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَعْثُرُ

اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ مجھے محبت نصیب فرمائی اور میرے پاؤں کو ثابت رکھا بعد اس کے کہ میں پھسلنے کے قریب تھا۔

أَعْثُرُ : (ن) عَثْرًا : پھسلنا «للّٰه» میں لام ابتدائیہ ہے، یہ مبتدا ہے اور «أعطانی» اس کی خبر ہے۔

(۴) إِذَا رَكِبَ النَّاسُ الطَّرِيْقَ رَأَيْتَهُمْ ... لَهُمْ قَائِدٌ أَعْمٰى وَآخَرُ مُبْصِرُ

جب یہ لوگ راستے میں (سفر کے لئے) پابہ رکاب ہوتے ہیں تو آپ دیکھیں گے

کہ ان کے لئے ایک قائد اندھا (یعنی رات) اور ایک بینا (یعنی دن) ہوتا ہے
(یعنی یہ لوگ دن رات سفر کرتے ہیں۔)

(۵) لَهُمْ مَنْطِقَانِ يَفْرَقُ النَّاسُ مِنْهُمَا وَلَحْنَانِ مَعْرُوفٌ وَآخَرُ مُنْكَرُ

ان کی گویائی کی دو قسمیں (شعر و نثر) ہیں لوگ ان دونوں سے ڈرتے ہیں اور ان کے لئے دو لہجے ہیں ایک اچھا اور دوسرا بُرا۔

يَفْرَقُ : (س) فَرَقًا : ڈرنا۔ لَحْنَان : لَحْنٌ کا تثنیہ ہے: لہجہ۔

(۶) لِكُلِّ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ رِبَاعَةٌ وَخَيْرُهُمْ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ بُحْتُرُ

بنو عمرو بن عوف میں ہر ایک کیلئے سرداری ہے اور خیر و شر میں ان میں سے بحتر سب سے بہتر ہے

رِبَاعَة : اچھی حالت، سرداری، اس کے اصل معنٰی ہیں: غنیمت سے ربع لینا، چونکہ زمانۂ جاہلیت میں سردار اکثر غنیمت کا رُبع حصہ لیتے تھے اس لئے سرداری کے لئے رباعہ استعمال ہونے لگا۔

وَقَالَ أَبَانُ بْنُ عَبْدَةَ

(۱) إِذَا الدِّينُ أَوْدَى بِالْفَسَادِ فَقُلْ لَهُ يَدَعْنَا وَرَأْسًا مِنْ مَعَدٍّ نُصَادِمُهُ

جب فساد کی وجہ سے دین ہلاک ہوگیا تو آپ اس (امیر) سے کہہ دیجئے کہ ہم کو اور معد کے سردار کو چھوڑ دے تاکہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کریں۔

أَوْدَى : إِيدَاءً : ہلاک ہونا، أَوْدَى بِهِ : ہلاک کرنا۔ أَوْدَى بِهِ : لے جانا۔
رَأْسًا : ہر شئی کی بلندی، سردار، جمع: رُؤُوسٌ۔ نُصَادِمُ : مُصَادَمَةٌ : مقابلہ کرنا، دفاع کرنا۔ صَدَمَ (ض) صَدْمًا : مارنا۔
«لہ» میں ضمیر «أمیر» کی طرف عائد ہے۔

(۲) بِبِيضٍ خِفَافٍ مُرْهَفَاتٍ قَوَاطِعٍ لِدَاوُدَ فِيهَا أَثْرُهُ وَخَوَاتِمُهُ

سفید، ہلکی، دھاردار، کاٹنے والی تلواروں کے ذریعہ جن میں حضرت داؤد علیہ السلام (کی صنعت) کے نشان اور مہریں ہوں۔

خِفَاف : مفرده : خَفِيفٌ : ہلکا۔ مُرْهَفَات : مفرده : مُرْهَفَةٌ : تیز باریک دھار والی۔ رَهَفَ (ف) رَهْفًا : باریک اور تیز کرنا۔ رَهِفَ (س) رَهَفًا : باریک اور لطیف ہونا۔
خَوَاتِم : مفرده خَاتِمٌ : انگوٹھی، یہاں اس سے انگوٹھی کی مہریں مراد ہیں۔ أَثْر : نشان، نقش۔

«ببیض» پہلے شعر میں «نصادمه» سے متعلق ہے۔ «لِدَاوُدَ فیها» «ثابت» سے متعلق ہوکر خبر مقدم اور «أَثَرُهُ وخواتِمُه» مبتدا مؤخر ہے۔

(۳) وَزُرْقٍ كَسَتْهَا رِيْشَهَا مَضْرَحِيَّةٌ   أَثِيْثٌ خَوَافِي رِيْشِهَا وَقَوَادِمُهْ

اور ایسے نیلگوں تیروں کے ذریعہ جن کو شکرے نے اپنے پر پہنائے ہوں جس کے موٹے اور باریک دونوں قسم کے پر گھنے ہوں۔ (یعنے ریش والے تیروں کے ذریعہ)

زُرْق : مفرده، أَزْرَقُ، نیلگوں، مُراد نیلگوں تیر ہیں۔ مَضْرَحِيَّة : وَالمَضْرَحِيّ: شکره، شاہین، ماده (ض ر ح) أَثِيْث : زیاده، گھنا، جمع : إِثَاث۔ خَوَافِي : مفرده : خَافِيَةٌ : پرندوں کے بازوؤں کے نیچے چھپے ہوئے باریک بال وریش، پوشیده چیز۔ قَوَادِم : مفرده : قَادِمَةٌ، بازوؤں کے اگلے پر اور ریش جو بڑے ہوتے ہیں۔ لشکر «خوافی» سے باریک ریشیں اور «قَوَادِمُ» سے موٹے پر وریش مُراد ہیں۔

«وزُرْقٍ» مجرور ہے پہلے شعر میں «ببیض» پر اس کا عطف ہے «رِیْشَها» «کَسَتْ» کا مفعول بہ اور «مَضْرَحِیَّة» فاعل ہے۔ «ریشها» میں ضمیر «مَضرَحِیَّة» کی طرف راجع ہے جو فاعل ہونے کی وجہ سے رتبۃً مقدم ہے اس لئے مطلقاً اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا۔

«أَثِیْث» خبر مقدم اور «خَوَافی رِیْشِهَا وقَوادِمُه» مبتدا مؤخر ہے۔

(۴) بِجَيْشٍ تَضِلُّ الْبُلْقُ فِي حَجَرَاتِهِ   بِيَثْرِبَ أُخْرَاهُ وَبِالشَّامِ قَادِمُهْ

اور ایسے لشکر کے ساتھ جس کے اطراف میں چت کبرے گھوڑے بھی غائب ہوتے ہیں جس کا آخری حصہ یثرب اور اگلا حصہ شام میں ہو۔

تَضِلُّ : فیه (ض) ضَلاًّ، ضَلَالَةً : غائب ہونا، چھپ جانا۔ البُلْق : مفرده أَبْلَق : چت کبرا، مُراد چت کبرے گھوڑے ہیں۔ حَجَرَات : مفرده : حَجْرَةٌ : کناره

(۵) إِذَا نَحْنُ سِرْنَا بَيْنَ شَرْقٍ وَمَغْرِبٍ   تَحَرَّكَ يَقْظَانُ التُّرَابِ وَنَائِمُهْ

جب ہم مشرق ومغرب میں چلتے ہیں تو بیدار (آباد) اور نائم (غیر آباد) زمین حرکت کرتی ہے۔

یقظانِ التّراب سے آباد اور نائم سے غیر آباد زمین مُراد ہے۔

وَقَالَ لِكُرَوَّسُ بْنُ زَيْدٍ

(۱) رَأَتْنِيْ وَمِنْ لُبْسِ الْمَشِيْبِ فَأَنْكَلَتْ   غَنَائِيْ فَكُوْنِيْ آمِلًا خَيْرَ آمِلِ

میرے قبیلہ نے مجھے دیکھا حالانکہ بڑھاپا میرا لباس بن گیا ہے اور (حوادثات

کے لئے میرے کافی ہونے کی اُمید کی (اے قبیلہ کے لوگو!) تم اُمیدوار ہو جاؤ، بہتر امیدوار۔
لِبْسٌ : لباس، جو چیز پہنی جائے۔ جمع: لُبُوس۔ لبس (س) لُبْسًا : پہننا۔ الغَنَا : کافی ہونا۔
آمِلٌ : امید رکھنے والا۔
«رَأَتْنِی» میں ضمیر «قبیلۃ» کی طرف راجع ہے۔

(۲) لَئِنْ فَرِحَتْ بِی مَعْقِلٌ عِنْدَ شَیْبَتِی لَقَدْ فَرِحَتْ بِی بَیْنَ أَیْدِی الْقَوَابِلِ
اگر "معقل" میرے بڑھاپے کے وقت میری وجہ سے خوش ہے تو وہ خوش تھے اس وقت بھی جب میں "دائیوں" کے ہاتھ میں تھا (یعنے جب نومولود تھا۔)
القَوَابِلُ : مفرد : قَابِلَة : دائی۔

(۳) أَهَلَّ بِهٖ لَمَّا اسْتَهَلَّ بِصَوْتِهٖ حِسَانُ الْوُجُوْهِ لَیِّنَاتُ الْأَنَامِلِ
خوب صُورت چہروں والی اور نرم پوروں والی عورتوں نے نعرہ بلند کیا، جب اُس نے (شاعر نے) پیدائش کے بعد آواز نکالی۔
أَهَلَّ : إِهْلَالًا : نعرہ لگانا، آواز بلند کرنا۔ اِسْتَهَلَّ : اِسْتِهْلَالًا : بچہ کا پیدائش کے وقت آواز نکالنا۔ هَلَّ : (ن) هَلًّا : ظاہر ہونا، خوش ہونا۔
«حِسَانُ الوُجُوْه» «أَهَلَّ» کا فاعل ہے۔

وَقَالَ قَوَّالُ الطَّائِیُّ

مَروان بن حکم نے ان کے پاس زکوٰۃ کی وُصول یابی کے لئے عاشر بھیجا۔ انھوں نے انکار کیا، اسی انکار کا تذکرہ ہے:—

(۱) قُوْلَا لِهٰذَا الْمَرْءِ ذُوْ جَاءَ سَاعِیًا هَلُمَّ فَإِنَّ الْمَشْرَفِیَّ الْفَرَائِضُ
(اے دو دوستو!) اس آدمی سے جو "عاشر" بن کر آیا ہے کہہ دیجئے کہ آؤ مشرفی تلوار زکوٰۃ کا مال ہے۔
ذُو : بمعنے الذی در لغتِ بنی طئی۔ سَاعِی : عاشر، زکوٰۃ وُصول کرنے والا سرکاری کارندہ، ڈاکیہ، جمع : سُعَاۃ۔ الفَرَائِض : مفرد : فَرِیْضَۃٌ : یہاں وہ جانور اور مال مُراد ہیں جو بطور زکوٰۃ وصول کیا جاتا ہے۔

(۲) وَإِنَّ لَنَا حَمْضًا مِنَ الْمَوْتِ مُنْقَعًا وَإِنَّكَ مُخْتَلٌّ فَهَلْ أَنْتَ حَامِضُ
اور ہمارے لئے مَوت کی کڑواہٹ بھی ثابت ہے حالانکہ تُو تو میٹھا چارہ کھانے

کا عادی ہے تو کیا کڑوا کھائے گا؟ (یعنی ہر مرتبہ زکوٰۃ وصول کرلیتا ہے اس بار کڑوا لیگا)

حَمۡضًا : کڑوا اور نمکین پودہ، جمع : حُمُوۡض۔ حَمَضَ (ن) حَمۡضًا : جانور کا حَمۡض گھاس چرنا۔ حَمَضَ (ن) حُمُوۡضَة : کھٹا اور کڑوا ہونا۔ مُنۡقَعًا: ثابت وقائم۔ نقع (ف) نَقۡعًا، نُقُوۡعًا : جمع ہونا، ثابت ہونا۔ مُخۡتَلّ : میٹھا چارہ کھانے والا۔ اخۡتَلَّتِ الۡإِبِلُ۔ اخۡتِلَالًا : خُلّہ کھانا، خلّہ ہر میٹھے پودے کو کہتے ہیں۔

«حَمۡضًا مُنۡقَعًا» موصوف صفت مل کر «إنّ» کا اسم ہے۔ «لَنَا» خبر ہے۔

(۳) أَظُنُّكَ دُوۡنَ الۡمَالِ ذُوۡ جِئۡتَ تَبۡتَغِيۡ ۔۔۔ سَتَلۡقَاكَ بِيۡضٌ لِلنُّفُوۡسِ قَوَابِضُ

اور تیرے بارے میں میرا خیال ہے کہ جس مال کا خواہاں ہو کر تو آیا ہے اُس سے پہلے تجھے ایسی تلواریں ملیں گی جو جانوں کو قبض کرنے والی ہیں۔

«سَتَلۡقَاكَ» جملہ «أَظُنُّ» کا مفعول ثانی ہے «ذُوۡ جِئۡتَ» «المَال» کی صفت ہے۔ «ذو» بمعنی «الّذی» ہے «تَبۡتَغِيۡ» «جِئۡتَ» کی ضمیر فاعل سے حال ہے، «دُوۡنَ» بمعنی «أَمَامَ» ہے اور یہ «سَتَلۡقَاكَ» کا ظرف ہے۔

وَقَالَ وَضَّاحُ بۡنُ إِسۡمٰعِيۡلَ

(۱) صَبَا قَلۡبِيۡ وَمَالَ إِلَيۡكِ مَيۡلًا ۔۔۔ وَأَرَّقَنِيۡ خَيَالُكِ يَا أُثَيۡلَا

میرا دل تیرا اشتاق ہوا اور تیری طرف مائل ہوا اور اے اثیلہ! تیرے خیال نے مجھے لاغر کر دیا

صَبَا : إِلَيۡهِ (ن) صَبۡوًا : مشتاق ہونا۔ أَرَّقَنِيۡ : إِرۡقَاقًا : پتلا کرنا۔ وَرَقَّ (ض) رِقَّةً : پتلا ہونا۔

(۲) يَمَانِيَةٌ تُلِمُّ بِنَا فَتُبۡدِيۡ ۔۔۔ دَقِيۡقَ مَحَاسِنٍ وَتُكِنُّ غَيۡلَا

وہ یمنی ہے وہ (بصورت خیال) ہمارے پاس آتی رہتی ہے، سو وہ باریک حسن کو ظاہر کرتی ہے اور موٹاپے (پنڈلیوں وغیرہ) کو چھپاتی ہے۔

تُلِمُّ : بِهٖ إِلۡمَامًا : نازل ہونا، اُترنا۔ تُكِنُّ : إِكۡنَانًا وَكَنَّ (ض) كُنُوۡنًا: چھپانا، چھپنا (لازم ومتعدی) غَيۡلًا : موٹا، گھنا، جمع : غُيُوۡلٌ : أَغۡيَال۔ دَقِيۡقَ مَحَاسِنٍ: سے باریک حسن مُراد ہے، جیسے آنکھ، ناک اور لب و رُخسار ہیں اور «غَيۡلًا» سے جسم کے دوسرے موٹے اعضاء مُراد ہیں۔ جیسے پنڈلی وغیرہ۔ مقصد یہ ہے کہ یمنی محبوبہ تصور اور خیال میں اپنے باریک ظاہری حسن صورت میں جلوہ گر نظر آتی ہے، اس کے با پردہ موٹے اعضاء کا

تصور ذہن میں نہیں آتا ہے۔

«یمانیۃ» «ہی» محذوف کی خبر ہے۔

(۳) ذَرِیْنِی مَا أَمَمْنَ بَنَاتِ نَعْشٍ ... مِنَ الطَّیْفِ الَّذِی یَنْتَابُ لَیْلًا

(اے محبوبہ) مجھے چھوڑ دے جب تک گھوڑے (شام کی طرف میں واقع) بنات نعش (ستاروں) کا ارادہ کریں (یعنے جب گھوڑے ملک شام کا ارادہ کریں) اس خیال سے جو رات کو بار بار آتا رہتا ہے۔

ذَرِی : امر حاضر مؤنث (س) وَذْرًا : چھوڑنا، اس مادہ سے اس معنے میں مضارع اور امر کے علاوہ کوئی دوسرا صیغہ مستعمل نہیں۔ أَمَمْنَ : جمع مؤنث غائب۔ أَمَّ الشَّیْئَ (ن) أَمًّا : ارادہ کرنا۔ بَنَاتِ نَعْشٍ : سات ستارے جو قطب شمالی کی جہت میں عرب شام کی طرف میں واقع ہیں۔ طَیْف : خیال، جمع : أَطْیَافٌ۔ یَنْتَابُ : اِنْتِیَابًا : نوبت بنوبت آنا۔

«مَا أَمَمْنَ» میں ضمیر فاعل «خَیْل» کی طرف عائد ہے اور «مَا» «مَادَامَ» کے معنی میں ہے

(۴) وَلٰکِنْ إِنْ أَرَدْتِ فَهَیِّجِیْنَا ... إِذَا رَمَقَتْ بِأَعْیُنِهَا سُهَیْلًا

لیکن اگر تو چاہے تو ہمیں اس وقت برانگیختہ کر، جب وہ گھوڑے اپنی آنکھوں سے «سہیل» ستارے کو دیکھیں (جو یمن میں ہے یعنے اگر ہم شام کا سفر کریں تو تو خیال میں نہ آ، تاکہ تیرا تصور سفر میں رکاوٹ نہ بنے، ہاں جب یمن کا سفر ہو تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ محبوبہ یمنی ہے۔)

رَمَقَتْ : (ن) رَمْقًا : دیکھنا، گھورنا۔

(۵) فَإِنَّكِ لَوْ رَأَیْتِ الْخَیْلَ تَعْدُو ... عَوَابِسَ یَتَّخِذْنَ النَّقْعَ ذَیْلًا

اگر تو ان گھوڑوں کو دیکھے جب کہ وہ چیں بہ جبیں ہو کر دوڑ رہے ہوں اس حال میں کہ غبار کو انھوں نے دامن بنایا ہو (یعنے تیز رفتاری کی حالت میں ہوں۔)

عَوَابِسُ : مفرد، عَابِسٌ : ترش رو۔ نَقْعٌ : غبار، جمع : نِقَاعٌ۔ ذَیْل : دامن، جمع : أَذْیَال۔

(۶) رَأَیْتِ عَلٰی مُتُوْنِ الْخَیْلِ جِنًّا ... تُفِیْدُ مَغَانِمًا وَتُفِیْتُ نَیْلًا

تو تو گھوڑوں کی پشتوں پر "جن" دیکھے گی (یعنے وہ شہسوار اپنے محیر العقول کارناموں میں جنات کی طرح ہیں) جو (دوستوں کو) غنائم کا فائدہ پہنچاتے ہیں اور (دشمنوں)

کے مقصد کو فوت کرتے ہیں۔

مَغَانِم : مفرد، مَغْنَم : مالِ غنیمت۔ تَفِيْتُ : إِفَاتَةٌ ؛ فوت کردینا، ختم کر دینا۔ نَيْلاً : مقصد۔ نَالَ (س) نَيْلاً : پانا۔

وقال آخر

(۱) لَا قُوَّتِي قُوَّةُ الرَّاعِي قَلَائِصَهُ ۔۔۔ يَأْوِي فَيَأْوِي إِلَيْهِ الْكَلْبُ وَالرُّبَعُ

میری قوت اُونٹوں کے چرواہے کی سی نہیں ہے جس کے پاس کتا اور اُونٹ کا بچہ پناہ گزیں ہوتا ہے۔ (یعنے میں چرواہا نہیں ہوں)

قَلَائِص : مفرد، قَلُوصٌ : جوان اُونٹ۔ رُبَعٌ : اُونٹنی کا بچہ جو ابتدائی موسم ربیع (بہار) میں پیدا ہو۔ جمع : رِبَاع۔ أَرْبَاعٌ

(۲) وَلَا الْعَسِيْفِ الَّذِي يَشْتَدُّ عَقَبَتَهُ ۔۔۔ حَتَّى يَبِيْتَ وَبَاقِي نَعْلِهِ قِطَعُ

اور نہ (میری قوت) اس مزدور کی طرح ہے جو (تعمیلِ حکم میں) دوڑتا ہوا گھاٹی عبور کرتا ہے حتیٰ کہ اس حال میں رات گزارتا ہے کہ اُس کے جوتے میں سے چند ٹکڑے باقی رہ جاتے ہیں (یعنے اتنی تیزی کے ساتھ جاتا ہے کہ اس کے چپل پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔)

الْعَسِيْف : کم درجے کا مزدور، جمع : عُسَفَاءُ، عِسَفَةٌ۔ يَشْتَدُّ : اشْتِدَادًا، تیز دوڑنا۔ عَقَبَة : گھاٹی۔ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ : «وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَة» جمع: عِقَاب۔ بعض نسخوں میں «عُقْبَة» ہے جس کے معنی ہیں، باری، بدل، ہر شئ کا آخری حصہ جمع : عُقَب۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا «اور نہ میری قوت اس مزدور جیسی ہے جو اپنی باری میں تیز دوڑتا ہے یہاں تک کہ وہ اس حال میں رات گذارتا ہے کہ اس کی جوتی کے چند ٹکڑے باقی رہ جاتے ہیں»۔ قِطَعٌ : ٹکڑے، مفرد : قِطْعَةٌ۔

«عقبته» «يشتد» کے لئے ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے «وباقی ......» «يَبِيْتُ» کی ضمیرِ فاعل سے حال ہے۔

(۳) لَا يَحْمِلُ الْعَبْدُ فِيْنَا فَوْقَ طَاقَتِهِ ۔۔۔ وَنَحْنُ نَحْمِلُ مَا لَا تَحْمِلُ الْقَلَعُ

ہم میں کوئی غلام اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں اُٹھاتا ہے (کہ ہم ظالم نہیں ہیں) اور ہم بذاتِ خود اتنا بوجھ اُٹھاتے ہیں کہ جس کو وہ چھوٹا پتھر بھی نہیں اُٹھا سکتا جس پر بھاری

بھر کم بڑا پتھر پڑا ہو۔

قَلَعٌ : اس چھوٹے پتھر کو کہتے ہیں جو کسی چٹان یا بڑے پتھر کے نیچے ہو، اس بڑے پتھر کا پورا بوجھ اس چھوٹے پتھر پر ہوتا ہے، مقصد یہ ہے کہ ہم «قَلَع» سے بھی زیادہ متحمل ہیں اور قَلَعٌ قَلَعَةٌ کی جمع بھی ہو سکتی ہے، قَلَعَةٌ ٹیلہ کو کہتے ہیں، اس صورت میں مطلب ہوگا کہ ہم اتنا بوجھ اٹھاتے ہیں جس کو ٹیلے بھی نہیں اٹھا سکتے ہیں۔

«مَا» «نَحْمِلُ» کا مفعول بہ ہے «لَا تَحْمِلُ» میں ضمیرِ مفعول محذوف ہے جو «مَا» کی طرف راجع ہے۔ أَیْ لَا تَحْمِلُهُ۔

(۴) مِنَّا الْأَنَاةُ وَبَعْضُ الْقَوْمِ یَحْسَبُنَا ... أَنَّا بِطَاءٌ وَفِیْ إِبْطَائِنَا سَرَعٌ

ہم بردبار ہیں اور بعض لوگ ہمیں سست (و کاہل) خیال کرتے ہیں حالانکہ ہماری سستی میں بھی (چستی اور) تیزی ہے۔

أَنَاة : حلم اور بردباری، جمع : أَنَوَات۔ مادہ : (ء ن ی) بِطَاء : سست، مفردہ : بَطِیْئٌ

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ مِخْلَاة

(۱) وَیَوْمٍ تَرَی الرَّایَاتِ فِیْهِ کَأَنَّهَا ... حَوَائِمُ طَیْرٍ مُسْتَدِیْرٌ وَّوَاقِعُ

اور کتنی دن ایسے ہیں کہ تو ان میں جھنڈوں کو دیکھے گا کہ گویا وہ چکر کاٹنے والے پرندے ہیں جو گھوم رہے ہیں اور گر رہے ہیں (یعنی بہت ساری جنگوں میں لوگ جھنڈوں کو اٹھا کر ہر طرف لڑتے ہیں اور زخمی ہو کر گرتے ہیں تو وہ جھنڈے گھومنے اور گرنے والے پرندوں کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔)

رَایَات : جھنڈے، مفرد : رَایَةٌ، مادہ (ر ی ی) صاحب مختار الصحاح نے اس کو (ر و ی) کے ذیل میں لکھا ہے۔ حَوَائِم : مفردہ : حَائِمٌ وحَائِمَةٌ : پیاسا، چکر کاٹنے والا۔ حَامَ الْحَیَوَانُ (ن) حَوْمًا : پیاسا ہونا۔ حَامَ حَوْلَ الشَّیْءِ : چکر لگانا۔ حدیث میں ہے «مَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِكُ أَنْ یَّقَعَ فِیْهِ» جو چراگاہ کے اردگرد چکر لگائے گا قریب ہے کہ وہ اس میں پڑ جائے گا یعنی جو گناہوں کے قریب رہے گا تو بہت خدشہ ہے کہ وہ گناہوں کا ارتکاب کرلے گا۔ مُسْتَدِیْرٌ : گھومنے والا۔

«ویوم» میں «واو» بمعنی «رب» ہے «مستدیر وواقع» «حوائم طیر» سے بدل ہے۔

(۲) أَصَابَتْ رِمَاحُ الْقَوْمِ بِشْرًا وَّثَابِتًا ... وَحَزْنًا وَکُلٌّ لِلْعَشِیْرَةِ فَاجِعُ

بشر، ثابت اور حزن، کو قوم کے نیزوں نے مُصیبت پہنچائی اور ان میں سے ہر ایک قبیلے کے لئے باعث غم تھا۔

فَاجِعٌ : بڑا غم، فَجَعَ (ف) فَجْعًا : سخت تکلیف پہنچانا، مصیبت زدہ بنانا۔

(۳) طَعَنَّا زِيَادًا فِي إِسْتِهِ وَهُوَ مُدْبِرٌ ۔۔۔ وَثَوْرًا أَصَابَتْهُ السُّيُوفُ الْقَوَاطِعُ

ہم نے زیاد کی پیٹھ میں نیزہ مارا، جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا اور ثور کو کاٹنے والی تلواروں نے زخمی کیا۔

(٤) وَأَدْرَكَ هَمَّامًا بِأَبْيَضَ صَارِمٍ ۔۔۔ فَتًى مِنْ بَنِي عَمْرٍو طُوَالٌ مُشَايِعُ

اور ہمام کو بنو عمرو کے ایک لمبے، تعاقب کرنے والے نوجوان نے کاٹنے والی سفید تلوار لیکر پایا

أَبْيَضَ صَارِمٍ : کاٹنے والی سفید تیز تلوار۔ طُوَالٌ : طویل کا مبالغہ ہے

۔ مُشَايِعٌ : اسم فاعل : پیچھے آنے والا، تعاقب کرنے والا اور اسم مفعول بھی ہو سکتا ہے بمعنی مَتْبُوع : جس کے پیچھے چلا جائے۔

« مِن بنِي عَمرٍو » « ثَابِتٌ » سے متعلق ہو کر « فَتًى » کی صفت اُولیٰ ہے « طُوَالٌ مشَايِع » صفت ثانیہ اور ثالثہ ہے۔

(۵) وَقَدْ شَهِدَ الصَّفَّيْنِ عَمْرُو بْنُ مُحْرِزٍ ۔۔۔ فَضَاقَ عَلَيْهِ الْمَرْجُ وَالْمَرْجُ وَاسِعُ

اور عمرو بن محرز (لڑائی کی) دو صفوں میں حاضر ہوا، سو اس پر مقام مرج تنگ ہوا۔ حالانکہ مرج وسیع ہے۔

(٦) فَمَنْ يَكُ قَدْ لَاقَى مِنَ الْمَرْجِ غِبْطَةً ۔۔۔ فَكَانَ لِقَيْسٍ فِيهِ خَاصٍ وَجَادِعُ

اور جس نے "مقام مرج" میں خوشی حاصل کی ہو (سو اس نے کی ہوگی) لیکن قیس کے لئے وہاں خصی کرنے والے اور ناک کاٹنے والے تھے (سو انھیں وہاں کوئی خوشی نہیں ملی)

غِبْطَة : رشک، خوشی۔ خَاصٍ : اسم فاعل، اصل میں خَاصِیٌ ہے : خصی کرنے والا۔ خَصَى (ض) خَصْيًا، خِصَاءً خصی کرنا۔ جَادِعٌ : ناک کاٹنے والا، جَدَعَ (ف) جَدْعًا : ناک کاٹنا۔ بعض حضرات نے اس شعر کا ترجمہ یوں کیا ہے "جو شخص مقام مرج میں (ہماری کامیابی پر) رشک کرے (تو اس کا رشک کرنا بجا ہے) کیونکہ ہماری طرف سے وہاں بنو قیس کو خصی کرنے والے اور (ان کی) ناک کاٹنے والے موجود تھے"

« خَاصٍ وجَادِع » « كَان » کا اسم ہے « لِقَيْسٍ » « ثَابِتًا » سے متعلق ہو کر « كَان » کی خبر ہے اور « فيه » « كان » سے متعلق ہے۔

وَقَالَ زُفَرُ بْنُ الحَارِث

(١) أَفِي اللهِ أَمَّا بَحْدَلٌ وَابْنُ بَحْدَلٍ ۔۔۔ فَيَحْيَى وَأَمَّا ابْنُ الزُّبَيْرِ فَيُقْتَلُ

کیا یہ اللہ کا حکم ہے کہ "بحدل" اور "ابن بحدل" تو زندہ رہیں گے اور "عبداللہ ابن زبیرؓ" کو قتل کر دیا جائے گا۔

أَفِي اللهِ : أَيْ : أَفِي حُكْمِ اللهِ، وَمَرضٰى حُكْمِهٖ، کیا اللہ کے حکم میں سے یہ بات ہے؟ ہمزۂ استفہام انکار کے لئے ہے۔

(٢) كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللهِ لَا تَقْتُلُوْنَهٗ ۔۔۔ وَلَمَّا يَكُنْ يَوْمٌ أَغَرُّ مُحَجَّلُ

تم نے جھوٹ بولا خانہ خدا کی قسم! تم اُس کو قتل نہیں کر سکتے ہو، اس حال میں کہ اب تک ایک روشن اور واضح دن واقع نہیں ہوا (یعنی ابھی تک مشہور لڑائی نہیں ہوئی اور جب تک خوب جنگ نہ ہو جائے اس وقت تک تم اس کو قتل نہیں کر سکتے ہو)

أَغَرّ : سفید، شریف، جمع : غُرٌّ۔ غَرَّ (س) غَرَارَة : چمکنا، روشن ہونا — مُحَجَّل : مِنَ الفَرَس : ٹانگوں میں سفیدی والا گھوڑا۔ يَوْمٌ أَغَرُّ مُحَجَّلٌ سے مشہور و ممتاز دن مراد ہے۔ لَمَّا يَكُنْ : أَيْ لَمْ يَكُنْ۔

(٣) وَلَمَّا يَكُنْ لِلْمَشْرَفِيَّةِ فَوْقَكُمْ ۔۔۔ شُعَاعٌ كَقَرْنِ الشَّمْسِ حِيْنَ تَرَجَّلُ

اور ابھی تک مشرفی تلواروں کے لئے تمہارے اُوپر سورج کے کنارہ کی طرح جب وہ خوب بلند ہو جاتا ہے، شعاعیں نہیں (چمکی) ہیں (تو تم اس کو کیسے قتل کر سکتے ہو)

تَرَجَّلُ : اصل میں تَتَرَجَّلُ تھا۔ ایک تا۔ کو تخفیفاً حذف کر دیا۔ تَرَجَّلَتِ الشَّمْسُ : سورج کا بلند ہونا۔ تَرَجَّلَ الرَّاكِبُ : سواری سے اُتر کر پیدل چلنا۔ وَرَجِلَ (س) رَجَلًا : ٹانگ کا بڑھ جانا، پیدل چلنا۔ قَرْنُ الشَّمْسِ : سورج کا کنارہ جو طلوع ہوتے وقت شروع میں نظر آتا ہے۔

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ الجَعْدِ

تعارف : یہ بنو حازم کے پاس گیا اور اُن کے جوار میں رہنے لگا لیکن اُس کی

اتنی خاطر و مدارت نہیں کی گئی، جتنی کی اس کو توقع تھی، اسی کے بارے میں کہتا ہے:

(۱) أَبْلِغْ بَنِي حَازِمٍ أَنِّي مُفَارِقُهُمْ وَقَائِلٌ لِجِمَالِي غُدْوَةً بِينِي

بنو حازم کو میرا پیغام پہنچا دے کہ میں اُن سے جدا ہونے والا ہوں اور اپنے اونٹوں سے صبح کے وقت کہنے والا ہوں کہ "جدائی اختیار کر لو"

جِمَال: اونٹ، مفرد، جَمَل۔ غُدْوَةٌ: فجر اور طلوعِ آفتاب کے درمیان کا وقت، جمع، غُدًا۔ بِينِي: امر حاضر مؤنث۔ بَانَ (ض) بَيْنًا، جدا ہونا۔

(۲) إِنِّي امْرُؤٌ غَرِضٌ مِنْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ لَا شِدَّتِي تُبْتَغَى فِيهَا وَلَا لِينِي

میں ہر اس جگہ سے اُکتا جانے والا آدمی ہوں، جس میں میری شدت و نرمی طلب نہ کی جائے (یعنی جہاں میری طرف توجہ نہ رہے وہاں سے میں اُکتا جاتا ہوں)

غَرِضٌ: صیغہ، صفت: اُکتانے والا۔ غَرِضَ مِنْهُ (س) غَرَضًا: اکتانا، تنگ دل ہونا۔

"لا شِدَّتِي تُبْتَغَى فيها" "مَنزلة" کی صفت ہے۔ "شدّتی" "لا" کا اسم اور "تبتغی فیها" اس کی خبر ہے "لا لینی" کا عطف "لا شدتی" پر ہے۔

وَقَالَ الْقَتَّالُ الْكِلَابِيُّ

(۱) إِذَا هَمَّ هَمًّا لَمْ يَرَ اللَّيْلَ غُمَّةً عَلَيْهِ وَلَمْ تَصْعُبْ عَلَيْهِ الْمَرَاكِبُ

جب وہ ارادہ کرتا ہے تو رات کو باعثِ غم نہیں سمجھتا (بلکہ رات میں بھی وہ اپنے ارادہ کی تکمیل کے لئے کوشاں رہتا ہے) اور سواریاں اس کے لئے باعثِ صعوبت نہیں ہوتی ہے۔

غُمَّةٌ: غم اور پریشانی، جمع: غُمَم۔

(۲) قَرَى الْهَمَّ إِذْ ضَافَ الزَّمَاعَ فَأَصْبَحَتْ مَنَازِلُهُ تَعْتَسُّ فِيهَا الثَّعَالِبُ

وہ ارادہ کی ضیافت کر گزرتا ہے، جب وہ ارادہ مہمان بن جائے، چنانچہ اس کے گھروں میں لومڑیاں گھومتی رہتی ہیں (یہ کنایہ ہے خالی ہونے سے یعنی وہ ارادہ کی تکمیل کے لئے نکل جاتا ہے اور گھر اُس کا خالی ہو جاتا ہے۔)

قَرَى: (ض) قِرًى، قَرًى، مہمان نوازی کرنا۔ ضَافَ: (ض) ضَيْفًا: مہمان

بنا۔ زَمَاع : تیزی، پختہ ارادہ، کسی کام کو کرگذرنا۔ زَمِعَ (س) زَمَعًا، زِمَاعًا : تیز ہونا۔ پختہ ارادہ کرنا۔ زَمَعَ (ف) زَمَعَانًا : تیز چلنا۔ تَعَتَّسُ : از باب افتعال وَعَسَّ (ن) عَسًّا : مشکوک لوگوں کی تلاش میں رات کو چکر لگانا۔ اعْتَسَّ الشَّیْءَ : تلاش کرنا۔
ثَعَالِب : مفرد : ثَعْلَبٌ : لومڑی۔

«الْهَمّ» «قَرَی» کا مفعول بہ ہے اور «الزَّمَاع» «ضَافَ» کا فاعل ہے، اُوپر ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ «الزَّمَاع» «قری» کا مفعول ثانی ہو اور «الْهَمّ» مفعول اوّل اور «ضَافَ» کا فاعل اس میں ضمیر کو قرار دیا جائے۔ اس صُورت میں ترجمہ ہوگا۔ "وہ ارادہ کی ضیافت کرتا ہے کرگزرنے کے ساتھ یا تیزی کے ساتھ جب ارادہ مہمان بن جائے" اس صُورت میں «الزَّمَاع» کا ترجمہ "کرگزرنے" یا "تیزی" کے ساتھ کریں گے۔ جبکہ فاعل ہونے کی صُورت میں اس کا ترجمہ "پختہ ارادہ" ہوگا۔

(۳) جَلِيدٌ كَرِيمٌ خِيمُهُ وَطِبَاعُهُ ۔۔۔ عَلَى خَيْرِ مَا تُبْنَى عَلَيْهِ الضَّرَائِبُ

وہ مضبوط (اور) شریف الطبع ہے، اُس کی طبیعت ان بہترین اَوصاف پر (پیدا کی گئی) ہے، جن پر (اچھی) طبیعتوں کی بُنیاد رکھی جاتی ہے۔

جَلِيد : مضبوط۔ خِيم : طبیعت، خصلت۔ ضَرَائِب : مفرد: ضَرِيبَةٌ : خصلت، عادت۔

«طِبَاعُہ» مبتدا ہے اور «عَلٰی خَیر» اس کی خبر ہے۔

(۴) إِذَا جَاعَ لَمْ يَفْرَحْ بِأَكْلَةِ سَاعَةٍ ۔۔۔ وَلَمْ يَبْتَئِسْ مِنْ فَقْدِهَا وَهُوَ سَاغِبُ

جب وہ بھوکا ہوتا ہے تو وقتی کھانے سے خوش نہیں ہوتا اور نہ بھوک کی حالت میں کھانے کے مفقود ہونے سے مایوس ہوتا ہے (یعنی غنیٰ کی وجہ سے خوش ہوتا ہے نہ فقر سے غمگین)

يَبْتَئِسُ : ابتِئَاسًا : مایوس و غم گین ہونا۔ مادہ : (ب ء س) سَاغِب : بھوکا۔ سَغَبَ (ن) سَغْبًا، سُغُوبًا وَسَغِبَ (س) سَغَبًا : بھُوکا ہونا۔

(۵) يَرَى أَنَّ بَعْدَ الْعُسْرِ يُسْرًا وَلَا يَرَى ۔۔۔ إِذَا كَانَ يُسْرٌ أَنَّهُ الدَّهْرَ لَازِبُ

وہ سمجھتا ہے کہ تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے، اُس کی رائے یہ نہیں ہے کہ جب آسانی (اور خوش عیشی) ہو تو وہ ہمیشہ ثابت رہے گی (بلکہ کبھی تنگی اور فراخی

قدرتی نظام کا تقاضہ ہے۔)

لَازِب: ثابت ولازم۔ لَزَبَ(ن) لُزُوبًا: ثابت ہونا۔ چپک جانا۔

"کَانَ یُسْرٌ" میں "کَانَ" تامہ ہے "اَنَّہ الدَّھر" پورا جملہ "لا یزی" کا مفعول آ ہے "الدَّھرَ" "لازبٌ" کے لئے ظرف مقدم ہے۔

وَقَالَ أَوسُ بنُ حَجنَاءَ

(۱) إِذَا الْمَرءُ أَوْلَاكَ الْهَوَانَ فَأَوْلِهِ ۔۔۔ هَوَانًا وَإِنْ كَانَتْ قَرِيبًا أَوَاصِرُهْ

جب کوئی آدمی تجھ کو ذلت دے تو تو بھی اُس کو ذلت دے اگرچہ اس کی رشتہ داری کے تعلقات قریب ہوں۔

أَوْلَاكَ۔ إِيلَاءً: قریب کرنا، یہاں عطا کرنے کے معنی میں ہے۔ أَوَاصِر: مفردہ: آصِرَةٌ: رشتہ، تعلق۔

"أَوَاصِرَ" "کَانَتْ" کا اسم مؤخر ہے اور "قَرِيبًا" خبر مقدم ہے

(۲) فَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَقْدِرْ عَلَى أَنْ تُهِينَهُ ۔۔۔ فَذَرْهُ إِلَى الْيَوْمِ الَّذِي أَنْتَ قَادِرُهْ

اگر تو اُس کو ذلیل کرنے پر قادر نہ ہو سکے تو اس دن تک اُس کو چھوڑ دے جس دن تجھے اس پر قدرت حاصل ہو۔

(۳) وَقَارِبْ إِذَا مَا لَمْ تَكُنْ لَكَ حِيلَةٌ ۔۔۔ وَصَمِّمْ إِذَا أَيْقَنْتَ أَنَّكَ عَاقِرُهْ

اور اُس کے قریب ہونا جا اگر تیرے لئے کوئی حیلہ نہ ہو اور عزم کر جب تجھے یقین ہو جائے کہ تو اس کے پاؤں کاٹ سکتا ہے۔

صَمِّمْ: تَصْمِيمًا: پختہ ارادہ کرنا، ارادہ میں ثابت قدم رہنا۔ عَاقِرٌ: ٹانگیں کاٹنے والا۔ عَقَرَ (ض) عَقْرًا: ٹانگ کاٹنا، جانور کے کھر کاٹنا۔

وَقَالَ آخَرُ

(۱) إِنِّي إِذَا مَا الْقَوْمُ كَانُوا أَنْجِيَهْ ۔۔۔ وَاضْطَرَبَ الْقَوْمُ اضْطِرَابَ الْأَرْشِيَهْ

جب قوم (شدت خوف سے مختلف گروہوں میں بٹ کر) سرگوشی اور مشورہ کرنے والی ہو اور قوم ڈول کی رسیوں کی مانند مضطرب ہو (اور پریشان ہو۔)

أَنْجِیَة : مفرده : نَجِیٌّ : سرگوشی کرنے والا ۔ أَرْشِیَة : مفرده : رِشَاء : رسی ۔

(۲) وَشُدَّ فَوْقَ بَعْضِهِمْ بِالْأَرْوِیَةِ مُنَالِکَ أَوْصِینِی وَلَا تُوصِی بِیَهْ

اور بعض کو (سواری سے گر پڑنے کے ڈر سے) رسیوں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہو اس وقت (دوسروں کو بچانے کی) مجھ سے سفارش کر اور میرے متعلق کسی سے سفارش نہ کر (کیونکہ ایسے شدائد میں نہ صرف یہ کہ میں اپنا بچاؤ کر سکتا ہوں بلکہ دوسروں کی حفاظت بھی میرا کام ہے۔)

أَرْوِیَة : مفرده : رِوَاء : رسی : أَوْصِینِی : بِہٖ فُلَانًا ۔ إِیْصَاءٌ : سفارش کرنا۔ أَوْصٰی إِلَیْہِ : وصیت کرنا۔

«لاتوصی بیہ» اصل میں «لاتوصی بی» ہے «بی» کے آخر میں ہا سکتہ بڑھادی ہے۔

وَقَالَ لُمُتَلَمِّسُ

(۱) أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْمَرْءَ رَهْنُ مَنِیَّةٍ صَرِیْعًا لِعَافِی الطَّیْرِ أَوْ سَوْفَ یُرْمَسُ

کیا تو نے نہیں سمجھا کہ آدمی موت کا مرہون (اور گروی) ہے اس حال میں کہ گوشت خور پرندوں کے لئے پچھاڑا ہوا ہوگا یا عنقریب دفن کیا جائے گا۔ (شاعر اپنی قوم کو انتقام پر برانگیختہ کرتا ہے کیونکہ شاعر کی قوم کی دشمنی تھی بکر بن وائل سے، نیز نعمان بن منذر پر تعریض بھی ہے کیونکہ اس نے بکر بن وائل کی مدد کی تھی اور یمامہ پر قبضہ کی کوشش کی تھی۔)

عَافِی : بخشنے والا، گھاس پانی تلاش کرنے والا۔ جمع : عُفَاة ۔ عَافِی الطَّیْرِ : گوشت تلاش کرنے والا پرندہ ۔ یُرْمَسُ : مضارع مجہول (ن) رَمْسًا : دفن کرنا۔

(۲) فَلَا تَقْبَلَنْ ضَیْمًا مَخَافَةَ مِیْتَةٍ وَمُوْتَنْ بِهَا حُرًّا وَجِلْدُکَ أَمْلَسُ

چنانچہ تو موت کے خوف کی وجہ سے ظلم قبول نہ کر اور اس خوف کی وجہ سے شریف ہو کر مر۔ اس حال میں کہ تیری کھال چکنی (یعنی ننگ و عار کے داغ سے صاف) ہو۔

أَمْلَسُ : نرم و چکنا ۔ مَلِسَ (س) مَلَسًا : نرم اور چکنا ہونا۔

«مُوْتَنْ» واحد امر حاضر با نون تاکید خفیفہ «حُرًّا» «مُوْتَن» کی ضمیر سے حال اول اور «وَ جِلْدُکَ ....» حال ثانی ہے۔ «بِهَا» ضمیر «مَخَافَةً» کیطرف راجع ہے۔

(۳) فَمَنْ طَلَبِ الْأَوْتَارِ مَاحَزَّ أَنْفَهُ قَصِيرٌ وَخَاضَ الْمَوْتَ بِالسَّيْفِ بَيْهَسُ

اور (جذیمہ کے) قصاص کی طلب کی وجہ سے قصیر نے اپنی ناک کاٹی اور بیہس تلوار لے کر موت میں گھس گیا۔

أَوْتَار : مفرده : وَتِرٌ : قصاص، انتقام۔ حَزٌّ : (ن) حَزًّا : کاٹنا۔ قَصِير: جذیمہ کا ساتھی ہے، اس نے زبّاء۔ نامی رومی عورت سے جذیمہ کا قصاص لیا تھا، زبّاء نے جذیمہ کو قتل کیا تھا۔ بَيْهَس : آدمی کا نام ہے، اس کے سات بھائی قتل کئے گئے تھے۔ اس کا لقب «نَعَامَة» ہے جیسا کہ اگلے شعر میں آرہا ہے۔

«مَاحَزَّ» میں «ما» زائدہ ہے یا مصدریہ ہے۔

(۴) نَعَامَةُ لَمَّا صَرَّعَ الْقَوْمُ رَهْطَهُ تَبَيَّنَ فِي أَثْوَابِهِ كَيْفَ يَلْبَسُ

یعنی نعامہ جب اس کی جماعت کو قوم نے مار ڈالا تو وہ اپنے لباس میں کس طرح ملبوس ہو کر ظاہر ہوا؟ (اور وہ اس طرح کہ جب اس کے آدمی قتل ہو گئے تو اس نے شلوار قمیص کی جگہ اور قمیص کو شلوار بنا کر پہنا اور کہا کہ جب تک قصاص نہ لوں گا اُس وقت تک ویسا ہی رہوں گا چنانچہ اس کی قوم نے اس کی مدد کی اور قصاص لیا۔)

نَعَامَة : پہلے شعر میں «بَيْهَس» سے بدل یا عطف بیان ہے۔ صَرَّعَ : نصر یعًا، پچھاڑنا، مار ڈالنا۔

(۵) وَمَا النَّاسُ إِلَّا مَا رَأَوْا وَتَحَدَّثُوا وَمَا الْعَجْزُ إِلَّا أَنْ يُضَامُوا فَيَجْلِسُوا

اور لوگ (اعتبار) نہیں (کرتے) ہیں مگر اس چیز کا جس کو وہ دیکھتے ہیں یا اس بات کا جس کو وہ بیان کرتے ہیں اور عجز بجز اس کے نہیں ہے کہ ان پر ظلم کیا جائے پس وہ (خاموش ہو کر) بیٹھے رہیں

(۶) أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْجَوْنَ أَصْبَحَ رَاسِيًا تُطِيفُ بِهِ الْأَيَّامُ مَا يَتَأَيَّسُ

کیا تو نے "جون" قلعہ نہیں دیکھا جو (اپنی جگہ) قائم ہے۔ ایام (کے حوادث) نے اس کو گھیرا ہے، لیکن وہ تابع نہیں بنا۔

رَاسِيًا : قائم و ثابت۔ تُطِيفُ بِهِ : أَطَافَ بِالشَّيْءِ : نازل ہونا، احاطہ کر لینا۔ مادہ (طوف) يَتَأَيَّسُ : از باب تفعّل : تابع ہونا، نرم ہونا۔ أَيِسَ (س) أَيْسًا، إِيَاسًا : ناامید ہونا۔

(۷) عَصٰی تُبَّعًا أَیَّامَ أُهلِکَتِ القُرٰی یُطَانُ عَلَیْهِ بِالصَّفِیحِ وَیُکْلَسُ

جون قلعہ نے تبع نامی بادشاہ کی نافرمانی کی جب بستیاں تباہ کی گئیں (تبع نے تباہی مچاکر تمام شہر فتح کئے لیکن اس قلعہ کو فتح نہ کرسکا۔)جس پر سفید پتھر لگایا جاتا تھا اور چونا لیپا جاتا تھا۔

یُطَانُ : مضارع مجہول، طَانَ (ض) طَیْنًا : گارے سے لیپنا۔ صَفِیحٌ : سفید چکنا پتھر۔ یُکْلَسُ : مضارع مجہول، کَلَسَ (ض) کَلْسًا : چونے یا گچ سے لیپنا۔ چونا لگانا

(۸) هَلُمَّ إِلَیْهَا قَدْ أُثِیرَتْ زُرُوعُهَا وَعَادَتْ عَلَیْهَا المَنْجَنُونُ تَکَدَّسُ

(اے نعمان!) تو یمامہ کی طرف آ، اس کے کھیت زراعت کے لئے درست کئے گئے ہیں اور رہٹ نے جو اوپر نیچے (پے درپے) آتا ہے، اس پر احسان کیا ہے یعنے اس کو تازہ کیا ہے۔

أُثِیرَتْ : ماضی مجہول : أَثَارَ الأَرضَ : زمین کو زراعت کے لئے درست کرنا۔ المَنْجَنُونَ : رہٹ ۔ تَکَدَّسَ : ایک دوسرے کے اوپر ہونا۔ کَدَسَ (ض) کَدْسًا : دفع کرنا۔ عَادَتْ : عَادَ (ن) عَوْدًا : لوٹنا۔ عَادَ (ض) عِیَادَةً: عیادت کرنا۔ عَادَ فلانًا بالمَعرُوفِ : نیکی وبھلائی کرنا، یہاں اسی معنے میں ہے «تَکَدَّسُ» «المَنْجَنُونُ» سے حال ہے۔

(۹) وَذَالِکَ أَوَانُ العِرْضِ حَیٌّ ذُبَابُهُ زَنَابِیرُهُ وَالأَزْرَقُ المُتَلَمِّسُ

اور یہ وقت وادی عرض کی سیر کا ہے کہ اس کی مکھیاں یعنے بھڑیں اور (خوشبو) تلاش کرنے والی نیلی تتلیاں زندہ (اور تازہ) ہیں۔

زَنَابِیر : مفرد: زُنْبُور : بھڑ، الأَزْرَق : نیلی تتلی۔ المُتَلَمِّسُ : تلاش کرنے والا، اس لفظ کے استعمال کی وجہ سے شاعر کا لقب متلمس مشہور ہوا، اس کا اصل نام جریر بن عبدالمسیح ہے۔ عِرْض : یمامہ میں ایک وادی کا نام ہے۔

«زَنَابِیرُهُ» «ذُبَابُهُ» سے بدل ہے۔

(۱۰) یَکُونُ نَذِیرٌ مِنْ وَرَائِیَ جُنَّةً وَیَنْصُرُنِی مِنْهُمْ جُلَیٌّ وَأَحْمَسُ

(جب تو آئے گا) تو بنو نذیر میرے سامنے میری ڈھال ہوں گے اور ان میں سے جلی اور احمس میری مدد کرینگے۔

جُنَّةٌ : ڈھال، پردہ، جمع : جُنَنٌ۔

(۱۱) وَجَمْعَ بَنِي قُرَّانَ فَاعْرِضْ عَلَيْهِمْ ۔۔۔ فَإِنْ يَقْبَلُوا هَاتَا الَّتِي نَحْنُ نُوبَسُ

(اے نعمان!) تو بنو قران کی جماعت کے پاس آ، اور (یمامہ کے قبضہ کا ارادہ) اُن پر پیش کر چنانچہ اگر وہ اس (ذلت آمیز) معاملہ کو قبول کریں جس پر ہم مجبور کئے جا رہے ہیں (یعنے یمامہ پر قبضہ کو قبول کریں۔)

هاتا : اسم اشارہ مؤنث قریب، ذا، ذہ، تا، تہ وغیرہ اسمائے اشارہ ہیں، اُن کے شروع میں «ها» حرف تنبیہ داخل کرتے ہیں۔ نُوبَسُ : مضارع مجہول صیغہ جمع متکلم، اصل میں نُؤْبَسُ تھا، ہمزہ ماقبل ضمہ کی وجہ سے واؤ سے تبدیل ہوا تو «نُوبس» ہوگیا۔ أَبَسَ (ض) أَبْسًا : بدسلوکی سے پیش آنا، ڈرانا، ملامت کرنا، قید کرنا، یہاں مجبور کرنا مراد ہے۔

«وجَمْعَ بَنِي قُرَّان» فعل محذوف «إِئْتِ» کی وجہ سے منصوب ہے۔ «فَإِنْ يَقْبَلُوا» شرط ہے۔ جواب شرط اگلے شعر میں ہے۔

(۱۲) فَإِنْ يَقْبَلُوا بِالوُدِّ نَقْبَلْ بِمِثْلِهِ ۔۔۔ وَإِلَّا فَإِنَّا نَحْنُ آبَى وَأَشْمَسُ

سو اگر وہ خوشی سے قبول کرتے ہیں تو ہم بھی بخوشی قبول کر لیں گے ورنہ ہم بہت انکار کرنے والے اور سرکش ہیں۔ (یمامہ پر قبضہ نہ ہونے دیں گے۔)

آبَى : یہ أَبَى (ف) إِبَاءً سے صیغہ اسم تفضیل ہے : بہت زیادہ انکار کرنے والا۔
أَشْمَسُ : صیغہ تفضیل : شَمَسَ (ن) شُمُوسًا، شِمَاسًا : انکار کرنا۔
«فَإِنْ يَقْبَلُوا» پہلے شعر میں «إِنْ يَقْبَلُوا» سے بدل ہے۔ «نَقْبَلُ» جزاء ہے

(۱۳) وَإِنْ يَكُ عَنَّا فِي حُبَيْبٍ تَثَاقُلٌ ۔۔۔ فَقَدْ كَانَ مِنَّا مِقْنَبٌ مَا يُعَرِّسُ

اور اگر بنو حبیب (کے دلوں) میں ہماری طرف سے بوجھ ہو (اور وہ ہماری مدد نہ کریں تو ہمیں کوئی ڈر نہیں) کیونکہ ہم میں سے ایک ایسی جماعت ہے جو شب کے آخر میں بھی آرام کے لئے نہیں اُترتی (تو وہ ہماری مدد کرے گی) (اور یہ اس لئے کہا کہ بنو بکر کے ساتھ شاعر کی قوم کی دشمنی تھی کیونکہ وہ یمامہ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور نعمان اس سلسلہ میں بنو بکر کی مدد کر رہا تھا، آخری شعروں میں نعمان کو یمامہ آنے کی جو دعوت دی گئی ہے یہ استہزاء و طنز ہے۔)

مِقْنَبٌ : گھوڑوں کی جماعت، جمع : مَقَانِبُ، مادہ (ق ن ب) يُعَرِّسُ : تَعْرِيسًا : آخر شب میں آرام کے لئے اترنا۔

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ نَاشِبٍ

(١) تُفَنِّدُنِي فِيمَا تَرَى مِنْ شَرَاسَتِي وَشِدَّةِ نَفْسِي أُمُّ سَعْدٍ وَمَا تَدْرِي

ام سعد میری بدخلقی اور سخت مزاجی دیکھ کر مجھے ملامت کرتی ہے اور (حقیقت حال کو) نہیں جانتی ہے۔

تُفَنِّدُنِي : تَفْنِيدًا : ملامت کرنا، خطا کار ٹھہرانا، ضعیف العقل بنانا۔ وَفَنِدَ (س) فَنَدًا : کھوسٹ ہونا، بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف العقل ہونا۔ شَرَاسَتِي : مصدر، بدخلقی شَرِسَ (س) شَرَاسَةً : بدخلق ہونا۔ شِدَّةُ نَفْسِي : میرے نفس کی سختی، سخت مزاجی۔ «اُمُّ سَعْد» «تُفَنِّدُ» کا فاعل ہے «مِنْ شَرَاسَتِي» «مَا» کا بیان ہے۔

(٢) فَقُلْتُ لَهَا إِنَّ الْكَرِيمَ وَإِنْ حَلَا لَيُلْفَى عَلَى حَالٍ أَمَرَّ مِنَ الصَّبْرِ

میں نے اُس سے کہا کہ شریف آدمی اگرچہ (خوش اخلاق) میٹھا ہوتا ہے تاہم وہ ایسے حال میں بھی پایا جاسکتا ہے جب کہ وہ ایلوے سے بھی زیادہ تلخ ہو۔

حَلَا : (ن) حُلُوًّا : میٹھا ہونا۔ يُلْفَى : مضارع مجہول : وہ پایا جاتا ہے۔ الصَّبْر : مفردہ : صَبِرَةٌ : ایلواء، جمع : صُبُورٌ۔ وزن شعری کی وجہ سے شعر میں الصَّبْر کے باء کو ساکن کیا ہے

(٣) وَفِي اللِّينِ ضَعْفٌ وَالشَّرَاسَةِ هَيْبَةٌ وَمَنْ لَمْ يُهَبْ يُحْمَلْ عَلَى مَرْكَبٍ وَعْرِ

اور نرم مزاجی میں ضعف ہے اور بدخلقی میں رُعب ہے اور جس کا رُعب نہیں ہوتا وہ سخت سواری پر سوار کیا جاتا ہے۔

وَعْر : صیغہ صفت اور مصدر : سخت، مشکل۔ وَعَرَ (ض) وَعْرًا : سخت اور مشکل ہونا۔

(٤) وَمَا بِيَ عَلَى مَنْ لَانَ لِي مِنْ فَظَاظَةٍ وَلٰكِنَّنِي فَظٌّ أَبِيٌّ عَلَى الْقَسْرِ

اور جو مجھ سے نرمی کے ساتھ پیش آتا ہے اس کے لئے میں بدخو نہیں ہوں لیکن میں بدخو اور انکار کرنے والا ہوں زبردستی (اور جبر و تشدد) کی صورت میں۔

فَظٌّ : بدمزاج۔ قَالَ اللهُ تبارك وتعالىٰ «وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ» أَبِيٌّ : صیغہ صفت : سخت انکار کرنے والا۔ القَسْر : مصدر مجبوری، زبردستی۔ قَسَرَ (ض) قَسْرًا : مجبور کرنا۔

پہلے مصرعہ کی اصل عبارت ہے۔ «مَا بِي مِنْ فَظَاظَةٍ عَلَى مَنْ لَانَ لِي»

۵ أُقِيمُ صَغَى ذِي المَيلِ حتّى أَرُدَّهُ وَأَخْطِمُهُ حتّى يَعُودَ إِلى القَدْرِ

میں ٹیڑھے آدمی کی کجی سیدھی کرتا ہوں حتیٰ کہ اس کو لوٹا دیتا ہوں (اس کی اصل حالت پر) اور اس کی ناک میں نکیل ڈالتا ہوں یہاں تک کہ وہ اپنے مرتبہ کی طرف لوٹے

صَغیٰ : کجی، میلان۔ صَغِیَ (س) صَغیً : مائل ہونا۔ قال اللّٰہ عزوجلّ: "وَلِتَصْغیٰ إِلَیْہِ أَفْئِدَۃُ الَّذِیْنَ......" ذِی المَیْل : کجی والا۔ أَخْطِمُ : (ض) خَطْمًا نکیل ڈالنا۔ أُقِیْمُ : أُصْلِحُ : میں اصلاح کرتا ہوں

۶ فَإِنْ تَعْذُلِيني تَعْذُلِي بِي مُرَزَّءًا كَرِيمَ نَثَا الإِعْسَارِ مُشْتَرَكَ اليُسْرِ

چنانچہ (ان تمام باتوں کے باوجود تو میری بدخلقی پر مجھ کو) اگر ملامت کرے گی تو تو ایک ایسے شریف آدمی کو ملامت کرے گی جس کی تنگ دستی کی خبر اچھی ہے۔ (کیونکہ وہ افلاس کسی پر ظاہر نہیں کرتا) اور اس کی تونگری سب میں مشترک ہے (کیونکہ وہ اپنی دولت سب میں تقسیم کرتا ہے۔)

مُرَزَّأ : علیٰ وزنِ مُعظَّم : شریف وفیاض، جمع : مُرَزَّؤُوْنَ۔ نَثَا : خبر، مادہ (ن ث و) کَرِیْمُ نَثَا الإِعْسَار : جس کی تنگدستی کی خبر اچھی ہو۔

۷ إِذَا هَمَّ أَلْقَى بَيْنَ عَيْنَيْهِ عَزْمَهُ وَصَمَّمَ تَصْمِيمَ السُّرَيْجِيِّ ذِي الأَثْرِ

جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے عزم کو پیش نظر رکھتا ہے اور آبدار سریجی تلوار کی طرح (اپنا کام) کر گزرتا ہے

صَمَّمَ : کسی کام کو کر گزرنا۔ أَثْر : تلوار کا جوہر، تلوار کی چمک جمع : أُثُور۔ ذِی الأَثْر : آبدار، چمک دار۔ السُّرَیْجِیّ : سُرَیج کی طرف منسوب ہے، یہ ایک آدمی تھا جو عمدہ تلواریں بناتا تھا۔

وَقَالَ أَيْضًا

۱ لَا تُوعِدَنَّا يَا بِلَالُ فَإِنَّنَا وَإِنْ نَحْنُ لَمْ نَشْقُقْ عَصَا الدِّينِ أَحْرَارُ

اے بلال! ہمیں دھمکیاں نہ دیں، بیشک ہم آزاد ہیں اگرچہ ہم نے دین (یعنی طاعت) کی لاٹھی کو پھاڑا نہیں ہے (یعنی اگرچہ ہم نے نافرمانی اور بغاوت نہیں کی ہے، لیکن ہم غلام بھی نہیں ہیں کہ آپ کی دھمکیوں سے ڈریں۔)

شَقَّ العَصَا : اس نے لاٹھی پھاڑ دی، نافرمانی کے لئے بطور کنایہ استعمال ہوتا ہے۔
«أَحْرَار» «إِنَّا» کی خبر ہے۔

(۲) وَإِنَّ لَنَا إِمَّا خَشِينَاكَ مَذْهَبًا ۔۔۔ إِلَى حَيْثُ لَا نَخْشَاكَ وَالدَّهْرُ أَطْوَارُ

اور بالفرض آپ (کی دھمکیوں) سے اگر ہم ڈر بھی جائیں تو بھی ہمارے لئے ایسی جگہ تک جانے کا راستہ ہے جہاں ہم آپ سے بے خوف ہوں گے (کہ وہاں آپ کی حکمرانی نہ ہوگی) اور زمانہ (کے مختلف) حالات ہیں (لہٰذا ہم بھی کبھی غلبہ پا سکتے ہیں۔)

أَطْوَار : مفرده : طَوْر۔ اندازہ، ہیئت، حال، باری۔ قَالَ اللهُ عزّ وجلَّ: «وقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا»

«مَذْهَبًا» «إِنَّ لَنَا» کی خبر ہے۔ «إِمَّا» اصل میں «إِنْ مَا» ہے۔ «إِنْ» شرطیہ اور «ما» زائدہ ہے۔

(۳) فَلَا تَحْمِلَنَّا بَعْدَ سَمْعٍ وَطَاعَةٍ ۔۔۔ عَلَى غَايَةٍ فِيهَا الشِّقَاقُ أَوِ الْعَارُ

اطاعت اور فرمانبرداری کے (قبول کرنے کے) بعد تو ہمیں اس حد تک مجبور نہ کر جس میں بغاوت اور عار ہو (کیونکہ بغاوت سے فساد ہوگا جو آپ کے لئے ننگ و عار ہوگا)

الشِّقَاق : بغاوت، نافرمانی۔

(۴) فَإِنَّا إِذَا مَا الْحَرْبُ أَلْقَتْ قِنَاعَهَا ۔۔۔ بِهَا حِينَ يَجْفُوهَا بَنُوهَا لَأَبْرَارُ

کیونکہ جس وقت جنگ اپنی اوڑھنی اتار دے (یعنی کھلم کھلا جنگ شروع ہو جائے) اور فرزندانِ جنگ، جنگ سے اعراض کریں تو ہم فرمانبردار ہوں گے۔ (اور لڑتے رہیں گے آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔)

يَجْفُوهَا : (ن) جفاءً : اِعراض کرنا۔ «أَبْرَار» «إِنَّا» کی خبر ہے۔

(۵) وَلَسْنَا بِمُحْتَلِّينَ دَارَ هَضِيمَةٍ ۔۔۔ مَخَافَةَ مَوْتٍ إِنْ بِنَا نَبَتِ الدَّارُ

اور موت کے خوف سے ظلم (اور ذلت) کے گھر میں ہم اترنے والے نہیں ہیں جب کہ ہمارا گھر ہمیں موافق نہ آئے۔

مُحْتَلِّين : اترنے والے۔ اِحْتَلَّ۔ اِحْتِلَالًا : اترنا، قبضہ کرنا۔ نَبَتْ : (ن) نُبُوًّا: ناموافق ہونا۔

وَقَالَ قُرَادُ بنُ عَبَّادٍ

(۱) إِذَا الْمَرْءُ لَمْ تَغْضَبْ لَهُ حِينَ يَغْضَبُ — فَوَارِسُ إِنْ قِيلَ ارْكَبُوا الْمَوْتَ يَرْكَبُوا

اگر آدمی کے غضب کے وقت ایسے شہسوار غصہ نہ ہو جائیں کہ جن سے کہا جائے "موت پر سوار ہو جاؤ" تو وہ سوار ہو جائیں۔

«فَوَارِسُ» «تَغْضَبْ» کا فاعل ہے «إِنْ قِيلَ» جملہ شرطیہ «فَوَارِسُ» کی صفت ہے۔

(۲) وَلَمْ يَحْبُهُ بِالنَّصْرِ قَوْمٌ أَعِزَّةٌ — مَقَاحِيمُ فِي الْأَمْرِ الَّذِي يُتَهَيَّبُ

اور ایسی قوم اس کی مدد نہ کرے جو غالب (اور) ہیبت ناک معاملے میں گھسنے والی ہو۔

لَمْ يَحْبُهُ : اصل میں «يَحْبُوهُ» ہے۔ واؤ حرف علت لَمْ جازمہ کی وجہ سے گر گیا۔
حَبَا(ن) حَبْوًا : عطا کرنا۔ مَقَاحِيمُ : مفرد : مِقْحَامٌ : شدائد میں بے خطر کود پڑنے والا۔ یہ قاحِم کا اسم مبالغہ ہے۔
«أَعِزَّةٌ» «قومٌ» کی صفت اولیٰ «مَقَاحِيم» صفت ثانیہ ہے۔ الامرُ الَّذِي يُتَهَيَّبُ : وہ معاملہ جس سے ڈرا جائے۔

(۳) تَهَضَّمَهُ أَدْنَى الْعَدُوِّ وَلَمْ يَزَلْ — وَإِنْ كَانَ عِضًّا بِالظُّلَامَةِ يُضْرَبُ

تو اس کو ادنیٰ سا دشمن بھی توڑ لے گا اور وہ ظلم کے ساتھ ہمیشہ مار کھاتا رہے گا اگرچہ وہ شدید، قوی، تند مزاج ہو۔

عِضًّا : قوی، شدید اور تند خو مرد۔ ظُلَامَة : ظلم، جو چیز ظلماً لی جائے۔
«يُضْرَبُ» «لَمْ يَزَلْ» کی خبر ہے۔ أی «ولم يَزَل يُضْرَبُ بالظلامة وإن كان عِضًّا»

(۴) فَآخِ لِحَالِ السِّلْمِ مَنْ شِئْتَ وَاعْلَمَنْ — بِأَنَّ سِوَى مَوْلَاكَ فِي الْحَرْبِ أَجْنَبُ

چنانچہ صلح کے زمانہ میں جس سے چاہے بھائی چارہ قائم کر لے اور یہ جان لے کہ رشتہ داروں کے سوا جنگ میں تمام لوگ اجنبی ہوتے ہیں۔

آخِ : صیغہ امر حاضر۔ آخی۔ مُؤَاخَاةٌ : بھائی چارہ قائم کرنا۔ السِّلْمُ : صلح ۔ أَجْنَبُ : اجنبی۔

(۵) وَمَوْلَاكَ مَوْلَاكَ الَّذِي إِنْ دَعَوْتَهُ — أَجَابَكَ طَوْعًا وَالدِّمَاءُ تَصَبَّبُ

اور آپ کا رشتہ دار وہ شخص ہے کہ جب آپ پکاریں تو وہ بخوشی آپ کی دعوت

قبول کرے ایسے وقت میں کہ جب خون گرایا جاتا ہو (اور قتل ہو رہا ہو۔)
نُصَبَّبُ : مضارع مجہول از بابِ تفعیل : صَبَّبَ۔ تَصبِیبًا : گرانا، بہانا اور «تُصَبَّبُ» بابِ تفعّل سے مضارع مؤنث کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے۔ اصل میں «تَتَصَبَّبُ» تھا، ایک تاء کو تخفیفاً حذف کر دیا۔ تَصَبَّبُ : بہنا، گرنا۔

(٦) فَلَا تَخْذُلِ الْمَوْلَىٰ وَإِنْ كَانَ ظَالِمًا فَإِنَّ بِهِ تُثْأَىٰ الْأُمُورُ وَتُرْأَبُ

چنانچہ تو اپنے رشتہ داروں کا ساتھ نہ چھوڑ اگرچہ وہ ظالم ہوں کیونکہ انہیں کی وجہ سے کام بگاڑے اور سنوارے جاتے ہیں۔
تُثْأَىٰ : مضارع مجہول : ثَأَىٰ (ف) ثَأْيًا : پھاڑنا، فاسد کرنا۔ تُرْأَبُ : مجہول : رَأَبَ (ف) رَأْبًا : درست کرنا، مرمت کرنا۔

وَقَالَ زَاهِرُ أَبُو كِرَامٍ التَّيْمِيُّ

یہ تیم یشکری کے قتل کا تذکرہ کر رہا ہے اور اس کی بہادری کی تعریف کرتا ہے اس میں اپنی تعریف بھی آجائے گی کیونکہ بہادر آدمی کا قتل بڑی بہادری ہے، تیم یشکری کو اس نے قتل کیا تھا

(١) لِلّٰهِ تَيْمٌ أَيُّ رُمْحِ طِرَادٍ لَاقَى الْحِمَامُ بِهِ وَنَصْلِ جِلَادِ

اللہ ہی کے لئے تیم ہے (یہ جملہ تعجب اور مدح کے وقت کہا جاتا ہے) جب کہ اس کے ساتھ موت نے ملاقات کی، وہ کیا ہی دفع کرنے والا نیزہ اور کیا ہی زبردست لڑائی کی تلوار تھا۔
طِرَاد : دفع کرنا۔ نَصْل : چاقو کا پھل، تلوار، جمع : نِصَالٌ۔ جِلَاد : قِتَالٌ۔
«بہ» کی ضمیر «تَیْم» کی طرف راجع ہے اور یہ «لَاقٰی» کے لئے مفعول بہ ہے، باء مفعول پر داخل ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ «بہ» «طِرَاد» سے متعلق ہو «اَلْحِمَام» «لَاقٰی» کے لئے مفعول بہ ہو اور «لَاقٰی» میں ضمیر فاعل کو «تَیْمٌ» کی طرف راجع کیا جائے

(٢) وَمِحَشِّ حَرْبٍ مُقْدِمٍ مُتَعَرِّضٍ لِلْمَوْتِ غَيْرِ مُعَرِّدٍ حَيَّادِ

اور کس طرح جنگ کو بھڑکانے والا، آگے بڑھنے والا، موت کا سامنے کرنے والا تھا انحراف کرنے والا، اعراض کرنے والا نہیں تھا۔
مِحَشّ : بروزن مِفْعَلٌ : بھڑکانے کا آلہ۔ حَشَّ (ن) حَشًّا : سلگانا، بھڑکانا

مُعنِرد : انحراف کرنے والا۔ حَيَّاد : پھر جانے والا، اعراض کرنے والا

«وحش» کا عطف پہلے شعر میں «رمح» ہے

(٣) كَاللَّيثِ لَا يَثْنِيهِ عَنْ إِقْدَامِهِ خَوفُ الرَّدٰى وَقَعَاقِعُ الْإِيعَادِ

شیر کی طرح تھا، ہلاکت کا خوف اور دشمنوں کی دھمکیوں کی آوازیں اس کو اپنے اقدام سے پھیر نہیں سکتی تھیں۔

الرَّدٰی : ہلاکت۔ قَعَاقِع : مفرده : قَعْقَعَة : جھنکار، کڑکڑاہٹ، آواز۔

(٤) مُذِلٌ بِمُهْجَتِهِ إِذَا مَا كَذَّبَتْ خَوفَ الْمَنِيَّةِ نَجْدَةُ الْأَنْجَادِ

اپنی جان قربان کرنے والا تھا جب کہ موت کے خوف سے قوی لوگوں کی قوت خیانت کر جاتی تھی۔

مُذِلٌ : خرچ کرنے والا۔ مُهْجَة : نفس۔ كَذَّبَتْ : خیانت کرنا۔ نَجْدَة: قوت۔ الأَنْجَاد : مفرده : نَجِيدٌ : قوی، بہادر۔

«خَوفَ الْمَنِيَّةِ» «كَذَّبَتْ» کے لئے مفعول لہ ہے۔ «نَجْدَة» «كذبت» کا فاعل ہے۔

(٥) سَاقَيْتُهُ كَأْسَ الرَّدٰى بِأَسِنَّةٍ ذُلُقٍ مُؤَلَّلَةِ الشِّفَارِ حِدَادِ

میں نے اس کو جامِ ہلاکت پلایا، ایسے نیزوں سے جو صیقل دار تیز دھار والے باریک تھے۔

ذُلُق : مفرده : ذَلِيق : صیقل دار تیز۔ مُؤَلَّلَة : صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی: تیز: أَلَّلَ۔ تَأْلِيلًا : تیز کرنا۔ وأَلَّ (ن) أَلًّا : تیز ہونا۔ شِفَار : مفرده : شَفْرَةٌ : بڑی چوڑی چھری، تلوار کی دھار، مُؤَلَّلَةُ الشِّفَار : تیز دھار والی، حِدَاد : تیز۔

(٦) فَطَعَنْتُهُ وَالْخَيْلُ فِي رَهَجِ الْوَغٰى نَجْلَاءَ تَنْضَحُ مِثْلَ لَوْنِ الْجَادِيِ

میں نے اس کو نیزے کا ایسا چوڑا زخم لگایا جس سے زعفرانی رنگ جیسا خون ٹپک رہا تھا، اس حال میں کہ گھوڑے جنگ کے غبار میں (چھپے ہوئے) تھے۔

رَهَج : غبار۔ نَجْلَاء : کشادہ۔ تَنْضَح : (ض ف) نَضْحًا : ٹپکنا، چھڑکنا۔ الجَادِي : زعفران۔ «نَجْلَاء» «طَعْنَة» کی صفت ہے «تنضح» صفت ثانیہ ہے۔

(٧) فَكَأَنَّمَا كَانَتْ يَدِي مِنْ حَتْفِهِ لَمَّا انْثَنَيْتُ لَهُ عَلٰى مِيعَادِ

گویا کہ میرا ہاتھ اس کی موت کے مقررہ وقت پر تھا جب میں اس کی طرف (نیزہ لے کر) متوجہ ہوا۔ (کیونکہ وہ فوراً ہی مر گیا۔)

حَتْف : موت «عَلیٰ مِیْعَاد» کا تعلق «حَتْف» سے ہے۔

(٨) فَهَوٰی وَجَائِشُهَا یَفُوْرُ بِمُزْبِدٍ مِنْ جَوْفِهٖ مُتَتَابِعِ الْإِزْبَادِ

چنانچہ وہ گر پڑا اس حال میں کہ اس نیزہ کے زخم کا جوش مارنے والا خون اس کے پیٹ سے جھاگ کے ساتھ جوش مار رہا تھا پے درپے جھاگ پیدا کر رہا تھا۔

جَائِش : جوش مارنے والا خون مراد ہے۔ یَفُوْرُ : (ن) فَوْرًا، فَوَرَانًا : جوش مارنا۔ مُزْبِد : جھاگ۔

وَقَالَ عَمْرُو الْقَنَا

(١) اَلْقَائِلِیْنَ إِذَا هُمْ بِالْقَنَا خَرَجُوْا مِنْ غَمْرَةِ الْمَوْتِ فِیْ حَوْمَاتِهَا عُوْدُوْا

(میں ان لوگوں کی تعریف کرتا ہوں کہ) جب وہ اپنے نیزوں کی وجہ سے موت کی سختی سے نکل آتے ہیں تو (اپنے ساتھیوں سے) کہتے ہیں کہ اس شدت کے ہجوم میں دوبارہ لوٹو (اور پھر دشمنوں پر حملہ کرو)

حَوْمَاتِهَا : مفرده : حَوْمَةٌ : بڑا حصہ۔ حَوْمَةُ الْمَوْت : موت کا ہجوم

(٢) عَادُوْا فَعَادُوْا کِرَامًا لَا تَنَابِلَةً عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا رُعْشٌ رَعَادِیْدُ

اور جب (جنگ کی طرف) لوٹیں تو بہادروں کی طرح لوٹیں، لڑائی کے وقت پست قد (یعنی بزدل) اور (خوف کی وجہ سے) کانپنے اور کرزنے والے نہ ہوں۔

تَنَابِلَةٌ : مفرده : تِنْبَالٌ : پست قد۔ رُعْشٌ : مفرده : أَرْعَشُ : جس کے بدن میں رعشہ ہو۔ رَعَادِیْد : مفرده : رِعْدِیْد : بزدل، بہت کانپنے والا۔

(٣) لَا قَوْمَ أَکْرَمُ مِنْهُمْ یَوْمَ قَالَ لَهُمْ مُحَرِّضُ الْمَوْتِ عَنْ أَحْسَابِکُمْ ذُوْدُوْا

کوئی بھی قوم اُن سے بڑھ کر شریف ثابت نہ ہو جب موت کی ترغیب دینے والا اُن سے کہے کہ اپنے حسب نسب سے (ننگ و عار کو) دور کرو۔

وَقَالَ الْفَرَزْدَقُ

(١) إِنْ تُنْصِفُوْنَا یَالَ مَرْوَانَ نَقْتَرِبْ إِلَیْکُمْ وَإِلَّا فَأْذَنُوْا بِبِعَادِ

اے آلِ مروان ! اگر تم ہمارے ساتھ انصاف کرو گے تو ہم تمہارے

قریب رہیں گے ورنہ ہماری دُوری کی اطلاع سُن لو۔

فَأْذَنُوا : أَذِنَ بِهٖ (س) إِذْنًا : جاننا۔ أَذِنَ لَهٗ فِي الشَّيْءِ : اجازت دینا۔

(۲) فَإِنَّ لَنَا عَنْكُمْ مَزَاحًا وَمَذْهَبًا ۔۔۔ بِعِيْسٍ إِلَى رِيْحِ الْفَلَاةِ صَوَادِ

کیونکہ ہمارے لئے تم سے ہٹ جانے اور دُور جانے کی جگہ ہے، ایسے اُونٹوں پر سفر کرتے ہوئے جو صحرا کی ہوا کی طرف (مشتاق اور) پیاسے ہیں۔

عِيْس : مفرد : أَعْيَسُ وَعَيْسَاء : بھورے رنگ کا اُونٹ جس میں سُرخی اور سفیدی مخلوط ہوتی ہے۔ الفَلَاة : جنگل۔ صَوَاد : اصل میں «صَوَادِيٌ» ہے۔ یا۔ کو حذف کردیا، مفرد : صَادِيَةٌ : پیاس والی۔ صَدِيَ (س) صَدًى : پیاسا ہونا۔ مَزَاحًا : دُور رہنے کی جگہ۔ زَاحَ عنہ (ض) زَيْحًا : دُور ہونا۔

«عنکم» «مَزَاحًا» سے متعلق ہے «إِلَى رِيْح» «صَوَادٍ» سے متعلق ہے جو اشتیاق کے معنے کو متضمن ہے۔

(۳) مُخَيَّسَةٍ بُزْلٍ تَخَايَلُ فِي الْبُرَى ۔۔۔ سَوَارٍ عَلَى طُوْلِ الْفَلَاةِ غَوَادِ

جو سدھائے ہوئے تابعدار جوان اُونٹ ہیں، نکیلوں میں اکڑتے ہیں (مستی کی وجہ سے) صبح و شام جنگلات کے طول میں سفر کرتے ہیں۔

مُخَيَّسَة : اسمِ مفعول از باب تفعیل بمعنی : سدھائی ہوئی، ذلیل کی ہوئی، تابعدار۔ خَيَّسَهٗ : سدھانا، ذلیل کرنا۔ بُزْل : مفرد : بَازِلٌ : جوان اُونٹ۔ البُرَى : مفرد : بُرَةٌ : نکیل جو اُونٹ وغیرہ کی ناک میں ڈالتے ہیں، حلقہ، مادہ (ب ر ی) سَوَار : مفرد : سَارِيَةٌ : شام کو چلنے والا۔ غَوَاد : مفرد : غَادِيَةٌ : صبح کو چلنے والا۔ تَخَايَلُ : اصل میں تَتَخَايَلُ ہے : متکبرانہ چال چلنا۔ اکڑنا۔

«مُخَيَّسَة» «بُزْل» وغیرہ پہلے شعر میں «عیس» کی صفت ہے۔

(۴) وَفِي الْأَرْضِ عَنْ ذِي الْجَوْرِ مَنْأًى وَمَذْهَبٌ ۔۔۔ وَكُلُّ بِلَادٍ أُوْطِنَتْ كَبِلَادِي

اور زمین میں ظالم سے دُور جانے اور چلے جانے کی جگہ ہے اور تمام شہر اپنے شہروں کی طرح ہیں جب ان کو وطن بنایا جائے۔

مَنْأًى : دُور جانے کی جگہ۔ مادہ : (ن ء ی)

(۵) وَمَاذَا عَسَى الْحَجَّاجُ يَبْلُغُ جُهْدُهٗ ۔۔۔ إِذَا نَحْنُ خَلَّفْنَا حَفِيْرَ زِيَادِ

اور کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حجاج اپنی کوشش کو پہنچ جائے (اور) ہمیں گرفتار کرنے کے سلسلے

میں کامیاب ہو جائے) جب کہ ہم نہر زیاد کو بھی پیچھے چھوڑ دیں (ایسا نہیں ہو سکتا ہے)

حَفِیْر: نہر، نہر زیاد تک حجاج کی حکومت تھی، اس سے آگے نہیں تھی۔

(۶) فَیَا سُتِ اَبِی الْحَجَّاجِ وَاسْتِ عَجُوْزِہٖ　　عُتَیِّدَ بَهْمٍ تَرْتَعِیْ بِوِهَادِ

حجاج کے باپ اور اس کی بڑھیا (ماں) کی سُرین میں بکری کا بچہ چلا جائے جو نشیبی جگہوں میں چرتا ہو (اور تر و تازہ پلا بڑھا ہو)

عُتَیِّد : عَتُود کی تصغیر ہے: بکری کا ایک سالہ بچہ۔ بَهْم (ہاء کے سکون اور فتحہ کے ساتھ) بکری وغیرہ کے بچے۔ وِهَاد : مفردہ: وَهْدَۃٌ: پست زمین، گڑھا۔ «عُتَیِّدَ بَهْمٍ» منصوب علی الشتم ہے۔ «عُتَیِّد» کی اضافت «بَهْم» کی طرف ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے۔

(۷) فَلَوْلَا بَنُوْ مَرْوَانَ کَانَ ابْنُ یُوْسُفٍ　　کَمَا کَانَ عَبْدًا مِنْ عَبِیْدِ اِیَادِ

سو اگر بنو مروان نہ ہوتے تو حجاج بن یوسف ایاد کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوتا

(۸) زَمَانَ هُوَ الْعَبْدُ الْمُقِرُّ بِذِلَّتِهٖ　　یُرَاوِحُ صِبْیَانَ الْقُرٰی وَیُغَادِیْ

ایک زمانہ میں وہ غلام تھا جو اپنی ذلت کا معترف تھا اور صبح و شام بستی کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا پھرتا تھا۔

«زمان» «کان» محذوف کے لئے ظرف ہے۔ یُرَاوِحُ : شام کو جانا۔ یُغَادِیْ: صبح کے وقت جانا۔

وَقَالَ آخَرُ

(۱) قَدْ عَلِمَ الْمُسْتَأْخِرُوْنَ فِی الْوَهَلِ　　اِذَا السُّیُوْفُ عُرِّیَتْ مِنَ الْخِلَلْ

بے شک جنگ میں پیچھے رہنے والوں نے جب تلواریں بے نیام ہوتی جان لیا

(۲) أَنَّ الْفِرَارَ لَا یَزِیْدُ فِی الْأَجَلْ

فرار مدت عمر کو نہیں بڑھاتا

اَلْوَهَلُ : خوف۔ الْخِلَل : مفردہ : خِلَّةٌ : نیام۔

وَقَالَ شُبَیْلُ الْفَزَارِیُّ

(۱) أَیَا لَهْفِیْ عَلٰی مَنْ کُنْتُ اَدْعُوْ　　فَیَکْفِیْنِیْ وَسَاعِدُهُ الشَّدِیْدُ

افسوس ہے اس پر جس کو میں (مدد کے لئے) بلاتا تھا تو وہ میرے لئے کافی ہوتا تھا اس حال میں کہ اس کا بازو قوی تھا۔

(۲) وَمَا مِنْ ذِلَّةٍ غُلِبُوْا وَلٰكِنْ — كَذَاكَ الْأُسْدُ تَفْرِسُهَا الْأُسُوْدُ

اور ذلت کی وجہ سے وہ مغلوب نہیں ہوئے لیکن اسی طرح شیروں کو شیر پھاڑ دیتے ہیں

تَفْرِسُ : (ض) فَرْسًا : گردن توڑنا، شکار کرنا، پھاڑنا۔

«غُلِبُوْا» کی ضمیر پہلے شعر میں «مَنْ» کی طرف راجع ہے۔ جو لفظاً مفرد اور معنیً جمع ہے۔

(۳) فَلَوْلَا اَنَّهُمْ سَبَقَتْ اِلَيْهِمْ — سَوَابِقُ نَبْلِنَا وَهُمْ بَعِيْدُ

اگر ہمارے پہلے پہنچنے والے تیران کو پہلے نہ لگ جاتے اس حال میں کہ وہ (ابھی) دور تھے

«بعید» «ھم» کی خبر ہے اور یہ مفرد اور جمع دونوں طرح مستعمل ہے اس لئے جمع کی خبر ہے

(۴) لَحَاسَوْنَا حِيَاضَ الْمَوْتِ حَتّٰى — تَطَايَرَ مِنْ جَوَانِبِنَا شَرِيْدُ

تو وہ یقیناً ہم کو موت کے حوضوں سے پانی پلاتے حتیٰ کہ ہمارے (جسم کے) اطراف سے متفرق ٹکڑے اُڑ جاتے (لیکن ہم نے پہل کی اس وجہ سے نہیں موقع ملا)

حَاسَوْنَا : جمع مذکر غائب، مُحَاسَاةً : پلانا۔ حَسَا (ن) حَسْوًا : تھوڑا تھوڑا پینا، شَرِيْد : متفرق، یہاں جسم کے متفرق ٹکڑے مراد ہیں۔

وَقَالَ قَطَرِيُّ بْنُ الْفُجَاءَةِ

(۱) اَلَا اَيُّهَا الْبَاغِي الْبِرَازَ تَقَرَّبَنْ — اُسَاقِكَ بِالْمَوْتِ الذُّعَافَ الْمُقَشَّبَا

اے مقابلہ کو چاہنے والے! قریب آ، میں تجھ کو موت کا وہ زہر پلاؤں جو فاسد چیز کے ساتھ مخلوط ہے۔

اَلْبَاغِي : طلب کرنے والا۔ اَلذُّعَافُ فوراً ہلاک کرنے والا زہر۔ اَلْمُقَشَّبُ: کسی فاسد چیز کے ساتھ مخلوط، غیر خالص۔ قَشَّبَ : فاسد چیز کے ساتھ مخلوط کرنا، ملانا۔

اَلْبِرَاز : مقابلہ۔

(۲) فَمَا فِي تَسَاقِي الْمَوْتِ فِي الْحَرْبِ سُبَّةٌ — عَلٰى شَارِبِيْهِ فَاسْقِنِيْ مِنْهُ وَاشْرَبَا

جنگ میں ایک دوسرے کو موت (کا پیالہ) پلانے میں پینے والوں پر کوئی عیب نہیں ہے اس لئے تو مجھے، اس سے پلا اور خود بھی پی۔

شَارِبِيْهِ : اصل میں «شَارِبِيْنَ» ہے اضافت کی وجہ سے نون جمع کو گرا دیا۔

وَقَالَ دَرَّاجٌ

(۱) شُدِّی عَلَی لَعَصْبَا أُمَّ كَهْمَسٍ　　وَلَا تَهْلُكِ أَذْرُعٌ وَأَرْؤُسٌ
(۲) مُقَطَّعَاتٌ وَرِقَابٌ خُنَّسٌ　　فَإِنَّمَا نَحْنُ غَدَاةَ الْأَخْنَسِ
(۳) هِيمٌ بِهِيمٍ طُلِيَتْ تَمَرَّسُ

اے اُمِّ کہمس! مجھ پر پٹی باندھ اور کٹے ہوئے بازو اور سر (۲) اور سکڑی ہوئی گردنیں تجھ کو نہ ڈرائیں کیونکہ ہم منحوس اُمور کی صبح کو خارشی اُونٹ (کی طرح) ہیں (۳) جو دوسرے ایسے خارشی اُونٹوں سے اپنا بدن رگڑیں، جن پر خارش کا روغن لگایا گیا ہو (یعنی ہمیں دشمنوں سے لڑنے کا ایسا شوق ہے جیسے خارشی اُونٹوں کو اپنا جسم رگڑنے کا۔)

أَذْرُع : مفرده : ذِرَاع ۔ خُنَّس : مفرده : خَانِس : پیچھے ہونے والا، سکڑنے والا ۔ خَنَسَ (ن ض) خَنْسًا : پیچھے ہونا، علیحدہ ہونا، سکڑنا ۔ أَخْنَس: مفرده : مُخَنَّس : نامبارک، منحوس ۔یہاں منحوس اُمور مراد ہیں۔ہِیم: پیاسے اونٹ یہاں خارشی اُونٹ مراد ہیں۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ «فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ» طُلِيَتْ :جس پر طِلاء اور روغن لگایا گیا ہو۔ تَمَرَّس : بِالشَّیْءِ: رگڑنا۔ لَا تَهْلُكِ : هَالَه (ن) هَوْلًا: ڈرنا، ڈرانا «مُقَطَّعَات» «أَذْرُعُ و أَرْؤُسٌ» کی صفت ہے «بهيم» «تمرّس» سے متعلق ہے، اصل عبارت ہے۔ «فَإِنَّمَا نَحْنُ هِيمٌ تَمَرَّسَ بِهِيمٍ طُلِيَتْ»

وَقَالَ الْأَرْقَطُ بْنُ رَعْبَلٍ

(۱) إِنِّي وَنَجْمًا يَوْمَ أَبْرَقِ مَازِنٍ　　عَلَى كَثْرَةِ الْأَيْدِي لَمُؤْتَسِيَانِ

بے شک میں اور میرا بیٹا نجم بنو مازن کے سیاہ و سفید میدان میں جنگ کے دن دشمنوں کی کثرت کے باوجود ایک دوسرے کی ہمدردی کرتے رہے۔

أَبْرَق : سخت زمین جس میں ریت گارا پتھر ہو، سیاہ و سفید، جمع : أَبَارِق۔ مُؤْتَسِيَان : اسم فاعل صیغہ تثنیہ از باب افتعال، اِئْتَسَى وَآسَى۔ مُؤَاسَاةً: ہمدردی کرنا۔ مادہ : (ء س ی) كَثْرَةُ الأَيْدِي نے دشمنوں کی کثرت مراد ہے۔

(۲) يَلُوذُ أَمَامِي لَوْذَةً بِلَبَانِهِ　　وَتَرْهَبُ عَنَّا نَبْعَةٌ وَيَمَانِ

نجم کبھی میرے سامنے (میرے گھوڑے کے) سینے کی پناہ لیتا رہا، اس حال

ہیں کہ درختِ نبعہ کی کمان اور یمنی تلوار (دشمنوں کو) ہم سے ڈراتی رہی۔
لَوْذَۃٌ : ایک مرتبہ پناہ لینا۔ نَبْعَۃ : کمان۔ لَبَان : سینہ۔

(۳) وَنَغْشٰی فَتَغْشٰی ثُمَّ تَرْمِیْ فَنَرْتَمِیْ ... وَنَضْرِبُ ضَرْبًا لَیْسَ فِیْہِ تَوَانِ
ہم دشمنوں پر (حملہ کرکے) چھا جاتے اور ہم پر حملہ کیا جاتا پھر ہم پر تیر برسائے جاتے اور ہم بھی تیر مارتے اور ہم اُن کو ایسی ضرب لگاتے رہتے جس میں ضعف نہ ہوتا تھا۔
تَوَانِیْ : مصدر از تفاعل : سستی کوتاہی کرنا۔ وَنٰی (ض) وَنْیًا : سست ہونا، کمزور ہونا۔

وَقَالَ وَدَّاکُ بْنُ ثُمَیْلٍ

(۱) نَفْسِیْ فِدَاءُ لِبَنِیْ مَازِنٍ ... مِنْ شُمُسٍ فِی الْحَرْبِ أَبْطَالِ
میری جان قربان ہو بنو مازن پر جو جنگ میں (دشمنوں کو) باز رکھنے والے بہادر ہیں۔
شُمُسٌ : مفردہ : شَمُوْسٌ : باز رکھنے والا۔ شَمَسَ (ن) شُمُوْسًا : باز رکھنا انکار کرنا۔ شَمَسَ الْفَرَسُ : گھوڑے کا سوار کو نہ چڑھنے دینا نہ زین لگانے دینا۔

(۲) ہِیْمٌ إِلَی الْمَوْتِ إِذَا خُیِّرُوْا ... بَیْنَ تِبَاعَاتٍ وَ تَقْتَالِ
جب ان کو تاوان اور قتال میں اختیار دیا جائے تو وہ موت کے پیاسے ہوتے ہیں۔ (یعنی قتال کو اختیار کرتے ہیں)
ہِیْمٌ : پیاسے، تِبَاعَات : مفردہ : تِبَاعَۃٌ : تاوان

(۳) حَمَوْا حِمَاہُمْ وَسَمَا بَیْتُہُمْ ... فِیْ بَاذِخَاتِ الشَّرَفِ الْعَالِیْ
انھوں نے اپنی چراگاہ کی حفاظت کی اور ان کا گھر اعلیٰ شرافت کے پہاڑوں میں بلند ہوا
بَاذِخَات : مفردہ : بَاذِخٌ : بلند پہاڑ

وَقَالَ سَوَّارُ بْنُ الْمُضَرَّبِ

(۱) أَجُنُوْبُ إِنَّکِ لَوْ رَأَیْتِ فَوَارِسِیْ ... بِالسِّیِّ حِیْنَ تَبَادَرُ الْأَشْرَارُ
(۲) سَعَۃَ الطَّرِیْقِ مَخَافَۃَ أَنْ یُؤْسَرُوْا ... وَالْخَیْلُ تَتْبَعُہُمْ وَہُمْ فُرَّارُ
اے جنوب! اگر تو میرے سواروں کو مقام "سی" میں دیکھتی جب کہ بزدل لوگ ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتے رہے۔ (۲) کھلی راہ کی طرف قید کے خوف کی وجہ سے اور سوار اُن کے پیچھے تھے اور وہ بھاگ رہے تھے۔

السِّيِّ : جگہ کا نام ہے، بعض نسخوں میں "سِيف" ہے جو دریا کے کنارہ کو کہتے ہیں۔ الأشْرَار : مفردہ : شَرِيرٌ، یہاں اس سے بزدل مُراد ہیں (سَعَتهم تُبَادِرُهُم کا مفعول ہے)

(۳) يَدْعُونَ سَوَّارًا إِذَا احْمَرَّ الْقَنَا وَلِكُلِّ يَوْمِ كَرِيهَةٍ سَوَّارُ

جب نیزے (خون سے) سُرخ ہو جاتے ہیں تو وہ سوار کو امداد کے لئے پکارتے ہیں اور سوار ہر لڑائی کا مردِ میدان ہے۔

وَقَالَ أَخُو حُزَابَةَ أَوِ ابْنُ حُزَابَةَ

(۱) مَنْ كَانَ أَقْحَمَ أَوْ خَامَتْ حَقِيقَتُهُ عِنْدَ الْحِفَاظِ فَلَمْ يُقْدِمْ عَلَى الْقُحَمِ

جو شخص (جنگ کے وقت) شدائد میں کودنے والا ہو، یا نسبی شرافت کے محفوظ رکھنے کے وقت اس کی طبیعت پیچھے ہٹتی ہو، اور وہ خوفناک معاملات میں آگے نہ بڑھتا ہو (یعنی چاہے کوئی نڈر ہو یا بزدل)

أَقْحَمَ : اسمِ تفضیل : شدائد میں بے خطر کودنے والا۔ خَامَتْ : عَنْهُ (ض) خَيْمًا : اعراض کرنا، مؤخر ہونا۔ القُحَمُ : مفردہ : قُحْمَةٌ : مشکل معاملہ، قحط۔ حَقِيقَةٌ سے طبیعت مُراد ہے۔

(۲) فَعُقْبَةُ بْنُ زُهَيْرٍ يَوْمَ نَازَلَهُ جَمْعٌ مِنَ التُّرْكِ لَمْ يَحْجِمْ وَلَمْ يَخِمِ

مگر عُقبہ بن زہیر سے جس روز ترک کی جماعت لڑی وہ نہ باز رہا اور نہ پیچھے ہٹا۔

يَحْجِمُ : أَحْجَمَ عَنْهُ : ڈر کر باز رہنا، پیچھے ہٹنا۔ لَمْ يَخِمْ : (ض) خَيْمًا : پیچھے ہٹنا، اعراض کرنا۔

(۳) مُشَمِّرٌ لِلْمَنَايَا عَنْ شَوَاهُ إِذَا مَا الْوَغْدُ أَسْبَلَ ثَوْبَيْهِ عَلَى الْقَدَمِ

جب کمزور آدمی اپنے دونوں کپڑے (شلوار، قمیص) (خوف کی وجہ سے) اپنے قدم پر لٹکا دیں تو عقبہ اپنے جسم کے اعضاء سے اموات (کے مقابلہ) کے لئے (کپڑوں کو) سمیٹنے والا ہے۔ (یعنی دوسرے لوگ موت کے خوف سے جب بھاگتے ہیں تو عُقبہ اس کے لئے مُستعد رہتا ہے۔)

شَوَى : اطرافِ جسم، اعضاء، کھال کا ظاہری حِصّہ، مفرد : شَوَاةٌ۔ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ: "كَلَّا إِنَّهَا لَظَى ۝ نَزَّاعَةً لِلشَّوَى" الوَغْدُ : احمق و رذیل، ضعیف الجسم، جمع:

أَوْغَاد، وِغْدَانٌ ۔ مُشَمِّرٌ : پائنچے اور آستین چڑھانے والا، کپڑے سمیٹنے والا۔

④ خَاضَ الرَّدٰی وَالعِدَا قُدُمًا بِمُنْصُلِهٖ ۔۔۔ وَالخَیْلُ تَعْلُكُ شِنْیَ المَوْتِ بِاللُّجُمِ

وہ ہلاکت اور دشمنوں میں گھس گیا اس حال میں کہ بہادر اپنی تلوار لئے تھا اور گھوڑے موت کے لوہے کو لگاموں کے ساتھ چبا رہے تھے ۔

الرَّدٰی : ہلاکت ۔ العِدَا : دشمن ۔ مُنْصُلٌ : تلوار، جمع: مَنَاصِلُ ۔ تَعْلُكُ : (ن) عَلْكًا : چبانا شِنْیٌ : مِنَ الثَّوْب : پیچ، لپیٹ، موڑ، لگام میں لگا ہوا ٹیڑھا لوہا ۔ لُجُم : مفردہ: لِجَام : لگام ۔ قُدُمًا : آگے بڑھنے والا بہادر

«خاض» کی ضمیر سے حال ہونے کی وجہ سے «قُدُمًا» منصوب ہے ۔

⑤ وَهُمْ مِئُوْنَ اُلُوْفًا وَهْوَ فِی نَفَرٍ ۔۔۔ شُمِّ العَرَانِیْنِ ضَرَّابِیْنَ لِلْبُهَمِ

اور وہ ترکی لاکھوں تھے اور عقبہ چند ایسے لوگوں میں تھا جو اونچی ناک والے (عزت و شرف والے) بہادروں کو مارنے والے تھے

شُمّ : مفردہ : أَشَمّ : اونچی ناک والا ۔ عَرَانِیْن : مفردہ: عِرْنِیْن، ناک: بُهَم : مفردہ : بُهْمَةٌ : بہادر، سخت مشکل کا کام، پتھر کی چٹان

وَقَالَ أَوْسُ بْنُ ثَعْلَبَةَ

① جَذَّامُ حَبْلِ الهَوٰی مَاضٍ اِذَا جَعَلَتْ ۔۔۔ هَوَاجِسُ الهَمِّ بَعْدَ النَّوْمِ تَعْتَكِرُ

میں خواہشات کی رسی کو کاٹنے والا (اور) گزرنے والا ہوں، جب غم کے وسوسے نیند کے بعد (میری طرف) لوٹنا شروع ہو جائیں ۔

جَذَّام : صیغہ صفت : کاٹنے والا، جَذَمَ (ض) جَذْمًا : کاٹنا ۔ هَوَاجِسُ : مفردہ : هَاجِسٌ : وسوسہ، خیال ۔ تَعْتَكِرُ : اعْتِكَارًا : لوٹنا

② وَمَا تَجَهَّمَنِی لَیْلٌ وَلَا بَلَدٌ ۔۔۔ وَلَا تَكَاءَدَنِی عَنْ حَاجَتِی سَفَرُ

کوئی رات اور کوئی شہر ترش روئی کے ساتھ میرے سامنے نہیں آتا اور سفر مجھ پر میری حاجت (پوری کرنے) سے دشوار نظر نہیں آتا ۔ (بلکہ سفر کر کے اپنی حاجت پوری کر لیتا ہوں)

تَجَهَّم : تَجَهَّمَ (ف) جَهْمًا : ترش روئی سے پیش آنا، جَهُمَ (ك) جَهَامَةً : ترش رو ہونا ۔ تَكَاءَدَنِی : الأَمْرُ : دشوار ہونا ۔ كَأَدَ (ف) كَأْدًا : شکستہ دل و غمگین ہونا ۔

"تَکَاءَدَ" کے صلہ میں "عَنْ" استعمال کیا۔ اس لئے یہاں یہ معنیٰ "مَنَعَ" کو متضمن ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

بنو مازن نے بنو عجل پر حملہ کیا اور اُس کے کافی لوگ قتل کئے، پھر بنو عجل نے مازن کے ایک پڑوسی کو قتل کر ڈالا۔ شاعر اسی پر غم و غصّے کا اظہار کر رہا ہے:۔

(۱) أَقُوْلُ وَسَيْفِيْ فِيْ مَفَارِقِ أَغْلَبٍ ... وَقَدْ خَرَّ كَالْجِذْعِ السَّحُوْقِ الْمُشَذَّبِ

مَیں کہتا ہوں جب کہ میری تلوار اغلب کی مانگ میں لگ گئی ہے اور وہ لمبے چھلنٹے ہوئے کھجور کے تنے کی طرح گر پڑا ہے۔

مَفَارِق: مفرده: مَفْرَقٌ: مَوْضِعُ الفَرْقِ مِنَ الرَّأْسِ: مانگ۔ الجِذْعُ: کھجور کا تنہ۔ السَّحُوْق: لمبا۔ المُشَذَّبُ: چھانٹا ہوا، جس کی زائد شاخیں کاٹ دی گئی ہوں۔ خَرَّ: گرنا۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: "وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا"

(۲) بِكَ الْوَجْبَةُ الْعُظْمٰى أَنَاخَتْ وَلَمْ تُنِخْ ... بِشُعْبَةَ فَابْعَدْ مِنْ صَرِيْعٍ مُلَحَّبِ

تجھ پر بڑا افتاد پڑی اور شعبہ پر کوئی افتاد نہیں پڑی، بس تو اے بچھاڑے ہوئے ذلیل! دور ہو جا!

الوَجْبَةُ: مَرَّةٌ مِنَ الوُجُوْبِ بِمَعْنَى السُّقُوْطِ التَّام، وَمِنْهُ: وَجَبَتِ الشَّمْسُ إِذَا غَرُبَتْ، وَأَرَادَ بِهِ المَوْتَ۔ مُلَحَّبٌ: ذلیل یا زخمی

"بِكَ" "أَنَاخَتْ" سے متعلق ہے۔ "من صَرِيْعٍ" میں "مِنْ" "فَابْعِدْ" کی ضمیر کا بیان ہے یہ پورا شعر پہلے شعر میں "أَقُوْلُ" کا مفعولہ ہے۔

(۳) سَقَاهُ الرَّدٰى سَيْفٌ إِذَا سُلَّ أَوْمَضَتْ ... إِلَيْهِ ثَنَايَا الْمَوْتِ مِنْ كُلِّ مَرْقَبِ

اغلب کو ایک ایسی تلوار نے جام ہلاکت پلایا جس کو جب بے نیام کیا جاتا ہے تو موت کے دانت ہر گھات چمکنے لگتے ہیں (اور موت خوش ہوتی ہے کہ اب اموات بکثرت ہوں گی)

سُلَّ: صیغہ مجہول: تلوار کو نیام سے نکالنا۔ أَوْمَضَتْ: أَوْمَضَ البَرْقُ: چمکنا۔ ثَنَايَا: مفرده، ثَنِيَّةٌ: دانت۔ مَرْقَبٌ: گھات، انتظار گاہ

(۴) فَيَا عِجْلُ عِجْلَ لِقَاتِلِيْنَ بِذَحْلِهِمْ ... غَرِيْبًا لَدَيْنَا مِنْ قَبَائِلِ يَحْصُبِ

اے بنو عجل! اپنے قصاص کے بدلہ میں ہمارے پاس ایک ایسے مسافر کو قتل

کرنے والو! جو یحصُب کے قبائل سے تعلق رکھتا تھا۔

ذَحل : انتقام وقصاص، جمع : ذُحُولٌ۔ دوسرا ذحل، پہلے «ذحل» کی تاکید ہے۔

(۵) جَنَیتُم وَجُرتُم اِذ اَخَذتُم بِحَقِّکُم غَرِیبًا زَعَمتُم مُرمِلًا غَیرَ مُذنِبِ

تم نے جرم کیا اور ظلم کیا کیونکہ تم نے اپنا حق (قصاص) ایک ایسے مسافر سے لیا جس کو تم نے بے سروسامان خیال کیا، حالانکہ وہ بے گناہ تھا۔

مُرمِل : بے سروسامان۔ جُرتُم : (ن) جَورًا : ظلم کرنا «زَعَمتُم» «غَرِیبًا» کی صفت ہے۔

(۶) وَمَا قَتلُ جَارٍ غَائِبٍ عَن نَصِیرِہٖ لِطَالِبِ اَوتَارٍ بِمَسلَکِ مَطلَبِ

اور ایک ایسے پڑوسی کا قتل جو اپنے یار و مددگار سے دور ہو، طالب قصاص کے مَطلَب کی راہ نہیں ہے۔

اَوتَار : مفرد، وِترٌ : قِصَاص۔ «بِمَسلَکِ» «مَا» کی خبر ہے۔

(۷) فَلَم تُدرِکُوا ذَحلًا وَلَم تَذهَبُوا بِمَا نَعَلتُم بَنِی عِجلٍ اِلٰی وَجہِ مَذهَبِ

سو تم اپنا قصاص نہیں پا سکے اور بنو عجل! تم یہ کام کر کے صحیح راستہ پر نہیں چلے ہو۔

(۸) وَلٰکِنَّکُم خِفتُم اَسِنَّۃَ مَازِنٍ فَنَکَّبتُم عَنهَا اِلٰی غَیرِ مَنکَبِ

لیکن تم بنو مازن کے نیزوں سے ڈر گئے اس لئے تم نے ان نیزوں سے ایسی جگہ کی طرف پھر گئے جو پھرنے کی جگہ نہ تھی (کہ اُن کے غریب پڑوسی کو قتل کر دیا)۔

(۹) وَقَد ذُقتُمُونَا مَرَّۃً بَعدَ مَرَّۃٍ وَعِلمُ بَیَانِ المَرءِ عِندَ المُجَرِّبِ

اور تم ہمارا ذائقہ کئی بار چکھ چکے ہو اور آدمی کے بیان کا صحیح علم تجربہ کار کے پاس ہے (تو تم ہم پر تجربہ کر چکے ہو۔ اس لئے ہم سے قصاص لینے کے لئے تیار نہ ہوئے)

وَقَالَ بَغتَرُ بنُ لَقِیطِ الاَسَدِیُّ

(۱) أَمَّا حَکِیمٌ فَالتَمَستُ دِمَاغَہٗ وَمَقِیلَ هَامَتِہٖ بِحَدِّ المُنصُلِ

سو حکیم کا دماغ اور اُس کی کھوپڑی کی خواب گاہ کو میں نے تلوار کی دھار سے تلاش کیا۔

مَقِیل ظرف، نیند کی جگہ۔ قَالَ (ض) قَیلُولَۃً : سونا

(۲) وَاِذَا حُمِلتُ عَلَی الکَرِیهَۃِ لَم اَقُل بَعدَ العَزِیمَۃِ لَیتَنِی لَم اَفعَلِ

اور جب میں جنگ پر مجبور کیا جاؤں تو پختہ ارادہ کر لینے کے بعد میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ "کاش میں ایسا نہ کرتا"۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِی نُمَیْرٍ

(۱) أَنَا ابْنُ الرَّابِعِينَ مِنَ اٰلِ عَمْرٍو　　وفُرْسَانِ الْمَنَابِرِ مِنْ جَنَابِ

میں آلِ عمرو کے سرداروں اور قبیلہ جناب کے منبر پر بیٹھنے والے شہسواروں کا بیٹا ہوں

الرَّابِعِينَ : مفرده : رَابِعٌ ، مَنْ يَأْخُذُ رُبْعَ الْغَنِيمَةِ ، وَكَانَ لَا يَأْخُذُهُ إِلَّا السَّيِّدُ الْكَرِيمُ ، وَكَانَ ذٰلِكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ بِالْخُمُسِ - فُرْسَانِ الْمَنَابِرِ : سے خطباء مراد ہیں۔

(۲) نُعَرِّضُ لِلطِّعَانِ إِذَا الْتَقَيْنَا　　وُجُوهًا لَا تُعَرَّضُ لِلسِّبَابِ

ہم نیزہ بازی کے سامنے اپنی مڈبھیڑ کے وقت ایسے چہرے پیش کرتے ہیں جو گالی گلوچ کے سامنے پیش نہیں کئے جاتے۔

(۳) فَآبَائِي سَرَاةُ بَنِي نُمَيْرٍ　　وَأَخْوَالِي سَرَاةُ بَنِي كِلَابِ

میرے آباء بنو نمیر کے سردار اور میرے ماموں بنو کلاب کے سردار ہیں

وَقَالَ لِهُذْلُولُ

(۱) تَقُولُ وَصَكَّتْ نَحْرَهَا بِيَمِينِهَا　　أَبَعْلِي هٰذَا بِالرَّحَا الْمُتَقَاعِسُ

میری بیوی کہتی ہے اس حال میں کہ اپنے سینہ پر اپنا دایاں ہاتھ مارتی ہے کہ کیا یہ میرا شوہر چکی پر جھکا ہے (اور غلاموں کی طرح آٹا پیس رہا ہے، مجھ جیسی شریف زادی اس کے نکاح میں کیسے ؟)

صَكَّتْ : (ن) صَكًّا : زور سے مارنا، طمانچہ مارنا۔ قال اللّٰہ عزّ وجلّ : «فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا» بَعْلٌ : شوہر۔ الرَّحَا: چکی۔ الْمُتَقَاعِسُ : کبڑا، جھکا ہوا۔

(۲) فَقُلْتُ لَهَا لَا تَعْجَلِي وَتَبَيَّنِي　　فَعَالِي إِذَا الْتَفَّتْ عَلَيَّ الْفَوَارِسُ

میں نے کہا، جلدی نہ کیجئے اور میرے کارناموں کو جان، جب کہ شہسوار مجھ پر آپڑے

تَبَيَّنَ : جاننا، ظاہر ہونا۔

(۳) أَلَسْتُ أَرُدُّ الْقِرْنَ يَرْكَبُ رَدْعَهُ ۔۔۔ وَفِيهِ سِنَانٌ ذُو غِرَارَيْنِ نَائِسُ

کیا میں مقابل کو لوٹاتا نہیں ہوں جب وہ اپنے دفاع پر سوار ہو (اور اپنے عزم کا پختہ ہو) اس حال میں کہ اس میں دو دھاری لچکدار نیزہ ہوتا ہے۔

الْقِرْن : مقابل ہمسر۔ يَرْكَبُ رَدْعَهُ : رَكِبَ رَدْعَهُ إِذَا غَلَبَ عَلَىٰ أَمْرِهِ، وَلَمْ يُبَالِ بِرَدْعِ الرَّادِعِ۔ یعنی جو اپنے معاملہ میں غالب ہو، اور کسی منع کرنے والے کے منع کرنے کی پرواہ نہ کرتا ہو، بعض نے کہا رَكِبَ رَدْعَهُ اس وقت کہتے ہیں جب آدمی منہ کے بل پچھاڑا جاتے۔ اس صورت میں ترجمہ ہوگا: کیا میں اپنے مقابل کو اس حال میں نہیں لوٹاتا کہ وہ منہ کے بل پچھاڑا ہوا ہو۔ غِرَار : دھار، ذُو غِرَارَيْنِ: دو دھار والا۔ نَائِس : لچکدار، جھولنے والا۔ نَاسَ (ن) نَوْسًا : جھولنا، کہتے ہیں۔ لَهُ ضَفِيرَتَانِ تَنُوسَانِ عَلَىٰ عَاتِقِهِ : اس کے دو گیسو ہیں جو اس کے کندھے پر لٹک رہے ہیں۔

(۴) وَأَحْتَمِلُ الْأَوْقَ الثَّقِيلَ وَأَمْتَرِي ۔۔۔ خُلُوفَ الْمَنَايَا حِينَ فَرَّ الْمُغَامِسُ

اور میں بوجھ برداشت کرتا ہوں اور موت کے تھنوں سے دودھ نکالتا ہوں، جس وقت شدائد میں گھسنے والا بہادر آدمی بھی بھاگتا ہے۔

الْأَوْق : بوجھ، سخت۔ أَمْتَرِي : امْتِرَاءٌ : دودھ نکالنا، دوہنا۔ خُلُوف: مفرده : خِلْفٌ : اونٹنی کا تھن۔ الْمُغَامِسُ : الَّذِي غَمَسَ فِي الشَّدَائِدِ: شدائد میں گھسنے والا

(۵) وَأَقْرِي الْهُمُومَ الطَّارِقَاتِ حَزَامَةً ۔۔۔ إِذَا كَثُرَتْ لِلطَّارِقَاتِ الْوَسَاوِسُ

اور رات کو آنے والی مصیبتوں کی دانشمندی کے ساتھ مہمان نوازی کرتا ہوں، جب کہ ان مصائب کے وسوسے زیادہ ہونے لگیں۔

أَقْرِي : (ض) قِرًى: ضیافت کرنا۔ الطَّارِقَات : مفرده : طَارِقَةٌ : رات کو آنے والی۔ حَزَامَة : احتیاط و ہوشیاری

(۶) إِذَا خَامَ أَقْوَامٌ تَقَحَّمْتُ غَمْرَةً ۔۔۔ يَهَابُ حُمَيَّاهَا الْأَلَدُّ الْمُدَاعِسُ

جب قومیں پیچھے ہٹتی ہیں تو میں شدت میں کود پڑتا ہوں، جس کی تکلیف سے سخت جھگڑالو نیزہ باز بھی ڈرتا ہے۔

خَامَ : (ض) خَيْمًا : پیچھے ہٹنا۔ حُمَيَّا: شدت و تکلیف۔ الْمُدَاعِسُ : نیزہ باز۔

(۷) لَعَمْرُ أَبِيكَ الْخَيْرِ إِنِّي لَخَادِمٌ ۔۔۔ لِضَيْفِي وَإِنِّي إِنْ رَكِبْتُ لَفَارِسُ

تیرے اچھے باپ کی زندگی کی قسم میں اپنے مہمان کا خادم ہوں اور جب میں سوار ہوتا ہوں تو پھر میں شہسوار ہوں۔

(۸) وَإِنِّي لَأَشْرِي الْحَمْدَ أَبْغِي رَبَاحَهُ ۔۔۔ وَأَتْرُكُ قِرْنِي وَهْوَ خَزْيَانُ نَاعِسُ

اور میں تعریف کو اس کے نفع (تذکرے) کو حاصل کرنے کے لئے خرید تا ہوں اور اپنے ہمسر کو (پیچھے) چھوڑ دیتا ہوں، اس حال میں کہ وہ رسوا اور اونگھنے والا ہوتا ہے۔

وَقَالَتْ كَبْرَةُ أُمُّ شَمْلَةَ بْنِ بُرْدٍ الْمِنْقَرِيِّ

ان کے بھائی ہمام سنان بن محرز نے قتل کیا، یہ اپنے بیٹے شملہ کو قصاص پر برانگیختہ کر رہی ہیں

(۱) إِنْ يَكُ ظَنِّي صَادِقًا وَهُوَ صَادِقِي ۔۔۔ بِشَمْلَةَ يَحْبِسْهُمْ بِهَا مَحْبِسًا أَزْلَا

اگر میرا گمان شملہ کے متعلق سچا ہے اور وہ سچا ہی ہوگا تو وہ دشمنوں کو جنگ میں ضرور سخت قید خانہ میں محبوس کرے گا۔

مَحْبِسٌ : قید خانہ۔ أَزْل : تنگی، سختی۔ أَزَلَ (ض) أَزْلًا : تنگی و سختی میں پڑنا۔

أَزْل کا اطلاق مَحْبِس پر زَيْدٌ عَدْلٌ کی قبیل سے ہے «بِشَمْلَةَ» «ظَنِّي» سے متعلق ہے۔

(۲) فَيَا شَمْلَ شَمِّرْ وَاطْلُبِ الْقَوْمَ بِالَّذِي ۔۔۔ أُصِبْتَ وَلَا تَقْبَلْ قِصَاصًا وَلَا عَقْلَا

سو اے شملہ! تیار ہو جا اور قوم (دشمن) کو تلاش کر اس مصیبت کے بدلے جو تجھے پہنچائی گئی ہے اور نہ قصاص لے (کہ ایک آدمی کا قتل ہو) اور نہ دیت لے (بلکہ بہت ساروں کو مار ڈال)

وَقَالَتْ أَيْضًا

(۱) لَهْفِي عَلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ تَجَمَّعُوا ۔۔۔ بِذِي السِّيدِ لَمْ يَلْقَوْا عَلِيًّا وَلَا عَمْرَا

مجھے اس قوم پر افسوس ہے جو مقام ذو سید میں جمع ہوئی اور ان کی ملاقات نہ علیؓ سے ہوئی اور نہ عمر (رضی اللہ عنہ) سے ہوئی۔

(۲) فَإِنْ يَكُ ظَنِّي صَادِقًا وَهُوَ صَادِقِي ۔۔۔ بِشَمْلَةَ يَحْبِسْهُمْ بِهَا مَحْبِسًا وَعْرَا

چنانچہ اگر شملہ کے بارے میں میرا خیال سچا ہے اور وہ سچا ہی ہوگا تو وہ ان (قاتلوں) کو جنگ کے وقت سخت قید خانہ میں قید کرے گا۔

«بِهَا» ضمیر «حرب» کی طرف راجع ہے۔

وَقَالَ شُبْرُمَةُ بْنُ الطُّفَيْلِ

① لَعَمْرِي لَرِيْمٌ عِنْدَ بَابِ ابْنِ مُحْرِزٍ　　أَغَنُّ عَلَيْهِ الْيَارَقَانِ مَشُوْفُ

② أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنْ بُيُوْتٍ عِمَادُهَا　　سُيُوْفٌ وَأَرْمَاحٌ لَهُنَّ حَفِيْفُ

① میری عمر کی قسم! ابن محرز کے دروازہ کے پاس گنگنانے والی خوبصورت عورت جس کے پاس صاف (اور سنہرے) کنگن ہوں ② تم کو ایسے گھروں سے زیادہ محبوب ہے جن کے ستون تلواریں اور ایسے نیزے ہوں جن کے لئے جھنکار ہو۔

رِیْمٌ: سفید خالص ہرن، یہاں اس سے خوبصورت عورت مراد ہے۔ أَغَنّ: گنگنانے والا۔ یہ ہرن کی صفات میں سے ہے اس لئے کہ اس کی آواز میں غنہ ہوتا ہے۔ الیارقان: یارقٌ کا تثنیہ ہے: کنگن۔ مَشُوْف: صاف۔ حَفِیْف: گونج، جھنکار، پرندوں کے اڑنے کی آواز۔

«لَرِیْمٌ» میں لام ابتدائیہ ہے «أَغَنُّ» «رِیْمٌ» کی صفت ہے «عَلَیْهِ الْیَارَقَانِ مَشُوْفٌ» «رِیْمٌ» سے حال ہے۔ مَشُوْفٌ اصل میں «المَشُوْفَانِ» ہونا چاہیئے تھا اس لئے کہ «الیارقان» تثنیہ اور معرفہ ہے لیکن وزن شعری کی وجہ سے نکرہ مفرد استعمال کیا اور تجوزًا اس کو «رِیم» کی صفت بنایا «أَحَبُّ» پہلے شعر میں «لَرِیم» کی خبر ہے۔

③ أَقُوْلُ لِفِتْيَانٍ ضِرَارٌ أَبُوْهُمُ　　وَنَحْنُ بِصَحْرَاءِ الطِّعَانِ وُقُوْفُ

میں نے ان نوجوانوں سے کہا جن کا ابا ضرار ہے جب کہ ہم نیزہ بازی کے صحراء میں کھڑے تھے۔

④ أَقِيْمُوْا صُدُوْرَ الْخَيْلِ إِنَّ نُفُوْسَكُمْ　　لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَا لَهُنَّ خُلُوْفُ

گھوڑے کے سینے دشمنوں کیطرف سیدھے کرو کیونکہ تمہاری جانیں ایک طے شدہ دن کے لئے مقرر ہیں، وہ اس سے پیچھے نہیں رہ سکتی ہیں۔

المِیْقَات: يُسْتَعْمَلُ فِي الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ، وَالْمُرَادُ الْوَقْتُ الْمَحْدُوْدُ لِانْقِضَاءِ النُّفُوْسِ، وَقَوْلُهُ: «مَا لَهُنَّ خُلُوْف» أَيْ مَا لَهُنَّ تَخَلُّفٌ عَنْ ذٰلِكَ الْمِيْقَاتِ۔ «لِمِیْقَات» «مُقَدَّرَةٌ» محذوف سے متعلق ہے اور یہ پورا شعر پہلے شعر میں «أَقُوْلُ» کا مفعول ہے۔

وَقَالَ قَبِيصَةُ بْنُ جَابِرٍ

(۱) بُنَيَّيْ هَيْضَمٍ هَوَجَدْتُمَانِي بَطِيئًا بِالْمُحَاوَلَةِ احْتِيَالِي

اے ہیضم کے دو بیٹو! کیاتم نے بوقتِ عزم مجھ کو یعنی میری تدبیر کو سست پایا

هَوَجَدْتُمَانِي : اصل میں أَوَجَدْتُمَانِي ہے، ہمزۂ استفہامیہ کو ہاء سے بدل دیا۔ مُحَاوَلَةٌ : ارادہ۔ «اِحْتِيَالِي» «وَجَدْتُمَانِي» کی ضمیر متکلم سے بدل ہے۔

(۲) وَعَاجَمْتُ الْأُمُوْرَ وَعَاجَمَتْنِي كَأَنِّي كُنْتُ فِي الْأُمَمِ الْخَوَالِي

میں نے معاملات کو پرکھا (اور جانچا) اور معاملات نے مجھ کو جانچا گویا کہ میں گذشتہ قوموں میں رہا ہوں (اپنے تجربہ کی وجہ سے)

عَاجَمْتُ : مُعَاجَمَةٌ : پرکھنا، تجربہ کرنا۔ الْخَوَالِي : مفردہ : خَالِيَةٌ : گذری ہوئی۔

(۳) فَلَسْنَا مِنْ بَنِيْ جَدَّاءَ بِكْرٍ وَلٰكِنَّا بَنُوْ جَدٍّ النِّقَالِ

ہم کٹے پستان والی، ایک بچہ دینے والی عورت کے بیٹے نہیں ہیں ہم تو ایسے نصیب والے مرد کی اولاد ہیں۔ جن کے ہاں بار بار ولادت ہوتی ہے۔

جَدَّاءُ : جس کے پستان کٹے ہوئے ہوں۔ بِكْرٌ : جس نے ایک بچہ جنا ہو، جَدٌّ : بڑے نصیب والا مرد۔ نِقَال : جس کے بچے مکرر اور بہت ہوں۔

(٤) تَفَرَّى بَيْضُهَا عَنَّا فَكُنَّا بَنِي الْأَجْلَادِ مِنْهَا وَالرِّمَالِ

اس زمین کا انڈا (سطح) ہم سے پھٹ گیا (کثرت کی وجہ سے) سو ہم اس کے ٹھوس حصے (پہاڑوں) کے اور ریگستانوں کے مالک ہیں۔

تَفَرَّى : از باب تفعّل : پھٹ جانا۔ الْأَجْلَاد : مفردہ : جَلَدٌ : سخت اور ٹھوس زمین۔ رِمَالٌ : مفردہ : رَمْلٌ : ریت

(۵) لَنَا الْحِصْنَانِ مِنْ أَجَإٍ وَسَلْمٰى وَشَرْقِيَّاهُمَا غَيْرَ انْتِحَالِ

ہمارے دو قلعے ہیں اجاء و سلمٰی اور اُن کے شرقی علاقے یہ بات جھوٹی نہیں ہے

انْتِحَال : جھوٹ، وَنَصَبَ «غَيْرَ انْتِحَالٍ» عَلٰى أَنَّهُ مَصْدَرٌ مُؤَكِّدٌ، كَمَا تَقُوْلُ : غَيْرَ شَكٍّ، حَقًّا۔

(۶) وَتَیْمَاءُ الَّتِیْ مِنْ عَهْدِ عَادٍ حَمَیْنَاهَا بِأَطْرَافِ الْعَوَالِیْ

اور "تیما" بھی ہے جو عاد کے زمانے سے چلا آرہا ہے، ہم نے ان قلعوں کی حفاظت نیزوں کے اطراف سے کی۔

وَقَالَ سَالِمُ بْنُ وَابِصَةَ

(۱) یَا أَیُّهَا الْمُتَحَلِّیْ غَیْرَ شِیْمَتِهٖ وَمَنْ سَجِیَّتُهُ الْإِکْثَارُ وَالْمَلَقُ

اے اپنی اصل عادت کے خلاف آراستہ ہونے والے! (اور اے) وہ شخص جس کی اصل عادت زیادہ بولنا اور خوشامد کرنا ہے۔

اَلْمَلَقُ : خوشامد۔

(۲) عَلَیْكَ بِالْقَصْدِ فِیْمَا أَنْتَ فَاعِلُهٗ إِنَّ التَّخَلُّقَ یَأْتِیْ دُوْنَهُ الْخُلُقُ

تو میانہ روی اختیار کر ان کاموں میں جو تو کرنے والا ہے کیونکہ مصنوعی عادت سے پہلے کبھی اصلی عادت آجاتی ہے۔ (یعنی زیادہ تکلف نہ کیا کر کیونکہ مصنوعی اور پرتکلف عادات کو دوام نہیں ہوتا، کبھی اصلی عادت ظاہر ہوجاتی ہے اور شرمندگی اٹھانا پڑجاتی ہے۔)

اَلتَّخَلُّقُ : بہ تکلف کوئی عادت اپنانا۔

(۳) وَمَوْقِفٍ مِثْلِ حَدِّ السَّیْفِ قُمْتُ بِهٖ أَحْمِیْ الذِّمَارَ وَتَرْمِیْنِیْ بِهِ الْحَدَقُ

اور بہت سی تلوار کی دھار جیسے مقامات ہیں جن میں کھڑا ہو کر میں اپنی عزت کی حفاظت کرتا رہا اس حال میں کہ (لوگوں کی) آنکھیں مجھے گھورتی رہیں۔

الحَدَقُ : آنکھیں، مفرد : حَدَقَةٌ، ومَوْقِفٍ میں واؤ بمعنی "رب" ہے۔

الذِّمَار : عزت

(٤) فَمَا زَلِقْتُ وَلَا أَبْدَیْتُ فَاحِشَةً إِذَا الرِّجَالُ عَلٰی أَمْثَالِهَا زَلِقُوْا

چنانچہ نہ میں پھسلا اور نہ کوئی فحاشی میں نے ظاہر کی جب کہ عام لوگ اس قسم کے واقعات میں پھسل جاتے ہیں۔

زَلِقْتُ : (س) زَلَقًا : پھسلنا۔

وَقَالَ عَامِرُبنُ الطُّفَیل

(۱) قَضَی اللّٰہُ فِی بَعضِ المَکَارِہِ لِلفَتٰی ... بِرُشدٍ وَفِی بَعضِ الھَوٰی مَا یُحَاذِرُ

اللہ جل شانہ بعض ناپسندیدہ اشیاء میں بندہ کے لئے خیر کا سامان مہیا کر لیتے ہیں اور اس کی بعض محبوب چیزوں میں اس چیز کا فیصلہ فرما دیتے ہیں جس سے وہ ڈرتا ہے۔

(۲) أَلَمْ تَعلَمِی أَنِّی إِذَا الإِلْفُ قَادَنِی ... إِلَی الجَورِ لَا أَنقَادُ وَالإِلْفُ جَائِرُ

کیا یہ بات آپ کو معلوم نہیں کہ جب دوست مجھے ظلم کی طرف کھینچے تو میں اس کی اتباع نہیں کرتا ہوں کیونکہ ایسا دوست ظالم ہوتا ہے۔

الإِلْف : محبت و الفت کرنے والا۔

وَقَالَ مُجَمِّعُ بنُ هِلَال

(۱) إِنْ أَكُ مَاشَيخًا كَبِيرًا فَطَالَمَا ... عَمِرتُ وَلٰكِنْ لَا أَرَی العُمرَ يَنفَعُ

اگر میں شیخ کبیر بن گیا اور میری عمر طویل ہو گئی (تو کوئی حرج نہیں) کیونکہ عمر میں سے مجھے نفع نظر نہیں آتا (کہ اس کا انجام ضعف، پیری اور ہلاکت ہے)

«مَاشَيخًا» میں «مَا» زائدہ ہے۔

(۲) مَضَتْ مِائَةٌ مِن مَولِدِی فَنَضَوتُهَا ... وَخَمسٌ تِبَاعٌ بَعدَ ذَاكَ وَأَربَعُ

میری پیدائش کے بعد سو سال گذر گئے اور میں نے لباس کی طرح انہیں اتار پھینکا اور پانچ سال اور اس کے بعد چار سال اور (یعنی کل عمر میری ایک سو نو سال ہو گئی ہے)

نَضَوتُ : (ن) نَضوًا : کھینچنا، نکالنا، یہاں طے کرنا اور گذار دینا مراد ہے۔

(۳) وَخَيلٍ كَأَسرَابِ القَطَا قَد وَزَعتُهَا ... لَهَا سَبَلٌ فِيهِ المَنِيَّةُ تَلمَعُ

قطا پرندے کی جماعتوں کی طرح بہت سے شہسوار ہیں، جن کو میں نے منظم کیا جن کے لئے ایسی بارش تھی، جس میں موت چمکتی ہے (یعنی وہ بارش کے قطروں کی مانند پے درپے آنے والے تھے۔)

أَسرَاب : مفردہ : سِربٌ : پرندوں کی جماعت، سَبَلٌ : بارش۔ وَزَعَ (ف) وَزعًا : صفوں کو ترتیب دینا۔

(٤) شَهِدْتُ وَغُنْمٍ قَدْ حَوَيْتُ وَلَذَّةٍ　　أَتَيْتُ وَمَا ذَا الْعَيْشُ إِلَّا التَّمَتُّعُ

میں اُن کے پاس حاضر ہوا اور میں نے بہت سی غنیمت بھی جمع کی اور بہت سی لذتیں اُٹھائیں اور زندگی تو (چند دنوں کی) بہار ہی کا نام ہے۔

(٥) وَعَاثِرَةٍ يَوْمَ الْهُيَيْمَا رَأَيْتُهَا　　وَقَدْ ضَمَّهَا مِنْ دَاخِلِ الْقَلْبِ مَجْزَعُ

اور جنگ "ہیما" کے دن کتنی پھسلنے والی عورتیں تھیں جن کو میں نے دیکھا جبکہ اندرونِ دل سے ان پر جزع (اور خوف) طاری تھا۔

ضَمَّهَا مَجْزَعٌ: ان پر خوف وغم غالب آگیا تھا، طاری تھا۔ مَجْزَع: مصدر میمی بمعنے جزع ہے۔

(٦) لَهَا غُلَلٌ فِي الصَّدْرِ لَيْسَ بِبَارِحٍ　　شَجِيٌّ نَشِبٌ وَالْعَيْنُ بِالْمَاءِ تَدْمَعُ

ان کے سینوں میں سوزش تھی جو زائل نہیں ہو رہی تھی (گویا) ان کے حلق میں اٹکنے والی ہڈی پھنسی ہو۔ اور آنکھیں آنسو میں ڈبڈبائی ہوئی تھیں (اگلے شعر میں ان میں سے ایک بدحواس عورت کا ذکر ہے۔)

غُلَل: پیاس، سوزش۔ بَارِح: زائل: شَجِيّ: حلق میں اٹکنے والی ہڈی وغیرہ

نَشِبٌ: صیغہ صفت: چمٹنے اور پھنسنے والی۔ نَشِبَ (س) نَشَبًا: چمٹنا، پھنسنا۔

(٧) تَقُولُ وَقَدْ أَفْرَدْتُهَا مِنْ حَلِيلِهَا　　تَعَسْتَ كَمَا أَتْعَسْتَنِي يَا مُجَشِّعُ

وہ کہہ رہی تھی اس حال میں کہ میں نے اس کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا تھا (یعنے شوہر کو قتل کر دیا تھا) کہ اے مجمع! تو ہلاک ہو جا، جیسے کہ تو نے مجھے ہلاک کر دیا۔

حَلِيل: شوہر۔ تَعَسْتَ: (ف) تَعْسًا: ہلاک ہونا۔ أَتْعَسَ: ہلاک کرنا

(٨) فَقُلْتُ لَهَا بَلْ تَعْسَ أُمِّ مُجَاشِعٍ　　وَقَوْمِكِ حَتَّى خَدُّكِ الْيَوْمَ أَضْرَعُ

میں نے اس سے کہا کہ ہلاکت ہو ام مجاشع کے لئے اور تیری قوم کے لئے حتی کہ تیرا چہرہ آج ذلیل ہے۔

أَضْرَعُ: اسم تفضیل بمعنے ضَارِعٌ: ذلیل۔ ضَرَعَ (ف ك) ضَرَاعَةً: کمزور و ذلیل ہونا۔ "تَعْسَ" منصوب علی المصدریہ ہے۔ أي "تَعَسَ تَعْسَ أُمِّ مُجَاشِعٍ"

(٩) عَبَأْتُ لَهُ رُمْحًا طَوِيلًا وَآلَةً　　كَأَنَّ قَبَسٌ يُعْلَى بِهَا حِينَ يُشْرَعُ

میں نے اس کے شوہر کے لئے ایک لمبا نیزہ اور ایک ہتھیار تیار کیا تھا کہ جب

اس کو حرکت دی جاتی تو یوں معلوم ہوتا جیسے آگ کا شعلہ بلند ہوا ہے۔
عَبَأْتُ : (ف) عَبْئًا : تیار کرنا۔ اَلَۃ : ہتھیار۔ قَبَس : شعلہ۔ یُشْرَعُ: مضارع مجہول۔ شَرَعَ الرُّمْحَ : نیزہ کو حرکت دینا۔

(۱۰) وَکَاٴَیِّنْ تَرَکْتُ مِنْ کَرِیْمَۃٍ مُعْشِرٍ عَلَیْھَا الْخُمُوْشُ ذَاتَ حُزْنٍ تَفَجَّعُ
اور میں نے قبیلہ کی بہت سی شریف عورتوں کو اس طرح چھوڑا کہ ان کے چہروں پر خراشیں تھیں (اور اپنے مقتولین پر) دردمند تھیں۔
کَاٴَیِّنْ : اور کَاٴَیِّنْ بمعنے «کَمْ» ہے۔ أَیْ وَکَمْ مِنْ کَرِیْمَۃٍ مُعْشِرٍ، یہ پورا جملہ «تَرَکْتُ» کے لئے مفعول ہے۔
الخُمُوْش : مفرد: خَمْشٌ : خراش

وَقَالَ الأَخْنَسُ بْنُ شِہَابٍ التَّغْلَبِیُّ

(۱) فَمَنْ یَّكُ أَمْسٰی فِی بِلَادٍ مُقَامَۃٍ یُسَائِلُ أَطْلَالًا بِھَا لَا تُجَاوِبُ
جو شخص شام کو (محبوب کی) اقامت کے (پرانے) شہروں میں چلا جائے، اور وہاں کھنڈرات سے پوچھے تو وہ کھنڈرات جواب نہیں دیں گے۔
أَطْلَال : کھنڈرات۔ مُقَامَۃ : اقامت و رہائش۔
«بھا» ضمیر «بلاد» کی طرف راجع ہے۔

(۲) فَلِابْنَۃِ حِطَّانَ بْنِ قَیْسٍ مَنَازِلٌ کَمَا نَمَّقَ الْعُنْوَانَ فِی الرَّقِّ کَاتِبُ
حطان بن قیس کی بیٹی کے مکانات بھی (کھنڈر ہو کر زمین بوس ہو گئے) ہیں جیسے کاتب نے ہرن کی باریک کھال پر سرنامہ لکھدیا ہو جس طرف لکھائی کے نشانات نظر آتے ہیں، اسی طرح مکانات کے صرف نشانات نظر آرہے ہیں)
نَمَّقَ : لکھنا۔ العُنْوَان : سرنامہ۔ الرَّقُّ : ہرن کی کھال۔

(۳) تُمَشِّیْ بِھَا حُوْلُ النَّعَامِ کَاَنَّھَا إِمَاءٌ تُزَجِّیْ بِالْعَشِیِّ حَوَاطِبُ
اب وہاں موٹے تازے شتر مرغ چہل قدمی کرتے ہیں گویا لکڑیاں جمع کرنے والی لونڈیاں ہیں جو شام کو (اپنے گھروں میں) لائی جاتی ہیں (جب لونڈی پر لکڑیوں کا گٹھڑ ہو تو وہ کافی موٹی معلوم ہوتی ہے اسی طرح یہ شتر مرغ موٹے ہیں)
حُوْلٌ : مفرد : حَائِلٌ : شتر مرغ کی وہ مادہ جو کبھی حاملہ نہ ہوئی ہو جو اکثر موٹی ہوتی ہے

حَوَاطِب : مفرده : حَاطِبَةٌ ، لکڑیاں جمع کرنے والی لونڈی۔

④ وَقَفتُ بِهَا أَبكِي وَأُشعَرُ سُخنَةً كَمَا اعتَادَ مَحمُومًا بِخَيبَرَ صَالِبُ

میں وہاں کھڑا ہوگیا اور روتا رہا اور میں نے ایسی سوزش محسوس کی جیسے کہ خیبر میں بخارزدہ کو 'صالب' بخار کی عادت پڑ جائے۔

سُخنَة : حرارت، سوزش۔ مَحمُومًا : بخارزدہ۔ صَالِب : ایک خاص قسم کا بخار ہے جو اکثر خیبر میں ہوتا ہے۔

⑤ خَلِيلَيَّ عُوجَا مِن نَجَاءِ شِمِلَّةٍ عَلَيهَا فَتًى كَالسَّيفِ أَروَعُ شَاحِبُ

اے میرے دو دوستو! تم تیز رفتار اونٹنی سے اترو جس میں تلوار کی طرح نوجوان سوار ہے جو بیدار مغز (اور جنگوں کی وجہ سے) متغیر اللون ہے۔

خلیلَیَّ : تثنیہ منادی ہے "اے میرے دو دوستو!" عُوجَا : تم دونوں اترو، کھڑے ہوجاؤ۔ عَاجَ (ن) عَوجًا : کھڑا ہونا، اترنا۔ نَجَاء : تیزی۔ شِمِلَّة : تیز رفتار اونٹنی۔ أَروَع : خوبصورت اور بیدار مغز۔ شَاحِبٌ : جس کا رنگ بدلا ہوا ہو۔

⑥ خَلِيلَايَ هَوجَاءُ النَّجَاءِ شِمِلَّةٌ وَذُو شُطَبٍ لَا يَجتَوِيهِ المُصَاحِبُ

میرے دو دوست ہیں، ایک ہلکی تیز رفتار اونٹنی اور دوسرا دھاری دار تلوار جس کو اس کا مالک ناپسند نہیں سمجھتا ہے۔

هَوجَاء : جس کی چال میں ہلکاپن اور تیزی ہو۔ شُطَب : مفرده : شُطبَةٌ : تلوار کے پھل کی دھاری۔ يَجتَوِي : اِجتِوَاءٌ : ناپسند سمجھنا۔

⑦ وَقَد عِشتُ دَهرًا وَالغُوَاةُ صَحَابَتِي أُولٰئِكَ خُلصَانِي الَّذِينَ أُصَاحِبُ

میں نے کچھ عرصہ اس حال میں زندگی گذاری ہے کہ میرے ساتھی گمراہ (اور رند قسم کے) لوگ تھے، یہی میرے مخلص دوست تھے جن کی میں نے صحبت اختیار کی تھی۔

الغُوَاة : مفرده : غَاوِيٌّ : گمراہ، یہاں اس سے لاابالی قسم کے لوگ مراد ہیں۔
خُلصَان : مصدر ہے جیسے کُفرَان، مراد خالص دوست ہیں۔ مصدر کا اطلاق مفرد جمع دونوں پر ہوتا ہے۔

⑧ قَرِينَةَ مَن أَسفَى وَقَلَّدَ حَبلَهُ وَحَاذَرَ جَرَّاهُ الصَّدِيقُ الأَقَارِبُ

(میں نے ایک عرصہ تک اس حال میں زندگی گذاری کہ میرا ساتھی پرلے درجہ کا بے وقوف تھا۔ جس کی رسی آزاد تھی اور اس کے جرم سے دوست رشتہ دار

ڈرتے تھے۔

قَرِیْنَۃ : ساتھی، اس میں تاء اسمیت کی ہے تانیث کی نہیں۔ أَسْفَی : پرلے درجے کا بے وقوف۔ جَرَّاہُ : جَرِیْمَتُہٗ۔ قَلَّدَ حَبْلَہٗ : یعنی اس کی رسّی اس کے کاندھے پر ڈال دی گئی تھی اور وہ آزاد تھا۔

"قَرِیْنَۃ" پہلے شعر میں "عِشْتُ" کی ضمیر متکلم سے حال واقع ہو رہا ہے۔

(۹) فَأَدَّیْتُ عَنِّیْ مَا اسْتَعَرْتُ مِنَ الصِّبَا وَلِلْمَالِ عِنْدِیَ الْیَوْمَ رَاعٍ وَکَاسِبُ

یہ بچپن سے مستعار لی ہوئی بچپنہ بازیاں میں نے (اُن کا حق اَدا کرنے کے بعد) اب اپنے سے دُوری کر دی ہیں اور آج میرے پاس مال کا نگران اور مال کمانے والا موجود ہے۔

فَأَدَّیْتُ عَنِّیْ : أَیْ یَعْنِیْ لِیُشِیْرَ إِلٰی أَنَّہٗ أَدّٰی حَقًّا وَجَبَ عَلَیْہِ وَمَعْنٰی أَدَّیْتُ عَنِّیْ : نَحَّیْتُ عَنْ نَفْسِیْ مَا وَجَبَ عَلَیْھَا۔ الصِّبَا : بچپن۔

(۱۰) تَرٰی رَائِدَاتِ الْخَیْلِ حَوْلَ بُیُوْتِنَا کَمِعْزَی الْحِجَازِ أَعْوَزَتْھَا الزَّرَائِبُ

تو ہمارے گھر کے اِرد گرد آنے جانے والے گھوڑے دیکھے گا، جیسے کہ حجاز کی بکریاں ہوں۔ جن کے لئے (کثرت کی وجہ سے) باڑہ ناپید ہو۔ (اسی طرح ہمارے گھوڑے بھی کثیر ہیں۔

رَائِدَاتُ الْخَیْلِ : آنے جانے والے گھوڑے۔ رَادَ (ن) رَوْدًا : آنا جانا

مِعْزٰی : بکری۔ أَعْوَزَتْھَا : ضَاقَتْ عَلَیْھَا۔ الزَّرَائِبُ : مفردہ : زَرِیْبَۃٌ : باڑہ۔

(۱۱) لِکُلِّ أُنَاسٍ مِنْ مَعَدٍّ عِمَارَۃٍ عَرُوْضٌ إِلَیْھَا یَلْجَئُوْنَ وَجَانِبُ

معد کی ہر شاخ کے لئے ایک گھاٹی ہے جس میں وہ اُن گھوڑوں کی طرف پناہ لیتے ہیں اور ہر ایک کے لئے ایک طرف ہے۔

عِمَارَۃ : قبیلہ کی شاخ، یہ "أُنَاس" سے بدل ہے۔ عَرُوْضٌ : گھاٹی۔

(۱۲) وَنَحْنُ أُنَاسٌ لَا حِجَازَ بِأَرْضِنَا مَعَ الْغَیْثِ مَا نُلْفٰی وَمَنْ ھُوَ غَالِبُ

اور ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہماری زمین حجاز (کی طرح خشک) نہیں ہے، بارش کے ساتھ ہم غالب (اور طاقت ور) کے ساتھ نہیں پائے جاتے (بلکہ ہم غالب کو مغلوب کرکے یا ختم کرکے ایسی جگہ جہاں بارش اور ہریالی ہو، رہتے ہیں۔)

"ومن" میں واو بمعنے مَعَ ہے۔

(۱۳) فَيُغْبَقْنَ أَحْلَابًا وَيُصْبَحْنَ مِثْلَهَا فَهُنَّ مِنَ التَّعْدَاءِ قُبٌّ شَوَازِبُ

ہمارے گھوڑوں کو صبح وشام دودھ پلایا جاتا ہے اور وہ گھوڑے دوڑنے کی وجہ سے باریک کمر اور چھریرے بدن کے ہیں۔

يُغْبَقْنَ : مضارع مجہول : غَبَقَهُ (ن ض) غَبْقًا : شام کو پلانا۔ يُصْبَحْنَ : مضارع مجہول : صَبَحَهُ (ف) صَبْحًا : صبح کو پینا۔ غَبُوق شام کو اور صَبُوح صبح کو پی جانے والی چیز کو کہتے ہیں۔ تَعْدَاء : دوڑ۔ قُبٌّ : مفردہ : أَقَبّ : باریک کمر، پتلے پیٹ والا۔ شَوَازِب : مفردہ : شَازِبٌ : دُبلا۔

(۱۴) فَوَارِسُهَا مِنْ تَغْلِبَ ابْنَةِ وَائِلٍ حُمَاةٌ كُمَاةٌ لَيْسَ فِيهِمْ أَشَائِبُ

اور ان گھوڑوں کے شہسوار تغلب بنت وائل کے ایسے محافظ اور مسلح بہادر نوجوان ہیں، جن کے نسب میں کوئی دوغلہ (اور مخلوط النسب) نہیں ہے (بلکہ سب خالص النسب لوگ ہیں)

حُمَاة : حمایت کرنے والے۔ أَشَائِب : مفردہ ، أُشَابَةٌ : مخلوط۔

(۱۵) هُمْ يَضْرِبُونَ الْكَبْشَ يَبْرُقُ بَيْضُهُ عَلَى وَجْهِهِ مِنَ الدِّمَاءِ سَبَائِبُ

وہ ایسے سردار کو مارتے ہیں، جس کی خود چمکتی ہو، اس حال میں کہ اس کے چہرے پر خون کی راہیں بن جاتی ہیں (کیونکہ جب سر سے خون بہتا ہے تو چہرے پر سے گزرتے ہوئے لکیریں بناتا ہے)

الْكَبْش : سردار۔ سَبَائِب : مفردہ : سَبِيبَةٌ : باریک پردہ، راستہ۔

(۱۶) وَإِنْ قَصُرَتْ أَسْيَافُنَا كَانَ وَصْلُهَا خُطَانَا إِلَى أَعْدَائِنَا فَنُضَارِبُ

اور اگر ہماری تلواریں چھوٹی ہوتی ہوں (اور دشمنوں تک نہیں پہنچ سکتی ہوں) تو ہمارے قدم دشمن تک (پہنچانے کے لئے) ان تلواروں کے جوڑ (اور پیوند) ہو جاتے ہیں (اور دشمنوں تک ان کو پہنچا دیتے ہیں) چنانچہ پھر ہم مارتے ہیں۔

وَصْل : جوڑ، پیوند۔ خُطَانَا : قدم

(۱۷) فَلِلّٰهِ قَوْمٌ مِثْلُ قَوْمِي عِصَابَةً إِذَا اجْتَمَعَتْ عِنْدَ الْمُلُوكِ الْعَصَائِبُ

اور اللہ ہی کے لئے ہے (یہ تعجباً کہا جاتا ہے) وہ قوم جو باعتبار جماعت کے ہماری قوم کی مانند ہو، جب بادشاہوں کے پاس جماعتیں جمع ہوں (کہ ایسے وقت ان کا فخر ظاہر ہوتا ہے۔)

عِصَابَة : جماعت، جمع : عَصَائِب

(۱۸) أَرَى كُلَّ قَوْمٍ قَارَبُوا قَيْدَ فَحْلِهِمْ ... وَنَحْنُ خَلَعْنَا قَيْدَهُ فَهُوَ سَارِبُ

میں دیکھتا ہوں کہ ہر قوم نے اپنے سانڈ کی بیڑی تنگ کر رکھی ہے اور ہم نے اپنے سانڈ کی رسّی اُتار دی ہے۔ چنانچہ وہ آزاد چلنے والا ہے (جہاں چاہے چلے، کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔)

قَارَبُوا : سے رسّی تنگ کرنا مراد ہے۔ قَيْد : رسی۔ فَحْل : سانڈ

وَقَالَ الْعُدَيْلُ بْنُ الْفَرْخِ الْعَجَلِيُّ

شاعر کل نو یا آٹھ بھائی تھے۔ ایک بھائی نے چچا زاد بہن سے بغیر اجازت کے شادی کی، جس کی وجہ سے ان بھائیوں کے درمیان جنگ کھڑی ہو گئی۔ شاعر ابتداءً "تشبیب" ذکر کرنے کے بعد اسی کا تذکرہ کریں گے۔

(۱) أَلَا يَا اسْلَمِي ذَاتَ الدَّمَالِيجِ وَالْعِقْدِ ... وَذَاتَ الثَّنَايَا الْغُرِّ وَالْفَاحِمِ الْجَعْدِ

اے بازوبند والی، ہار والی، چمکتے ہوئے دانتوں والی، سیاہ خم دار زلفوں والی۔

دَمَالِيج : مفرد : دُمْلُج، دُمْلُوج : بازوبند۔ عِقْد : ہار، جمع : عُقُود۔ ثَنَايَا : مفرد : ثَنِيَّةٌ : سامنے کے دو اُوپر دو نیچے والے چار دانت۔ غُرّ : مفرد : أَغَرّ : خوبصورت، سفید۔ فَاحِم : بہت سیاہ، مراد سیاہ بال ہیں۔ فَحُمَ (ك) فُحُومَة، فُحُومًا : سیاہ ہونا۔ جَعْد : گھنگریالا۔ جَعُدَ (ك) جُعُودَةً، جَعَادَةً : بالوں کا گھنگریالا ہونا

(۲) وَذَاتَ اللِّثَاثِ الْحُمِّ وَالْعَارِضِ الَّذِي ... بِهِ أَبْرَقَتْ عَمْدًا بِأَبْيَضَ كَالشُّهْدِ

سیاہ مسوڑھوں والی اور ان اَنتوں والی جن کو قصداً چمکایا ہے ایسے سفید آب دہن سے جو شہد کی مانند شیریں ہے تجھ پر سلامتی ہو۔

لِثَاث : مفرد : لِثَةٌ : مسوڑھا۔ حُمّ : مفرد : أَحَمّ : سیاہ، یہ لثات کی صفت ہے۔ عَارِض : آگے کے دانت، جمع : عَوَارِض۔ أَبْرَقَتْ : إِبْرَاقًا : چمکنا۔ یہاں با سے متعدی ہے۔ أَبْرَقَتْ بِه : چمکانا۔ وَبَرَقَ (ن) بَرْقًا : چمکنا؛ شُهْد : (شین کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ) وہ شہد جس کو موم سے الگ نہ کیا گیا ہو۔ جمع : شِهَاد

عَمْدًا، حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۳) كَأَنَّ ثَنَايَاهَا اغْتَبَقْنَ مُدَامَةً ... ثَوَتْ حِجَجًا فِي رَأْسِ ذِي قُنَّةٍ فَرْدِ

گویا اس کے دانتوں نے ایسی شراب پی ہے جو برسوں تک چوٹی دار منفرد پہاڑ کی چوٹی پر رہی ہے (کیونکہ ایسی شراب میں خمار زیادہ ہوتا ہے)

اِغْتَبَقْنَ : اِغْتِبَاقًا : شام کو شراب پینا۔ مُدَامَةٌ : شراب۔ ثَوَتْ : (ض) ثَوَاءً ، ثُوِیًّا : ٹھہرنا، رکنا۔ حِجَجٌ : مفرد : حِجَّةٌ : سال۔ قُنَّة : پہاڑ کی چوٹی، جمع : قِنَان۔ فَرْد : اکیلا، جمع : أَفْرَاد۔

(٤) جَرٰی بِفِرَاقِ الْعَامِرِیَّةِ غُدْوَةً شَوَاحِجُ سُوْدٌ مَا تُعِیْدُ وَمَا تُبْدِی

صبح کے وقت سیاہ کوّے "عامریّہ" کے فراق کی خبر لے کر اُڑے حالانکہ وہ نہ کسی چیز کو لَوٹا سکتے ہیں اور نہ کوئی چیز ظاہر کر سکتے ہیں (لیکن یہ ایک عام خیال ہے کہ کوّے جب اُڑتے ہیں تو فراق ہوتا ہے۔)

شَوَاحِج : مفرد : شَاحِجٌ : کوّا، شَحَجَ الْغُرَابُ (ف) شَحِیْجًا : زور سے چلّانا۔ سُوْدٌ : مفرد : أَسْوَدُ : سیاہ۔ مَا تُعِیْدُ وَمَا تُبْدِی : یہ بطور محاورہ کہا جاتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اگر کسی چیز کا وقوع مقدر ہے تو اس کو وہ ٹال نہیں سکتے اور نہ ہی کسی مخفی شئ یا کسی آئندہ واقعہ کو وہ ظاہر کر سکتے ہیں۔

(٥) لَعَمْرِی لَقَدْ مَرَّتْ بِیَ الطَّیْرُ آنِفًا بِمَا لَمْ یَکُنْ إِذْ مَرَّتِ الطَّیْرُ مِنْ بُدٍّ

میری عمر کی قسم! ابھی ابھی پرندے میرے سر سے ہو تے گزرے ہیں، اس امر (فراق) کی خبر دیتے ہوئے جس کے وقوع سے کوئی چارہ نہیں، اس لئے کہ وہ پرندے گزر گئے ہیں۔

"بُدٌّ" محلًّا "لَمْ یَکُنْ" کا اسم ہے۔

(٦) ظَلِلْتُ أُسَاقِی الْمَوْتَ إِخْوَتِیَ الْأُلٰی أَبُوْهُمْ أَبِی عِنْدَ الْمُزَاحَةِ وَالْجِدِّ

میں اپنے ان بھائیوں کو موت پلا رہا ہوں کہ مزاح اور سنجیدگی کے وقت ان کا باپ میرا باپ ہے۔

الْأُلٰی : یہ اسم موصول ہے اور جمع مذکر کے لئے آتا ہے۔ الْمَزَاحَة : مذاق، مَزَحَ (ف) مَزْحًا : مذاق کرنا۔ الْجِدّ : سنجیدگی۔

(٧) کِلَانَا یُنَادِی یَا نِزَارُ وَبَیْنَنَا قَنًا مِنْ قَنَا الْخَطِّیِّ أَوْ مِنْ قَنَا الْهِنْدِ

ہم میں سے ہر ایک یا نزار کا نعرہ لگاتا ہے اور ہم میں خطی اور ہندی نیزے چل رہے ہیں۔

کِلَانَا : لفظ "کِلَا" معنیً تثنیہ اور لفظاً مفرد ہے اس لئے اس کی طرف تثنیہ اور مفرد دونوں کی ضمیر لوٹائی جا سکتی ہے۔ نِزَار : چونکہ ان سب کا دادا ہے اس لئے دونوں فریق اس کو آواز دے رہے ہیں۔

(۸) قُرُومٌ تَسَامَی مِنْ نِزَارٍ عَلَيْهِمُ   مُضَاعَفَةٌ مِنْ نَسْجِ دَاوُدَ وَالسُّغْدِ

ہم سب قبیلۂ نزار کے عالی قدر سردار ہیں، اس حال میں کہ ان پر حضرت داؤد علیہ السلام یا سُعد نامی شخص کی بُنی ہوئی زرہیں ہیں۔

قُرُومٌ : مفردہ : قَرْمٌ : سردار؛ سانڈ جس کو کام کاج سے فارغ رکھا جاتے۔ تَسَامَی : بلند، عالی قدر۔ مُضَاعَفَةٌ : دوہرے حلقوں اور کڑیوں والی زرہیں۔ سُغْد : زرہ بنانے والے آدمی کا نام ہے لیکن تبریزی نے لکھا ہے کہ یہ شہر کا نام ہے، جہاں زرہیں بنائی جاتی تھیں۔

(۹) إِذَا مَا حَمَلْنَا حَمْلَةً مَثَلُوا لَنَا   بِمُرْهَفَةٍ تَذْرِي السَّوَاعِدَ مِنْ صُعُدْ

جب ہم حملہ کرتے ہیں تو وہ ہمارے سامنے ایسی تیز تلواریں لے کر آکھڑے ہوتے ہیں کہ جو بازوؤں کو اُوپر سے (یعنی جڑ سے) کاٹتی ہیں۔

مَثَلُوا : مَثَلَ بَيْنَ يَدَىْ فُلَانٍ (ن مُثُولًا : کسی کے سامنے سیدھا کھڑا ہونا۔ مُرْهَفَة : تیز تلواریں۔ تَذْرِيْ : (ض) ذَرْيًا : جدا کر دینا۔ کاٹنا۔ السَّوَاعِد : مفردہ : سَاعِدٌ : بازو۔ صُعُد (صاد اور عین کے ضمہ کے ساتھ) عین کو ضرورت شعری کی وجہ سے ساکن پڑھتے ہیں۔ بمعنے بلندی۔ صَعِدَ (س) صُعُوْدًا : بلند ہونا، چڑھنا۔ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: "إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ"

(۱۰) وَإِنْ نَحْنُ نَازَلْنَاهُمُ بِصَوَارِمٍ   رَدَوْا فِي سَرَابِيلِ الْحَدِيدِ كَمَا نَرْدِي

اور اگر ہم قاطع تلواروں کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں تو وہ لوہے کی قمیصوں میں سُرعت کے ساتھ (ہماری طرف) بڑھتے ہیں جیسا کہ ہم تیزی کے ساتھ (ان کی طرف) بڑھتے ہیں۔

صَوَارِم : کاٹنے والی تلواریں، مفرد: صَارِمٌ۔ رَدَوْا : (ض) رَدْيًا، رَدَيَانًا : تیز جانا، دوڑنا۔

(۱۱) كَفَى حَزَنًا أَنْ لَا أَزَالَ أَرَى الْقَنَا   تَمُجُّ نَجِيعًا مِنْ ذِرَاعِي وَمِنْ عَضُدِي

غمگین کرنے کے لئے یہ بات میرے لئے کافی ہے کہ میں مسلسل دیکھ رہا ہوں کہ میرے نیزے تازہ خون کی کلیاں کر رہے ہیں جو میرے بازو اور ہاتھ کا خون ہے

(کیونکہ اپنے بھائیوں کا خون ہے۔)
تَمُجُّ : (ن) مَجًّا : کلی کرنا۔ منہ سے پھینکنا۔ نَجِیْعٌ : پیٹ کا خون، تازہ خون۔

(۱۲) لَعَمْرِیْ لَئِنْ رُمْتُ الْخُرُوْجَ عَلَیْهِمْ بِقَیْسٍ عَلٰی قَیْسٍ وَعَوْفٍ عَلٰی سَعْدٍ
میری عمر کی قسم ! اگر ان پر خروج کروں قیس کو لے کر قیس کے خلاف اور عوف کو لے کر سعد کے خلاف
رُمْتُ : (ن) رَوْمًا : قصد کرنا۔

(۱۳) وَضَیَّعْتُ عَمْرًا وَالرِّبَابَ وَدَارِمًا وَعَمْرَو بْنَ اُدٍّ کَیْفَ أَصْبِرُ عَنْ اُدِّ
اور ضائع کروں عمر، رباب، دارم، اور عمر بن اد کو اور اد سے میں کس طرح صبر کرسکتا ہوں۔ (کیونکہ یہ سب اپنے لوگ ہیں)

(۱٤) لَکُنْتُ کَمُهْرِیْقِ الَّذِیْ فِیْ سِقَائِهٖ لِرَقْرَاقِ اٰلٍ فَوْقَ رَابِیَةٍ صَلْدِ
(اگر میں ایسا کروں) تو اس وقت میں اس شخص کی طرح ہوں گا، جو ٹھوس ٹیلے کے اوپر سراب کی چمک کی وجہ سے اپنے مشکیزہ کے پانی کو بہا دے (اور بعد میں وہاں پانی نہ ملے۔)
مُهْرِیْق : بہانے والا۔ سِقَاء : چمڑے کی مشک جس میں دودھ اور پانی رکھا جاتا ہے۔ جمع : أَسْقِیَة۔ رَقْرَاق : چمک، حرکت۔ تَرَقْرَقَ الْمَاءُ پانی کا چمکنا۔ حرکت کرنا۔ آل : سراب۔ رَابِیَةٌ : ٹیلہ، جمع : رَوَاب۔ صَلْد: ٹھوس، چکنا، جمع : أَصْلَاد۔

(۱۵) کَمُرْضِعَةٍ أَوْلَادَ اُخْرٰی وَضَیَّعَتْ بَنِیْ بَطْنِهَا هٰذَا الضَّلَالُ عَنِ الْقَصْدِ
یا اس عورت کی طرح ہوں گا جو دوسری عورت کے بچوں کو دودھ پلائے اور اپنے بچوں کو ضائع کرے۔ یہ تو راہِ اعتدال سے عین گمراہی ہے۔
الْقَصْد : اعتدال

(۱٦) فَاُوْصِیْکُمَا یَا ابْنَیْ نِزَارٍ فَتَابِعَا وَصِیَّةَ مُفْضٍ النُّصْحَ وَالصِّدْقَ وَالْوُدّ
اے نزار کے دو بیٹو ! میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم اس شخص کی نصیحت کی اتباع کرو جو خیر خواہی، صدق اور دوستی تک پہنچ گیا۔
مُفْضِیْ : پہنچنے والا۔ أَفْضٰی۔ إِفْضَاءٌ : پہنچنا۔

(١٧) فَلَا تَعْلَمَنَّ الْحَرْبُ فِي الْهَامِ هَامَتِيْ   وَلَا تَرْمِيَا بِالنَّبْلِ وَيْحَكُمَا بَعْدِيْ

چنانچہ جنگ دیگر کھوپڑیوں میں میری کھوپڑی ہرگز نہ جانے اور تم میرے بعد تیر اندازی کرو، تمہارا ناس ہو۔ (یعنے نہ میرے سامنے آپس میں لڑو اور نہ میرے بعد)

هَامَة: کھوپڑی، جمع: هَام ۔ وَيْح: کلمۂ ترحم بھی ہے اور «وَيْل» کے معنے میں آتا ہے، اس پر رفع اور نصب دونوں جائز ہیں۔ رفع کی صورت میں مبتدا ہوگا۔ جب کہ نصب کی صورت میں فعل مقدر ہوگا۔ أي «أَلْزَمَهُ اللهُ وَيْحًا»

(١٨) أَمَا تَرْهَبَانِ النَّارَ فِي ابْنَيْ أَبِيْكُمَا   وَلَا تَرْجُوَانِ اللهَ فِي جَنَّةِ الْخُلْدِ

کیا تم اپنے باپ کے دو بیٹوں کے معاملہ میں آگ سے نہیں ڈرتے ہو اور اللہ تعالیٰ سے دائمی جنت میں (رہنے کی) امید نہیں رکھتے۔

تَرْهَبَان: (س) رَهْبًا، رَهْبَةً: ڈرنا۔

(١٩) فَمَا تُرْبُ أَثْرَى لَوْ جَمَعْتَ تُرَابَهَا   بِأَكْثَرَ مِنِ ابْنَيْ نِزَارٍ عَلَى الْعَدِّ

اگر تو زمین کی مٹی کو جمع کرے تو وہ تعداد میں نزار کے دونوں بیٹوں سے زیادہ نہ ہوگی

عَلَى الْعَدِّ: تعداد میں، یہ موضع حال میں ہے۔ أَثْرَى: زمین

(٢٠) هُمَا كَنَفَا الْأَرْضِ اللَّذَا لَوْ تَزَعْزَعَا   تَزَعْزَعَ مَا بَيْنَ الْجُنُوْبِ إِلَى السَّدِّ

نزار کی اولاد زمین کے دو خطوں میں ہے کہ اگر یہ حرکت کریں تو جنوب سے لے کر شمال تک پوری زمین لرز جائے۔

كَنَفَا: اصل میں كَنَفَان ہے، نون تثنیہ اضافت کی وجہ سے گرگیا۔ مفرد: كَنَفٌ: کنارا، حصہ۔ اللَّذَا: اصل میں اَللَّذَانِ ہے، نون کو ضرورت شعری کی وجہ سے حذف کردیا۔ تَزَعْزَعَا: تَزَعْزُعًا: حرکت کرنا۔ السَّدّ: سے شمال مراد ہے جہاں سدِّ سکندری بنا ہوا ہے۔

(٢١) وَإِنِّيْ وَإِنْ عَادَيْتُهُمْ وَجَفَوْتُهُمْ   لَتَأْلَمُ مِمَّا عَضَّ أَكْبَادَهُمْ كَبِدِيْ

میں نے اگرچہ ان سے دشمنی کی اور ان پر ظلم و زیادتی کی لیکن آج میرا جگر دردناک ہے اس حرکت کی وجہ سے جس نے ان کے جگر کے ٹکڑے کئے۔

عَادَيْتُ: مُعَادَاةً: دشمنی کرنا۔ جَفَوْتُ: (ن) جَفَاءً: ظلم کرنا

تَأْلَمُ: (س) أَلَمًا: درد ہونا۔ عَضَّ: (س) عَضًّا: دانت سے کاٹنا

«کَبِد» «تَتألَمُ» کا فاعل ہے۔

(۲۲) فَإِنَّ أَبِی عِنْدَ الحِفَاظِ أَبُوهُمُ وَخَالُهُمُ خَالِی وَجَدُّهُمُ جَدِّی

حفاظت کے وقت میرا باپ ان کا باپ اور میرا ماموں ان کا ماموں اور ان کا دادا میرا دادا ہے۔

(۲۳) رِمَاحُهُمُ فِی الطُّولِ مِثْلُ رِمَاحِنَا وَهُمْ مِثْلُنَا قَدَّ السُّیُورِ مِنَ الجِلْدِ

لمبائی میں اُن کے نیزے ہمارے نیزوں کی مانند ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ ایسے برابر ہیں جیسے ایک چمڑے سے (برابر برابر) تسمے کاٹے ہوں (یعنے ہم نسباً بھی ایک اور طاقت اور افعال میں بھی یکساں ہیں تو پھر یہ باہمی جنگ محض حماقت ہے۔)

قَدَّ : (ن) قَدًّا : لمبائی میں کاٹنا۔ سُیُور : مفردہ : سَیْر : چمڑے کا ٹکڑا، تسمہ۔ «قَدَّ السُّیُور» فعل محذوف کے لئے مفعول مطلق ہے۔

وَقَالَتْ عَاتِكَةُ بِنْتُ عَبْدِ المُطَّلِبِ

یہ آپ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، جنگ «فجارہ» جو بعثت سے پہلے چار سال تک مسلسل رہی، اس جنگ میں یوم عکاظ کا تذکرہ کر رہی ہیں، کیونکہ اس دن قریش قیس پر غالب آگئے تھے۔

(۱) سَائِلْ بِنَا فِی قَوْمِنَا وَلْیَكْفِ مِنْ شَرٍّ سَمَاعُهْ

ہمارے بارے میں ہماری قوم میں (اگر) پوچھ اور لڑائی (کے دیکھنے) سے اس کا سُن لینا ہی کافی ہونا چاہیئے۔

لِیَكْفِ : امر غائب از کَفٰی (ض) کِفَایَةً : کافی ہونا۔
شَرّ : سے لڑائی مُراد ہے۔

(۱) قَیْسًا وَمَا جَمَعُوا لَنَا فِی مَجْمَعٍ بَاقٍ شَنَاعُهْ

قیس اور ان لوگوں سے پوچھ جن کو انھوں نے ہمارے (ساتھ لڑنے) کے لئے ایسے مجمع میں جمع کیا جس کی شناعت (اور قباحت) باقی رہے گی۔

«قَیْسًا» «سَائِلْ» کا مفعول بہ ہے «وَمَا جَمَعُوا» کا عطف «قَیْسًا» پر ہے۔

(۲) فِیهِ السَّنَوَّرُ وَالقَنَا وَالكَبْشُ مُلْتَمِعٌ قِنَاعُهْ

③ بِعُكَاظَ يُعْشِي النَّاظِرِينَ إِذَا هُمْ لَمَحُوا شُعَاعَهُ

① اس مجمع میں زرہیں اور نیزے اور ایسا سردار تھا جس کا خود چمک رہا تھا عکاظ میں ② جس کی شعاعیں دیکھنے والوں کی نظر کو خیرہ کرتیں، جب وہ (اس کی طرف) دیکھتے۔

سَنَوَّر : ایک ہتھیار، زرہ کی مانند چمڑے کا بنا ہوا لباس۔ مُلْتَمِع : چمکدار۔ قِنَاع : وہ چیز جس سے چہرہ چھپایا جائے، جمع : أَقْنِعَةٌ : یہاں اس سے خود مراد ہے۔ عُكَاظ : دورِ جاہلیت کا مشہور بازار تھا، جو نخلہ اور طائف کے درمیان لگتا تھا۔ يُعْشِي : إِعْشَاءٌ : آنکھوں کو خیرہ کر دینا۔ عَشَا (ن) عَشْوًا : آنکھ کا خیرہ ہو جانا۔ لَمَحُوا (ف) لَمْحًا۔ تَلَمَّاحًا : دیکھنا۔ شعاعہ، یشعو کا فاعل ہے۔

④ فِيهِ قَتَلْنَا مَالِكًا قَسْرًا وَأَسْلَمَهُ رَعَاعُهُ

اس مجمع میں ہم نے مالک کو قتل کیا زبردستی اور اُس کے ذلیل ساتھیوں نے اُس کو بے یار و مددگار چھوڑا۔

قَسْرًا : زبردستی۔ قَسَرَ (ض) قَسْرًا : زبردستی کرنا۔ رُعَاع : (را کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ) گھٹیا قسم کے لوگ، مفرد : رُعَاعَةٌ۔ (بفتح الراء وضمها)

⑤ وَمُجَدَّلٌ لَا غَادَرْنَهُ بِالْقَاعِ تَنْهَسُهُ ضِبَاعُهُ

ہمارے سواروں نے اس کو گرایا ہوا چھوڑا، چٹیل میدان میں، اس حال میں کہ اس کو اس میدان کے بجّو نوچ رہے تھے۔

مُجَدَّل : زمین پر گرایا ہوا شخص۔ قَاع : ہموار، چٹیل زمین، جمع : قِيعَان : تَنْهَس : (ف) نَهْسًا : گوشت کو نوچنا۔

وَقَالَ عَبْدُ الْقَيْسِ بْنُ خُفَافٍ

① صَحَوْتُ وَزَايَلَنِي بَاطِلِي لَعَمْرُ أَبِيكَ زِيَالًا طَوِيلًا

تیرے باپ کی عمر کی قسم! اب میں ہوش میں آگیا ہوں اور میرا کھیل کود مجھ سے بہت دور ہو گیا۔

زَايَل : جُدا ہوا۔ صَحَوْتُ : (ن) صَحْوًا : ہوش میں آنا۔

② فَأَصْبَحْتُ لَا نَزِقًا لِلِّحَاءِ وَلَا لِلْحُلُومِ صَدِيقِي أَكُولَا

پس اب میں نہ گالی گلوچ میں جلد بازی کرنے والا رہا ہوں اور نہ میں اپنے دوست کا گوشت کھانے والا ہوں (یعنی دوست کی غیبت نہیں کرتا ہوں)

نَزِقًا : بروزن کَتِفٌ : خفیف الحرکات۔ نَزِقَ (س) نَزَقًا : حماقت کی بناء پر جلد بازی کرنا۔ لِحَاء : باب مفاعلہ کا مصدر ہے۔ لَاحَا۔ مُلَاحَاةً وَلِحَاءً : لڑنا، جھگڑنا، گالی گلوچ کرنا۔ أَكُوْل : بہت زیادہ کھانے والا۔

(۳) وَلَا سَابِقِيْ كَاشِحٌ نَازِحٌ بِذَحْلٍ إِذَا مَا طَلَبْتُ الذُّحُوْلَا

اور کوئی دُور کا دشمن مجھ سے انتقام میں آگے نہیں بڑھ سکتا جب میں انتقام لینا چاہوں۔

كَاشِحٌ : دشمنی کرنے والا۔ نَازِحٌ : دُور ہونے والا۔ نَزَحَ (ض ف) نَزْحًا نُزُوْحًا : دور ہونا۔ ذَحْل : (حاء کے سکون اور فتحہ کے ساتھ) کینہ، انتقام۔ «بِذَحْلٍ» «سَابِقِيْ» سے متعلق ہے۔

(٤) وَأَصْبَحْتُ أَعْدَدْتُ لِلنَّائِبَاتِ عِرْضًا بَرِيًّا وَعَضْبًا صَقِيْلَا

اور میں نے مصائب زمانہ کے لئے پاک عزت اور صیقل دار کاٹنے والی تلوار تیار کر رکھی ہے۔

نَائِبَات : مصائب، مفرد : نَائِبَةٌ۔ عِرْضٌ : عزت۔ عَضْبًا : تیز کاٹنے والی تلوار۔

(۵) وَوَقْعَ لِسَانٍ كَحَدِّ السِّنَانِ وَرُمْحًا طَوِيْلَ الْقَنَاةِ عَسُوْلَا

اور نیزے کی دھار کی طرح زبان کی ضرب اور لمبے بانس والا لچکدار نیزہ تیار کیا ہے

عَسُوْلَا : صیغۂ صفت : لچکدار، عَسَلَ الرُّمْحُ (ض) عَسَلًا، عُسُوْلًا : نرم اور لچکدار ہونے کی وجہ سے حرکت کرنا۔ قَنَاة : نیزہ یا نیزہ کی لکڑی۔ «وَوَقْعَ لِسَانٍ» کا عطف پہلے شعر میں «عَضْبًا» پر ہے جو «أَعْدَدْتُ» کا مفعول بہ ہے۔ «رُمْحًا» کا عطف «وقع» پر ہے۔

(٦) وَسَابِغَةً مِنْ جِيَادِ الدُّرُوْ عِ تَسْمَعُ لِلسَّيْفِ فِيْهَا صَلِيْلَا

اور عمدہ زرہوں میں سے ایک لمبی زرہ (تیار کی ہے) جس میں تو تلوار کی جھنکار کو سُنے گا (یعنی جب تلوار اس زرہ پر لگتی ہے تو اس کو کاٹ نہیں سکتی صرف آواز سنائی دیتی ہے۔)

سَابِغَۃ : لمبی زرہ۔ صَلِیلاً : جھنکار، آواز۔ صَلَّ (ض) صَلِیلاً : جھنکار ہونا «سَابِغَۃ» بھی «اَعْدَدْتُ» کا مفعول بہ ہے۔

(۷) کَمَتْنِ الْغَدِیْرِ زَهَتْهُ الدَّبُوْرُ یَجُرُّ الْمُدَجَّجُ مِنْهَا فُضُوْلا

جیسے کہ سطح تالاب جس کو پچھوا ہوا حرکت دے (تو اس وقت تالاب کی سطح پر دھاریاں بنتی نظر آتی ہیں۔ اسی طرح اس زرہ میں بھی دھاریاں نظر آتی ہیں) اور مکمل زرہ پوش کھینچتا ہے اس زرہ کے زائد حصوں کو (کیونکہ وہ بہت لمبی ہے۔)

مَتْن : پشت، ہر چیز کی سطح، جمع : مُتُوْنٌ۔ غَدِیْرٌ : نہر، تالاب، جمع : غُدْرَان زَهَتْ : الرِّیْحُ النَّبَاتَ (ن) زَهْوًا، زُهُوًّا : ہوا کا گھاس کو حرکت دینا۔ مُدَجَّجٌ : اسم مفعول از باب تفعیل : بمعنے : پوری طرح سے ہتھیار بند۔ دَجَّجَ فُلَان : ہتھیار بند کرنا۔ مادہ (دج ج) الدَّبُوْر : پچھوا ہوا، جو ہوا مغرب سمت سے چلتی ہے۔ فُضُوْلا : سے زرہ کے زائد حصے مُراد ہیں۔

«منھا» کی ضمیر «سَابِغَۃ» کی طرف راجع ہے۔

وَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِیْ عَامِرٍ

(۱) وَحَرْبٍ یَضِجُّ الْقَوْمُ مِنْ نَفَیَانِهَا ضَجِیْجَ الْجِمَالِ الْجِلَّةِ الدَّبِرَاتِ

اور بہت سی جنگیں ہیں جن کی چھینٹوں سے قوم اس طرح چیختی ہے جس طرح بڑے بڑے زخمی پیٹھ والے اونٹ (بوجھ لاتے وقت) چیختے ہیں۔

یَضِجُّ : (ض) ضَجًّا : چیخنا۔ نَفَیَان : چھینٹا۔ نَفَی (ض) نَفَیَانًا : اڑانا، بکھیرنا۔ الجِلَّۃ : مفردہ : جَلِیْلٌ : بڑا۔ دَابِرَات : مفردہ : دَبِرَۃٌ : جس کی پیٹھ زخمی ہو۔ «وحَرْبٍ» میں واو بمعنے «رُبَّ» ہے۔

(۲) سَیَتْرُکُهَا قَوْمٌ وَیَصْلَی بِحَرِّهَا بَنُوْ نِسْوَةٍ لِلثُّکْلِ مُصْطَبِرَاتِ

(ضعیف) قوم ان جنگوں کو چھوڑ دے گی اور ایسی عورتوں کے بیٹے ان کی شدت میں داخل ہوں گے جو فرزند کی گمشدگی پر صابر رہتی ہیں۔

یَصْلَی : (س) صَلًی، صِلًی : داخل ہونا۔ ثُکْل : مصدر، ثَکِلَ (س) ثُکْلاً : بچہ کو گم کرنا۔ مُصْطَبِرَات : مفردہ : مُصْطَبِرَۃ : صبر کرنے والی۔

(۳) فَإِنْ یَكُ ظَنِّیْ صَادِقًا وَهُوَ صَادِقِیْ بِکُمْ وَبِأَحْلَامٍ لَکُمْ صَفِرَاتِ

اور اگر میرا گمان تمہارے بارے میں اور تمہاری خام (بے کار) عقلوں کے بارے میں سچا ہے اور وہ سچا ہی ہوگا۔

أَحْلَام : مفرده: حِلْمٌ: عقل۔ صَفِرَات : مفرده: صَفِرَةٌ : خالی: صَفِرَ (س) صَفَرًا : خالی ہونا۔

«بِكُمْ وَبِأَحْلَامِ» «ظَنِّي» سے متعلق ہے «صَفِرَات» «أحلام» کی صفت ہے «فَإِنْ يَكُ» شرط ہے، جزاء اگلا شعر ہے۔

④ تُعِدْ فِيكُمْ جَزْرَ الْجَزُوْرِ رِمَاحُنَا ۔۔۔ وَيُمْسِكْنَ بِالْأَكْبَادِ مُنْكَسِرَاتِ

تو ہمارے نیزے تم میں اونٹ کے ذبح کرنے کی حالت کو پھر لوٹائیں گے اور وہ نیزے تمہارے جگروں میں رہیں گے اس حال میں کر ٹوٹے ہوئے ہوں گے

جَزْر : مصدر، جَزَرَ (ن) جَزْرًا : کاٹنا، ذبح کرنا۔ جَزُوْرٌ : اونٹ جو ذبح کرنے کے قابل ہو، جمع : جَزَائِرُ، جُزُرٌ۔ أَكْبَاد : جگر، مفرد: كَبِدٌ۔

تُعِدْ : اصل میں «تُعِيْدُ» ہے، جواب شرط واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوگیا۔ أَعَادَ۔ إِعَادَةً : لوٹانا۔

«جَزْرَ الجَزُوْرِ» «تُعِدْ» کا مفعول بہ ہے «رِمَاحُنَا» اس کا فاعل ہے «مُنْكَسِرَات» «يُمْسِكْنَ» کی ضمیرِ فاعل سے حال ہے۔

وَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ

یہ بیٹے کی نافرمانی پر بڑے دردناک اشعار کہتا ہے :۔۔۔۔۔۔

① غَذَوْتُكَ مَوْلُوْدًا وَعُلْتُكَ يَافِعًا ۔۔۔ تُعَلُّ بِمَا أُدْنِي إِلَيْكَ وَتُنْهَلُ

میں نے تجھ کو کھلایا اس حال میں کہ تو نومولود تھا اور تیری کفالت کی اس حال میں کہ تو نوجوان تھا، جو کچھ میں تیرے قریب لاتا تھا اس سے تو دوسری بار پلایا جاتا تھا اور پہلی بار پلایا جاتا تھا۔

غَذَوْتُ : (ن) غَذْوًا : کھلانا، غذا دینا۔ عُلْتُ : علی وزنِ قُلْتُ (ن) عَوْلًا : ضرورت پوری کرنا، کفالت کرنا۔ يَافِع : نوجوان لڑکا، جمع : يَفَعَةٌ يَفَاعٌ۔ تُعَلُّ : مضارع مجہول، عَلَّ (ض) عَلًّا، عَلَلًا : دوسری بار پینا، پلانا (لازم و متعدی) تُنْهَلُ : مضارع مجہول از بابِ إفعال : أَنْهَلَ۔ إِنْهَالًا :

پہلی بار سیراب کرنا۔ وَنَہِلَ (س) نَہَلًا : پہلی بار سیراب ہونا۔
«مَوْلُودًا» «غَذَوْتُكَ» کی ضمیر سے حال ہے «یَافِعًا» «عِلْتُكَ» کی ضمیر سے حال ہے

(۲) إِذَا لَيْلَةٌ نَابَتْكَ بِالشَّكْوِ لَمْ أَبِتْ ۔۔۔ لِشَكْوَاكَ إِلَّا سَاهِرًا أَتَمَلْمَلُ

جب کوئی رات بیماری کے ساتھ تجھ پر آتی تو میں تیری بیماری کی وجہ سے بیدار ہوکر بے چینی میں رات گذارتا تھا۔

نَابَتْ : (ن) نَوْبًا، نَوْبَةً : پیش آنا۔ الشَّكْوُ : بیماری و شکایت، شَكَا (ن) شَكْوًا : بیماری لاحق ہونا۔ لَمْ أَبِتْ : بات (ض) بَيْتُوتَةً : رات گذارنا۔ أَتَمَلْمَلُ : تَمَلْمُلًا : بے چین ہونا۔

(۳) كَأَنِّي أَنَا الْمَطْرُوقُ دُونَكَ بِالَّذِي ۔۔۔ طُرِقْتَ بِهِ دُونِي وَعَيْنِي تَهْمُلُ

گویا تو نہیں مَیں مصیبت زدہ تھا اس شکایت سے جو دراصل تجھے لاحق ہوئی تھی نہ کہ مجھے اور میری آنکھ اشکبار رہتی۔

الْمَطْرُوقُ : مصیبت زدہ، مارا ہوا۔ طَرَقَ (ن) طَرْقًا : کوٹنا، مارنا۔ تَهْمُلُ : (ن ض) هَمْلًا، هَمَلَانًا : آنسو جاری ہونا۔

(٤) تَخَافُ الرَّدَى نَفْسِي عَلَيْكَ وَإِنَّهَا ۔۔۔ لَتَعْلَمُ أَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُؤَجَّلُ

میری جان کو تیری ہلاکت کا اندیشہ رہتا۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ موت حتمی (اور اس کا وقت) مقرر ہے۔

الرَّدَى : ہلاکت، رَدِيَ (س) رَدًى : ہلاک ہونا۔ حَتْمٌ : واجب اور ضروری، حتم (ض) حَتْمًا : واجب کرنا۔ مُؤَجَّلٌ : مقرر کردہ۔ أَجَّلَ۔ تَأْجِيلًا : مقرر کرنا۔

(٥) فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِي ۔۔۔ إِلَيْهَا مَدَى مَا كُنْتُ فِيكَ أُؤَمِّلُ

جب تو بالغ ہوا اور اس حد تک پہنچ گیا، جہاں تک پہنچنے کی میں تیرے بارے میں امید کرتا تھا۔

غَايَة : انتہا، حد، جمع : غَايٌ۔ سِنٌّ : عمر، جمع : أَسْنَان : مَدَى : انتہا۔ أُؤَمِّلُ : تَأْمِيلًا : امید کرنا۔

(٦) جَعَلْتَ جَزَائِي مِنْكَ جَبْهًا وَغِلْظَةً ۔۔۔ كَأَنَّكَ أَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

تو اب تو مجھ کو میری جزا ترش رُوئی اور سختی کے ساتھ دے رہا ہے گویا کہ تو ہی مجھ پر فضل و احسان کر رہا ہے۔

جَبْهًا : ترش رُوئی : جَبَهَ (ف) جَبْهًا : ترش رُوئی سے پیش آنا۔ غِلْظَةٌ : سختی۔ غَلُظَ (ض) غِلْظَةً : سختی سے پیش آنا۔ مُتَفَضِّلٌ : اِحسان کرنے والا۔

(۷) فَلَيْتَكَ إِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ أُبُوَّتِي ... فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ يَفْعَلُ

کاش کہ اگر تو میرے حق ابوّت کا خیال نہیں کرسکا تو ایسا سلوک کرتا جیسے ایک پڑوسی قریبی پڑوسی کے ساتھ کرتا ہے۔

لَمْ تَرْعَ : واحد مذکر حاضر۔ رَعٰی (ض) رِعَايَةً : رعایت وحفاظت کرنا۔

(۸) وَسَمَّيْتَنِي بِاسْمِ الْمُفَنَّدِ رَأْيُهُ ... وَفِي رَأْيِكَ التَّفْنِيدُ لَوْكُنْتَ تَعْقِلُ

تو نے میرا نام ضعیف العقل رکھا حالانکہ یہ کم عقلی تیری رائے میں ہے اگر تو سمجھتا ہے

سَمَّيْتَ : تَسْمِيَةٌ : نام رکھنا۔ مُفَنَّد : ضعیف العقل۔ فَنَّدَ۔ تَفْنِيدًا : ضعیف العقل قرار دینا۔

(۹) تَرَاهُ مُعِدًّا لِلْخِلَافِ كَأَنَّهُ ... بِرَدٍّ عَلٰى أَهْلِ الصَّوَابِ مُوَكَّلُ

تو اس کو اختلاف کرنے کے لئے تیار پائے گا، گویا کہ درست رائے رکھنے والوں کی تردید کے لئے وہ مقرر کیا گیا ہے۔

مُعِدٌّ : تیار، اسم فاعل از أَعَدَّ۔ إِعْدَادًا : تیار کرنا۔ الصَّوَاب : درست۔ مُوَكَّلٌ : مقرر

وَقَالَتْ مَرْأَةٌ مِنْ بَنِي هِزَّانَ

یہ بھی بیٹے کی نافرمانی پر مرثیہ خوان ہے :۔

(۱) رَبَّيْتُهُ وَهُوَ مِثْلُ الْفَرْخِ أَعْظَمُهُ ... أُمُّ الطَّعَامِ تَرٰى فِي جِلْدِهِ زَغَبَا

میں نے اس کی پرورش کی جب کہ یہ چوزے کی مانند تھا جس کی کھال میں (بالوں کا) رواں ہوتا ہے اور اس کا سب سے بڑا حصہ معدہ تھا (یعنے صرف کھاتا تھا)

رَبَّيْتُ : تَرْبِيَةٌ : پرورش کرنا۔ فَرْخٌ : چوزہ، پرندہ کا بچہ، جمع : أَفْرَاخٌ۔ أُمُّ الطَّعَامِ : معدہ : زَغَبًا : مفردہ : زَغَبَة : بالوں یا پروں کے روئیں، چھوٹے ہلکے بال

(۲) حَتّٰى إِذَا آضَ كَالْفُحَّالِ شَذَّبَهُ ... أَبَّارُهُ وَنَفٰى عَنْ مَتْنِهِ الْكَرَبَا

حتیٰ کہ جب نر کھجور کی مانند (قوی اور طویل) ہوگیا۔ جس کی شاخوں کو مالی نے چھانٹ دیا ہو اور اُس کے تنے سے موٹی ڈالیاں صاف کردی ہوں۔

آضَ : بمعنی : صَارَ (ض) أَيْضًا : بدل جانا، ہوجانا۔ فُحَّالٌ : نر کھجور کا درخت

جمع : فَحَاحِيلُ - شَذَبَ : تَشْذِيبًا وَشَذَبَ (ض) شَذْبًا: کانٹ چھانٹ کرنا - أَبَار : مالی، أَبَرَ : درخت کی زائد شاخیں کاٹ کراس کی اصلاح کرنا، مادہ (عب ر) کَرَبٌ : مفرده : کَرَبَةٌ : کھجور کی ٹہنی کی موٹی جڑ۔

③ أَنْشَأَ يُمَزِّقُ أَثْوَابِي يُؤَدِّبُنِي ... أَبَعْدَ شَيْبِيَ عِنْدِي يَبْتَغِي الْأَدَبَا

تو اب میرے کپڑے پھاڑنے لگا (اور) مجھے ادب سکھانے لگا، کیا وہ میرے بڑھاپے کے بعد اب مجھ سے ادب چاہتا ہے۔

أَنْشَأَ : إِنْشَاءً : شروع کرنا۔ يُمَزِّقُ : تَمْزِيقًا : ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ شَيْبٌ : بالوں کی سفیدی، بڑھاپا۔

④ إِنِّي لَأُبْصِرُ فِي تَرْجِيلِ لِمَّتِهِ ... وَخَطِّ لِحْيَتِهِ فِي خَدِّهِ عَجَبَا

بے شک میں اس کے بال دھو کر کنگھی کرنے اور اس کے رخسار پر داڑھی کے خط میں ایک عجیب چیز دیکھتی ہوں (کہ کبھی وہ بچہ ناتواں اور ابھی ایسا جوان!)

تَرْجِيلٌ : بال دھونا، کنگھی کرنا۔ لِمَّةٌ : بالوں کی زلف جو کانوں کی لو سے متجاوز ہو، جمع : لِمَمٌ۔ خَطٌّ : لکیر، جمع : خُطُوطٌ۔

⑤ قَالَتْ لَهُ عِرْسُهُ يَوْمًا لِتُسْمِعَنِي ... مَهْلًا فَإِنَّ لَنَا فِي أُمِّنَا أَرَبَا

اس کی بیوی مجھے سنانے کے لئے ایک دن اس سے کہنے لگی کہ ٹھہر و (گستاخی اور مار پیٹ میں جلدی نہ کرو) اماں جان کی تو ہمیں بڑی ضرورت ہے۔

عِرْسٌ : بیوی، جمع : أَعْرَاسٌ۔ مَهْلًا : اسم فعل بمعنی : أَمْهِلْ۔ أَرَبٌ : حاجت۔ «مَهْلًا» «قَالَتْ» کا مفعول ہے۔

⑥ وَلَوْ رَأَتْنِي فِي نَارٍ مُسَعَّرَةٍ ... ثُمَّ اسْتَطَاعَتْ لَزَادَتْ فَوْقَهَا حَطَبَا

حالانکہ اگر وہ مجھے بھڑکائی ہوئی آگ میں دیکھے اور اس کا بس چل سکے تو اس آگ اوپر اور لکڑیاں ڈال دے۔

مُسَعَّرَةٌ : بھڑکائی ہوئی۔ سَعَّرَ۔ تَسْعِيرًا، وَسَعَرَ (ف) سَعْرًا : آگ بھڑکانا۔ حَطَبٌ : ایندھن، لکڑی۔ زَادَتْ : (ض) زِيَادَةً : زیادہ کرنا۔

وَقَالَ ابْنُ السُّلَيْمَانِيُّ

تعارف : یہ اسلامی شاعر ہے، یمن کے گورنر ابراہیم بن عربی نے اسے گرفتار کر

کے مدینہ بھیجا، جب سلع کے قریب پہنچا تو اسے فرار کا موقعہ ملا جس کے ضائع ہونے پر یہ اشعار کہے :-

(۱) لَعَمْرُكَ إِنِّي يَوْمَ سَلْعٍ لَلَائِمٌ ... لِنَفْسِي وَلٰكِنْ مَا يَرُدُّ التَّلَوُّمُ

تیری عمر کی قسم! جنگِ سلع میں مَیں اپنے آپ کو ملامت کرنے والا ہوں، لیکن ملامت کرنا کسی چیز کو لوٹا نہیں سکتا (کہ جو ہوا سو ہو چکا)

«لَلَائِمٌ» میں لام تاکید کا ہے۔

(۲) أَأَمْكَنْتُ مِنْ نَفْسِي عَدُوِّي ضَلَّةً ... أَلَهْفِي عَلٰى مَا فَاتَ لَوْكُنْتُ أَعْلَمُ

کیا مَیں نے گمراہی (اور غلطی) کی وجہ سے اپنے اُوپر دشمن کو قدرت دی ؟ افسوس مافات پر کاش کہ مَیں جانتا۔

«ضَلَّةً» مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ «أَلَهْفِي» میں ہمزہ ندا کے لئے ہے۔ أی یا لهفی۔

(۳) لَوَانَّ صُدُوْرَ الْأَمْرِ يَبْدُوْنَ لِلْفَتٰى ... كَأَعْقَابِهٖ لَمْ تُلْفِهٖ يَتَنَدَّمُ

اگر جوان کے لئے معاملہ کے اوائل اس کے انجام کی طرح ظاہر ہو جائیں تو تو کبھی اس کو ندامت میں مبتلا نہ پاتا (لیکن چونکہ ابتداء سے انجام و نتیجہ کا یقینی علم نہیں ہوتا۔ اس لئے بسا اوقات کام شروع کرنے کے بعد نتیجتاً نادم ہونا پڑتا ہے)

صُدُوْرٌ : مفرده ؛ صَدْرٌ، صَدْرُ الشَّيْءِ : أَوَّلُهٗ۔ أَعْقَابٌ ؛ مفرده: عُقُبٌ: ہر چیز کا آخری حصہ، انجام۔ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ «هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقُبًا۔»

(۴) لَعَمْرِيْ لَقَدْ كَانَتْ فِجَاجٌ عَرِيْضَةٌ ... وَلَيْلٌ سُخَامِيُّ الْجَنَاحَيْنِ أَدْهَمُ

میری عمر کی قسم! راستے کشادہ تھے۔ اور (مجھے چھپانے کے لئے) سیاہ بازوؤں والی تاریک رات موجود تھی۔

فِجَاجٌ: مفرده: فَجٌّ : کشادہ راستہ، دو پہاڑوں کے درمیان کا راستہ؛ سُخَامِيٌّ : سیاہ۔ أَدْهَمُ : بہت سیاہ۔ سُخَامِيُّ الْجَنَاحَيْنِ : أَسْوَدُ الطَّرَفَيْنِ: سیاہ بازوؤں والی رات یعنی اول و آخر دونوں طرف سے سیاہ تھی۔ «كانت» شعر میں تامہ ہے۔

(۵) إِذَا الْأَرْضُ لَمْ تَجْهَلْ عَلَيَّ فُرُوْجُهَا ... وَإِذْ لِيْ عَنْ دَارِ الْهَوَانِ مُرَاغَمُ

اور مجھ پر زمین کی گھاٹیاں چھپی ہوئی نہ تھیں اور ذلت کے گھر سے (نکلنے کے لئے) میرے لئے جگہ تھی۔

فُرُوجٌ : مفردہ : فَرْجٌ : راستہ، گھاٹی۔ مُرَاغَمٌ : اسم ظرف واسم مفعول : بھاگنے کی جگہ۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : «وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا»

(٦) فَلَوْ شِئْتُ إِذْ بِالْأَمْرِ يُسْرٌ لَقَلَّصَتْ بِرَحْلِيْ فَتْلَاءُ الذِّرَاعَيْنِ عَيْهَمُ

تو اگر میں چاہتا جب کہ معاملہ میرے لئے آسان تھا تو لمبی نلی والی، تیز رفتار اُونٹنی میرے کجاوے کو تیز لے جاتی (لیکن میں نے یہ موقع غنیمت نہ جانا)

قَلَّصَتْ : تَقْلِيْصًا : تیز دوڑنا۔ فَتْلَاءُ : أَفْتَل کا مؤنث ہے بمعنے، بعید پہلوؤں والا ہونا۔ فَتِلَ (س) فَتَلًا : بعید پہلوؤں والا ہونا فَتْلَاءُ الذِّرَاعَيْنِ: پہلو سے دُور بازوؤں والی اُونٹنی یعنے لمبی نلی والی۔ عَيْهَم : تیز رفتار اُونٹنی

(٧) عَلَيْهَا دَلِيْلٌ بِالْفَلَاةِ نَهَارَهٗ وَبِاللَّيْلِ لَا يُخْطِيْ لَهَا الْقَصْدَ مَنْسِمُ

اس اُونٹنی پر جنگل میں راستہ بتانے والا ایسا راہبر سوار ہوتا جو اپنے دن میں راستہ نہیں بھولتا اور رات میں بھی (اُس کی) اونٹنی کا قدم راہِ راست سے نہیں بھٹکتا (تو راستے بھی معلوم تھے اور بھاگنے کا موقع بھی تھا لیکن پھر بھی نہ بھاگا۔)

دَلِيْلٌ : رہبر، راستہ بتانے والا۔ فَلَاةٌ : جنگل، جمع : فَلًا، فَلَوَاتٌ

اَلْقَصْدُ : سیدھا راستہ۔ مَنْسِمٌ : اُونٹ کے کھر کا کنارہ۔

«نَهَارَهٗ» کی ضمیر «دَلِيْل» کی طرف راجع ہے اور یہ فعل محذوف «وَلَا يَضِلُّ» کے لئے ظرف ہے۔

وَقَالَ آخَرُ

(١) أَعْدَدْتُ بَيْضَاءَ لِلْحُرُوْبِ وَمَصْقُوْلَ الْغِرَارَيْنِ يَفْصِمُ الْحَلَقَا

میں نے جنگوں کے لئے سفید زرہ اور دو دھاری صیقل شدہ ایسا نیزہ تیار کیا ہے جو زرہوں کو کاٹ ڈالتا ہے۔

غِرَارَيْنِ : غِرَارٌ کا تثنیہ ہے : تلوار کی دھار۔ يَفْصِمُ : (ض) فَصْمًا : کاٹنا، حَلَقٌ : مفردہ : حَلْقَةٌ : زرہ۔ بَيْضَاءَ : سے سفید زرہ مُراد ہے۔

(٢) وَفَارِجًا نَبْعَةً وَمِلْأَ جَفِيْرٍ مِنْ نِصَالٍ تَخَالُهَا وَرَقَا

اور درخت نبعہ کی ایسی کمان جس کا چلہ دستے سے دُور ہے۔ اور ایسے تیروں سے بھرے ہوئے ترکش (تیار کئے ہیں) جن کو تو پتہ (کی طرح باریک) خیال کرے گا

فَارِجًا : وہ کمان جس کے چلہ اور دستہ میں فاصلہ زیادہ ہو، فَرَجَ (ض) فَرْجًا: دور ہونا، علیحدہ ہونا۔ مِلأٌ : مَایَمْلَأُ بِہِ الشَّیْئُ ۔ جَفِیْرٌ : ترکش ۔ نِصَالٌ: مفردہ : نَصْلٌ : تلوار، پھل، یہاں تیر مُراد ہیں۔ تَخَالُ : (س) خَیْلًا : گمان کرنا۔

« نَبْعَۃٌ » میں تاء وحدت کی ہے اور یہ « فَارِجًا » کی صفت ہے اور « نَبْعَۃ » مضاف الیہ بھی بن سکتا ہے، تب عبارت ہوگی « فَارِجَ نَبْعَۃٍ » اور یہ پہلے شعر میں « أَعْدَدْتُ » کا مفعول بہ ہے « تَخَالُھَا » « نِصَالٌ » کی صفت ہے۔

(۳) وَأَرْیَحِیًّا عَضْبًا وَذَا خُصَلٍ ۔۔۔ مُخْلَوْلِقَ الْمَتْنِ سَابِحًا تَئِقًا

اور اریحا کی طرف منسوب تلوار، اور گچھوں والا، چکنی کمر والا، آگے بڑھنے والا ہشاش گھوڑا (میں نے تیار کیا ہے)

أَرْیَحِیًّا : بہت زیادہ فعال اور تیار۔ یا یہ « أَرِیْحَا » کی طرف منسوب ہے جو شام کی ایک بستی کا نام ہے جہاں عمدہ تلواریں بنتی تھیں۔ خُصَلٌ : مفردہ : خُصْلَۃٌ : بالوں کا گچھا۔ مُخْلَوْلِقٌ : صیغہ اسم فاعل : چکنا۔ اِخْلَوْلَقَ ۔ اِخْلِیْلَاقًا ۔ چکنا ہونا۔ تَئِقًا: صفت مشبہ : خوشی سے بھرا ہوا، ہشاش، تَئِقَ (س) تَأَقًا : خوشی سے بھرا ہوا ہونا۔

« أَرْیَحِیًّا » « ذَا خُصَلٍ » پہلے شعر « أَعْدَدْتُ » کا مفعول بہ ہے۔

(۴) یَمْلَأُ عَیْنَیْکَ بِالْفِنَاءِ وَیُرْضِیْکَ عِقَابًا إِنْ شِئْتَ أَوْ نَزَقًا

(جب) وہ صحن میں (کھڑا ہو تو اپنے حسن و جمال سے) تیری آنکھیں بھر دے گا اور تجھے خوش کرے گا، خواہ تو پہلی دوڑ چاہے یا دوسری دوڑ (ہر دوڑ میں تو اُس سے راضی رہے گا۔)

فِنَاءٌ : صحن، جمع : أَفْنِیَۃٌ ۔ عِقَابٌ : مفردہ : عَقْبٌ : ایک بار دوڑنے کے بعد دوڑنا۔ دوسری بار دوڑنا۔ نَزَقًا : پہلی بار دوڑ۔ نَزَقَ (ض) نَزْقًا : گھوڑا کا اُچھلنا « یَمْلَأُ » پہلے شعر میں « ذَا خُصَلٍ » کی صفت ہے

وَقَالَ قَتَادَۃُ بْنُ مَسْلَمَۃَ

جنگ میں شکست پر بیوی نے طعنہ دیا اسی پر کہہ رہا ہے :-

(۱) بَکَرَتْ عَلَیَّ مِنَ السَّفَاہِ تَلُوْمُنِیْ ۔۔۔ سَفَھًا تُعَجِّزُ بَعْلَھَا وَتَلُوْمُ

وہ (بیوی) اپنی بے وقوفی سے صبح سویرے میرے پاس آئی، حماقت کی

وجہ سے اپنے شوہر کو عاجز بتلاتی رہی اور ملامت کرتی رہی۔
بَکَرَتْ : (ن) بُکُوْرًا عَلَیْهِ، إِلَیْهِ : صبح کے وقت آنا۔ تُعَجِّزُ : تَعْجِیْزًا: عجز کی طرف منسوب کرنا۔ بَعْلٌ : شوہر۔

(۲) لَمَّا رَأَتْنِی قَدْ رُزِیْتُ فَوَارِسِیْ ۔۔۔ وَبَدَتْ بِجِسْمِیْ نَهْكَةٌ وَكُلُوْمُ

(اس وقت آئی) جب اس نے مجھے دیکھا کہ مجھے میرے سواروں (کے قتل) کی مصیبت پہنچائی گئی ہے اور میرے جسم میں کمزوری اور زخم ظاہر ہوگئے۔
رُزِیْتُ : ماضی مجہول واحد متکلم (ف) رُزْءًا : مصیبت آنا۔ نَهْكَةٌ : ضعف وکمزوری۔ نَهَكَ (ف) نَهْكًا، نَهَاكَةً : دُبلا کرنا۔ كُلُوْمٌ : زخم : مفرد : كَلْمٌ۔

(۳) مَا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ أَصَابَ بِنَكْبَةٍ ۔۔۔ دَهْرٌ وَحَیٌّ بَاسِلُوْنَ صَمِیْمُ

(میں نے اس سے کہا) میں وہ پہلا شخص نہیں ہوں جس پر زمانے نے اور بہادر خالص النسب قبیلے نے مصیبت ڈھائی ہو۔ (بلکہ اس قسم کے لوگ مجھ سے پہلے بھی بہت گزر چکے ہیں۔)
نَكْبَةٌ : مصیبت، جمع : نَكَبَاتٌ۔ بَاسِلُوْنَ : بہادر۔ بَسُلَ (ك) بَسَالَةً : بہادر ہونا۔ صَمِیْمٌ : خالص، اس میں واحد جمع دونوں برابر ہیں۔
"دَهْرٌ وَحَیٌّ"، "أَصَابَ" کا فاعل ہے۔

(۴) قَاتَلْتُهُمْ حَتّٰى تَكَافَأَ جَمْعُهُمْ ۔۔۔ وَالْخَیْلُ فِیْ سَبَلِ الدِّمَاءِ تَعُوْمُ

میں اُن سے لڑا حتی کہ اُن کی جمعیت برابر ہوگئی (اور ایک دوسرے کے ساتھ مل گئی) اور گھوڑے خون کے سیلاب میں تیرتے رہے۔
تَكَافَأَ : از تفاعل : ایک جیسا ہوجانا۔ سَبَلٌ : بہنے والی بارش، یہاں مُراد سیلاب ہے۔ تَعُوْمُ : (ن) عَوْمًا : تیرنا۔

(۵) إِذْ تَتَّقِیْ بِسَرَاةِ آلِ مُقَاعِسٍ ۔۔۔ حَدَّ الْأَسِنَّةِ وَالسُّیُوْفِ تَمِیْمُ

جب کہ "تمیم" آل مقاعس کے سرداروں کی پناہ میں ہمارے نیزوں اور تلواروں کی دھار سے بچتے تھے
"تَمِیْمُ"، "تَتَّقِیْ" کا فاعل ہے، "حد ....." مفعول بہ ہے۔

(۶) لَمْ أَلْقَ قَبْلَهُمْ فَوَارِسَ مِثْلَهُمْ ۔۔۔ أَحْمٰی وَهُنَّ هَوَازِمٌ وَهَزِیْمُ

میں ان سے قبل ان جیسے شہسواروں سے نہیں لڑا جو (اپنی عزت کے ان سے)

زیادہ حفاظت کرنے والے ہوں، اس حال میں کہ گھوڑے شکست دے رہے اور کھا رہے تھے۔

هَوَازِمُ: مفرده: هَازِمٌ: شکست دینے والا۔ هَزَمَ (ض) هَزِيمَةً: شکست دینا۔ هَزِيْمٌ: بمعنی مَهْزُوْمٌ: شکست خوردہ۔

"أَحْلٰى" صیغہ تفضیل ہے "مِنْهُمْ" اس کے بعد محذوف ہے أي "أَحْمَى مِنْهُمْ"

(۷) لَمَّا الْتَقَى الصَّفَّانِ وَاخْتَلَفَ الْقَنَا   وَالْخَيْلُ فِي نَقْعِ الْعَجَاجِ أُزُوْمُ

جب دونوں صفیں مل گئیں اور نیزے چلنے لگے اور گھوڑے غبارِ جنگ میں (غصہ کی بنا پر) دانت سے (لگام) کاٹنے لگے۔

نَقْعٌ: غبار۔ عَجَاجٌ: مفرده: عَجَاجَةٌ: غبار۔ أُزُوْمٌ: مصدر، أَزَمَ (ض) أُزُوْمًا: دانت سے کاٹنا۔ اخْتَلَفَ: اخْتِلَافًا: آنا جانا۔

(۸) فِي النَّقْعِ سَاهِمَةُ الْوُجُوْهِ عَوَابِسٌ   وَبِهِنَّ مِنْ دَعْسِ الرِّمَاحِ كُلُوْمُ

اُن کے چہرے غبار میں سیاہ اور ترش رُو تھے اور نیزہ بازی کی وجہ سے اُن کو زخم لگے تھے۔

سَاهِمَةٌ: اسم فاعل، سَهَمَ (ف) سُهُوْمًا: لاغری یا پریشانی کی وجہ سے رنگ متغیر ہونا۔ دَعْسٌ: مصدر: دَعَسَ (ض) دَعْسًا: نیزہ مارنا۔

(۹) تَيَمَّمْتُ كَبْشَهُمْ بِطَعْنَةٍ فَيْصَلٍ   فَهَوٰى لِحُرِّ الْوَجْهِ وَهُوَ دَمِيْمُ

(اس وقت) میں نے ایک فیصلہ کن ضربِ نیزہ سے ان کے سردار کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ منہ کے بل گر پڑا۔ اس حال میں کہ وہ ذلیل تھا۔

تَيَمَّمْتُ: تَيَمُّمًا: قصد کرنا۔ فَيْصَلٌ: فیصلہ کن وار، جمع: فَيَاصِل

دَمِيْمٌ: ذلیل، جمع: دِمَامٌ۔ حُرٌّ: قَالَ التبريزي: وَالْحُرُّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَالِصُهُ۔

(۱۰) وَمَعِيْ أُسُوْدٌ مِنْ حَنِيْفَةَ فِي الْوَغٰى   لِلْبَيْضِ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ تَسْوِيْمُ

اور جنگ میں میرے ساتھ بنو حنیفہ کے شیر تھے جن کے سروں پر خودوں کے نشان تھے

بَيْضٌ: خود: تَسْوِيْمٌ: نشان لگانا، یہاں بمعنی نشان ہے، مصدر بمعنی اسم مصدر ہے۔ پورا شعر "تَيَمَّمْتُ" کی ضمیر متکلم سے حال ہے۔

(۱۱) قَوْمٌ إِذَا لَبِسُوا الْحَدِيْدَ كَأَنَّهُمْ   فِي الْبَيْضِ وَالْحَلَقِ الدِّلَاصِ نُجُوْمُ

وہ ایسی قوم ہیں کہ جب لوہا (زرہیں) پہنتے ہیں تو ایسا لگتا ہے، جیسے کہ وہ

خودوں میں اور چمک دار زرہوں میں ستارے ہیں۔

حَلَقَ : مفردہ : حَلْقَةٌ : زرہ۔ دِلَاصٌ : مفردہ : دَلِصٌ : نرم وچمکدار

دَلَصَ (ن) دَلِيصًا : چمکنا، نرم ہونا۔

«قوم» خبر ہے مبتدا۔ «ھم» محذوف ہے۔

(۱۲) فَلَئِنْ بَقِيتُ لَأَرْحَلَنَّ بِغَزْوَةٍ تَحْوِي الْغَنَائِمَ أَوْيَمُوتَ كَرِيمُ

چنانچہ اگر میں زندہ رہا تو ایسی لڑائی کے لئے کوچ کروں گا جو غنائم کو جمع کرے یہاں تک کہ شریف آدمی مر جائے (اپنے متعلق کہہ رہا ہے۔)

تَحْوِي : (ض) حَوَايَةً : جمع کرنا۔ «أَوْ» «إِلَى أَنْ» کے معنی میں ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي يَشْكُرَ

(۱) أَلَا أَبْلِغْ بَنِي ذُهْلٍ رَسُولًا وَخُصَّ إِلَى سَرَاةِ بَنِي الْبُطَاحِ

(اے مخاطب!) بنو ذہل کو اور خصوصاً بنو لطاح کے سرداروں کو یہ پیغام پہنچا دے۔

(۲) بِأَنَّا قَدْ قَتَلْنَا بِالْمُثَنَّى عُبَيْدَةَ مِنْكُمْ وَأَبَا الْجُلَاحِ

کہ ہم نے مثنیٰ کے بدلے تم سے عبیدہ اور ابو جلاح (دونوں) قتل کئے (مثنیٰ بنو یشکر کا آدمی تھا، بنو ذہل نے اس کو قتل کیا تھا)

«بِأَنَّا» میں با۔ زائد ہے اور یہ پہلے شعر «رَسُولًا» سے بدل ہے

(۳) فَإِنْ تَرْضَوْا فَإِنَّا قَدْ رَضِينَا وَإِنْ تَأْبَوْا فَأَطْرَافُ الرِّمَاحِ

اگر (اس قدر پر) تم راضی ہو تو ہم بھی راضی ہیں اور اگر تم انکار کرو (اور ایک کے بدلے دو کے قتل پر راضی نہیں رہتے ہو) تو نیزوں کے اطراف ہیں

(۴) مُقَوَّمَةٌ وَبِيضٌ مُرْهَفَاتٌ تُتِرُّ جَمَاجِمًا وَبَنَانَ رَاحِ

جو سیدھے کئے گئے ہیں اور تیز تلواریں ہیں جو سروں اور ہاتھ کے پوروں کو کاٹ ڈالتی ہیں (یہ دو چیزیں پھر تمھیں راضی کردیں گی۔)

مُقَوَّمَةٌ : سیدھے کئے گئے۔ قَوَّمَ۔ تَقْوِيمًا : سیدھا کرنا۔ بِيضٌ : مفردہ: أَبْيَض : تلوار، سفید۔ مُرْهَفَات : تیز تلوار۔ تُتِرُّ : مضارع واحد مؤنث غائب، أَتَرَّ۔ إِتْرَارًا : کاٹ دینا۔ جَمَاجِمُ : مفردہ : جُمْجُمَةٌ : کھوپڑی۔ بَنَانٌ : پورے، مفرد : بَنَانَةٌ۔ رَاحٌ : ہتھیلی : مفرد : رَاحَةٌ

«مُفَوَّمَۃٌ» «ھِیَ» مبتدا محذوف کی خبر ہے۔

وَقَالَ جُرَیْبَۃُ بْنُ الْأُشَیْمِ

پس منظر : ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ بنو عجل کے دو آدمی سلہب اور "ابو سلہب" بنو بجر پر غارت گری کی نیت سے نکلے، راستہ میں بنو نقعس سے ملاقات ہوئی، وہ بھی اس ارادہ سے نکلے تھے، دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی، بنو نقعس کے "فروہ بن مرثد" نامی ایک شخص نے "ابو سلہب" پر حملہ کرکے اس کا کام تمام کیا اور خود بھی اس کے نیزہ کی ضرب سے مرگیا۔ اس جنگ میں نقعس غالب رہے، یہ اشعار اسی پس منظر کا پیش منظر ہیں :

(۱) فِدًی لِفَوَارِسِی الْمُعْلَمِیْنَ تَحْتَ الْعَجَاجَةِ خَالِیْ وَعَمِّ

میرے ماموں اور چچا میرے ان سواروں پر قربان ہوں جو غبار میں (جنگ کے) نشان لگائے ہوئے ہیں۔

الْمُعْلَمِیْنَ : مفردہ : مُعْلَمٌ : نشان زدہ۔ الْعَجَاجَةُ : غبار، دھواں «خَالِی وَعَمِّی» مبتدا مؤخر ہے «فِدًی» خبر مقدم ہے۔

(۲) هُمْ كَشَفُوا عَیْبَةَ الْغَائِبِیْنَ مِنَ الْعَارِ أَوْجُهُهُمْ كَالْحُمَمْ

ان سواروں نے دور کیا، غائب ہونے والے (ہمارے اسلاف) کے غائب ہونے (کی وجہ سے پیش آنے والی مصیبت) کو اس حال میں کہ ان کے چہرے عار کے خوف سے کوئلے کی مانند سیاہ تھے۔

حُمَمٌ : مفردہ : حُمَّةٌ : کوئلہ، راکھ۔ أَوْجُهٌ : مفردہ : وَجْهٌ : چہرہ

غَائِبِیْنَ : سے شاعر کے مرنے والے اسلاف مراد ہیں اور عَیْبَةٌ سے وہ مصیبت مراد ہے جو ان اسلاف کے جانے کی وجہ سے پیش آئی، مطلب یہ ہے، کہ شہسواروں نے مردانگی کے جوہر دکھا کر اسلاف کی موت کے باعث آنے والی تکلیفوں کو دور اور زائل کردیا۔

علامہ تبریزیؒ نے «عَیْبَةَ الْعَائِبِیْنَ» نقل کیا ہے۔ عَیْبَةٌ چمڑے کی ٹوکری اور راز کی جگہ کو کہتے ہیں۔ عائبین : عیب لگانے والے، مراد دشمن ہیں، ترجمہ ہوگا۔ " ان شہسواروں نے عیب لگانے والوں کے راز کی جگہ کو ظاہر کیا" یعنی دشمنوں

کے سارے عیوب کا انکشاف کر دیا۔ کَشَفَ عَيْبَةَ الْعَائِبِ بطور محاورہ استعمال ہوتا ہے۔

(۳) إِذَا الْخَيْلُ صَاحَتْ صِيَاحَ النُّسُورِ حَزَزْنَا شَرَاسِيفَهَا بِالْجِذَمْ

جب گھوڑے (خوف کی وجہ سے) کرگسوں کی طرح چیخ رہے تھے تو ہم نے کوڑوں سے اُن کی پسلیاں توڑ ڈالیں (کہ آگے بڑھ جائیں)

صَاحَتْ : (ض) صِيَاحًا : چیخنا، چلّانا۔ النُّسُوْر : مفرده : نَسْر : گِدھ، کرگس۔ حَزَزْنَا : (ن) حَزًّا : کاٹنا۔ شَرَاسِيف : مفرده : شُرْسُوْفٌ : پیٹ کی جانب پسلیوں کا کنارہ الجِذَمْ : مفرده : جِذْمَةٌ : ٹکڑا، کوڑا، چابک۔

(۴) إِذَا الدَّهْرُ عَضَّتْكَ أَنْيَابُهُ لَدَى الشَّرِّ فَاَزِمْ بِهِ مَا أَزَمْ

جب زمانہ کے دانت شر کے وقت تجھے کاٹیں تو تُو بھی اس کو کاٹ جب تک وہ کاٹیں۔

فَاَزِمْ : امر حاضر، فا۔ جزائیہ ہے، أَزَمَ (ض) أَزْمًا : دانت سے کاٹنا۔

(۵) وَلَا تُلْفَ فِي شَرِّهِ هَائِبًا كَأَنَّكَ فِيهِ مُسِرُّ السَّقَمْ

اور تُو زمانہ کے شر کے وقت خوف زدہ نہ پایا جائے، اس طرح کہ گویا تو اُس میں بیماری کو چھپاتا ہے (مقصد یہ ہے کہ تو گردشِ زمانہ سے نہ ڈر اور اُس بے اس مریض کی طرح خوف زدہ نہ رہ جو اپنے مُہلک مرض سے مایوس ہو کر اُس کو چھپاتا ہے حالانکہ اس کا دل اس سے خائف رہتا ہے۔)

مُسِرّ : اسم فاعل از بابِ افعال : چھپانے والا، السَّقَم : بیماری، جمع : أَسْقَام

(۶) عَرَضْنَا نَزَالِ فَلَمْ يَنْزِلُوا وَكَانَتْ نَزَالِ عَلَيْهِمْ أَطَمْ

ہم نے مطالبہ پیش کیا کہ اُترو، لیکن وہ نہ اُترے اور اُترنے کی یہ دعوت اُن پر شاق گزری۔

أَطَم : اسم تفضیل : بڑا۔ طَمَّ (ن) طَمًّا : بڑا ہونا۔

(۷) وَقَدْ شَبَّهُوا الْعِيْرَ أَفْرَاسَنَا فَقَدْ وَجَدُوا مِيْرَهَا ذَا شَبَمْ

اور انھوں نے ہمارے گھوڑوں کو غلہ لانے والے اُونٹوں کے ساتھ تشبیہ دی، سو اُنھوں نے ان کا غلہ موت والا پایا (یعنے وہ ہمارے گھوڑوں کو ایسے اُونٹ سمجھ بیٹھے کہ جن پر سامانِ خوراک لدا ہوتا ہے اور عموماً ایسے اُونٹوں پر حملہ کر کے سامانِ خوراک چھین لیا جاتا ہے لیکن ہمارے گھوڑوں

پر پایا جانے والا سامانِ خوراک اُن کے لئے موت و ہلاکت کا سبب بنا)
العِيرُ : قافلہ جس میں سامان ہو، غلہ لانے والے اُونٹ، جمع : عِيَرَاتٌ
المَيْرُ : خوراک ۔ مَارَ (ض) مَيْرًا : اہل و عیال کے لئے نفقہ لانا۔ قال اللہ تعالیٰ: «وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا» شَبَمٌ : سردی، کنایتًا اس سے موت بھی مُراد لیتے ہیں، یہاں موت مُراد ہے۔ شَبِمَ (س) شَبَمًا : پانی کا ٹھنڈا ہونا۔

وَقَالَ شَقِيقُ بْنُ سُلَيْكٍ الْأَسَدِيُّ

تعارف : ان اشعار کا پس منظر یہ ہے کہ ابُوانس ضحاک بن خالد فہری نے شاعر کو حکم دیا کہ وہ خوارزم کی طرف جانے والے لشکر میں شامل ہو جائے لیکن یہ کسی وجہ سے اُس میں شامل نہ ہو سکا اور اپنی جگہ حطان بن خفاف کو کچھ عوض دے کر روانہ کیا، جب ضحاک کو اس کا علم ہوا تو شاعر کو ڈانٹا کیونکہ ضحاک امیر تھے۔ ذیل کے اشعار میں شاعر امیر سے وفاداری اور لشکر میں شامل نہ ہونے کا عذر بیان کر رہا ہے :——

(۱) أَتَانِيْ عَنْ أَبِيْ أَنَسٍ وَعِيْدٌ ... فَسَلَّ تَغَيُّظُ الضَّحَّاكِ جِسْمِيْ

ابوانس کی جانب سے میرے پاس دھمکی آئی ہے (ابوانس ضحاک کی کنیت ہے) سو ضحاک کے غضب نے تو میرے جسم کو پگھلا دیا۔

تَغَيُّظٌ : غضب ناک ہونا ۔ وَغَاظَ (ض) غَيْظًا : غصہ دلانا۔ سَلَّ: (ن) سَلًّا : آہستہ آہستہ نکالنا، یہاں پگھلانا مُراد ہے۔

(۲) وَلَمْ أَعْصِ الْأَمِيْرَ وَلَمْ أَرِبْهُ ... وَلَمْ أَسْبِقْ أَبَا أَنَسٍ بِوَغْمِ

حالانکہ میں نے امیر کی نہ تو کبھی نافرمانی کی ہے اور نہ ہی اُس پر کبھی عیب لگایا اور نہ ہی اس سے قبل اس کے ساتھ کینہ رکھا۔

لَمْ أَرِبْهُ : رَابَ (ض) رَيْبًا : تہمت لگانا، عیب لگانا، شک میں ڈالنا۔ وَغْمٌ : کینہ، جمع : أَوْغَامٌ۔ وَغِمَ عَلَيْهِ (س) وَغْمًا : کینہ رکھنا۔

(۳) وَلٰكِنَّ الْبُعُوْثَ جَنَتْ عَلَيْنَا ... فَصِرْنَا بَيْنَ تَطْوِيْحٍ وَغُرْمِ

لیکن لشکر نے (جس میں مَیں شریک نہ ہو سکا) ہم پر ظلم کیا (کہ گھر کا آرام چھوڑ کر سفر کی صعوبتوں کا مطالبہ کیا) اس لئے ہم وطن سے دور جانے اور تاوان اُٹھانے کے درمیان متردد ہوئے (کہ کسی کو کچھ دے اپنی جگہ بھیج دیں)

البُعُوثُ : مفرده : بَعثٌ : فوج، ہر وہ جماعت جو کہیں بھیجی جائے۔
جَنَتْ : (ض) جَنَایَةً : جرم کرنا، ظُلم کرنا۔ تَطْوِیحٌ : طَوَّحَ۔ تَطْوِیحًا
ضائع کرنا، پھینکنا، آوارہ پھرنا۔ یہاں وطن سے دُور جانا مُراد ہے۔ غُرْمٌ : تاوان۔

(۷) وَخَافَتْ مِنْ جِبَالِ السُّغْدِ نَفْسِیْ وَخَافَتْ مِنْ جِبَالِ خُوَارَزْمِ
اور میری جان سغد کے پہاڑوں سے ڈر گئی اور خوارزم کے پہاڑوں سے خوفزدہ ہوئی۔

(۵) فَقَارَعْتُ الْبُعُوْثَ وَقَارَعَتْنِیْ فَفَازَ بِضَجْعَةٍ فِی الْحَیِّ سَهْمِیْ
(بالآخر فیصلہ قرعہ اندازی پر چھوڑ گیا) میں نے لشکر کے ساتھ اور لشکر نے مجھ سے قرعہ اندازی کی تو میرے قرعہ کا تیر قبیلہ میں آرام کا نکلا (اس لئے میں رہ گیا اس وجہ سے نہیں رہا کہ امیر کے حکم کی خلاف ورزی ہو۔)

قَارَعْتُ ، مُقَارَعَةً، قِرَاعًا : باہم قرعہ اندازی کرنا۔ ضَجْعَةٌ : آرام وراحت۔ ضَجَعَ (ف) ضَجْعًا : پہلو کے بل لیٹنا۔

(٦) وَأَعْطَیْتُ الْجِعَالَةَ مُسْتَمِیْتًا خَفِیْفَ الْحَاذِ مِنْ فِتْیَانِ جَرْمِ
چنانچہ قبیلہ بنو جرم کے نوجوانوں میں سے ایک بہادر، چست و قوی کو میں نے اُجرت دی (اور اپنی جگہ روانہ کیا۔)

الْجِعَالَةُ : جنگ کرنے والے کا وظیفہ، جمع : جَعَائِلُ۔ مُسْتَمِیْتٌ : طالب قتل جو لڑائیوں میں موت کی پرواہ نہ کرے، بہادر۔ خَفِیْفُ الْحَاذِ : ہلکی پیٹھ والا۔ چُست، مادہ (ح و ذ) فِتْیَانٌ : مفردہ : فَتًی : جوان۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ
الصّٰلِحٰتُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ
الْعُجَالَةَ مَقْبُوْلَةً عِنْدَكَ وَعِنْدَ
النَّاسِ وَاجْعَلْهُ خَالِصًا لِوَجْهِكَ
الْكَرِیْمِ ط یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ (الحدیث)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

کے بارے میں

گمراہ کن غلط فہمیوں کا ازالہ

یہ کتاب کسی غالی دشمن کی کارستانی کا نہیں.... بلکہ
ایک نادان دوست کی خام فہمی.... بلاتمرانی
کا چشم کشا اور حقیقت افروز جواب ہے

تصنیف
محمد ظفر اقبال

تقریظ
شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب
صدر وفاق المدارس | [illegible]

مکتبہ عمر فاروق
4/501 شاہ فیصل کالونی ○ کراچی
فون: 4594144

وقت کی قدر و قیمت کے متعلق اُردو زبان میں ایک مُنفرد کتاب

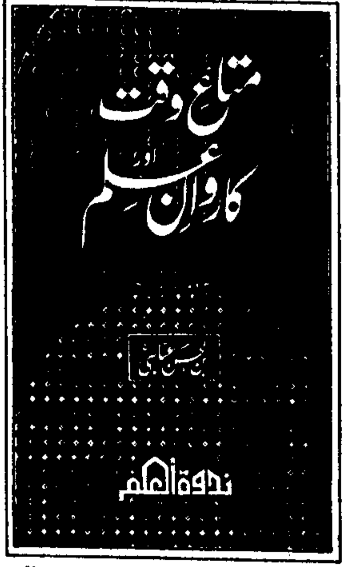

موصوف نے وقت کے موضوع پر سلیس اور عام فہم اسلوب میں لکھ کر طلبا امت کی طرف سے قرض ادا کر دیا۔
شیخ الحدیث مولانا سبحان محمود صاحب

ہر مضمون کے بعد اگلا مضمون اپنی طرف کھینچتا چلا گیا، اس کتاب نے مجھے اپنے صبح سے رات تک کے مشاغل کا احتساب کرنے پر بار بار مجبور کیا۔ یہی وہ متاع ہے جو مجھے اس کتاب کی بدولت تازہ ہو کر ملی ہے سامان کر دیکھئے شاید آپ کو بھی کچھ وقت لے کر بہت سا وقت یہ کتاب دے جائے۔
(مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب صدر دارالعلوم کراچی)

"وقت" انسان کی زندگی میں کیا اہمیت رکھتا ہے؟ اور اس امت کے اکابر نے وقت کے ایک ایک لمحے سے کس طرح فائدہ اٹھایا، یہ ہے اس کتاب کا موضوع جسے مؤلف نے بڑے دلکش اور دلچسپ پیرائے میں سمجھایا ہے، مضمون مفید ہونے کے ساتھ دلچسپ بھی اتنا ہے کہ شروع کرنے کے بعد اسے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ (جسٹس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی)

ابن الحسن عباسی صاحب نے بڑے لطف سے وقت کی اہمیت اجاگر کرنے اور وقت کی قدر کا ذوق پیدا کرنے کا دلنواز اور دلفریب تحریر کے ساتھ "متاعِ وقت" کے نام سے ذخیرہ مرتب کیا ہے۔
(مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار)

متاعِ وقت اور کاروانِ علم دینی ادبیات میں ایک وقیع اور قابلِ قدر اضافہ ہے۔ بندہ علمائے کرام اور طالبان سے خصوصی درخواست کرتا ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ ایک بار ضرور کریں۔
(مفتی نظام الدین شامزی)

اس کتاب کے مطالعے سے وقت کی قدر و قیمت، علمائے اسلاف کی تالیف و تصنیف کے بلند مقام اور ان کی عظیم زندگی کا درخشاں رخ سامنے آجاتا ہے، اُردو زبان میں ایک مُنفرد کتاب ہے۔
(مولانا محمد ناظم ندوی سابق مہتمم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

متاعِ وقت اور کاروانِ علم نہایت ہی مؤثر اور مفید کتاب ہے۔ اس موضوع پر اتنا وسیع اور وقیع مواد جمع فرمادینا مؤلف کا کمال بھی ہے اور ناظرین پر احسانِ عظیم بھی۔
(شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ فیصل آباد)

اگر اس کتاب کے بار بار مطالعہ کرنے سے وہ رنگ نصیب ہو جائے جو ہمارے اسلاف کا خاصہ اور امتیاز تھا تو زندگی سنور جائے گی۔
(مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان مدیر الفاروق کراچی)

جب کتاب پڑھنا شروع کی تو کھو گیا، جب ختم کر کے فارغ ہوا تو ماضی کے کھوئے تمام اوقات پر حسرت و ندامت حالت بھی تھی اور مستقبل میں اوقات کو محفوظ رکھ کر چلنے کا عزم کا نقشہ مرتب ہو رہا تھا وقت کی قدر و قیمت کے یہ جواہر ریزے ہزاروں صفحات کا نچوڑ ہیں۔
(مولانا عبدالقیوم حقانی مدیر القاسم اکوڑہ خٹک)

میرے ناقص مطالعہ کے مطابق وقت کے موضوع پر اُردو زبان میں اتنی جامع اور دلچسپ کتاب اب تک نہیں لکھی گئی۔
(مولانا اسلم شیخوپوری مدیر ماہنامہ الاشرف)

اپنے قریبی کسی بھی مشہور اسلامی کتب خانہ سے طلب کیجئے